قافلہ یوسف زئی پٹھان

قبیلہ امان زئی کا تفصیلی شجرہ نسب

اور دیگر معلومات بمعہ تاریخی پس منظر قبیلہ یوسف زئی

جلد اول



مصنف: عبیداللہ خان یوسف زئی

قافلہ یوسف زئی پٹھان

قبیلہ امان زئی کا تفصیلی شجرہ نسب

اور دیگر معلومات بمعہ تاریخی پس منظر قبیلہ یوسف زئی

مصنف:

عبیداللہ خان یوسف زئی

نام کتاب : قافلہ یوسف زئی پٹھان

تصنیف : عبیداللہ خان یوسف زئی

تیلیفون نمبر : 0301-8196540

کمپوزنگ/ڈیزائنگ: محمد شہاب ثانی

اشاعت اول : مارچ 2020ء

تعداد : 1000

قیمت : 600 روپے

تعاون : حمزاللہ خان ایڈوکیٹ

انتساب

اس ہستی کے نام

جو میرے لئے جنت کا سب سے عمدہ اور بہترین

دروازہ ہے اور جس کو ایک بار محبت کی نظر سے دیکھنا

میرے لیے ایک مبرور حج کے برابر ہے۔

عبیداللہ خان یوسف زئی

Feb.2020\Pictures\Mussanif Pic.jpg not found.

مصنف: عبیداللہ خان یوسفزئی

فہرست مضا ‘‘

پیش لفظ

یونیورسٹی آف انجنیر نگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور سے جب فارغ ہوا اور محکمہ واٹر منیجمنٹ خیبر پختون خوا "" بطور واٹر منیجمنٹ آفیسر نوکری مل گئی تو اس دوران اپنے علاقے کے لوگوں کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ فارغ وقت "" پختون تاریخ کی کتابیں پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور اس سلسلے "" بہت سی کتابوں کا♉ لعہ کرنے بعد اس نتیجے پہ پہنچا کہ مکمل طور پر پختون قوم کے بارے ""کہ وہ کہاں کہاں ااباد ہیں تشنگی ہے۔لھذا اس کام کو مکمل طور ایک کتاب کی شکل ""پورا کرنے کا مسمم ارادہ کرلیا اور نوکری کے دوران ضلع بنوں، مردان، سوات، مانسہرہ، کوہستان اور بونیر ""جہاں کہیں بھی جاتا تھا، معلومات● می لوگوں سے اکٹھی کرتا رہا تاکہ ریٹائرمنٹ کے بعد اس کو کتابی شکل دے سکوں۔

ریٹائرمنٹ لینے کے بعد کتابوں کا♉ لعہ بھی یک سوئی سے کرنے لگا اور ساتھ ساتھ علاقہ سودھم (جہاں پر سارے امیر بابو کی اولاد میر بابوخیل آباد ہے) کی سطح پر● می لوگوں سے بھی معلومات اکٹھی کرنے لگا۔اس سلسلے ""میرے دو رشتہ داروں جناب محبّ خان یوسف زئی اور جناب ⇦علی خان یوسف زئی نے میری بہت مدد اور حوصلہ افزائی کی جس پر ""ان دونوں کا نہایت شکر گزار ہوں۔

کتابوں سے معلومات اکٹھی کرنے کے ساتھ ساتھ علاقہ سودھم کے ہر گاؤں کا کئی بار دورہ کیا اور میروس خیل، پیر خیل، اسماعیل خیل، خیر دین خیل، ثبت خیل، میر بابو خیل اور مبین خیل وغیرہ کا شجرہ نسب مکمل کیا تاکہ تمام پختون قبیلوں کے بارے ""عمومی معلومات اور اپنے علاقے کے بارے ""مکمل معلومات منظر عام پر آسکیں۔

اس سلسلے ""یہ عرض کرتا چلوں کہ روشن خان بابا کی خاشیہ تواریخ حافظ رحمت خوانی ""اگرچہ تمام یوسف زئیوں کا شجرہ نسب دیا گیا ہے لیکن وہ ہمارے اسلاف تک ہے لھذا اُس پر مزید کام کرنے اور اس ""نئی نسل کو محفوظ بنانے کے لئے مزید کام کی ضرورت ہے۔ ""نے اس شجرہ نسب کو تپہ سُودھم کی حد

تک مکمل کیا ہے۔اس طرح باقی علاقوں کے رہنے والوں کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ بھی اس پر مزید تحقیق کر کے اس کو تاریخ کے کتابوں "محفوظ کرے تا کہ آئندہ نسل کے کام آئے۔

شجرہ نسب مکمل کرنے کے بعد یہ خیال آیا کہ اس کتاب کو مزید دلچسپ بنانے کیلئے ضروری ہے کہ ہماری نوجوان نسل کو اپنے تاریخ کے بارے "بھی ضروری معلومات حاصل ہو جائیں۔چنانچہ " نے پشتون کے دوسرے قبائل کے ساتھ ساتھ قبیلہ یوسف زئی کے اکابرین کا مختصر خاکہ پیش کرنے کا ارادہ کرلیا۔

اگرچہ "بنیادی طور پر کوئی مورخ یا ادیب نہیں ہوں لیکن پھر بھی "نے اپنے طور پر حد درجہ ناموس قلم اور تاریخ کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنے کی بھر پور کوشش کی ہے تا کہ ہمارے شجرہ نسب کا اثاثہ محفوظ ہو سکے اور اس کو آنے والی نسلیں مزید کام کرنے کے لیے بطور اثاثہ استعمال کر سکیں۔ "یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ جب میرے احباب اور♉ لعے کے شو💻 افراد اس کو پڑھیں گے تو لازماً میری اس کاوش پر مجھے اپنی رائے سے نوازینگے جو کہ میری اصلاح کے لیے بہت ضروری ہے اور اگر کوئی ایسا ☸قہ مواد، معلومات یا دستاویزات ہو جو اس سلسلہ "کام آسکے تو مجھے مطلع کریں تا کہ آئند ایڈیشن کو زیادہ مکمل اور جامع حیثیت "عوام کے سا♦ پیش کرنے کے قابل ہو جاؤں۔

یکم ستمبر 2019ء

عبیداللہ عابد یوسف زئی

(مصنف)

موضع کٹہ خٹ تحصیل و ضلع مردان

موبائل نمبر : 0301-8196540

تعارف

ستوری خالونہ پہ تندی کڑہ ذچپل قام دبنکلو ۔ تیارے دے نہ شی پتھو لے چراغان بہ شے

داتہ ذچپلہ نومہ دومرہ لرے ولے تختیے ۔ بس دے کہ ځان تہ دے افغان اووئے افغان بہ شے

یابنجارئے شہ یاملنگ **د** پښتنو ں دکوڅوں ۔ سا◊دااعزاز حاصل کڑہ شاجہان بہ شے

عبیداللہ خان یوسف زئی کو "بچپن سے جانتا ہوں۔ ہم دونوں کا تعلق موضع کٹہ خٹ سے ہے پڑوسی بھی رہے اور اچھے دوست بھی۔ ہم دونوں ایک ساتھ کھیلتے، کودتے اور پڑھتے رہے۔ " ساتویں جماعت "تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور گھر بار اور زمینوں کی دیکھ بال کی ساری ذمہ داری میرے کندھوں پر آ گئی جس کی وجہ سے میٹرک سے اگے نہ جا سکا جبکہ اس نے اپنی محنت جاری رکھی۔

عبیداللہ خان یوسف زئی 18 جنوری 1958ء کو ضلع مردان کے گاؤں کٹہ خٹ " پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سعداللہ خان تھا جو کہ اپنے علاقے کے نامی گرامی لوگوں "شمار ہوتے تھے۔ مشہور سماجی کارکن تھے اور لوگوں کے دُکھ درد "بڑھ چڑھ کر ہاتھ بٹاتے تھے۔ جس کی وجہ سے پورے علاقے "اُس کی خدمات کو بڑی قدر و منزلت سے دیکھا جاتا تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں "حاصل کی اور اپنے سکول "مڈل اور میٹرک " فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ میٹرک کے بعد اسلامیہ کالج پشاور سے ایف ایس سی اچھے نمبروں سے پاس کیا۔ اُس کے بعد پاکستان ائیر فورس "بطور جنرل ڈیوٹی پا 3 منتخب ہوئے اور وہاں پر تین سال تک بطور جنرل ڈیوٹی پا 3 (GDP) خدمات سرانجام دیتے رہے لیکن بہ وجہ علبہ شوق تعلیم تین سال بعد پاکستان ائیر فورس کو خیر آباد کہہ دیا اور اسلامیہ کالج پشاور سے بی ایس سی کر کے 1982ء "پشاور کی انجنیر نگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی (UET) "داخلہ لے لیا۔ وہاں سے چار سال بعد فارع التحصیل

ہوئے اور پھر محکمہ اصلاحی آبپاشی (Water Management) خیبر پختونخوا ہمیں بطور واٹر منیجمنٹ آفیسر (WMO) منتخب ہوئے اور پھر آخر تک اُس "خدمات انجام دیتے رہے۔

عبیداللہ خان یوسف زئی نہایت ہی محنتی اور ملک وقوم سے محبت کرنے والا انسان ہے۔ اپنی نوکری کے دوران اپنے علاقے "زراعت کی مد "وہ ترقیاتی کام سرانجام دیئے کہ پورا علاقہ آج بھی اُس پر فخر کرتی ہے اور اُس کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ نہایت ہی ملن سار انسان ہے۔ عجز وانکساری اور خدمت کا جذبہ اس "کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اپنے علاقے اور گاؤں کے لوگوں سے اُس کی محبت دیکھنے کے قابل ہے۔

ستمبر 2017 "ڈپٹی ڈائریکٹر واٹر منیجمنٹ کے عہدے سے ریٹائرمنٹ لینے کے بعد بھی لوگوں کی خدمت جاری رکھی اور اس سلسلے "گاؤں کے دوسرے ساتھیوں کے تعاون سے لوگوں کی خدمت کرنے کے لیے یوسف زئی اصلاحی جرگہ کے نام سے ایک فلاحی تنظیم بنائی۔ جس کے پلیٹ فارم سے علاقے کے لوگوں کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ لوگوں کے ⊠ن تنازعات حل کرنے اور تصفیہ طلب معاملات حل کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام پختون قبائل اور خاص کر تحصیل رُستم اور تحصیل گڑھی کپورہ "آباد یوسف زئی قبیلہ کے لوگوں کا شجرہ نسب بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ مرتب کیا اور پھر یوسف زئی قبیلہ کے حالات کے متعلق لکھنا شروع کیا۔ آپ کی انتھک کوششوں سے یہ کتاب عرصہ تین سال "مکمل ہوگئی۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے چھاپنے کے بعد یہ معلومات نہ صرف موجودہ نسل کے لیے بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے بھی مشعل راہ کا کام دے گی۔

20 ستمبر 2019ء

محبّ خان یوسف زئی

کٹہ خٹ تحصیل وضلع مردان

الفاظ تحسین

"محترم عبیداللہ صاحب کو 1974ء سے جانتا ہوں جب " نے گورنمنٹ ہائی سکول مرغز صوابی سے میٹرک پاس کر کے اسلامیہ کالج پشاور " داخلہ لے لیا۔ یہاں کلاس میٹ، ہاسٹل میٹ اور سائیڈ رومیٹ ہونے کی وجہ سے عبیداللہ کے ساتھ دوستی ہوگئی جو آج تک قائم ہے۔ بہت ہی نفیس، شریف النفس اور شریف الطینت انسان ہے۔ ہر چند ہماری دوستی قابل رشک ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ پینتالیس (45) سال کی اس دوستی کے باوجود مجھے تاریخ کے ساتھ اس کی اتنی دلچسپی اور ان کے لکھنے کے اتنے شوق کا پتہ نہیں تھا۔ بہر حال جب اُس نے مجھے بتایا کہ وہ پٹھانوں کی تاریخ لکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔تو " نے اس کی خوب حوصلہ افزائی کی اور اپنی طرف سے وقتاً فوقتاً مشورے بھی دیتا رہا۔

جہاں تک پٹھانوں کی تاریخ کا تعلق ہے تو یہ مسئلہ ابھی تک لاینحل ہے کہ پٹھان آرین ہیں یا بنی اسرائیل۔ مسمی عبیداللہ نے دوسرے کچھ لکھاریوں کی طرح مؤخر الذکر مفروضے کی بنیاد پر اپنی عمارت کھڑی کی ہے لیکن اس کا انداز اور طریقہ کار ایک محقق اور مؤرخ کے بجائے ایک تاریخی ناول نگار کا ہے۔ انھوں نے پٹھانوں کی تاریخ کی مختلف واقعات کی کڑیاں ملا کر ایک کہانی کی شکل دے دی ہے۔ اور اگرچہ اس کہانی کی ابتدا قیس عبدالشید اور اس کے شجرہ نسب سے ہوتی ہے۔ لیکن اس کا اہم اور زیادہ تر حصہ یوسف زئی پٹھانوں کی عظیم شخصیات اور ان کے تاریخی واقعات پر مشتمل ہے۔

اس قسم کے طرز تحریر کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ قاری اس کے پڑھنے سے نہ صرف محظوظ ہوتا ہے بلکہ اپنے آباء واجداد کے کارناموں پر فخر بھی محسوس کرتا ہے۔ اور اس کے دل " یہ خواہش موجزن ہو جاتی ہے کہ اس کی قوم متفق اور متحد ہو کر اپنی سر بلندی کی کوششوں کو تیز کرے اور ترقی کے□ زل طے کرتی ہوئی ایک باوقار قوم بن جائے۔ اور دنیا اس کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے۔

میری خواہش ہے کہ عبیداللہ اپنے مقصد ""☒ب ہوجائے اور لوگوں کے دلوں ""لیلیٰ پشتو کا عشق سما جائے کہ بقول اشرف مفتون:۔

داحسن ورعنائی زما دچپل ذہن تخلیق دے

خائست پہ معشوقو کے عاشقان پیدا کوی۔

یکم اکتوبر 2019

پروفیسر ڈاکٹر شاہ سعید احمد

مرغز صوابی۔

قافلہ یوسف زئی پٹھان۔۔۔۔ایک تاثر

زندہ قوموں کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ماضی کو یاد کرتی ہیں اور تاریخ "" اپنے اسلاف کے کارناموں اور دنیاوی لحاظ سے اپنی حیثیت، مرتبہ اور منفرد شناخت پر فخر کرتی ہیں۔

دنیا "" ہر شخص اپنی منفرد پہچان کے ساتھ اپنی دھرتی کے ساتھ جڑا رہنا چاہتا ہے۔امتیازی شان اور منفرد پہچان ہی معاشرے "" انسان کو وقار اور احترام بخشتی ہے جس کا وہ ہر طرح سے حق دار ہے۔

ہمارے وطن عزیز کے شمال ✗ بی خطے "" کئی ہزار سالوں سے پشتون بستے ہیں جن کا اپنا ایک شاندار ماضی ہے۔پشتون اس خطے "" مختلف قبیلوں، خاندانوں اور خیلوں "" منقسم ہیں۔اگرچہ ان کی روایات، اقدار اور ثقافت یکساں ہے لیکن کسی ایک علاقے پر ایک ہی خاندان کے لوگ جو اپنے آپ کو خیل یا زئے کہلانا زیادہ پسند کرتے ہیں اچھی آب و ہوا یا اچھی ز "" اور بود و باش کی تلاش "" آ کر اس علاقے کو اپنا مسکن بنا دیتے ہیں اور یوں ایک گاؤں یا بستی وجود "" آ جاتی ہے۔

بقول شاعر   بستی بسنا کھیل نہیں، بستے بستے بستی ہے۔

اسی طرح قبیلہ یوسف زئی کے لوگ کابل کے نواح "" اپنے برادر گگیانی قبیلہ کے لوگوں کی سازشوں اور احسان فراموش [illegible] سربراہ اُلغ بیگ کی ظلم و زیادتیوں سے تنگ آ کر ملک احمد خان کی قیادت "" پشاور وارد ہوئے اور پھر دلزاک (ایک اور پٹھان قبیلہ) کی طرف سے دوآبہ (ضلع چارسدہ) "" رہائش پذیر ہونے کے بعد انہوں نے پورے پختونخواہ کی تاریخ اور ثقافت کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔

اس قسم کی بیش بہا معلومات سے عبیداللہ خان یوسف زئی کی یہ کتاب بھری پڑی ہیں۔

عبیداللہ خان یوسف زئی زراعت کے آبی انتظام کے شعبے یعنی محکمہ آن فارم واٹر مینجمنٹ (On Farm Water Management) "" ڈپٹی ڈائریکٹر رہ چکے ہیں۔انہوں نے اپنی پیشہ ورانہ ♈ وفیات "" آبی وسائل کی حفاظت اور اس کے بہترین استعمال پر کئی تحقیقی ● لے لکھے

ہیں۔ان کی تحقیق سے دلچسپی نے انہیں اپنے ماضی کے جھروکوں "جھانکنے پر اُکسایا ہے۔انہیں اپنی تاریخ پر فخر ہے اور وہ اپنے اسلاف کے تاریخی واقعات اور کارناموں کو اگلی نسل تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتے ہیں ان کی تحریر "خلوص اور احساس تفاخر ہے اور اسی احساس نے انہیں اپنے اسلاف کی انفرادی پہچان اور امتیازی شان کو نمایاں کیا ہے۔

15 نومبر 2019

ریسرچ سکالر محمد اسماعیل خان

شیخ ملتون ٹاؤن شپ

مردان

باب 1

سرگزشت پختون قوم

حضرت ابرا❷ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر گزرے ہیں اُس کی نبوت کو🕐 دو نصریٰ اور مسلمان سارے مانتے ہیں اُس کے دو فرزند ارجمند تھے ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام، جس کی اولاد بنی اسماعیل ہیں، بی بی ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور دوسرے حضرت اسحاق علیہ السلام بی بی سارہ کے بطن سے تھے، جس کی اولاد بنی اسرائیل ہیں حضرت اسحاق علیہ السلام تمام بنی اسرائیل اور افغانوں کے جداعلیٰ ہیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کو🕐 دی اضحاک یا ضحاک کہتے ہیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی شادی اُس کے چچازاد بھائی حضرت لوط علیہ السلام کی لڑکی رفقاء سے ہوئی تھی۔ اوران سے دولڑکے یعقوب اور عمیص (عیسو) تولد ہوئے تھے۔ یعقوب کو والد پیار سے اسرائیل کہتے تھے۔ اسرائیل کا معنیٰ ہے پیارا، لاڈلا۔ اس لیے اس کو اسی نسبت سے اسرائیل علیہ السلام بھی کہتے ہیں اور بالاتفاق حضرت (یعقوب) اسرائیل علیہ السلام بڑے انبیائے مرسل " تھے۔

اس طرح بی بی رفقاء دنیا کی واحد خاتون ہے جس کا شوہر حضرت اسحاق علیہ السلام، سسر حضرت ابرا❷ علیہ السلام ، والد حضرت لوط علیہ السلام، دیور حضرت اسماعیل علیہ السلام ، بیٹا حضرت یعقوب علیہ السلام اور پوتا حضرت یوسف علیہ السلام سارے نبی مرسل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دونوں منکوحہ بیویوں اور دولونڈیوں سے بارہ فرزند عطا فرمائے۔ ان " سے چھ بیٹے روبن، شمعون،🕐 دا، لادی، یشجر اور زبولون اسرائیل کی بی بی لیاہ کے بطن سے تھے، یوسف اور بن یا " دوسری منکوحہ بی بی راخیل کے بطن سے تھے اور نفتانی اور ودان ایک کنیز اور گادوعشیر دوسری کنیز سے تولد ہوئے۔

افغانوں کے گروہ کا تعلق حضرت یعقوب علیہ السلام کے دوسرے بیٹے بن یا " سے ہے۔

سارے اہل کتاب اور افغانی مورخ دونوں اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اسرائیل کا عظیم الشان بادشاہ ملک طالوت بن قیس، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے بن یا "کی نسل سے تھے۔

جب صحرا "چالیس سال بھٹکنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے توسط سے اللہ پاک نے ان کا توبہ قبول فرمایا اور اُن کو♈ جانے کی اجازت مل گئی تو پھر ایک وقت آیا کہ بنی اسرائیل ملک♈ کی تمام اراضی، عمارات اور حکومت پر قابض ہو گئے آرام اور سکون حاصل ہونے کے باعث رفتہ رفتہ ان "غرور اور دولت جمع کرنے کا ہوس پیدا ہوا اور ظلم اور زیادتیاں کرنے لگے۔آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی خراب اعمال کی پاداش "عمالقہ کے ایک بادشاہ کو ان پر مسلط کیا اس وقت اسرائیل کا باشاہ ایلاق تھا۔عمالقہ اور اسرائیل کے ☒ن جنگ ہوئی جس "اسرائیل کو شکست ہوئی۔بہت سے لوگ جنگ "کام آئے بہت سے لوگ قیدی بن گئے اور ان کی ساری مال و☐ع پر عمالقہ کا قبضہ ہوگیا۔اس کے بعد بنی اسرائیل اپنی بد اعمالی کا نتیجہ چار سو ساٹھ سال تک بھگتے رہے اور نہایت ذلیل وخوار اور رسوا ہوتے رہے۔

اس قوم کے صالح لوگ ہمیشہ بارگاہ الٰہی "روتے اور گڑگڑاتے رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہی صالح لوگوں کی دعاؤں کو اُس کے نبی حضرت شموئیل علیہ السلام کی توسط سے قبولیت بخشی۔
بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ سے حضرت اشموئیل علیہ السلام کے توسط سے دعا کی کہ اُن کے لیے ایک بادشاہ مقرر کرے جس کی پیروی "وہ شام کے جابروں سے جہاد کرسکیں۔اس کے جواب " جبرائیل علیہ السلام بارگاہ الٰہی سے ایک عصا اور روغن زیتون سے بھرا ہوا ایک سینگ اشموئیل علیہ السلام کے پاس لائے اور اُن سے کہا کہ بنی اسرائیل سے کہہ دیجیے کہ جو لوگ اپنے ☒ن سے بادشاہ چاہتے ہیں تو ان "وہ شخص بادشاہ ہوگا جس کا قد اس عصا کے برابر ہو اور جب یہ شخص ظاہر ہو جائے گا تو تیل کی کپی بغیر آگ لگائے جوش "آجائے گی اور جب اس روغن کا ذرا سا حصہ اس کے سر پر مالش کیا جائے تو وہ اس کے تاج کا کام کرے گا۔پس اس کو ملک کا بادشاہ تسلیم کریں اور اُس کی حکم عدولی نہ کریں۔

جب حضرت اشموئیل علیہ السلام نے یہ باتیں بنی اسرئیل کو بتائیں تو بنی اسرئیل کی بڑے اور چھوٹے سب لوگ اس □ پر حضرت اشموئیل علیہ السلام کے گھر آنا شروع ہو گئے کہ شاید وہ اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوں لیکن کسی کا قد اس عصا کے برابر نہیں نکلتا تھا اور نہ روغن زیتون "جوش پیدا ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن ساول بن قیس جو ملک طالوت کہلاتے تھے اور بن یا " کی اولاد" سے تھے حضرت اشموئیل علیہ السلام کے گھر آئے تو یہ دولت اُس کو نصیب ہوئی۔

حضرت اشموئیل علیہ السلام نے اس کو □ رک باد دی اور اس کو فرمایا کہ تم بنی اسرائیل کے بادشاہ ہو اور بہت سے علاقے آپ کے زیر نگین ہوں گے۔

جب ملک طالوت بادشاہ بن گیا اور کچھ عرصہ "بنی اسرائیل "اتفاق، اتحاد اور استعداد پیدا ہوا اور سلطنت مضبوط ہوگئی تو حضرت اشموئیل علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ حکم ہوا کہ ملک طالوت سے فرماویں کہ جالوت اور اُس کی قوم سے جہاد کریں۔ چنانچہ ملک طالوت نے اشموئیل علیہ السلام کے مشورے سے لشکر جمع کیا۔ اور جالوت سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے چونکہ اس سے پہلے جالوت اور بنی اسرائیل "اکثر لڑائیاں ہوتی رہتی تھی جس "جالوت فتحیاب ہوتا تھا اس لئے بنی اسرائیل اُس سے دبے ہوئے تھے جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب آئے تو ملک طالوت نے اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کر دیگا "اُسے اپنے ساتھ بادشاہت "شریک کروں گا اور اپنی لڑکی کا نکاح اُس کے ساتھ کروں گا۔ جب داود علیہ السلام نے یہ اعلان سنا تو کہا کہ "جالوت سے لڑوں گا اور اُسے قتل کروں گا۔ اشموئیل علیہ السلام نے اُسے ایک ذرہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص کے جسم "یہ ذرہ ٹھیک اُترے گا وہ جالوت کو قتل کردے گا چنانچہ وہ ذرہ داود علیہ السلام کے جسم پر ٹھیک اُتری چنانچہ جنگ "جالوت اور داود علیہ السلام کا جب □ سا□ ہوا تو ایک زبردست لڑائی کے بعد داود علیہ السلام نے کو جالوت قتل کیا اور اُس کے ساتھ ہی اُس کی فوج کو شکست ہوگئی۔ جالوت کی شکست کے بعد ملک طالوت کی حکومت مزید مستحکم ہوگئی اور اُس نے حسب وعدہ داود علیہ السلام کو اپنے ساتھ تخت پر

بیٹھایا اور اپنی دختر کو حضرت داود علیہ السلام کے عقد "" دے دیا اور اپنی سلطنت کا پورا انتظام اُس کے سپرد کیا۔

جب ملک طالوت کا پورا انتظام سلطنت حضرت داود کے قبضہ "" آ گیا تو وہ اپنی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے جلد عوام ""مقبول ہو گئے۔ چونکہ حضرت داود علیہ السلام خوش خلق، خوش رنگ اور دلیر تھے اور عوام اور رعایا سے حسن سلوک سے پیش آتے تھے اس لئے لوگ تمام معاملات "" انہی سے رُجوع کرتے تھے اور ملک طالوت سے انہیں کوئی واسطہ نہ ہوتا تھا جس کی وجہ سے آخر کار ملک طالوت کا حضرت داود کے ساتھ عداوت پیدا ہو گئی اور وہ دل ""اُس کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبے بنانے لگا۔ ملک طالوت کے ایک خاص مقرب ذولفین نامی شخص اور ملک طالوت کے ایک فرزند یونان نے حضرت داود علیہ السلام کو اپنے باپ کے ارادوں سے مطلع کیا۔ جس کے بعد داود علیہ السلام نے اپنے حفاظت کا معقول انتظام کر لیا ملک طالوت نے اُس کو ہلاک کرنے کی کئی کوششیں کیں مگر☒ بی نہ ملی اور پھر آخر کار ایک واقعہ کے بعد ملک طالوت کے دل "" پشیمانی پیدا ہوئی اور توبہ استغفار کر کے حکومت حضرت داود علیہ السلام کے حوالے کیا اور اپنے بیٹوں کو ساتھ لیکر جہاد کی نیت سے نکل گیا اور پھر جہاد ""♏ اپنے بیٹوں کے شہید ہو گئے۔ ملک طالوت نے سینتالیس سال تک حکومت کی۔ اُس سے پہلے بنی اسرائیل جو ذلت اور رسوائی کی زندگی بسر کرتے تھے اُس کی دور حکومت ""بنی اسرائیل کو پھر سے جاہ و حشمت حاصل ہو گئی۔

ملک طالوت کی شہادت کے بعد حضرت داود علیہ السلام بنی اسرائیل کے مستقل بادشاہ بن گئے۔ ملک طالوت نے جہاد پر جاتے وقت اپنے دو حا■ بیویوں کو حضرت داود علیہ السلام کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں بیویوں کو ایک ہی دن ایک ایک فرزند عطا کیا حضرت داود علیہ السلام نے ایک کا نام برخیا اور دوسرے کا نام ☒ رکھا۔ اور دونوں کی اچھی طرح کی پرورش کی۔ جب دونوں جوان ہوئے تو ملک کی وزارت برخیا کو تفویض کی اور ☒ کو افواج کا سالار اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ حضرت

داود علیہ السلام اُن دونوں کو اپنے فرزندوں کے زمرے "" شمار کرتے تھے اور تمام سرداران ان کے احکام کے منتظر رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے برخیا کو ایک فرزند عطا کیا جس کا نام آصف رکھا گیا جبکہ ☒ کے بیٹے کا نام افغنہ ہوا۔ جو بعد "" افغنہ سے افغان بن گیا اور افغانوں کے تمام قبیلے اسی افغنہ کی نسل سے ہیں۔

حضرت داود علیہ السلام نے چالیس سال تک نہایت تزک و احتشام کے ساتھ حکومت کی۔ اُن کی سلطنت کے حدود ایک طرف حجاز تک اور دوسری طرف یمن و بلاد روم تک ❼ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو بہت اولاد عطا کی تھی۔ ان سب "" حضرت سلیمان علیہ السلام کو انہوں نے علم و حکمت، نبوت اور اُمور سلطنت کے لئے مخصوص کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آصف بن برخیا کو جو افغنہ کے چچازاد بھائی تھے چند فرزند عطا کیے تھے اور افغنہ کو اٹھارہ بیٹے دئے تھے۔ حضرت داود علیہ السلام کی حیات "" ہی افغنہ کی اولاد اتنی زیادہ ہوگئی تھی کہ بنی افغان کے نام سے الگ خیل و قبیلہ قائم ہوگئی اور آصف کی اولاد زیادہ نہ بڑھی۔ اس لیے یہ لوگ بھی افغان کے خیل "" شامل ہوگئے اسی بناء پر دونوں بزرگوں کی نسل افغانی کہلائی۔

حضرت داود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام تخت نشین ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سلطنت کے حدود اور بھی ❼ گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے والد کی نصیحت کے ♉ بق تمام ملکی اُمور "" آصف کو اپنا نائب و مختار رکھا تھا اور افغنہ کو تمام فوج کا سپہ سالار مقرر کیا تھا اور بنی اسرائیل کے تمام بڑے بڑے سرداروں "" انہیں سب سے زیادہ قدو منزلت عطا کی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے افغنہ کو اپنے والد بزرگوار حضرت داود علیہ السلام کی وصیت کے ♉ بق بیت المقدس تعمیر کرنے کا حکم دیا تو اُس نے بہت محنت اور جانفشانی کے ساتھ دن رات کام کر کے چار سال "" بیت المقدس تعمیر کر دیا۔ اُس وقت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کو پانچ سو سال ہو چکے تھے۔ اس "" چونکہ آصف کی انتظامی صلاحیتوں کا بھی بڑا دخل تھا اس لئے جب بیت المقدس کی

تعمیر مکمل ہوئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام افغنہ کی کارکردگی اور آصف کے انتظامی صلاحیتوں سے بہت خوش ہوئے اور اس طرح آصف اور افغنہ روز بروز حضرت سلیمان علیہ السلام کے منظور نظر ہونے لگے اور انہیں ان کے ہم راز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔اس لئے راز کی باتیں سر دربار کرنے کے لئے انہوں نے عبرانی زبان کو بدل کر ایک نئ زبان ایجاد کی جسے اہل زبان نہیں سمجھتے تھے اور اُس کے ذریعے حضرت سلیمان علیہ السلام اور یہ دونوں بزرگ آپس "گفتگو کرتے تھے۔

زوال بنی اسرائیل

حضرت سلیمان علیہ السلام تقریبا باون سال حکومت کرنے کے بعد وفات پا گئے اُن کے وفات کے بعد آصف اور افغنہ نے ان کے بیٹے رصحام کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور بقیہ زندگی بیت المقدس اور شام اور روم "وہ صاحب اختیار رہے۔ایک مدت کے بعد جب یہ دونوں نامدار سردار وفات پا گئے تو بنی اسرائیل "اختلافات پیدا ہو گئے۔جس کے باعث رصحام کی سلطنت کمزور پڑنے لگی اور بالآخر دو حصوں "بٹ گئی۔ⓘ دا اور بن یا "دو قبیلوں نے رصحام کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور اپنی حکومت کا نامⓘ دار کھا جبکہ باقی دس قبیلوں نے عاظم کو اپنا سربراہ بنایا اور اپنی حکومت کا نام اسرائیل رکھا۔

یہاں سے بنی اسرائیل "پھوٹ پڑ گئی ان دونوں حکومتوں کی تاریخ باہمی قتل وغارت ،نفاق اور سازشوں سے بھری پڑی ہے۔اس باہمی نفاق اور جنگ وجدل کا نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں حکومتیں اپنے وجود کو قائم نہ رکھ سکیں اور♈ یوں ،اشوریوں ،بابلیوں اور رومیوں کی تاخت وتاراج کا تختہ مشق بنے رہے۔اس دور "فلسطین کےⓘ دیوں اور اسرائیلیوں "اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے نبی مبعوث ہوئے جو انہیں خدا کا پیغام سناتے ،ہدایت کرتے اور آئندہ کے واقعات کی پیشن گوئیاں کرتے تھے۔اسرائیلی ریاست جو الجزیرہ اور موصل وغیرہ "قائم تھی اس پر نینوا کے اشوریوں نے ۷۲۱ ق م "حملہ کر دیا۔اسرائیلی ریاست جو اندرونی اختلافات کا شکار تھی⭘ بلہ نہ کر سکی اور شکست کھا گئی۔

اشوریوں نے بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا اور جو قیدی بنا لیے ان کے ساتھ بھی انسانیت سوز سلوک کرتے رہے ایک اندازے کے بق اس جنگ " مرنیوالوں، زخمیوں اور قیدی بنانے والے دیوں کی تعداد چھ لاکھ تھی اور اس کے ساتھ ہی اسرائیل کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اسرائیلی ریاست کا آخری بادشاہ ہوسیع تھا جس کو نینوا والوں نے قید کر لیا اور اس قبضے " جتنے اسرائیلی ہاتھ آئے تھے اشور انہیں نینوا لایا اور مشرق کی طرف خراسان جیحون "اور دریائے سندھ تک انہیں آباد کر دیا اور ان کی جگہ اسرائیل "اپنے آدمیوں کو لے جا کر آباد کر دیا

اسرائیلی حکومت کے خاتمہ کے بعد اشوری بادشاہ شرجون ثانی کو دیہ پر حملہ کرنے کا براہ راست موقع مل گیا اور چند سال کی چھیڑ چھاڑ کے بعد ده کا بادشاہ حذقیا اس کا باجگزار بن گیا لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے خراج دینے سے انکار کر دیا اور بلے پر امادہ ہوا۔ نینوا کے بادشاہ شرجون ثانی اور اس کے جانشین سنخیرب نے لشکر کشی کر کے یر کا محاصر کیا اس جنگ "حزقیا کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کی جگہ سنخیرب نے اس کے لڑکے کو تخت نشین کر کے اپنا باجگزار بنا دیا۔ سنخیرب کا دعویٰ ہے کہ اس جنگ "اس نے دو لاکھ ایک سو پچاس دیوں کو قیدی بنایا۔ اشوری بادشاہ نے ان قیدیوں کو بھی حسب سابق جلاوطن کر کے مشرق کی طرف ایران، بخارہ، بلخ، جوزجان یعنی خراسان اور دریائے سندھ کے مختلف علاقوں "آباد کیا۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ دا اور بھی کمزور ہو گیا اور اس کی حکومت نینوا کے آگے جھکی رہی اور باقاعدگی کے ساتھ خراج ادا کرتی رہی یہاں تک کہ نینوا والوں کے وارث اہل بابل والوں نے ۵۹۷ ق م "یر پر حملہ کر دیا اور اسے فتح کر لیا۔ اُنہوں نے بادشاہ کے بیٹے صدقیا کو تخت پر بٹھا کر اسے اپنا باجگزار بنا لیا اور دا سے دس ہزار منتخب قیدیوں کو اُن کے بال بچوں سمیت بابل لے گئے۔ صدقیا بادشاہ کئی سال تک بخت نصر کا وفادار رہا اور باقاعدگی کے ساتھ خراج ادا کرتا رہا لیکن پھر اس نے اپنی آزادی اور استقلال کا پرچم لہرایا جس پر بخت نصر نے طیش "آ کر ساٹھ ہزار خون خوار اور سفاک

سواروں کے ساتھ ممالک شام اور یروشلم پر حملہ کر دیا۔ شام کو فتح کرنے کے بعد یروشلم کا محاصرہ کر لیا ۔ دا کی فوج اور عوام نے بھر پور مزاحمت کی محاصرے نے پندرہ ماہ تک طول کھینچا مگر بالآخر بخت نصر کو کامیابی حاصل ہوئی اور یروشلم فتح ہو گیا۔

صدقیا کو گرفتار کر لیا گیا اس کے سا ◆ اس کے بیٹوں کو قتل کر دیا گیا اور اس کی آنکھیں نکالی گئی اور اسے قید کر کے بابل لے جایا گیا۔ بخت نصر ساٹھ ہزار دیوں کو قیدی بنا کر بابل لے گیا اور انہیں ایران اور بابل کے آس پاس آباد کر لیا جہاں وہ ستر برس تک غلامی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ الغرض چودہ سو سال حکومت کرنے کے بعد بنی اسرائیل کی دونوں حکومتیں ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔

اس کے علاوہ بارہ فرقوں کے لوگ اور افغان اور سب قو "جو بن یا "کی اولاد سے تھیں بیت المقدس اور شام سے ترک وطن کر کے چلی گئیں۔ یہ ترک وطن کرنے والے لوگ بھی تین گروہوں "تقسیم ہو گئے۔ ایک بہت بڑا قبیلہ جن کے قائد بنی افغان اور بنی آصف تھے ممالک عجم کی طرف روانہ ہو گئے اور ولایت خراسان تک پہنچ گئے اور کوہ شافحہ، غور اور فیروزہ کے شاداب خطوں کے آس پاس پہاڑوں "مقیم ہو گئے اور بعد "وہیں بس گئے۔ جلاوطنوں کا دوسرا گروہ جو افغان اور ان کے متعلقین سے چھوٹا تھا چند افغان قبیلوں کے ساتھ عرب ممالک کی طرف چلے گئے اور حجاز اور یثرب کی سرز " "اقامت اختیار کر لی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ جب ہم بیت المقدس سے جو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کردہ تھا محروم ہو گئے کیوں نہ ہم بیت اللہ کی زیارت کی سعادت حاصل کریں جو پہلا خانہ خدا ہے۔ تیسرا گروہ اسرائیلی قیدیوں کا تھا جن "دا کی اولاد کے جو بادشاہ اور بادشاہ زادے تھے اور یہ تمام لوگ بڑے پرہیزگار اور عالم تھے ان سب کو قتل کر دیا گیا کیونکہ اُنہوں نے بخت نصر کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور جو باقیماندہ لوگ تھے وہ ستر سال تک غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے۔

Book Feb.2020\Pictures\Muragha Cityjpg not found.

۵۳۹ ق م ” پارسی شہزادے سائرس نے بابل پر چڑھائی کر کے دیوتاؤں کی اس قدیم ریاست کو ایران کی سلطنت ” شامل کر لیا۔سائرس کی سلطنت ہندوستان سے کوش تک ایک سو ستائیس (۱۲۷) صوبوں ”پھیلی ہوئی تھی جن ” اسرائیلی بھی ستر سال سے غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔سائرس نے ان کو واپس یروشلم جانے اور شہر کو آباد کرنے اور مسجد (ہیکل) کو از سر نو تعمیر کرنے کا فرمان صادر کیا۔ چنانچہ کتاب مقدس کے مطابق بیالیس ہزار تین سو ساٹھ 42360 یہودی یروشلم واپس گئے جبکہ صرف بخت نصر کے ہاتھوں گرفتار ہونے والوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ان ” سے جو لوگ خوشحال ہو گئے تھے اُنہوں نے اپنے وطن (یروشلم) واپس جانے کے بجائے ”یہیں رہنے کو ترجیح دی۔

نوٹ:۔ اسرائیل کی ایک ریسرچ رپورٹ کے مطابق پشتون یا پٹھان یہودی النسل ہیں اور ان کا تعلق بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل سے ہے کیونکہ اس وقت جتنے بھی یہودی ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے دو قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔جبکہ بقیہ دس قبیلے اپنا مذہب تبدیل کر چکے ہیں۔ان کا کوئی پتہ معلوم نہیں ان دس قبیلوں کو اسرائیل کی تباہی کے بعد فاتحین نے جلاوطن کر دیا تھا جس کے بعد رفتہ رفتہ یہ لوگ پہلے ایران پھر افغانستان اور پاکستان کے مختلف علاقوں ” آباد ہو گئے۔

جبکہ جیوش اطلس صوبہ سندھ کی قدیم بندرگاہ دیبل کے بارے ” بتایا گیا ہے کہ یہ بندرگاہ یہودی تاجروں کی بہت بڑی مرکز تھی۔بنی اسرائیل کے تاجر زمانہ قدیم ” بذریعہ بحری جہاز سندھ اور بلوچستان کی بندرگاہوں پر آتے تھے اس لئے ان دونوں صوبوں کے بیشتر شہروں اور بندرگاہوں ” یہودیوں کے تجارتی مراکز اور عبادت گاہیں قائم ہو گئیں تھیں جس کی وجہ سے زمانہ قدیم ” پاکستان کے بعض علاقوں ” یہودیت کے ماننے والے بھی بڑی تعداد ” موجود تھے۔

ہزاروں سال سے دنیا ” زمانہ قدیم کے گم شدہ یہودی قبائل کے بارے ” گردش کرنے والی داستانوں کے مطابق ایتھوپیا ” آباد فلاشا یہودیوں اور افغانستان، مشرقی ایران اور پاکستان کے

پشتون قبائل کو ان ◷ دیوں کی نسل سمجھا جاتا ہے ۔ پشتون افغانستان " سب سے بڑا نسلی گروہ اور پاکستان " دوسرا بڑا نسل گروہ ہے خود بعض افغانوں کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ ان کے آباواجداد کا تعلق قدیم زمانہ کے ◷ دیوں سے تھا جبکہ افغانستان کا آخری بادشاہ ظاہر شاہ مرحوم برملا یہ اقرار کرتے تھے کہ اُن کا تعلق بنی اسرائیل کے بن یا " قبیلے سے ہے۔ اس طرح پاکستان اور افغانستان کی نصف آبادی ◷ دی قبیلے کے بچھڑے بہن بھائیوں پر مشتمل ہے

بنی پخت کا افغانستان " یک جا ہونا

اسرائیلی حکومت کے خاتمے کے بعد نینوا کے بادشاہ نے جن دس قبیلوں کے لوگوں کو خراسان کی طرف بھیجا تھا وہ وہیں پر آباد ہوئے تھے۔ جب شاہ نینوا نے کچھ عرصہ بعد بیت المقدس پر چڑھائی کی اور ◷ دا کے بادشاہ کو اپنا باجگزار بنا دیا تو اُس نے دونوں قبیلوں سے دو لاکھ ایک سو پچاس لوگوں کو قیدی بنا کر اسرائیل کے اُن دس قبیلوں کے پیچھے روانہ کیا۔ان لوگوں " زیادہ تعداد بنی پخت موآب کی تھی کیونکہ بنی پخت موآب کا علاقہ موجودہ اُردن " دریائے اُردن سے جانب مشرق تھا اور اشوریوں کو یرو◌تک جانے کے لئے اس علاقے سے گزرنا تھا لھذا انہی لوگوں نے اُس کے ساتھ سخت ○ بل کیا لیکن شکست کھا گئے اور قیدی بنا لئے گئے اور اس طرح پہلے جن دس اسرائیلی قبائل کو خراسان وغیرہ " جہاں جہاں آباد کئے گئے تھے یہ دوسرے نو وارد یعنی بنو پخت موآب کے جلاوطن قیدی بھی اُن کے بستیوں " پہنچائے گئے ۔ چونکہ یہ تمام لوگ ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے تھے اور ○ رقت " اتنا وقت بھی نہیں گزرا تھا کہ ایک دوسرے کو بھول جاتے اس لئے جلدی گھل مل گئے بنی پخت کے آملنے سے غیر قو " ان سب کو بنی پخت کے نام سے پکارنے لگے اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ نام زبان کے تغیرات کے باعث بگڑ کر بنی پخت سے پخت اور پھر پختون ہو گیا

اُدھر بخت نصر جو قیدی بابل لایا تھا اور اُن " سے کچھ بابل کے نواح اور کچھ ایران کے

ملک "آباد کئے تھے ابتدا " یہ لوگ موسایان اور سلیمانیان کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ کچھ مدت بعد افغان کے نام سے موسوم ہوئے۔ ساسانیوں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر یہ لوگ ایران کے ملک سے یہاں خراسان وغیرہ پہنچے تو انہیں افغان کے نام سے پکارا جاتا تھا تاہم دونوں جتھوں کے باہم ملنے سے پختون اور افغان دونوں نام اسی علاقے "رائج ہوئے

دوسری طرف جن لوگوں کو دریائے سندھ کی وادی "بسایا گیا تھا وہ کچھ عرصہ تک وہاں رہے لیکن پھر جب ان پر بیرونی حملہ اوروں کا زور بڑھ گیا تو وہ لوگ بھی نقل مکانی کر کے خراسان کے ان سرسبز پہاڑی سلسلے "آ گئے جہاں پہلے سے کچھ افغان لوگ آباد تھے۔ یہاں کی زندگی اگرچہ دشوار تھی لیکن یہاں یہ لوگ امن سے رہنے لگے کیونکہ یہ علاقہ بیرونی حملہ آوروں کی دسترس سے باہر تھا۔

باب 2

افغانوں کا اسلام قبول کرنا

جیسا کہ باب اول " بیان ہو چکا ہے بنی اسرائیل کے تمام جلاوطن گروپ اکٹھے ہو کر خراسان "کوہ شافحہ کے پہاڑی علاقے "آباد ہو گئے تھے چنانچہ جب ہجرت کے آٹھویں سال خالد بن ولید بن عکرمہ اسرائیل جو افغان کے اس گروہ سے تھے جس کے اسلاف بخت نصر کے زمانے "ارض مقدس چھوڑ کر یثرب اور حجاز آ گئے تھے اور قریش قبائل کے ساتھ رہنے لگے تھے ایمان لے آئے اور مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے۔خالد کی مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے۔ایک روز آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے خالد جب تمھاری قوم بنی اسرائیل بخت نصر کے بابلی واقعہ کے بعد شام سے جلاوطن ہوئی تو ان کا ایک چھوٹا سا گروہ جس " تمھارے ابا و اجداد بھی شامل تھے ملک عرب کی طرف آ گئے اور یثرب کے علاقے "اقامت اختیار کر لی۔ان کا خیال یہ تھا کہ جب ہم بیت المقدس سے جو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کردہ تھا محروم ہو گئے تو کیوں نہ ہم بیت اللہ کی زیارت کی سعادت حاصل کریں جو پہلا خانہ خدا ہے کیوں نہ ہم ولایت یثرب و حجاز "مقیم ہو جائیں۔لیکن ایک بڑے گروہ نے بخت نصر کے واقعہ کے بعد جبل الغور اور فیروزہ واقع خراسان کا رخ کیا اور صدیاں گزرنے کے باعث اور کثیر تعداد "ہو جانے کے باوجود وہ احکام دین موسوی کو چھوڑ کر جہالت اور گمراہی "گرفتار ہو گئے ہیں اور ابھی تک اس بے علمی کے مرض "گرفتار ہیں۔اس لئے آپ کو چاہیے کہ اُنہیں بعثت نبی اخرزمان سے آگاہ کریں اور دین اسلام کی دعوت دے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے فرمان کے ♉ بق خالد رضی اللہ نے اس گروہ کو ایک مکتوب لکھا جب خالد کا مکتوب اس گروہ کو ملا تو اُنہوں نے اسے قبول کر لیا اور آپس "مشورہ کر کے قیس کی سرکردگی

"جواس قبیلہ کے بزرگ ترین آدمیوں " سے تھے سرکردہ افراد کا ایک وفد جبل الغور سے مدینہ منورہ بھیجا اس وفد کے لوگ کئی مراحل طے کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے اور خالد بن ولید کے وسیلہ سے آنحضرت ﷺ کی خدمت " حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔آنحضرت ﷺ ان کے دین اسلام قبول کرنے پر بہت خوش ہوئے اور قیس کا اسلامی نام عبدالرشید تجویز کیا اور اس طرح اس کے بعد وہ قیس عبدالرشید کے نام سے مشہور ہوگئے۔ چونکہ اُس زمانے "آنحضرت ﷺ عازم ● تھے تو قیس عبدالرشید کو مع نومسلم افغانوں کے خالد بن ولید کے ہمراہ اس غزوہ کے لئے متعین فرمایا۔فتح ● کے بعد آنحضرت ﷺ صحابہ کی لشکر کو لیکر طائف پر حملہ اور ہوئے جہاں پر ابتدا "وہ ناخوش گوار واقعہ پیش آیا جب کفار نے جو طائف کی پہاڑوں "چھپے ہوئے تھے مسلمانوں پر زبردست تیر برسائے جس سے مسلمانوں کے قدم اُکڑ گئے اور اکثر واپس بھاگ گئے لیکن قیس عبدالرشید مع نومسلم افغانوں کے اور خالد بن ولید کے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ڈٹے رہے اور زبردست ⇧ اور شجاعت کا ♌ ہرہ کیا آنحضرت ﷺ قیس عبدالرشید کی اس بہادری پر بہت خوش ہوئے آنحضرت ﷺ قیس عبدالرشید کو بطان کا لقب عطا کیاا اور فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایک عظیم سلسلہ جاری ہوگا جو میرے دین کی استحکام کی کوشش کریگا اور میری کشتی کا بطان ہوگا (بطان کشتی کے پہلے سرے پر لگے ہوئے تختی کو کہتے ہیں) یعنی میری دین کے پھیلانے "ہراول دستے کا کردار ادا کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد عرب کے لوگ عبدالرشید کو بطان کہنے لگے اور پھر ⌚ لقب بعد "زبان کے تغیرات کے باعث بگڑ کر پٹھان بن گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ فتح ● کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو ان کو تحفے تحائف بھی دیے اور اپنے وطن جانے کی اجازت بھی دے دی اور فرمایا کہ غورستان "جا کر لوگوں کو دین اسلام قبول کرنے کی ترغیب دو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سارہ رضی اللہ عنہا کو اس کے نکاح "دیدیا اور انہیں مع اپنے ساتھیوں کے خوشی خوشی واپس غورستان رُ ⌚ کر دیا۔ یہ لوگ خوشی

خوشی واپس آ گئے اور غورستان ”بقیہ زندگی اسلام کی ترویج واشاعت ”صرف کر دی اس طرح قیس عبدالرشید کی اولاد پٹھان کہلاتی ہیں۔

(چونکہ قیس عبدالرشید کی بیوی بی بی سائرہ حضرت خالد بن ولید کی بیٹی تھی یعنی عرب تھی اس لئے پٹھانوں کے کئی اوصاف عربوں سے ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً عرب قوم مہمان نواز، بہادر اور اہل قلم ہونے کے ساتھ ساتھ دوسری قوموں سے اتنی جلدی مرغوب نہیں ہوتی تھی تو ◷ چند اوصاف پٹھان قوم ”بھی اُتنی شدت سے پائی جاتی ہیں جتنی عرب قوم ”۔ جبکہ ان کی بیشتر چیزیں ◷ دیوں سے بھی ملتی جلتی ہیں نسلی طور پر دونوں اپنے آپ کو دنیا کی بہترین قوم تصور کرتے ہیں، مذہبی طور پر سخت ہیں اور سر پر ٹوپی رکھنے کا رجحان بھی عام ہے جبکہ اس کے علاوہ بھی کئی رسم و رواج مشترک ہیں۔

ذہن ”رہے کہ پٹھانوں کا ◷ دی نسل سے ہونا قابل فخر بات ہے نہ کہ موجب توہین۔ کیونکہ ◷ دی النسل ہونا تو شاید تب اس قوم کے لیے توہین کا موجب ہوتا جب وہ سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتے۔ یہ تو اُن کی عیرت کی بلندی اور ایمان کی عظمت کا نشان ہے کہ وہ ◷ دی النسل ہوتے ہوئے بھی نبی آخر زمان حضرت محمد صلعم پر ایمان لے آئے کیونکہ یہ وہی آخری نبی ہیں جن کے اوصاف توریت وانجیل ”مذکور ہیں اور جن کی وجہ سے ہی اہل کتاب آپ صلعم کے ایک نجات دہندہ کے طور پر منتظر بھی تھے۔ لیکن بعد ”اُنہوں نے ○ اس جلن اور حسد کی وجہ سے حضرت محمد صلعم کی نبوت کا نکار کیا کہ اُن کا تعلق بنی اسرائیل سے نہیں تھا۔ بنی اسرائیل کی طرف سے آپ صلعم کی نبوت کا یہ انکار دلائل پر نہیں بلکہ نسلی □ فرت اور حسد وعناد پر مبنی تھا۔ تو اسی وجہ سے یہ بات پٹھانوں کے لیے قابل فخر ہے کہ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حواری بھی ہیں اور آخری نبی حضرت محمد صلعم کے سپاہی بھی۔)

قیس عبدالرشید اور اس کے وفد کی تبلیغ دین کی وجہ سے غورستان ”لوگ رفتہ رفتہ دائرہ اسلام ”داخل ہونے لگے یہ لوگ چونکہ اہل کتاب تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر بھی ان کا ایک

وفد بھیجا گیا تھا۔اور عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کی بعد کچھ لوگوں نے ان کے دین کو قبول بھی کر لیا تھا۔جس کی وجہ سے ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمد ﷺ نبی اخر زمان آئیں گے۔

چنانچہ وفد کے مدینہ منورہ بھیجنے پر جب ان پر حقیقت واضح ہوگئی تو رفتہ رفتہ اسلام "داخل ہونے لگے چونکہ وہ علاقہ جہاں یہ لوگ رہتے تھے کافی وسیع تھا اس لیے ان سب کا اسلام قبول کرنے "کافی وقت صرف ہوا لیکن بالآخر سب نے اسلام قبول کیا اور اس لیے آج بھی پٹھان فخر سے کہتے ہیں کہ ہم من حیث القوم مسلمان ہیں جبکہ دنیا کی کوئی اور قوم اس طرح مکمل طور پر ایک مذہب پر نہیں ہے۔الغرض جب رفتہ رفتہ یہ لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے تو ان "نئی زندگی، نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا ہوا اور انہوں نے دوسرے اقوام کے ساتھ کوہستان اور دامن کوہ کے کنارے بہت سی جنگیں لڑیں اور جہاد کیا اور ہرات کے حدود سے قندھار تک پہاڑ اور اس کی وادی کو کفار سے خالی کرایا اور کوہ سلیمان جسے افغان اپنی زبان "قیسی غر کہتے تھے ان کے زیر نگین آ گیا اس کے ساتھ ساتھ وہ وقتاً فوقتاً اسلامی افواج کی بھی مدد کرتے رہے چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت "ابو موسیٰ خوزستان، فارس، مکران اور سلوس کو فتح کرتا ہوا کوہ قفس تک پہنچ گیا تو اُس وقت کوہ قفس "آباد خشی افغان قبائل نے ان کی اچھی طرح آو بھگت کی۔اسلامی لشکر کے پاس راشن کی کمی تھی اس لئے انہوں نے اپنے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کو ذبح کرنے کے لئے پیش کیا اور ان کی اچھی طرح اعانت کی۔اس کے بعد بھی اسلامی لشکر کا کافروں کے ساتھ جنگیں ہوتی رہیں جن "یہ ان کی مدد کرتے رہے اور جب احنف بن قیس خراسان کے امیر مقرر ہوئے تو صنعانیہ کے بادشاہ کے○ بلے "ان کے ساتھ چار ہزار عرب سپاہیوں کے ساتھ ساتھ ایک ہزار افغان سپاہی بھی موجود تھے۔

سربراہ کا انتخاب

افغانوں کے گروہ جو مختلف وقتوں "مختلف علاقوں سے آکر غورستان (خراسان) "آباد ہوگئے تھے ان کی کوئی تنظیم نہیں تھی اور یہ پہاڑوں "باقی دنیا سے الگ تھلگ زندگی بسر کر رہے تھے جب دنیا کی دوسرے اقوام کے ساتھ ان کے رابطے استوار ہوئے تو ان کو اپنے تنظیم نو کا خیال پیدا ہوا یہ کوہستانی سلسلہ جس "یہ لوگ آباد تھے سات پہاڑوں پر مشتمل تھا شروع شروع "ہر پہاڑ والوں نے اپنے لئے الگ الگ سربراہ مقرر کیا مگر جیسے جیسے دوسرے اقوام کے ساتھ ان کے رابطے بڑھتے گئے انہیں اپنا ایک مشترکہ سربراہ بنانے کا خیال پید ہوا اس سلسلے "پورے علاقے کے عمائدین کا جرگہ ہوا جس "کافی غور وخوض کے بعد باہمی صلاح مشورے سے قیس عبدالرشید کو اپنا مورث اعلیٰ مقرر کیا

ایک ایسی قوم جو سینکڑوں سالوں سے جلاوطنی، قید وبند اور در بدر منتشر حالت "ٹھوکریں کھا رہی تھی ان کا اس طرح یک جا ہونا اور ایک سربراہ پر اتفاق ان کا عظیم کارنامہ تھا سربراہ اعلیٰ کے ماتحت سات آدمیوں پر مشتمل ایک جرگہ ہوتا تھا جس کا ممبر ہر پہاڑی کا سربراہ ہوتا تھا اور اس طرح ہر پہاڑی کے سربراہ کے ماتحت اس علاقے کے عمائدین کا جرگہ ہوتا تھا اور اس طرح سربراہ اعلیٰ کے احکامات عام ادمی تک اسانی کے ساتھ پہنچ جاتے تھے اس طرح کی تنظیم کے تحت وہ ان پہاڑوں سے نقل مکانی تک زندگی گزارتے تھے۔

اس تنظیم نو کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے قریب ہوگئے، نا آشنائی ختم ہوئی، محبت نے جنم لیا اور اپنی معاشی ترقی اور اقتصادی تحفظ کے لئے بیک آواز کمر بستہ ہوگئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی عرصہ "یہ لوگ خراسان اور وادی دریائے سندھ کے علاقوں "جہاں سے بہت ہی کسمپرسی کی حالت "نکل جانے پر مجبور کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سرخرو کیا۔ اور اسلام کی برکت اور یک جہتی کی بدولت انہوں نے وہ علاقے واپس لے لئے۔ ہندوں کو وہاں سے نکال کر قابض ہوئے اور پنجاب اور ہندوستان بلکہ بنگال اور مدراس پر سینکڑوں سال حکومت کی۔ ان "بڑے بڑے اولیاء

علماء اور مشائخ پیدا ہوئے۔جنھوں نے تمام ہندوستان "اسلام کو پھیلایا۔ااور دین اسلام کی پوری خدمت کی۔اوران کے مزارات اب بھی جگہ جگہ زائرین کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔

باب 3

قیس عبدالرشید

قیس عبدالرشید کا اپنا نام قیس تھا جبکہ عبدالرشید کا نام اُس کو آنحضرتﷺ نے اُس وقت
دے رکھا تھا جب وہ آنحضرتﷺ کی خدمت ” حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تھا اس کے بعد
قیس عبدالرشید کے نام سے مشہور ہو گئے۔قیس عبدالرشید افغان قبیلے کے ایک ے زگھرانے ” 575
ء ” پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام عیص تھا۔قیس عبدالرشید کا شجرہ نسب اسحاق علیہ السلام سے جا
ملتا ہے جو تمام بنی اسرائیل اور افغانوں کا جداعلیٰ تھا۔قیس عبدالرشید ملک طالوت کے بیٹے افغنہ کی اولاد
” سے تھے جو ملک طالوت بن یا “ بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد ” سے تھے۔

آپ کے والد کا شمار بھی قبیلے کے ے زترین اشخاص ” ہوتا تھا۔چونکہ یہ لوگ اس وقت
خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے اس لئے قیس عبدالرشید نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے گھر ” اپنے
والد سے حاصل کی۔اس کے بعد اس کی مزید تربیت اور علمی نکھار کے لئے دوسرے وادی کے ایک عالم
فاضل کی خدمات حاصل کی گئیں جس نے اس کی تربیت ” کوئی کسر نہ چھوڑی۔اس کے بعد اس کے
والد نے اس کو تیغ زنی اور تیراندازی کی جنگی تربیت دینے کے لئے الگ الگ اُستاد کا بندوبست کیا
جس کی وجہ سے اس کی صلاحیتیں مزید نکھر گئیں۔

قیس عبدالرشید جسمانی لحاظ سے ایک مضبوط اور کڑیل نوجوان تھا۔تیغ زنی اور تیراندازی
” مہارت کی وجہ سے قبیلے کے دوسرے نوجوانوں کی تربیت بھی کرتا تھا۔غریبوں اور بے کسوں کی مدد
بھی کرتا تھا اور سب لوگوں کے ساتھ بڑے ادب اور اخلاق سے پیش آتا تھا ہر سال عید کے موقع پر تمام
قبیلے کے نوجوانوں ” تیغ زنی اور تیراندازی کا ○ بلہ ہوتا تھا جس ” قیس عبدالرشید بھی بڑے شوق
سے حصہ لیتا تھا وہ نوجوانوں اور بڑوں ” یکساں ہر دل عزیز تھا۔اسی وجہ سے جب آنحضرتﷺ کا

پیغام حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وساطت سے ملا تو اُس کو مدینہ منورہ جانے والے وفد کا سربراہ کو بنایا۔ مدینہ منورہ "آنحضرت ﷺ کی رفاقت "وقت گزارا جس کی وجہ سے اس کے اسلام کے متعلق علم "اضافہ ہوا۔ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے اس نے پہلے ہی تورات کا علم حاصل کیا تھا اس لئے اس کو نبی آخرزمان کے متعلق تورات سے مکمل معلومات حاصل تھیں لھذا جب آنحضرت ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے فوراً قبول کرلیا جس کی وجہ سے ان کا سارا وفد مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ ان کے اس طرح اسلام قبول کرنے پر بہت خوش ہوا اور اس کا نام عبدالرشید رکھا۔

آنحضرت ﷺ کی صحبت "تقریباً چالیس دن گزارے۔ اس دوران دینی علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ فتح ●، غزوہ طائف اور دوسرے غذوات "حصہ بھی لیا اور ہر جگہ اپنی بہادری کا لوہا منوایا خصوصاً غزوہ طائف "جب کفار کی اچانک زبردست تیراندازی کی وجہ سے مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے تو ایسی سخت حالت "بھی قیس عبدالرشید نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور بڑی بہادری سے لڑتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اس کی بہادری کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایک عظیم سلسلہ جاری ہوگا جو میرے دین کے استحکام کی کوشش کریگا اور میری کشتی کا بطان ہوگا (بطان کشتی کے پہلے سرے پر لگے ہوئے تختی کو کہتے ہیں) یعنی میری دین کے پھیلانے "ہراول دستے کا کردار ادا کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد عرب کے لوگ عبدالرشید کو بطان کے نام سے پکارنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سارہ رضی اللہ عنہا کو اس کے نکاح "دیدیا اور انہیں مع اپنے ساتھیوں کے خوشی خوشی واپس غورستان رُ 🕐 کر دیا۔ واپس آکر غورستان "تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا اور رفتہ رفتہ لوگ دائرہ اسلام "داخل ہونے لگے حتیٰ کہ سارے افغان قبیلے اسلام " داخل ہو گئے۔

جب افغانوں کے دنیا کے دوسرے اقوام کے ساتھ رابطے استوار ہوئے تو ان کو اپنے تنظیم نو

اورایک مشترکہ سربراہ بنانے کا خیال پید ہوا تو اس سلسلے "جب پورے علاقے کے عمائدین کا جرگہ ہوا تو قیس عبدالرشید کو متفقہ طور پر اپنا سربراہ اعلیٰ منتخب کیا۔قیس عبدالرشید نے 661ء "86 سال کی عمر "وفات پائی۔ان کے یہاں بی بی سارہ بنت خالد سے تین بیٹے سڑابن، بیٹنی اور غورغشت پیدا ہوئے یہ تینوں قیس عبدالرشید کے اصلی فرزند ہیں اور کرلانی وصلی فرزند ہے۔چونکہ قیس عبدالرشید نے اپنی قوم کو اکٹھا کیا اسی نسبت سے انہوں نے اپنے تعارف کے لئے چار گروپ سڑابنی، بیٹنی، غورغشت اور کرلانی بنائے اور اسی تعارف کی خاطر انہوں نے ایک قومی پیشوا کے طور پر قیس عبدالرشید کو متفقہ طور پر اپنا مورث اعلیٰ مقرر کیا۔

افغان قبیلوں کی غورستان سے ہجرت

جب افغانوں کے گروہ اتنے زیادہ ہو گئے کہ کوہستان غور اور اس کے قرب وجوار "لوگوں اور ان کے مویشیوں کے رہنے کی گنجائش نہیں رہی تو وہ چار گروپوں "تقسیم ہونے کے بعد عبدالحمید لودھی کے زمانے "وہ غورستان سے نکل کر ہرات، قندہار اور غزنی کے علاقوں " 7 گئے ان " سے تمام خخی (خشی) قبائل قندہار کے جنوب کی طرف دریائے خاشی اور ئیشکے "جا کر آباد ہوئے جس کا مرکزی ◘ م گاڑ کے (گڑکویہ) تھا اور چودھوئی صدی تک وہیں آباد رہے جبکہ غوریا خیل (خلیل اور مہمند) قندھار کے شمال "◘ م ترنک، مکڑ اور قرہ باغ "آباد ہوئے تو دونوں قبیلے ایک دوسرے کے ساتھ اچھے ہمسایوں کی طرح رہنے لگے اور پیار محبت سے اور بھائی چارے سے وقت گزارنے لگے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی آپس کی محبت "دراڑیں پڑنی شروع ہو گئیں اور پھر آہستہ آہستہ بات گلے شکووں سے بڑھ کر لڑائی جھگڑے تک پہنچ گئی۔جس کی وجہ سے دونوں قبیلوں غوریا خیل اور خخی "ایک زبردست جنگ ہوئی۔

اس لڑائی "غوریا خیل نے سارے خخی قبائل (یوسف زئی، گیگیانی اور ترکلانی) کو شکست دی جس کی وجہ سے سارے خخی قبائل ملک چھوڑ کر شمال کی جانب کابل آ گئے اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔

Feb.2020\Pictures\Mandr Yousafzai.jpg not found.

□ڑ۔ یوسف زئی

یہ تصویر قدیم عہد کے ایک □ڑ نوجوان کا اوریجنل تصویر ہے یہ □ڑ قبیلے کی قدیم لباس ”
ہے جو قندھاری پختونوں کی لباس ہے۔

تعارف یوسف زئی قبیلہ

یوسف زئی قبیلہ کے بانی یوسف خان افغانوں کے جد اول قیس عبدالرشید کے بیٹے سڑابن کی اولاد "" سے تھے پہلے اس قبیلے کو سڑابنی پکارتے تھے بعد "" چل کر سڑابن کے نواسے قند بن خیرالدین کے دو بیٹوں ابرا❷ عرف عرے اور خشے عرف خخے کے نام پر دو الگ الگ قبیلے بن گئے ابرا❷ عرف عرے کی اولاد کو غوریا خیل جو آگے چل کر مزید تین قبیلوں خلیل، مہمند اور داؤدزئی ""تقسیم ہوگئی اور خشے عرف خخے کی اولاد کو خخے قبیلہ جو آگے چل مزید تین قبیلوں یوسف زئی، گگیانی، اور ترکانڑی ""تقسیم ہوگئی۔

❑ے بن خخے کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نا عمر اور دوسرے کا نام یوسف تھا ❑ے کے بڑے بیٹے عمر کی شادی عرب کے مشہور خاندان قریش ""ہوئی اور یوسف کی شادی اپنے قبیلے خخے "" ہوئی۔ اُس وقت جب تمام خخی (خشی) قبائل قندہار کے جنوب کی طرف دریائے خاشی اور نیشکے ""جا کر آباد تھے جس کا مرکزی❍م گاڑکے (گڑکویہ) تھا اور چودھوئیں صدی تک وہیں آباد رہے۔ اُسی وقت عمر اپنے قبیلے سے جدا ہو کر ہندوستان چلا گیا اور دریائے سندھ کو عبور کرتے ہوئے موضع حسن ابدال ""جا مقیم ہوگئے اسی جگہ اس کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ❑ڑ رکھا گیا ❑ڑ کے پیدائش کے تقریبا ایک سال بعد اس کا باپ عمر اس دار فنا سے ہجرت کر گیا اور اس کو حسن ابدال کے قریب واہ کی پہاڑی پر دفن کیا گیا۔ بعد "" جب یوسف کو اپنے بھائی عمر کی وفات کا علم ہوا تو وہ حسن ابدال اپنے بھاوج اور بھتیجے کو لینے پہنچ گیا لیکن بھاوج (جو قریش خاندان سے تھی) نے اس کے ساتھ جانے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ آپ افغان لوگ اپنی بھاوج سے نکاح کرتے ہیں جبکہ ""دوسری نکاح نہیں کرنا چاہتی۔ جس پر یوسف نے اس کو یقین دلایا کہ آپکے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوگا تو پھر وہ اس کے ساتھ واپس جانے پر رضا❑ ہوئی

یوسف اپنے بھاوج اور بھتیجے کو لیکر واپس اپنے قبیلے ""پہنچا تو اس نے ❑ڑ کی تربیت اپنے

زیرنگرانی کی۔اس کو اپنے بیٹوں کی طرح محبت سے پالا پوسا اور جب وہ جوانی کی دہلیز پار کر گیا تو اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دی۔ چونکہ یوسف عمر کے لحاظ سے بزرگ تھا اور یوسف کی تربیت کی وجہ سے اس نے □ڑ کے باپ کی حیثیت بھی حاصل کر لی تھی اس وجہ سے دونوں کی اولاد یوسف کے نام سے یوسف زئی پکاری جاتی رہی وہ آپس "" پیار و محبت اور صلح و آشتی سے زندگی بسر کرتے رہے اور اس امر کی ضرورت پیش نہ آئی کہ یوسف اور عمر کی اولاد جدُ اجدُ اناموں سے پکاری جاتی۔

□نڑ یوسف زئی قبیلے کی ذیلی شاخ ہے چونکہ □نڑ کی والدہ کا تعلق قریش خاندان سے تھا اس لئے یہ نسل خالص افغانی نہیں بلکہ ان کے خون "" عرب خون کی امیزش ہے اس لئے عام یوسف زئی کی نسبت زیادہ بہادر، ضدی اور سینہ زور ہیں۔ یوسف زئی قبیلے کی سرداری ہمیشہ □نڑ قبیلے ہی کے ہاتھ "" رہی۔ ملک سلیمان شاہ، ملک شاہ منصور، ملک احمد خان، شیخ ملی بابا، گجو خان، کالو خان اور بہا کو خان تمام □نڑ قبیلے سے تھے □نڑ اس وقت مردان، صوابی، اباسین پار ہزارہ، تورغر اور بونیر حدوخیل "" آباد ہیں۔

اگر چہ رسم ملک کے ♉ بق اپنے اندرونی معاملات "" دونوں جدُ اجدُ اہستیوں کے مالک تھے۔ وقت گزرنے پر جب ان کو افغانستان کا علاقہ چھوڑ کر موجودہ علاقہ یوسف زئی کی طرف آنا پڑا تو بھی وہ یوسف زئے ہی کے نام سے پکارے جاتے تھے اور تمام مورخین نے یوسف زئی ہی کے نام سے ان کا ذکر کیا حالانکہ افغانستان سے ہجرت کی قیادت ملک حمد خان □ڑ کر رہے تھے۔

موجودہ علاقہ "" پہنچنے کے بعد اپنی اندرونی تقسیم کے ♉ بق یوسف کی اولاد ضلع مردان وغیرہ کے علاقہ "" مقیم ہو گئی اور □ڑ نے دیر، سوات وغیرہ علاقوں "" ڈیرے جمائے۔ شیخ ملی کے سروے کے بعد کسی وقت حالات کے ♉ بق یوسف زئی اور □ڑ قبائل نے نئے سرے سے اپنی زمینیں آپس "" بانٹ لیں۔ اس طرح یوسف زئی نے سوات، پنجکوڑ، بونیر اور باجوڑ وغیرہ کا پورا پہاڑی علاقہ لے لیا اور □ڑ پہاڑوں سے نکل کر ضلع مردان کے ⌂ انی علاقہ کی طرف کوچ کر آئے۔ تعجب کی

بات یہ ہے کہ علاقہ یوسف زئے ضلع مردان کا نام یوسف زئیوں کے اس علاقے سے نکل جانے کے باوجود اپنی جگہ قائم رہا۔ ڑ قبائل نے اُسے اپنالیا اور اس وقت تک اس علاقہ کو یوسف زئے پکارا جاتا ہے حالانکہ وہاں کثرت آبادی ڑ قبائل کی ہے۔

ملک سلیمان شاہ خابابا

ملک سلیمان شاہ اپنے والد ملک تاج الدین کی وفات کے بعد اُس وقت یوسف زئی قوم کا سربراہ بنا جب یوسف زئی مع تمام خخی قبائل کے غوریا خیل سے شکست کھانے کے بعد کسمپرسی کی حالت "قندھار کے جنوب سے ہجرت کر کے کابل کے مضافات "آ گئے تھے۔ ملک سلیمان شاہ جو کہ خابابا کے نام سے مشہور ہوا بڑا ہی قابل، مدبر اور دور اندیش انسان تھا۔ اس کے سربراہ بننے پر یوسف زئی قوم جو کہ نہایت خستہ خالی کی صورت " تھے "ایک نیا جوش، نیا ولولہ اور اعتماد پیدا ہوا اس نے قوم کی مایوس نوجوانوں "دوبارہ قوم کی خاطر لڑنے مرنے کا جذبہ پیدا کیا۔ ان کی صلاحیتوں کو نکھارا اور ان کو پھر سے ایک جنگجو قوم بنا دیا رفتہ رفتہ یوسف زئیوں نے کابل کے گرد ونواح "اپنا اثر ورسوخ قائم کر دیا اور بہت بڑے دبدبے اور شان کے مالک بن گئے اور کابل کے مضافات کے تمام حدود کو اپنے تصرف "لے آئے۔ ملک سلیمان شاہ پشتو روایات کے ا " تھے اور انہی روایات بق اُس نے مرزا اُلغ بیگ کو ایسے وقت "پناہ دی جب اس کا باپ اس کو لیکر دُشمنوں کے خوف سے ادھر اُدھر چھپتا پھرتا ان کے قبیلے "آیا مرزا اُلغ بیگ کی عمر اُس وقت دو سال تھی مرزا اُلغ بیگ شہنشاہ ظہیر الدین بابر کا چچا تھا ملک سلیمان شاہ چونکہ ایک دور اندیش انسان تھا اس لئے اس نے اس خیال سے اس کو پال پوس کر بڑا کیا کہ جب بادشاہ بنے گا تو میری اس احسان کو نہیں بھولے گا اور اس کے بادشاہ بنتے ہی سارا اختیار میرا ہوگا اور ہوا بھی ایسا۔ جب مرزا اُلغ بیگ بڑا ہو کر یوسف زئیوں کی وجہ بادشاہ بن گیا تو اس وقت تمام کاروبار ملک سلیمان کے ہاتھ "تھا اور یوسف زئیوں کو کابل "پورا تسلط حاصل تھا اور حکومتی معاملات "رسوخ پیدا کر لیا تھا۔

ملک سلیمان شاہ نے تھوڑے عرصہ ""یوسف زئی قوم کو نا قابل شکست بنا دیا اس نے نوجوانوں کو تیغ زنی اور تیراندازی کی تربیت دینے کے لئے ماہر تیغ زن اور ماہر تیرانداز مقرر کر لئے جس نے نوجوانوں کی بہتر انداز ""تربیت مکمل کی اس کے علاوہ نوجوانوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے اور اُن ""جنگی جنوں پیدا کرنے کے لئے تیغ زنی اور تیراندازی کے باقاعدگی کے ساتھ میلے منعقد کراتا تھا جس ""نوجوان بڑے شوق اور ولولے سے حصہ لیتے اور جیتنے والوں کو بڑے بڑے انعامات دیتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ باہر کے ملکوں سے جنگی ساز و سامان جس ""تلواریں، نیزیں، تیراندازی کا سامان، زریں، اور اچھی نسل کے گھوڑے شامل تھے کی خریداری بھی کرتا رہا غرض ہر لحاظ سے اس نے اپنی قوم کو نا قابل شکست بنا دیا۔

یوسف زئیوں کی ہر کام ""مداخلت اور سلطنت ""آوارہ گردی کی وجہ سے مرزا اُلغ بیگ ان سے تنگ آچکا تھا لیکن ان کی طاقت کی وجہ سے ان کے خلاف کاروائی کرنے سے ڈرتا تھا لیکن ساتھ ساتھ وہ اس کے لئے موقع کی تلاش ""بھی تھا آخرکار مرزا اُلغ بیگ کو اُس وقت ان کے خلاف کاروائی کرنے کا موقع مل گیا جب یوسف زئیوں اور گگیانیوں ""اختلافات شروع ہو گئے۔ اختلافات کی وجہ ملک سلیمان شاہ کی بھتیجی اور ملک احمد کی بہن فاطمہ بنی فاطمہ کی نسبت کا وعدہ پہلے ابرا 2 یوسف زئی سے کیا گیا تھا لیکن پھر گھریلو اختلافات کی وجہ سے اس کی نسبت کا وعدہ حسن بن چنگا اور شبلی ابن توری موسیٰ زئی گگیانی کے عزیزوں ""سے ایک کے ساتھ کر دیا گیا۔ جس پر ابرا 2 یوسف زئی نے فاطمہ کو اغوا کر لیا اور کابل سے کورمہ لے آیا جس کو گگیانیوں نے یوسف زئیوں کی ملی بھگت قرار دیا اور ان کے خلاف ہو گئے مگر چونکہ یوسف زئی ہر طرح سے غالب اور صاحب قوت تھے اس لئے گگیانی ظاہری طور پر تو چپ رہے لیکن ہر وقت بدلہ لینے کے لئے موقعہ کی تلاش ""رہتے تھے۔

جنگ کابل

کابل کا حکمران مرزا اُلغ بیگ نے اپنے محل "دربار لگایا ہوا تھا۔ دربار "بادشاہ کے وزیر ،مشیر،فوج کے سالار اعلیٰ اور دیگر اہم عہدیداران اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے۔مرزا اُلغ بیگ نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

صاحبو تم سب لوگوں کو یہاں آنے کی زحمت اس لئے دی ہے کہ ملک کے حالات یوسف زئی قبیلے کے لوگوں کی وجہ سے بہت خراب ہو گئے ہیں عوام پر ان کی ظلم و تعدی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے چنانچہ ملک کا ہر سپاہی ، ہر شہری اور عوام ان کے ہاتھوں اپنی زندگی سے تنگ آ چکے ہیں۔ بد اخلاقی ، دست درازی ،شراب خوری اور دوسری فسق و فجور کے کام ان کا پیشہ بن گئے ہیں اور اتنے بدمست ہو گئے ہیں کہ اصیل اور عزت دار لوگوں کو پکڑ کر شراب کے ایک پیالے کے عوض فروخت کر دیتے ہیں۔کابل کے بازار "دھونس اور دھاندلی سے چیزوں کے نرخ کم کر کے انہیں خرید لیتے ہیں اور کوئی اس کو روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ان کے ظلم و ستم انتہا کو پہنچ گیا ہے وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں اور میری حکومت کی بھی پروا نہیں کرتے اور نہ میرے احکامات کو خاطر "لاتے ہیں۔مرزا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا

آج کل ان کی گگیانیوں سے رشتے کے تنازعے پر تلفت پیدا ہوگئی ہے اگر چہ کچھ عرصہ پہلے ہم نے گگیانیوں پر چڑھائی کی تھی جو یوسف زئی سردار ملک سلیمان شاہ کی ان کو پیشگی اطلاع دینے کی وجہ سے ناکام ہوگئی تھی اور وہ لوگ اپنے مال و متاع لے کر دوسری جگہ فرار ہو گئے تھے اب "نے ان کو دوستی کا پیغام بھیجا ہے اور ان کے سرداروں حسن بن چنگا اور شبلی ابن توری کو بلایا ہے وہ لوگ آ گئے ہیں لیکن "نے ابھی تک ان سے ملاقات نہیں کی ہے۔ "نے تم سب کو اس لئے بلایا کیا کہ تم سب لوگوں کی موجودگی "ان سے بات چیت کرسکوں ان کے اعتماد کو بحال کرسکوں اور ان کو ساتھ ملا کر یوسف زئی کا خاتمہ کرسکوں اور اس طرح ان کے ظلم و ستم سے اپنے لوگوں کو نجات دے سکوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد مرزا خاموش ہو گیا پھر اس نے آواز دے کر اپنے چوبدار کو بلایا

چوبدار جب اندر آیا تو کمرے "مرزا اُلغ بیگ کی تحکمانہ آواز سنائی دی گلگیانیوں کے جو دو سردار آئے ہیں انہیں فی الفور یہاں لے آؤ۔

داروغہ نے جھک کر مرزا اُلغ بیگ کو تعظیم دی پھر وہ باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد گلگیانیوں کے دونوں سردار حسن بن چنگا اور شبلی ابن توری موسیٰ زئی اس کمرے "داخل ہوئے۔ تمام وزیروں، مشیروں اور فوج کے عہدیداران نے کھڑے ہو کر گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ مرزا اُلغ بیگ نے بھی ہاتھ بڑھا کر باری باری دونوں سے مصافحہ کیا اور پھر ان کے لئے رکھی گئی دو خالی نشستوں کی طرف اشارہ کر کے ان کو بیٹھنے کا کہا جب سب لوگ اپنی اپنی نشست پر بیٹھ گئے تو مرزا اُلغ بیگ نے کہنا شروع کیا۔

میرے دوستو: اب تک ہماری طرف سے آپ کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے وہ سب یوسف زئی کے لوگوں کی شرارتوں کی وجہ سے ہوئی ہے جنھوں نے مجھے ورغلایا اور گمراہ کیا اب "نے آپ لوگوں کی طرف صلح کا پیغام بھیجا تھا تا کہ اپنی غلطی کا ازالہ کر سکوں اور آپ لوگوں سے صلح کر سکوں۔ ہم تمام آپ لوگوں کے بے حد ممنوں و مشکور ہیں کہ آپ لوگوں نے ہماری معذرت کو قبول کی اور یہاں تشریف لے آئے مرزا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

میرے دوستو: یوسف زئی ہم دونوں کے مشترکہ دشمن ہیں اُنہوں نے نہ صرف آپ لوگوں سے زیادتی کی ہے بلکہ ہمارے عوام کا جینا بھی دوبھر کر دیا ہے اور آئے دن ہمارے لئے نئی نئی مصیبتیں کھڑی کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہم ان سے بیزار ہو گئے ہیں مجھے اُن کا اعتبار نہیں اگر ان کو اس طرح کھلی چھٹی دے دی گئی اور اُن کا تدارک نہیں کیا گیا تو وہ اتنی طاقت اور قوت حاصل کر لیں گے کہ پھر آپ کو بھی اور ہم سب کو بھی نیست و نابود کر دیں گے۔ اس لئے ان کا ہاتھ روکنا اور ان کو ان کی زیادتیوں کا سزا دینا ضروری ہو گیا ہے لیکن یوسف زئی بہت طاقتور ہیں اور اکیلے کوئی ان کو شکست نہیں دے سکتا اس لئے ضروری ہے کہ ہم دونوں مل کر مشترکہ لشکر تیار کر کے ان پر حملہ کر دیں اور اُن کو روند ڈالیں اتنا

کہنے کے بعد مرزا اُلغ بیگ خاموش ہو گیا اور استفہامیہ نظروں سے گکیانی سرداروں کو دیکھنے لگا۔

مرزا اُلغ جب خاموش ہوا تو گکیانی سردار حسن بن چنگا بول اُٹھا اس نے کہا کہ:

اے بادشاہ ہم تو ہمیشہ سے آپ کے مطیع اور فرمان بردار رہے ہیں لیکن آپ نے یوسف زئیوں کی وجہ سے ہم سے دشمنی شروع کی تھی، اب جبکہ آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو ہم آپ کی طرف ایک بار پھر دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ ہم آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھا جائے کیونکہ یوسف زئی ایک منظّم اور جنگ جو قبیلہ ہے اور اگر ہم ان کو مشترکہ طور پر بھی شکست نہ دے سکے تو پھر یہاں پر ہمارے قبیلے کا جینا اور وقت گزارنا محال ہو جائے گا اس لئے ہمارے ساتھ اپکی طرف سے عہد و پیمان ضروری ہے کہ اُس حالت "آپ ہمیں یوسف زئیوں کے رحم وکرم پر اکیلا نہیں چھوڑیں گے اور فتح کی صورت ہمیں بتایا جائے کہ ہماری حیثیت آپ کے ہاں کیا ہوگی تا کہ ہم اپنے قبیلے والوں کو مطمئن کر سکیں اور وہ ہمارے ساتھ جنگ پر جانے کے لئے کمر بستہ ہو جائے۔"

ملک حسن چنگا جب خاموش ہوا تو مرزا اُلغ بیگ نے کہا کہ:

جب ہم کسی کو دوست بنا لیتے ہیں تو پھر مرتے دم تک اس کا ساتھ نبھاتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپ لوگ یوسف زئیوں کی وجہ سے مصیبت بھری زندگی گذار رہیں ہوں اور ہم آپ سے منُہ موڑ لیں۔ آج کے بعد آپ کا دشمن ہمارا دشمن اور آپ کا دوست ہمارا دوست ہوگا اور آپ لوگ یوسف زئی کی جگہ میرے مقربین "سے ہونگے۔

اس کے بعد مرزا اُلغ بیگ نے گکیانی سرداروں کو قسم قسم کے اغزازات و مدارات سے سرفراز کرنے کے بعد کہا کہ "اپنی تمام افواج کے ساتھ تمہارا امدد گار و معاون ہوں اور یوسف زئی سے بیزار ہو چکا ہوں۔ تمہیں چاہیے کہ تم جا کر اپنے لشکر کو جمع کرو اور پوری مستعدی کے ساتھ یوسف زئی قوم سے جنگ کے لئے نکل آؤ۔ ہم تمھارے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور ان کو نیست و نابود کر دینگے اس پر

فریقین نے بڑی بڑی قسمیں کھائیں اور قول وقرار ہوا۔ مرزا نے کہا کہ پہلے تم یوسف زئی کے ○ بلے "" نکلو، جنگ شروع کرو "" بھی اپنی فوج کے ساتھ پہنچ جاؤں گا۔ لیکن یہ کام انتہائی رازداری سے کرنا ہے تاکہ یوسف زئیوں کو اس کی پیشگی خبر نہ ہو جائے۔

اس پر اتفاق کرنے کے بعد گگیانی ملک مرزا اُلغ بیگ سے ر ⏲ ہو کر اپنی قوم "" پہنچ گئے جو کابل کے نواح "" آباد تھی اور لشکر کی تیاری شروع کر دی۔

دوسری طرف ملک سلیمان شاہ جو بہت ہی جہاندیدہ اور دوربین انسان تھا اس کو بھی اسکے اپنے جاسوس جو اُس نے مرزا اُلغ بیگ اور گگیانیوں کے علاقوں "" پھیلا رکھے تھے وقت وقت کی خبر دے رہے تھے جس کی وجہ سے وہ سب حالات سے باخبر تھا اور اس کے لئے اس نے اپنے رُفقاء کے ساتھ مل کر زور وشور سے تیاری شروع کی تھی۔ چونکہ اپنے قوم کو اس نے پہلے سے ہر قسم کا اسلحہ اور دوسرا جنگی ساز وسامان دوسرے ملکوں سے خرید کر فراہم کیا تھا اور نوجوانوں کی جنگی تربیت بھی کرتا رہا تھا جس کی وجہ سے یوسف زئی قوم کو اس نے پہلے کی طرح ایک جنگ جو قوم بنا دیا تھا۔ اس لئے اس نے تھوڑے ہی وقت "" ایک بڑا لشکر تیار کر لیا۔

آغازِ کار: ایک روز جب سورج غروب ہو رہا تھا نرم نرم اُجالوں "" شفق گھل کر تاریکی اور اندھیروں کو پکارنے لگی تھی پھر سرسبز پیڑوں کی اُلجھنوں کی طرح اُجالا اور تاریکی ایک دوسرے کے ربط و مقصد "" کھو گئے۔ ملک سلیمان شاہ لشکر کی تیاری کا جائزہ لینے کے بعد رزم گاہ سے اپنے کمرے کی طرف آرہا تھا کہ اُس کے دو مخبر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس کے نزدیک آکر رُک گئے ۔اور گھوڑوں سے اُتر کر ملک سلیمان شاہ کے قریب آئے بلند آواز سے سلام کیا جونہی وہ قریب آئے۔ ملک سلیمان شاہ نے بڑی بے چینی اور بے تابی سے انکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

میرے عزیزو کیا تم کوئی اچھی خبر لیکر آئے ہو جواب "" آنے والے دونوں مخبروں نے ایک بار بڑے غور سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر ان "" سے ایک نے ملک سلیمان شاہ کی طرف

دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سردارمحترم؛ ہم کوئی اچھی خبرلیکرنہیں آئے گگیانیوں نے مرزا اُلغ بیگ کے ساتھ صلح کر کے آپ کے خلاف مشترکہ طور پر جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے اوراس سلسلے "دونوں نے بڑے بڑے لشکر تیار کئے ہیں گگیانیوں کالشکرکل صبح اپنے علاقے سے حرکت "ائے گا اور پھر نزدیک آ کر وہ مرزا اُلغ بیگ کے لشکر کا انتظار کرینگے اور جب ان کالشکرآ کران کے ساتھ شامل ہوگا تو وہ مشترکہ طور پرآپ پر حملہ کر دینگے اورآپ اورتمام یوسف زئیوں کونیست ونابودکرنے کی کوشش کرینگے دونوں لشکر کابل کےنواح "اکھٹے ہونگے اور پھر وہاں سے آپ کے علاقے "تحت وتاراج کرتے ہوئے آپ پرحملہ آور ہونگے مخبرنے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

سردارمحترم؛مرزا اُلغ بیگ نے گگیانیوں سے وعدہ کیا ہے کہ اگر یوسف زئیوں کووہ دونوں شکست دینے "☒ب ہوئے تو پھر گگیانی ان کے بہت مقرب ہوجائیں گے اورانہیں حکومت " اعلیٰ عہدے دئے جائیں گے سردارمحترم ؛اگرہم نے گگیانیوں کے ساتھ ٹکرانے "تاخیرکی تو پھرمرزا اُلغ بیگ کالشکربھی ان کے ساتھ شامل ہوجائے گا اور پھر حالات ہمارے لئے نہایت کٹھن ہوجائیں گے اوراگرہم تیزی اور سرعت سے کام لیں تو دونوں لشکروں کوعلحدٰہ علحدٰہ رکھتے ہوئے باسانی ان کا ● بلہ کرسکتے ہیں تاہم اس موقع پر "آپ سے یہ بھی کہوں گا کہ گگیانیوں کے پاس اس وقت جولشکر ہے اس کی تعداد ہمارے لشکر سے کہیں زیادہ ہے مزید یہ کہ گگیانیوں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ ہراول کے طور پرعلحدٰہ کیا ہے اوراس ہراول لشکرکوانہوں نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ جوں جوں آپ ان کی طرف پیش قدمی کریں ان کا ہراول لشکرآپ پر شب خون مارتے ہوئے آپ کوکمزورکرتا چلا جائے اور جب آپ کابل کےنواح "گگیانوں تک پہنچیں تو آپ کی طاقت اورقوت کا کافی حدتک کمزورہوچکی ہو۔سردارمحترم اس وقت ہمارے پاس 🕒خبریں ہیں مخبرجب خاموش ہوا تو ملک سلیمان شاہ نے اُن کوکہا کہ اب آپ دونوں جاکرآرام کرلیں اورصبح سے پھراپنے کام "لگ جاؤ

ملک سلیمان شاہ نے اُسی وقت بازید خان ولد مانے خان ،اوریا خان ولد خوازی خان اور اسماعیل خان ولد بابی خان کواپنے کمرے "صلاح مشورے کے لئے ✂ کیا اور باہم مشورے کے بعد بازید خان ولد مانے خان کو ایک لشکر ہراول کے طور پر دیگر گگیانیوں کے ہراول کی سرکوبی کے لئے ان علاقوں کی طرف بھیجا جہاں انہوں نے لوگوں اور مویشیوں کو نقصان پہنچانا شروع کیا تھا ساتھ ہی ملک سلیمان شاہ نے ان دو مخبروں کو بھی ان سے پہلے اُسی طرف روانہ کیا تا کہ یہ بازید خان کو دشمن کے ہراول کی نقل وحرکت اوراس کے محل وقوع سے بروقت مطلع کرسکیں۔

ملک سلیمان شاہ بازید خان کور 🕐 کرنے کے بعد خود بھی لشکر لیکر گگیانیوں کے لشکر کی طرف روانہ ہوا جو کابل کے نواح "ایک کھلے ☐ ان "خیمہ زن تھے اور مرزا اُلغ بیگ کے لشکر کا انتظار کررہے تھے تا کہ مرزا کی لشکر کے آنے سے پہلے ان پر ضرب لگاسکیں۔

بازید خان تیزی سے کوچ کرتا ہوا جارہا تھا کہ اُسے وہ دو مخبر ✂ لف سمت سے آتے دکھائی دئے انہیں دیکھتے ہی بازید خان نے اپنے لشکر کو رُک جانے کا اشارہ کردیا اوران کا یہ اشارہ ملتے ہی لشکر ایک جگہ رک گیا۔تھوڑی دیر تک سا ◆ کی طرف سے دونوں مخبر اپنے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہاں پہنچے قریب آکرانہوں نے عین بازید خان کے سا ◆ اپنے گھوڑوں کو روکا۔بازید خان نے انہیں ✂ طب کرنے "پہل کی۔

میرے عزیزو کیا تم کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو؟ جواب "ان دو " سے ایک بول پڑا۔

امیر بازید خان ہم نہیں جانتے کہ یہ خبر اچھی ہے یا بری بہرحال گگیانیوں کا ہراول لشکر اس وقت یہاں سے صرف تین میل کے فاصلے پر ہے اس کے مخبروں نے بھی اسے آپکے حملہ آور ہونے کی اطلاع کردی ہے لہذا وہ آپ سے ٹکرانے کے لئے بڑی خونخواری سے اس سمت کا رخ کئے ہوئے ہے اس وقت ہمارے پاس 🕐 ایک خبر ہے۔

اس مخبر سے یہ خبر سن کر بازید خان نے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے

بازید خان اپنے لشکر کے ساتھ غصیلی روحوں کے صاعقوں، حوصلوں کے جھلملاتے سحاب اور آگ کی لپٹوں کے گورکھ دھندے کی طرح آگے بڑھنے لگا۔

تھوڑا آگے جا کر بازید خان اور اس کے لشکر کو گلگیانیوں کا ہراول لشکر دکھائی دیا اسے دیکھتے ہی بازید خان نے اپنے لشکر کی ترتیب برابر کر دی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر لشکر کو حملے کا حکم دے دیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے بازید خان گلگیانیوں کے ہراول لشکر پر تشدد کے سائبان، درد کے ہجوم کے سیل، بادلوں کی انگڑائیوں ”مسکراتی بجلیوں اور طوفانوں کے شائیں شائیں کرتے کوڑوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ جواب ”گلگیانی بھی سنگ عداوت پھیلاتے وحشیوں، بدلتی رتوں کی دھنک پر سلگتی ریت کے طوفان کھڑے کرتے بے انت لمحوں کی آوارگیوں کی طرح بازید خان اور اس کے لشکروں پر ٹوٹ پڑے۔ یوں کھلے□انوں کے اندر بازید خان اور گلگیانیوں کے د☒ن گھمسان کا رن پڑ گیا تھا۔

دونوں لشکر وحشی ہواؤں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے□ان جنگ ”خونی ہلچل کے گرداب ساحل توڑ کر خوابوں کے جزیرے ڈبوتے طوفانوں کا سماں اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ فضاؤں ”رقص کرتی موت نئے خونی باب رقم کرنے لگ گئی تھی۔ دونوں لشکروں ”جسم تار تار، تن بدن لہولہو کرتی موت کے گیتوں کی ایک بازگشت اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا گلگیانیوں کو قوی□تھی کہ تعداد ”زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ جلد بازید خان اور اس کے لشکریوں کو مار بھگائیں گے لیکن ان کی بدقسمتی کہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ بازید خان ایسا جری اور بہادر ہے جو ناممکن کو ممکن بنا دینے کی جرأت اور ہنر□ی رکھتا ہے۔

تھوڑی دیر تک گھمسان کا رن پڑتا رہا۔ پھر بازید خان نے اپنا دوسرا رنگ دکھانا شروع کیا اس نے قضا کی لپٹوں کے گورکھ دھند، لے بادلوں کی انگڑائی ”چمکتی برق اور بحر کو کوئی بھید بتانے کے لئے اس کی طرف لپکتے دریا کی طرح پینترا بدلا۔ اس کے بعد اس نے اپنے لشکریوں کو بلند آواز ” للکارا اس کی اس للکار پر اس کے لشکریوں ”ایک نیا اور انوکھا جذبہ پیدا ہوا اسی جذبے کو استعمال کرتے

ہوئے بازید خان نے نئے انداز "حملہ آور ہونا شروع کیا اور اس نئے حملے "وہ بلندی کو پست کرتی روشنیوں کے جھماکوں، جراحتوں کی درندگی برپا کرتی صحرا کے کانٹے دار آندھیوں ور سسکتے زہریلے بے انت موت کے گیتوں کی بھیانک بازگشت کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

بازید خان کے ان نئے حملوں نے گگیانیوں کو بری طرح ہلا اور دہلا کر رکھ دیا۔ جلد ہی ان نئے حملوں کی وجہ سے گگیانیوں کی حالت زرد چہروں کی مایوس کہانیوں، تشنگی کے عہد کی نوحہ خوانیوں جیسی ہونا شروع ہوگئی تھی۔ بازید خان نے بہترین تیغ زنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گگیانیوں کی اگلی صفوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا اور پچھلی صفوں کا قتل عام شروع کرنے کے لئے آگے بڑھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے گگیانیوں کی روح ویراں، دل بیاباں اور رگ وجان "خون منجمد ہونا شروع ہوگیا تھا۔

گگیانیوں کی اس حالت کا بازید خان نے پورا فائدہ اُٹھایا ایک بار پھر اس نے اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے اپنی پوری طاقت اپنی پوری بے باکی کے ساتھ حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ بازید خان کے لشکریوں نے جب دیکھا کہ ان کا سالار ان سے بھی آگے دشمن کے وسط کے اندر موت کا کھیل کھیل رہا ہے اس سے ان کے حوصلے مزید بلند ہونا شروع ہوئے ان کے ولولے اس بناء پر بھی اپنے شباب کو پہنچ چکے تھے کہ دشمن کی اگلی صفوں کا مکمل طور پر صفایا ہوگیا تھا اور پچھلی صفوں پر موت کا کھیل جاری تھا اور گگیانی اب ان کا مقابلہ کرنے کے بجائے ادھر اُدھر کھسکنے لگے تھے اس صورتحال نے ان کے جذبوں کو جوان کر دیا اور پہلے کی نسبت زیادہ بے باک ہو کر حملہ آور ہونے لگے تھے۔

اس ردعمل نے گگیانیوں کی رہی سہی طاقت اور قوت کو بالکل توڑ کر رکھ دیا یہاں تک کہ گگیانی بھاگ کھڑے ہوئے بازید خان نے پوری درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔ یہ تعاقب لگ بھگ تین میل تک جاری رہا اور اس دوران بازید خان نے گگیانیوں کے سارے ہراول کا صفایا کر کے رکھ دیا

اُدھر ملک سلیمان شاہ بازید کو رُخصت کرنے کے بعد یوسف زئی کا ایک بڑا لشکر لیکر گگیانیوں

پرضرب لگانے کے لئے چل پڑا تھا۔ ملک سلیمان شاہ جب اپنے لشکر کے ساتھ کابل کے نواح "" پہنچا تو ایک دم انہوں نے اپنے لشکر کو روک دیا اس لئے کہ سا ◆ کی طرف سے اس کے دو مخبر گھوڑے دوڑاتے ہوئے آرہے تھے وہ دونوں سیدھے ملک سلیمان شاہ کے قریب آکر گھوڑوں سے اُترے اور بلند آواز سے سلام کیا ملک سلیمان شاہ نے ان کو✂طب کرنے "" پہل کی۔

میرے عزیزو : تم کیا خبر لے کر آئے ہو؟ جواب "" ان دو "" سے ایک بول پڑا۔

سردار محترم : مرزا اُلغ بیگ کا لشکر گگیانیوں کے لشکر کے ساتھ مل چکا ہے اور ان دونوں کا لشکر یہاں سے چند میل کے فاصلے پر ہے اُس کے مخبروں نے بھی اسے آپکے حملہ آور ہونے کی اطلاع کر دی ہے۔ انہوں نے آپ سے ٹکرانے کے لئے اپنے لشکر کو تین حصوں "" تقسیم کر دیا ہے اور بڑی خونخواری سے اس سمت کا رخ کئے ہوئے ہیں اس وقت ہمارے پاس ⏲ ایک خبر ہے۔

اس مخبر سے یہ خبر سن کر ملک سلیمان شاہ نے کچھ دیر سوچا پھر وہاں کھڑے کھڑے ملک سلیمان شاہ نے اپنے لشکر کو تین حصوں "" تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ اپنے پاس رکھا دوسرا حصہ اوریا خان ولد خوازی خان کی کمانداری "" اور تیسرا حصہ اسماعیل خان ولد بابی خان کی سرکردگی "" دیا اور پورے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

تھوڑا آگے جا کر ملک سلیمان شاہ کو سا ◆ کی طرف سے آتے ہوئے مرزا اُلغ بیگ اور گگیانیوں کا مشترکہ لشکر دکھائی دیا جو حملہ آور ہونے کے لئے دھول اُڑاتے چلے آرہے تھے۔ گگیانی اور اُلغ بیگ کے مشترکہ لشکر وہاں پہنچتے ہی ملک سلیمان شاہ، اوریا خان اور اسماعیل خان کے لشکریوں پر غرور کی مانند بلند اور سرکش وحشیوں کے نعروں، موت کا خوف پھیلاتی آہ وزاری، رات کی تنہائیوں اور خاموشی کے ساغر "" قدموں کی چھاپ چھپاتے کتوں کے غول کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اس کے ساتھ ساتھ ملک سلیمان شاہ، اوریا خان اور اسماعیل خان بھی ان پر ابدی آرام سے ہمکنار کرتے موت کے گھائل گیتوں، قضا کو زندگی سے زیادہ بلند آہنگ کرتی ہجر وجدائی کی لمبی دوپہر

اور کربناک اورشر ک ہزیمت اور شکست سے دوچار کر دینے والے سمندر کے انجانے گرداب کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

ان جنگ بُری طرح بھڑک اُٹھا تھا زندگی کی دیواریں گرنے لگیں تھیں۔ رفاقت خواب لمحوں ""ڈھلنے لگی تھی۔ آشتی کا دامن پرزہ پرزہ ہونے لگا تھا۔ سینوں ""پیچ وتاب کھاتی نفرتیں شعلہ زن ہوگئیں تھیں۔ ہر کوئی اپنی تیغ کی نوک سے اپنے بل کو روک کر اُسے موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے بے چین اور بے قرار تھا۔

جنگ کے دوران ہی ملک سلیمان شاہ نے اوریا خان اور اسماعیل خان کی طرف پیغام بھجوایا اور انہیں حکم دیا کہ اپنے لشکروں کو پھیلاتے ہوئے گگیانیوں اور مغلوں کا احاطہ کرتے چلے جائیں اور اپنے حملوں ""مزید تیزی پیدا کریں۔ حکم ملتے ہی وہ دونوں ل ورجا کے ذائقے تلف کرتی غم واندوہ کی شدید صداؤں، لفظوں کے انبار پر گہرے خونی گھاؤ لگاتے صدمات کے کوہستانوں اور زندگی کے مدو جذر ""گھس کر ساری خود حفا کو بدقسمتی کی بشارتوں ""تبدیل کر دینے والی موت کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دوسری طرف مرزا اُلغ بیگ بھی یوسف زئیوں پر نا یوں اور بے زاویوں کے بیچ بوتی خزاں الود ساعتوں، فرزندانِ آدم کا لہو پیتے وحشی بگولوں کے رقص اور انصاف کے نیلام گھر کے اسیر بناتے آگ کے بلند ہوتے شعلوں کی طرح حملے کرنے لگا تھا اور اس طرح کھلے انوں ""ہولناک رن پڑا تھا۔ کوئی فریق شکست ماننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ انسانی عزائم ادھورے اور بے کیف ہونے لگے تھے۔ زندگی کی سطر سطر ""ناؤ سائیاں بھری جانے لگی تھیں۔ جنگ کا دائرہ سلگتی ریت، بھڑکتی پیاس کی طرح پھیلنے لگا تھا بڑے بڑے سورماءز ""کے سینے ""دفن ہونے کے لئے لہولہان ہونے لگے تھے۔ لالچ کے بھنور کے سا انسانیت فریاد و کناں تھی۔

اسی اثناء ""گگیانیوں اور مغلوں کی بدقسمتی کہ بازید خان اپنے ہراول کے ساتھ ان کی پشت

پر آنمودار ہوا۔ان کے لشکری تکبیریں بلند کرتے گگیانیوں اور مغلوں پر ارادوں کی قبا چاک کرتے نا⌂یوں کے گہرے اندھیرے، فصیل تمنا کو گراتے جان گسل لمحوں، ہر شے کو عکس ماضی کی صورت کرتے ازل کی بے انت حقیقت کی طرح نزول کرنے لگے تھے۔

اس دوطرفہ حملے سے گگیانی اور ﷺ دونوں بدحوس ہوگئے اور اب وہ آگے بڑنے کی بجائے جنگ سے جی چرانے لگے تھے۔ملک سلیمان شاہ نے ان کی اس حالت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے حملوں "مزید تیزی پیدا کی اور وہ زندگی کے شکنوں سے اچانک نکلنے والے اذیت کے لمحوں اور قلزم حالات کی گھات "جاگتے پھرتے آتشی بگولوں کی طرح گگیانیوں اور اُلغ بیگ کی لشکر پر نزول کرنے لگا تھا اور ان کی اگلی صفوں کو روند کر رکھ دیا اور اب وہ اپنی ضربیں دشمن کے وسطی صفوں پر لگا رہا تھا۔ یہ صورتحال یقیناً مرزا اُلغ بیگ اور گگیانیوں کے لئے دل شکستہ تھی۔پھر آہستہ آہستہ مرزا اُلغ بیگ کے لشکر کی حالت "لہو رنگ تحریروں سرمئی بادلوں "اداسی کے رنگوں اور گریز پا نقوش کی متلاشی جستجو سی ہونا شروع ہوگئی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد مرزا اُلغ بیگ اور گگیانیوں کو بدترین شکست کا سا□ کرنا پڑا۔اور دونوں اپنے اپنے لشکروں کو لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ملک سلمان شاہ کے حکم پر اوریا خان ،اسماعیل خان اور بازید خان نے بھاگتے دشمن کا دور تک تعاقب کیا۔اور اس کی تعداد کو کافی حد تک کم کر کے رکھ دیا پھر وہ سارے اسی جگہ لوٹ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی گگیانیوں اور مرزا اُلغ بیگ کے مستقر کو لوٹا اور پھر فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے اپنے علاقے کی طرف روانہ ہوئے۔

○

جنگ سے واپس ہونے کے بعد ملک سلیمان شاہ نے چند دن اپنے نوجوانوں کو آرام کا موقع دیا اور پھر اس نے مرزا اُلغ بیگ اور گگیانیوں کے متوقع ردعمل سے بچنے کے لئے اپنے نوجوانوں کی دوبارہ جنگی تربیت شروع کی۔

دوسری طرف ﷺ بادشاہ مرزا اُلغ بیگ اس شکست کی وجہ سے یوسف زئیوں پر بڑا سیخ پا ہو گیا اوران کو تباہ و برباد کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ان کے وزیروں اور مشیروں نے اس کو مشورہ دیا کہ یوسف زئی بڑے جنگ جو ہیں ان کو کھلے ⌂ ان "شکست دینا اسان نہیں ہے۔اس لئے بہتر ہے کہ ان سے صلح کرکے ان کو دھوکے سے قتل کیا جائے اور اپنی شکست کا بدلہ لیا جائے۔چنانچہ مرزا اُلغ بیگ نے ان سے صلح کر لی اوران کے سرداروں کو خوب انعامات اوراعزازات سے نوازا۔اور پھر کچھ دنوں کے بعد ان کے لئے ایک دعوت کا اہتمام کیا تمام یوسف زئی مع ملک سلیمان شاہ کے مرزا کے دھوکے "آ گئے اور دعوت کے لئے آ گئے جہاں پراُن سب کو دھوکے سے قتل کر دیا قتل کرنے سے پہلے سب کے ہاتھ پشت پر باندھ دیے تھے صرف ملک سلیمان شاہ کو آزاد چھوڑ دیا گیا تھا شایداس کے احسانات کے بدلے "۔بادشاہ نے ملک سلیمان شاہ سے کہا کہ تم آزاد ہواور آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا ملک سلیمان شاہ نے روتے ہوئے فریاد کی کہ "نے تمھیں گود "کھلایا،اپنے زانوں پر بٹھا کر بڑا کیا۔تمھیں بادشاہ بنایا،تمھارے ساتھ بہت سی نیکیاں کیں اورتم نے مجھے باپ بنایا تھا۔تمھارے ذمے میرے بہت سے حقوق ثابت ہیں،ان کا لحاظ کرواوران لوگوں کو قتل نہ کرو لیکن اُلغ بیگ نہیں مانا اس پر ملک سلیمان شاہ نے کہا کہ اگرتم میرے ان حقوق کا لحاظ نہیں کرتے تو میری تین عرضیں ہیں وہ ضرور قبول کرو۔مرزا اُلغ بیگ نے پوچھا وہ تین عرض کون کون سی ہیں کہو۔

ملک سلیمان نے کہا :

۔ پہلی عرض یہ ہے کہ میرا سر سب سے پہلے قلم کرو تا کہ "انہیں اپنے سا ♦قتل ہوتا ہوا نہ دیکھوں اوران کے خون کا گناہ میرے ذمے نہ ہو جائے

۔ دوسری عرض یہ ہے یہ کہ میری جگہ میرے بھتیجے احمد خان جس کی عمر اس وقت پندرہ سال تھی کو رہا کرو۔

۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ ہم سات سو نفر جو یہاں موجود ہیں احمد کے سوا سب کو قتل کر دو

لیکن اس کے بعد یوسف زئی قوم سے کچھ تعرض نہ کرنا قتل وغارت، قید و بند سے باز رہنا ہمارے بعد یہ لوگ جہاں چاہیں انہیں جانے دینا کوئی روک ٹوک نہ کرنا اوران پر کوئی پابندی نہ لگانا

مرزا اُلغ بیگ نے ملک سلیمان شاہ کی تینوں غرضیں قبول کرلیں۔ چنانچہ احمد خان کو چھوڑ دیا گیا اوراس کی جگہ ملک سلیمان شاہ کے ہاتھ باندھ دئے گئے اوراس کو بھی مرنے والوں کی قطار " شامل کردیا گیا اس پر ملک سلیمان شاہ نے اپنے بھتیجے ملک احمد خان کو ہدایت کی کہ اپنی قوم کولیکر یہاں سے پشاور کی طرف چلے جاو کیونکہ اس کے بعد آپ لوگوں کا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔

اس کے بعد سب سے پہلے ملک سلیمان شاہ کا سر قلم کردیا گیا اور بعد "باقی لوگوں کے سر قلم کردئے گئے۔ یہ ملک سلیمان شاہ کی قوم کے لئے عظیم قربانی تھی اس کا خیال تھا کہ چونکہ وہ زندگی کی بہت سی بہاریں دیکھ ہو چکا ہے، جبکہ احمد خان ابھی نوجوان ہے اس لئے یہ بہت مدت تک قوم کی رہنمائی کرے گا اوران کو متحد رکھے گا اس طرح اس قتل وغارت "ملک احمد خان کے علاوہ کوثر بن ملا حسین رانی زئی اُتمان زئی جس کا گھرانہ یوسف زئیوں "استانہ دار محترم بزرگوں کا گھرانہ تھا مع چار اور ساتھیوں کے جس کی گردنیں جلاد کی تلوار سے نہ کٹ سکی تھی رہا کردئے گئے۔

سب یوسف زئیوں کو قتل کرنے کے بعد الغ بیگ نے حکم دیا کہ ان تمام لاشوں کو شہر سے باہر لے جاکر دفن کردیا جائے۔ یہ لاشیں کابل سے شمال مشرق "سیاہ رنگ پہاڑی کے دامن "دفن کر دی گئیں۔لوگ اس قبرستان کو اب بھی شہیدان یوسف زئی کا احاطہ سے یاد کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان "یوسف زئیوں کی ملی زئی شاخ کے شیخ عثمان کا مزار بھی ہے۔

اس واقعہ کے چند سال بعد مرزا اُلغ بیگ کے بدن پر ایک پھوڑا نکل آیا جس سے وہ انتہائی تکلیف " ہوگیا اوراسی پھوڑے کی وجہ سے وہ انتہائی رسوا کن اور ذلت آمیز موت مرگیا۔

باب 4

ملک احمد خان

ملک احمد خان ملک سلیمان شاہ خابابا کے بھتیجے اور ملک سلطان شاہ کے بیٹے تھے ملک احمد خان 1455ءکو پختونوں کے ایک Ω زگھرانے " ملک سلطان شاہ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابھی اس نے بچپن کی دہلیز پار ہی نہیں کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اس کے باپ کی وفات پر اس کا چچا ملک سلیمان شاہ بہت رنجیدہ ہوا کیونکہ اس کو ملک سلطان شاہ نے نہ صرف بھائی کی محبت دی تھی بلکہ اس کو باپ کی محبت بھی دی تھی ملک سلطان شاہ کی وفات کے بعد ملک سلیمان شاہ نے احمد خان کی پرورش کا بیڑا اُٹھایا۔ وہ اُسے اپنے مرحوم بھائی ملک سلطان شاہ کی نشانی سمجھتا تھا اس لئے اس کو احمد خان دل و جان سے زیادہ عزیز تھا وہ اُس کو اپنے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اس کی ہر خواہش کو پوری کرتا تھا اور اُس کی بہترین طریقے سے تعلیم وتربیت کی۔ دینی اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اُس کو تیراندازی کی تربیت دینے کیلئے بہترین ماہر تیرانداز کی خدمات حاصل کی۔ جس نے اس کی ہر زاویے سے مکمل تربیت کی اس کے بعد تیغ زنی کی تربیت بھی ایک ماہر تیغ زن سے حاصل کی۔ الغرض ملک سلیمان شاہ نے اس کی تعلیم اور تربیت "کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

ملک سلیمان شاہ کی قوم کے لئے عظیم قربانی کی بدولت احمد خان الغ بیگ کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچ گئے۔ جب اُلغ بیگ کے دربار سے مع دوسرے پانچ اشخاص کے (جن پر تلوار کی وار نے اثر نہیں کیا تھا اور اُلغ بیگ کو مجبوراً اُنہیں چھوڑنا پڑا تھا) رہا ہو کر اپنے قبیلے " پہنچے، تو سب نے ملک سلیمان شاہ خابابا مرحوم کی خواہش کے ♉ بق ایک سادہ سی تقریب " احمد خان کو اپنا ملک اور سردار بنایا۔ کوثر کے والد ملا حسین نے درخت کی شاخ کاٹ کر احمد خان کے ہاتھ " دیگر سرداری کی 👋 رکباددی۔ اس کے بعد ہر شخص نے ملک احمد خان کو سرداری کی 👋 رک باد دی۔

Feb.2020\Pictures\MalakAhmad Khan.jpg not found.

ملک احمد خان (سربراہ مملکت)

ملک احمد خان 1470ء "یوسف زئی قوم کے سردار بنا دیئے گئے اس وقت اس کی عمر پندرہ سال تھی۔اس "بچپن ہی سے قابلیت کے آثار نمایاں تھے۔وہ بے انتہاء عاقل، دانش، جوش بیان اور بہترین مقرر تھے۔ملک سلیمان شاہ اس کو اپنے سگے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اور وجہ تھی کہ اُسے اُلغ بیگ کی دعوت "اپنے ساتھ لایا تھا جب قوم کا سردار بنائے گئے تو اُس نے نہایت خوش اسلوبی اور جانفشانی کے ساتھ اس فرض کو نبھایا اور اپنی قوم کی بے ل خدمت کی۔

اس کے بعد وہ ملک سلیمان شاہ کی وصیت کے بق اپنی خوار وزار اور حیران و پریشان قوم کو لیکر کابل کے نواح سے پشاور کی طرف روانہ ہو گئے۔اس وقت پشاور، دوابہ، باجوڑ، ننگرہار، کلپانی، ہزارہ اور مارگلہ تک کے تمام علاقے دلہ زاک کے قبضے "تھے۔یاد رہے کہ دلہ زاک قیس عبدالرشید کے چھوٹے بیٹے کرلانی کی اولاد ہیں ملک احمد نے اپنے افغان اور مسلمان بھائیوں دلہ زاک سے مدد مانگی اور رہنے کے لئے ٹھکانہ کیا۔دلہ زاک نے دریا دلی کا ہرہ کرتے ہوئے انہیں دوابہ کا علاقہ دے دیا۔یہ زرخیز علاقہ پہاڑی کے تھرائی اور کابل اور سوات دریاؤں کے سنگم سے بننے والا مثلث ہے۔یوسف زئیوں کے سردار ملک احمد نے دلہ زاکوں کا شکریہ ادا کیا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ دوابہ مختصر علاقہ ہے اور قبیلہ کے بہت سے لوگ پیچھے رہ گئے ہیں وہ ٹھکانہ ملتے ہی اپنے رشتہ داروں سے آملیں گے اس پر دلہ زاکوں نے فیاضی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ اگر دوابہ وسیع نہیں ہے تو شمال "باجوڑ تک دانشکول اور انبار کی وادیاں پھیلی ہوئی ہے اور مشرق "ہشت نگر کا علاقہ ہے جسے آپ بزور شمشیر چھین سکتے ہیں۔

وہ قبیلے کی ہر فرد کی عزت کا محافظ تھا، قبیلے کی ہر فرد کی عزت کو اپنا عزت سمجھتے تھے۔وہ لوگوں کے دکھ درد "برابر کا شریک ہوتے تھے۔لوگ اُس کے پاس اپنی شکایتیں لیکر آتے تھے اور وہ اُس کا مداوا کرتا تھا آس نے چھیاسٹھ (66) سال تک قوم کی قیادت کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا۔اُس نے اپنے چچا کے طرز پر قبیلے کے نوجوانوں کی تربیت کی۔اُن کو تیغ زنی اور تیر اندازی "

ماہر بنایا اور پھر رفتہ رفتہ جونہی مالی حالت بہتر ہوئی اُن کے لئے جنگی ساز و سامان کا بندوبست بھی کرلیا اوراس طرح یوسف زئی قوم "" پھر سے جنگی اہلیت اور جنون پیدا کی۔

ملک احمد خان کی قیادت "" یوسف زئی قوم نے بہت سے ♍ کے سر کر لئے۔ یوسف زئی قوم کی عزت اور ناموس کی خاطر مختلف قبیلوں سے بہت سی جنگیں لڑی اور ہر ♍ کے "" اپنی دوراندیشی ، بروقت فیصلہ سازی اور بہترین منصوبہ بندی کی وجہ سے ☒ بی حاصل کی۔ وہ دشمن کی طاقت کا وقت سے پہلے اندازہ لگا لیتے تھے اور جہاں کہیں بھی اُس کو اپنی پوزیشن کمزور نظر آتی تھی وہ جنگ شروع ہونے سے پہلے اپنے آپ کو خطرے "" ڈال کر دشمن کے ہاں جاتے تھے اور اپنی خوش بیانی اور بہترین فراست سے ان کو صلح پر قائل کرتے تھے اور اس طرح اپنی قوم کو ایک متوقع تباہی سے بچاتے تھے۔

جنگ لاشوڑہ (جندول)

ملک احمد خان ایک دن اپنے خیمے "" اپنے دوسرے رفقاء کے ساتھ قوم کی حالت بہتر کرنے کی تجویزوں پر صلاح مشورہ کررہے تھے کہ جندول سے میر جمال کا ایک سفیر آیا جب اُسے ملک احمد خان کے سا ◆ پیش کیا گیا تو سفیر نے تعظیم دینے کے بعد کہا اے خان: "" آپ کو کابل سے یہاں آنے پر خوش امدید کہتا ہوں۔ "" جندول سے آیا ہوں اور مجھے میر جمال نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔

ملک احمد خان نے اُس سے پوچھا تمہیں کس غرض سے میر جمال نے ہماری طرف بھیجا ہے

سفیر نے کہا اے خان: میر جمال مع دوسرے یوسف زئیوں کے جب یہاں سے جندول جانے کے لئے لاشوڑے کے ◘ م پر پہنچ گیا تو جندول "" مقیم ملک ھیبو نے تمام لوگوں کو اپنے قاصد کے ذریعے آگے آنے سے منع کردیا چونکہ جندول کی ز "" پر ملک ھیبو قابض ہے اور دلہ زاک کے جرگے نے آپ کو جندول کا علاقہ دیتے وقت اس سے مشورہ نہیں کیا تھا جس پر وہ سخت 🗀 ہے چونکہ ملک ھیبو ایک نامور اور اہم شخصیت ہے اور تقریبا ایک ہزار عمر خیل گھرانوں کے ساتھ آباد ہے۔ اس نے

اپنے طاقت کی وجہ سے خودسری اختیار کی ہے اور دلہ زاک کے جرگے کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر دوسرے دلہ زاکوں نے باجوڑ یوسف زئیوں کو دینے کا فیصلہ کر دیا ہے تو کیا ہوا دلہ زاک کون ہے جو میرا ملک یوسف زئیوں کو دے دیں اور کہا کہ یوسف زئیوں کی کیا ⌖ ل کہ جندول "قدم رکھے۔ سفیر نے مزید بات بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

یوسف زئیوں نے متعدد بار قاصد اور خطوط ملک ھیبو کے پاس بھیجے مگر اس نے جواب "کہا کہ جنگ اور زور کے بغیر "جندول ہرگز واگزار نہیں کروں گا۔ دلہ زاک نے بھی جرگے کی طرف سے اس کو خط کے ذریعے اپنے ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا لیکن وہ اپنی طاقت کے گھمنڈ کی وجہ سے لڑنے جھگڑنے پر تلا ہو ہے

ملک احمد خان نے چند ثانیے بڑے غور سے میر جمال کے سفیر کو دیکھتے ہوئے کہا کہ سنو اگرچہ اس وقت ہم کابل سے نئے نئے آئے ہیں اور بے سروسامانی کی حالت "ہیں مگر اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم لڑنے مرنے سے رہے۔ ہمارے پاس اب بھی ایسے نوجوان ہیں کہ وہ دشمن پر بسیط صحرا کے بگولوں، خیالوں کے عفریت اور گزری ساعتوں کے فسوں کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں۔ وہ آگ کے دامن اور ناوک کی طرح دشمن کے اندر گھس جاتے ہیں اور چند ساعتوں کے اندر ہی اندر وہ وقت کی اُڑتی بکھرتی دھول اور لحظہ لحظہ خنک ہوتی شام کی طرح دشمن کے لشکر پر چھا جاتے ہیں اور اپنے لشکر کا کوئی نقصان کرائے بغیر وہ ان گنت دشمنوں کے سر کاٹ کر لاتے ہیں اور سنو میر جمال سے کہنا کہ ہم جلد آپ کے پاس آرہے ہیں اور ملک ھیبو کی جنگ کی آرزو ہم ایسی پوری کرینگے کہ اس کے بعد وہ کسی کو دعوت ☟ رزت دینے کے قابل نہیں رہے گا۔

ملک احمد خان نے ذرا رک کر سانس لیا اور پھر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

اے سفیر ملک ھیبو طاقت کی گھمنڈ "اپنے آپ کو ناقابل شکست سمجھتے ہیں لیکن ہم اس کے نفس کی ⌂وں "خار بداماں پسپائیاں، اس کے خیالات کے ہجوم "زہر اگلتی پستیاں، اس کے

عقیدے کی جہتوں "" دہکتی آگ جیسی بدترین ہزیمتیں اور اس کے نگاہ وفکر کے زاویوں "" اجاڑ معبدوں ومیکدوں کی ویرانیاں بھر کر رکھ دیں گے۔ہم ان پر برستے بادلوں، دھواں دھار گھٹاؤں اور تیرہ تار قضاؤں کی طرح نازل ہونگے اور انہیں اپنے سا ◆ مار بھگا دیں گے

ملک احمد خان نے کچھ توقف کے بعد اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

ملک ھیبو ایک وخشت زدہ جنگل ہے جس ""گھسنا اور اس کو پاٹنا وقت کا تقاضا ہے۔اگر اس نے ہمارے خلاف لشکر کشی کی تو ہم اس کی راہ ""غم کی دہری زنجیریں اور مجبوری کی بلند چٹانیں کھڑی کر دیں گے اور پھر اسے اس فضائے لاثبات ""رقیبوں کی رقابت اور حر☆ں کی شکایت کا س□ ہوگا۔ملک احمد خان نے جب بات ختم کی تو سفیر خاموشی سے اپنی نشست سے اُٹھا تعظیم دی اور خیمے سے باہر نکل گیا

سفیر کے جانے کے بعد ملک احمد خان نے وقت ضائع کئے بغیر اپنے رُفقاء سے مشورے کے بعد ایک وفد خلیل، مہمند اور ترکلانیوں کے پاس ننگرہار بھیجا تا کہ ان کو ملک ھیبو کے خلاف جنگ "" یوسف زئیوں کی مدد کرنے پر امادہ کرے اور وفد کے جانے کے بعد خود دوابہ ""یوسف زئیوں کی لشکر تیار کرنے ""لگ گیا۔بالاخر خلیل کا ایک بڑا دستہ ننگرہار سے یوسف زئیوں کی مدد کو پہنچا۔اُدھر ترکلانی جو اُس وقت تک واحد ٹخی قبیلہ کی حیثیت سے ننگرہار ہی "" تھے مہمندوں کو ساتھ لیکر ملک ھیبو اور یوسف زئیوں اور خلیلوں کے د☒ن صلح صفائی کرنے اور متوقع جنگ کو روکنے کے ارادے سے باجوڑ پہنچ گئے۔ملک احمد خان بھی دوابہ سے یوسف زئیوں کا لشکر لیکر لاشوڑے پہنچ گیا

ادھر جنگی حکمت عملی کے بارے ""ملک احمد خان کے خیمے ""یوسف زئی، خلیل، مہمند اور ترکلانی سرداروں کے مابین صلاح مشورے ہو رہے تھے اُدھر ملک ھیبو پوری رعونت اور غضب کے ساتھ اپنے تمام لاؤ لشکر کے ساتھ جندول سے کوچ کرتا ہوا لاشوڑہ کے ندی کے عین کنارے پر استادہ لکہ تیگہ (گاڑہ ہوا پتھر) کے پاس پڑاؤ کیا۔دونوں لشکروں کے د☒ن ایک میل کا فاصلہ تھا ملک ھیبو کا

لشکر تعداد "یوسف زئیوں اور خلیل کی مشترکہ لشکر سے زیادہ تھا۔ ملک ھیبو نے لشکر کی ترتیب اس طرح کی تھی کہ لشکر کا کچھ حصہ اپنے بھائی جہان شاہ کی قیادت "محفوظہ کے طور پر علٰحدہ کیا تا کہ اس کو جنگ کے دوران تازہ دم دستوں کے طور استعمال کر سکے۔

دوسری طرف ملک احمد خان نے اپنے لشکر کو چار حصوں "تقسیم کر دیا میر جمال کی قیادت باجوڑ کے یوسف زئیوں کو محفوظہ کے طور پر رکھا۔ دوابہ کے یوسف زئیوں کے لشکر کو اپنے کمان "قلب "، ترکلانیوں کے لشکر کو ملک سُر خابی بن شمو کی قیادت "میمنہ اور مہمند کے لشکر کو ملک گھگڑ کی قیادت "میسرہ "رکھا اور یہ طے ہوا کہ ترکلانی اور مہمند کل ایک دفعہ پھر ملک ھیبو کو صلح صفائی پر آمادہ کرنے کی کوشش کرینگے تا کہ خون خرابہ سے بچا جا سکے۔ ملک ھیبو کی انکار کی صورت "پھر وہ اسی ترتیب یعنی میمنہ اور میسرہ کی ترتیب "جنگ "شامل ہو جائیں گے۔

آغاز کار:

رات فطرت کے رازوں کے صحائف لیے نازل ہو گئی تھی ۔دشت و کہسار کی وسعتیں تاریکیوں "ڈوب گئیں۔ ہر شے کی آنکھوں "ویرانی اور روح "پریشانی گھل گئی تھی۔ گہری ہوتی رات اپنی آنکھوں کی ز " "ے، خواب خوشبو سے بھرپور سانسوں "تمناؤں کی شیشہ گری، گلابی چہرے پر کنواری خواہش لئے اپنے ندیمان شب کے لئے آرزوں کے چاند اور ریزہ ریزہ وصال گھڑیاں چننے لگی تھیں پڑاؤ کے اطراف "جلتے ہوئے آگ کے الاؤ سے ایسا لگتا تھا جیسے زمہریر فضاؤں "چاروں سمت ہجرت کے اپسرائیں رقص کناں ہو گئی ہوں

لاشوڑے کے رہنے والے گہری میٹھی نیند سوئے ہوئے تھے۔ لیکن ملک احمد خان کے خیمے "ہل چل ☪ ہوئی تھی۔ تمام سردارن لشکر وہاں جمع ہو گئے تھے اور آنے والی صبح کے لیے جنگی حکمت عملی طے ہو رہی تھی کیونکہ مہمند اور ترکلانیوں کی صلح جوئی کی مہم ناکام ہو گئی تھی اور جنگ "کودنے کے علاوہ کوئی چارہ باقی نہیں رہا تھا۔ جنگی حکمت عملی طے ہونے کے بعد سارے سردار اپنے اپنے لشکروں

"چلے گئے اور صبح کی انتظار "وقت گزارنے لگے

تاریک رات اک نغمہ، ربانی گاتی سحر کی طرف بھاگتی رہی۔صورت کدہ مہتاب اپنے حیا آمیز رنگوں "دوریوں اور بعد کی طرف رواں رہا۔رات کی گود "چاند تاروں کی کرنیں مدھم ہوتی گئیں۔تاریکی کا غبار کم ہونے لگا پھر کائنات "روشنیاں اُبھرنے لگیں۔ ہر شے ستاروں کی طرح روشن ہونے لگی۔

جونہی مشرق سے سورج اُفق کو شفق آلود کرتا ہوا طلوع ہوا۔اندھیرا اعجاز سے بھاگتے نصیب کی طرح روپوش ہو گیا اور روشنی نے ہر شے کو یوں تابناک کر دیا جس طرح کسی دوشیزہ کے رخسار اپنے حبیب کے قریب آنے سے تمتما اُٹھے ہوں

یوسف زئیوں اور خلیل کے لشکروں "جنگ کے شادیانے بجنے شروع ہو گئے جبکہ مہمند اور ترکلانیوں کے لشکر اپنی اپنی جگہ پر خاموشی سے جمے رہے۔اُدھر ملک ھیبو نے بھی اپنے لشکر کا نظم درست کرنے کے بعد پیش قدمی کا حکم دے دیا۔دونوں لشکر خونخوار بھڑیوں کی طرح ایک دوسرے پر جھپٹ پڑ ے ملک احمد خان کا لشکر جب ملک ھیبو کے سا ◆آیا تو ملک ھیبو بے حد خوش اور مطمئن تھا۔اُس کا حوصلہ اپنے لشکر کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے بلند تھا۔اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس قدر لشکر کو لمحوں کے اندر وہ اپنے سا ◆ سے بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا اسی خوش فہمی کے تحت ملک ھیبو فرقت کی تیرہ شئ، سلگتے دھاروں کے پانی، کرب وافرینش "دھو مالا کے طلسم اور فضائے دہر کی بیگانگی کی طرح ملک احمد خان کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا دونوں لشکر جب ایک دوسرے سے ٹکرائے تو☐ان جنگ یوں لگنے لگا تھا گویا سیاہ پوش فضاؤں "منجمد سایوں، شاخساروں سے اُبھرتے نوحوں "ڈوبے کہر یلے راستوں اور دیدہ تر "ڈوبی سرمئی شاموں کی فضاؤں "ایک کہرام ایک انقلاب برپا ہو کر رہ گیا ہو گا، کافی دیر تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے سا ◆جم کر لڑتے رہے۔

دونوں طرف سے زوردار حملوں کی بناء پر لاشوڑے کے نواح "☐ان جنگ عجیب سی

کیفیت اختیار کر گیا تھا۔لگتا تھا آسمان کی گردش ۔ دھواں زدہ ز “کی کراہ اور لرزتے کانپتے سانسوں
”قضا کی زنجیریں کھڑکھڑانے لگی ہوں ۔⌂ان جنگ یوں خون آلود ہونے لگا تھا جیسے صبح کی رگ
رگ سے خون رس پڑا ہو۔ ہر کوئی ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کا در پے تھا گویا ز “ کے ہاتھ خلاف
معمول آسمان کی طرف دراز ہونا شروع ہو گئے ہوں ۔⌂ان جنگ ”چاروں طرف ایک شور، ایک
واویلا مچ گیا تھا۔کوئی بھی آواز صاف سنائی نہیں دے رہی تھی۔چیخیں، پکاریں، گھوڑوں کے ہنہنانے کی
آوازیں ایسا سماں باندھ گئی تھیں جیسے راہوں کے□ جات ”رگ رگ کو چستی صلیبیں اور کاہنوں کے
نیاز ”وقت کی ہولناک آوازیں گھسنا شروع ہو گئی ہوں۔

کافی دیر تک یہ ہولناک جنگ جاری رہی۔اسی دوران ملک ھیبو کے لشکری بڑھ چڑھ کر حملے
کرتے رہے اور اس کے ساتھ ہی ملک ھیبو نے اپنے لشکر کے ساتھ ملک احمد خان کے لشکر پر تکلیف دہ
جراحتوں کا عمل شروع کیا اور اس کے لشکری ملک ھیبو کے سا ♦لرزاں شیش محل کی طرح گرنے اور
ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے کے عمل کا شکار ہونے لگے تو ملک احمد خان نے بہترین جنگی حکمت عملی کا ثبوت
دیتے ہوئے لشکر کو لڑتے لڑتے پیچھے جانے کا حکم دیا۔اس طرح اس کے لشکری لڑتے لڑتے پیچھے ہٹتے
گئے اور ملک ھیبو اس کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ ملک ھیبو کا لشکر اس جگہ پر آ گئی جہاں پہلے
یوسف زئیوں کا لشکر تھا تو ملک احمد خان کے اشارے یوسف زئیوں نے ایک جگہ جم کر لڑنا شروع کیا اور
دلہ زاک پر ایک زوردار حملہ کر دیا جس سے ملک ھیبو کے جذبات کے طوفان کی دوپہر ڈھلنے لگی۔ذھن
اور حواس پر اوس پڑنے لگی اور اس کی سوچوں ،اس کے خیالات کے اندر ملک احمد خان اسے سنگ
بدست دشمن جان کے ☸اق نظر آنے لگے۔حالات کی تلخیوں اور مستقبل کے اندیشوں کے باعث
ملک ھیبو کو اپنی ہستی تک خطرے ”نظر آنے لگی۔لھذا اس نے اپنے محفوظ دستوں کو جہان شاہ کی
قیادت ”جنگ ”جھونک دیا جس سے اس کو وقتی طور سہارا مل گیا۔

محفوظ دستوں کے جنگ ”کودنے کے باوجود ملک ھیبو کے حالات درست نہ ہوئے کیونکہ

اسی اثناء ""ایک طرف سے ملک سُرخابی کی قیادت ""تر کلانیوں نے اور دوسری طرف ملک گھگھڑ کی قیادت ""مهمندوں نے ملک هیبو کے لشکر پر دائیں، بائیں سے حملہ کر دیا اور ساتھ ہی میر جمال کی قیادت ""باجوڑ کے یوسف زئیوں کا دستہ بھی جنگ ""کود پڑا۔اب سا ◆ سے ملک احمد خان اور میر جمال اور اطراف سے ملک سُرخابی اور ملک گھگھڑ نے اس کے لشکر کو گھیر کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ چکی کے پاٹوں کی طرح ملک هیبو کو اس کے لشکر سمیت پیس ڈالنے کا سامان کر چکے ہوں۔

جہان شاہ جو ملک ہیبو کا بھائی اور اور محفوظہ کے لشکر کا سالار تھا اور وہ اپنے آپ کو باجوڑ کا سورما سمجھتا تھا اپنے دستے کو طوفانی انداز ""بڑھاتا ہوا میر جمال کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا اس کا ارادہ تھا کہ وہ وقت کے دام ""کسی کوزہ گر کی طرح طوفانی انداز ""حرکت کرتے ہوئے میر جمال اور اس کے لشکریوں کو اپنے سا ◆ سے مار بھگائیں گے لیکن اس کی ہر□، ہر تمنا ناکام و نامراد ہوئی۔اس لئے کہ میر جمال نے ان پر زندگی کے سفیر، اجالوں کے ضمیر، صبح کے بشیر کی طرح ضربیں لگاتے ہوئے بہت جلد اس کے لشکر کی حالت ظلمتوں کے سیل ""صدیوں کی خاموشی، حادثوں اور آند□ں ""نمناک آنکھوں کی نمی اور بجلیوں اور زلزلوں ""زخموں کے فراش جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔میر جمال اپنے دستے کے ساتھ اس پر خزاں کی پیاس اور کرنوں کی قوت کی طرح حملہ آور ہوا تھا جس سے اس کی خوش فہمیاں، وہموں اور وسوسوں ""بدل گئیں تھیں

میر جمال سلگتے صحرا، کرنوں کے تیر، بیکراں سفر اور دوریوں کے غم کی طرح حملہ آور ہونے سے جہان شاہ کو ایسا محسوس ہونے لگا تھا۔جیسے پُر ہیبت دھمک اور بے انت لہروں نے اسے بیوفا لمحوں کے تابوت ""بند کر کے زندگی اور موت کے □ ""لا کھڑا کیا ہو۔میر جمال کے حملے سے اس کے لشکر ""چیخوں کا کہرام اور سسکتے سانسوں کی خلش کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا تھا میر جمال کی چمکدار نگہداشت آنکھیں پوری طرح اپنا کام کر رہی تھیں اور وہ پینترے بدل بدل کر جہان شاہ کے لشکر پر حملہ

آور ہورہا تھا اور اس نے ایک طرح سے اُن کا قتل عام شروع کیا تھا

اچانک ملک ھیبو کا بھائی اور محفوظہ کا سالار جہان شاہ میر جمال کی تلوار کا شکار ہو کر مارا گیا جس سے اس کے لشکر پر برا اثر پڑا اور اس کے لشکری جم کر لڑنے کے بجائے بھڑیوں سے بدکی ہوئی بکریوں کی طرح منتشر ہو کر گروہوں اور ٹولیوں کی شکل "ادھر اُدھر بھاگنے لگے

ملک ھیبو جو اپنے لشکر کے ساتھ اب تک بڑی بے جگری سے لڑتا رہا اس پر ایک طرف سے ملک گھگھڑ کے لشکر کا اور دوسری طرف سے ملک سُر خابی کے لشکر کا دباؤ نا قابل برداشت ہو چکا تھا۔ اُدھر میر جمال بھی جہان شاہ سے فارغ ہو کر ملک ھیبو پر حملہ آور ہو گیا۔ تینوں اطراف کے لشکریوں نے ملک ھیبو کو اپنا نشانہ بنانا شروع کیا تھا۔ چنانچہ بہت سے نوجوان عمر خیل اور دلہ زاک بہادروں اور شہسواروں کو قتل کرتے ہوئے ملک ھیبو تک پہنچ گئے اور ملک ھیبو کو تہہ تیغ کر کے ز "پر گرا دیا برہان ترکلانی نے ملک ھیبو کی گردن پر وار کیا جس سے اس کا سر کٹ کر گر گیا۔ میر جمال امانزئی نے گھوڑے سے کود کر اس کی زرہ اُتار لی اور تلوار بھی اپنے قبضے "کر لی

کہتے ہیں کہ ملک ھیبو کی تلوار اور زرہ دونوں بہت قیمتی تھیں اور اب تک میر جمال کی اولاد کے ساتھ یادگار کے طور پر محفوظ اور سارے یوسف زئی ،□ڑ ، بلکہ تمام نخی "مشہور ہے۔ آج کل میر جمال کی اولاد شیر درہ "آباد ہیں اور وہ شخص جس کے پاس یہ تاریخی زرہ ہے وہ بھی شیر درہ "آمانزئی کے ساتھ رہتا ہے

ملک ھیبو اور اس کے بھائی جہان شاہ کے قتل کے بعد تمام لشکر کے حوصلے پست ہو گئے اور ساتھ ہی ملک احمد خان نے اپنے حملوں "بلا کی تیزی پیدا کی جس سے ملک ھیبو کے لشکر کی حالت ایسی ہو گئی جیسے ذہن کے تالاب "کسی نے پتھر مارا ہو۔ جلد ہی ملک احمد خان مع میر جمال، ترکلانی اور مہمند لشکر ملک ھیبو کے لشکر پر دھواں دھواں آفاق کے اندر گویا گم روشنی کے نشانات کی تلاش "کسی آفتاب جہاں تاب کی طرح چھا گئے۔ وقت کے تیز رو ﴿ فر اور تلخ حقائق کا سمندر بن کر انھوں نے

دشمن کو پگھلانے کا عمل شروع کر دیا۔

دلہ زاک اس دباؤ کی تاب نہ لا کر جندول کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ یوسف زئی اور ان کے خلیف اپنے پورے لشکر کے ساتھ پوری توانائی پوری خونخواری اور درندگی کے ساتھ ان کا تعاقب کرتے اور انہیں قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ انہیں جندول کے رود (ندی) کے پار کر دیا اس کے بعد ملک احمد خان نے تعاقب ختم کرنے کا حکم دے دیا اور اس طرح یوسف زئیوں کا پورے باجوڑ پر قبضہ مکمل ہو گیا ملک سُر خابی اور ملک گھگھڑ نے یوسف زئیوں اور خلیل سے کہا کہ ہم نے تمھیں فتح دلا دی ہے اور باجوڑ تمہارے لئے جیت لیا ہے اب تم دونوں قبیلے امن سے رہو اور کھاؤ پیو۔ ہم اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ اسکے بعد ملک سرُ خابی اور ملک گھگھڑ اپنے لشکروں کے ہمراہ اپنے اپنے گھروں یعنی کابل اور لغمان کو روانہ ہوئے یوسف زئی اور خلیل نے باجوڑ کا علاقہ آپس ”تقسیم کر دیا جس ” لاشوڑے سے ہندوراج تک اور چارمنگ سے اوگئی تک مع توابع اور ملحقات کے خلیل کے حصے ”آیا اور جندول، بابقرہ مع مضافات یوسف زئیوں کے حصے ”۔ اور اس طرح دونوں فریق اپنے اپنے علاقوں ”جا کر آباد ہو گئے اور جو یوسف زئی بطور کمک دوآبہ سے آئے تھے واپس دوآبہ کو لوٹ گئے۔

ملک احمد خان کا گیگیانیوں کو معاف کرنا

گیگیانی جنھوں نے یوسف زئیوں کے خلاف اُلغ بیگ کا ساتھ دیا تھا اور یوسف زئیوں کے قتل عام ”پیش پیش تھے یوسف زئیوں کے قتل عام کے کچھ عرصہ بعد اُلغ بیگ نے ان پر بھی عرصہ حیات تنگ کر دیا جس کی وجہ سے وہ نقل مکانی کر کے ننگرہار ”آ گئے لیکن دوسری طرف غوریا خیل (خلیل، مہمند، داودزئی) بھی قندہار سے ننگرہار آ گئے۔ دونوں قبیلوں کے ⊠ن آے روز چھیڑ چھاڑ ہونے لگی جس ”غوریا خیل کا پلڑا بھاری رہا۔ جس کی وجہ گیگیانی وہاں سے نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ یوسف زئیوں سے معافی مانگنے کے لئے اپنے سفید ریشوں کو اس حالت ”ان کے

پاس بھیجا کہ ان کے گلے پھندے پڑے ہوئے تھے اور منہ " گھاس لئے ہوئے تھے اور ملک احمد خان اور دوسرے سرداروں سے گڑگڑا کر اپنے کیے کی معافی مانگنے لگے۔ملک احمد خان نے عظیم فراست سے کام لیتے ہوئے دوسرے سرداروں کے مشورے سے ان کو معاف کر دیا اور ان کو رہنے کے لیے دوابہ کا علاقہ دے دیا۔اس طرح ہشت نگر کا علاقہ محمد زئیوں کو دے دیا اور خود یوسف زئی جن کی طاقت اب مضبوط ہو چکی تھی آہستہ آہستہ مشرق " دریائے سندھ اور شمال کی طرف باجوڑ اور سوات کی طرف بڑھنے لگے

جنگ سنگر (دانشکول)

ملک احمد خان اپنے ڈیرے " دوآبہ کے یوسف زئی سرداروں سے✂ گفتگو تھے کہ اس دوران باجوڑ سے ناصر بن شرغہ اکوزئی کی قیادت " یوسف زئی کا ایک وفد آیا جس ✋" رک بن پائندہ ملی زئی ،الیاس بن دلخک ملی زئی ،الکی بن احمد خواجوزئی ، کدو بن مترک ماموزئی اور تاجک بن ♍وف ملک زئی یوسف زئی شامل تھے۔ وفد کے سربراہ ناصر بن شرغہ نے ملک احمد✂ طب کر کے کہا کہ :

اے خان ۔ جنگ لاشوڑہ کے بعد آپ نے باجوڑ کو یوسف زئی اور خلیل کے ☒ن تقسیم کر دیا تھا جس کی وجہ سے عرصہ دراز تک باجوڑ " خلیل اور یوسف زئی نے آپس " خوشگوار تعلقات استوار رکھے لیکن پھر ان " خلیل کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہوا۔خلیل چونکہ یوسف زئیوں سے تعداد " زیادہ تھے اس لئے انہوں نے اپنی اس عددی کثرت سے ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کیا وہ یوسف زئیوں کے مال مویشی پکڑ کر لے جاتے تھے فصلوں کو تباہ و برباد کرتے تھے دکانوں سے گھی اور دوسری ضرورت کی اشیا خرید تے تھے اور قیمت نہیں دیتے تھے اور اس طرح یوسف زئیوں پر ظلم وزیادتی کرنے لگے تھے ۔

ناصر بن شرغہ نے اپنی بات اگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

اے خان۔ اسی وجہ سے تمام یوسف زئی خلیل سے عاجز آ گئے اور خلیل کے بارے "ان کی رائے بہت خراب ہو گئی اور اس طرح یوسف زئی اور خلیل قومی حیثیتوں ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ جس کے بعد باجوڑ کے یوسف زئیوں اور خلیل "لاشوڑے اور بابقرے کی حد، باریکاب کے دریا اور ورسک کے○م پر جنگ ہو گئی۔ چونکہ خلیل ہم سے تعداد "زیادہ تھے اس لئے ہمیں شکست ہو گئی۔ بہت سے یوسف زئیوں کو قتل کر دیا اور جو زندہ بچے ان کا تعاقب کر کے جندول کی ندی کے پار پنجکوڑے کے○م تک انہیں بھگا دیا البتہ خلیل نے ہمارے ساتھ یہ احسان کیا کہ ہمارے بال بچوں اور دیہات سے کوئی تعرض نہیں کیا اور اس طرح ہم سب اس شکست پر اور اپنے مُردوں پر، جن "نامی گرامی لوگ شامل تھے خجل اور منفعل ہو گئے ہیں۔

ملک احمد خان نے جب یوسف زئیوں کی بربادی اور ان پر ڈھانے والی ظلم وستم کے بارے "سنا تو نہایت افسردہ ہو گیا اور اس کی آنکھوں "نمی آ گئی کچھ دیر تک سر جُھکا کر سوچتا رہا اور پھر گردن سیدھی کر کے کہنے لگا کہ

اے خلیل تم لوگ اب تک خاموشیوں کی ردا، اذیتوں کے گرداب، برہنہ شجر، خزاں کے شفاف آسمان پر خشک آوارہ بادل، بے سکون سوال کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے۔ طویل رات کے گھنے اندھیروں "ارادہ سحر، بے مصافت سفر، ویران نگر کی طرح یوں ہی سرگرداں تھے۔

اے خلیل تم لوگ فلاکت زدہ لمحوں کے خالی کشکول تھے ہم نے تجھے صدف، صدف گوہر بنا دیا تم لوگ نخل خشک کی مردہ جڑ تھے ہم نے تمہیں ڈالیوں پر مہکتا شگوفہ بنا کر رکھ دیا ہم نے تمہارے لہجے کی تھکن کو راحیل، تمھارے شب کے اندھیروں کی یورش کو شعلوں کی طرح سلگتے دامن کو صبح کی روشنی اور عقیدتوں کی چمک "تبدیل کر کے رکھ دیا۔

اے خلیل اب وقت آ گیا ہے کہ ہم تم لوگوں کو سمتوں اور رفتار "فرق بتائیں۔ تمہیں مٹی کے

لمس اور پانی کے ذائقے کا فرق بتائیں۔تمہیں حق کی سچائی اور باطل کی معصیت کے امتیاز سے آگاہ کریں اب تک ہم صلح جوئی اور معا■فہمی سے کام لے رہے تھے اب تم لوگوں نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم صلح جوئی اور معا■فہمی کی چادر اتار پھینکیں اور تمہارے سارے شکوے، سارے گلے، سارے شکوک ، سارے شبہے رفع کردیں اور تمہیں تمہاری اصلیت اور حقیقت بتائیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد ملک احمد خان نے وفد کے تمام ممبران سے کہا کہ آپ لوگ جا کر لشکر کی تیاری شروع کریں "جلد ہی ان لوگوں پر قہر خداوندی بن کر نازل ہونگا اور ان کو ان کی اس ظلم و ستم کی ایسی سزا دونگا کہ یہ آئندہ نسلوں تک سر اُٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

وفد کو ر 🕐 کرنے کے بعد ملک احمد نے تدبر اور دانشمندی سے کام لیتے ہوئے پہلے یوسف زئیوں کی تمام خیلوں کو جو باجوڑ اور دوابہ "رہتے تھے اکٹھا کیا اس کے بعد اپنے تمام شرکاء قبیلے مثلاً گدون، کنار اور اتمان خیل کو بھی ساتھ ملایا اور ساتھ ہی دلہ زاک سے صلح کر کے ان کو بھی ساتھ ملایا اور تمام قبیلوں کا مشترکہ لشکر لے کر دانشکول پہنچ گئے ادھر خلیل کا لشکر بھی ⌂ ان جنگ "پہنچ گیا

رات آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی اپنی منزل سے قریب تر ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔رات اور اندھیروں کے نشے نے نفس نفس کے تموج، نظر نظر کے رقص اور رگ و جان کے قالب "نیند کے الماس و گوہر بھر کر رکھ دیئے تھے۔ گہری تاریک رات کہکشاں کے نوا کی کرنیں اور مرگ کے سے گھٹا ٹوپ اندھیرے ایک ہی آغوش سکون "ہم جا ہو گئے تھے۔

اس اسرار خمستان اور سرمستی خابنا کی "ملک احمد خان اپنے خیمے "اپنے رفقاء کے ساتھ آنے والے جنگ کے بارے حکمت عملی طے کرنے "٧وف تھے۔تمام رفقاء کے مشورے سے ملک احمد نے اپنے لشکر کو ہراول، قلب، میمنہ اور میسرہ "تقسیم کر دیا۔ جنگ سے ایک دن پہلے میر جمال کی سربراہی "ہراول لشکر کو ہندوراج کی چھوٹی کی طرف راوانہ کر دیا گیا۔ باجوڑ اور دوابہ کے یوسف زئیوں کو قلب "اپنی کمان "رکھا جبکہ گدون، کنار اور اتمان خیل کی لشکر کو اتمان خان کی کمان

"میمنہ پر اور دلہ زک کے لشکر کو عمر خان کی کمان "میسرہ پر رکھا دوسری طرف خلیل نے بھی اپنی لشکر کو قلب، میمنہ اور میسرہ "تقسیم کر دیا۔

ملک احمد خان نے ⌂ ان کی وسعت کو دیکھتے ہوئے پہلے میمنہ اور میسرہ کو آگے بڑھایا پھر اس نے اپنے قلب کے ساتھ دشمن پر کاری ضرب لگانی شروع کی۔ دوسری طرف خلیل بھی بڑی جوان مردی سے لڑتے ہوئے اپنے حملوں سے ہر اُجالے "خوشبو اور ہر رنگ "مہک بھر رہے تھے۔ جبکہ ملک احمد خان کے حملہ آور ہونے کے ہر رنگ "قیامت، ہر جھپٹ "جلال و احتشام تھا۔ وہ اُن زہرہ جبیں، رشک نجوم اور خورشید ساز جوانوں کی طرح حملہ آور ہو رہا تھا جو ۩ کہ ء ہست و نیست "سنان سنان اجل کے سائے، تیغ تیغ فتح کی ڈھول، سپر سپر اتقا کے جگمگاتے اُفق، انجم انجم شبستان خیال، شغلہ شغلہ محبت کا ضوں اور سایہ سایہ نگاہوں کا کھڑا کر کے شجاعت کے روح رواں کی طرح ہر طرف ہر سمت مثل خورشید و مہتاب اپنی تازگئی لازوال بکھیر کر رکھ دیتے ہیں

دونوں لشکروں کے اس طرح ٹکرانے سے ویرانوں کے اندر یوں لگا جیسے ز "کا کمر بند ہلنے لگا ہو۔ آنکھوں "موت کی کرچیاں چبھنے لگی تھیں خونی ساعتیں زخمی ہونے لگی تھیں۔ وقت کے ماتھے پر خونخواری کے بل پڑنے لگے تھے چاروں طرف ہتھیاروں کے ٹکرانے کا ایک شور اُٹھ کھڑا تھا۔ گرد و غبار کے بادل آسمان سے باتیں کرنے لگے تھے۔ یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے کار کنان قضا و قدر ہر شے کے دکھوں کی کہانی کا تیل نکالنے لگے ہوں۔ لوگوں کے اندر مرگ کی رسوائیوں کے تیر گھسنے لگے تھے جذبے اور احساس بھڑک اٹھے تھے۔ خواہشوں کی تکمیل کا لالچ ہر سمت ناچنے لگا تھا جب کہ بے قرار روحیں بڑی تیزی کے ساتھ جسم و جان سے رابطہ منقطع کرنے لگی تھیں۔

جنگ کا جنون بڑی تیزی سے بڑھتا رہا۔ خلیل کو قوی ⌂ تھی کہ ان کے ● بلے "یوسف زئیوں کا لشکر پچھلی بار کی طرح جلد شکست کھا کر بھاگ جائے گا لیکن ان کے توقعات کے برعکس جنگ طول پکڑنے لگی تھی اور دوسری طرف ملک احمد خان کے حملوں سے ایسا لگ رہا تھا جیسے سجائیوں کی

عصمت سے جھوٹ کے آسمان کو کاٹتے ہوئے آوازوں کے عکس کو پا بہ زنجیر کرنے لگا ہو۔ اس کی ضربوں کے سا ◆ دشمن کے لشکریوں کی حالت پیاسے شجر، اُڑتی بے رنگ مٹی، بے چراغاں مزاراور شہر خزاں کے طاقوں کی ویرانی اور محرابوں کے سناٹے جیسی ہوگئی تھی اس کے باوجود خلیل بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے اور شکست ماننے کو تیار نہیں تھے۔ صبح سورج نکلتے ہی گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی تھی اور دو پہر تک برابر اس کے شعلے بھڑکتے رہے۔ جب جنگ خوب زوروں پر ہوئی تو اس دوران اچانک یوسف زئیوں کے ہراول لشکر نے میر جمال کی کمانداری "خلیل کی لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا جس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔

خلیل کے لشکر کی حالت اب عجیب سی ہوگئی تھی۔ بائیں طرف سے عمر خان آندھی س کے کالے سفر بے رنگ خیالات کی طرح اُڑ رہا تھا۔ سا ◆ سے خود ملک احمد خان ز " پر برسنے والی سورج کی کرنوں کی طرح ان پر نازل ہوکر انکے دفاع کے حصار کو آب گینوں کے اونچے محل کی طرح ریزہ ریزہ اور ان کی ہر تدبیر کو زخم زخم کر رہا تھا۔ دائیں طرف سے اُتمان خان نے قاتل لہروں اور عداوتوں کے بھرپور طوفانوں کی طرح ان پر حملے شروع کر دیئے تھے جبکہ پیچھے سے میر جمال اپنے تیز حملوں سے ان پر نیلگوں آسمان اور ہوا اؤ ں کے جنون کی طرح چھا گیا تھا۔ چاروں طرف کے اس جان لیوا حملوں کی وجہ سے خلیل کے قدم اُکھڑ گئے اور بدحواس ہوکر ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔ ان " سے اکثر کو یوسف زئی کے لشکریوں نے تہ تیغ کر دیا اور بہت سے گرفتار بھی ہو گئے۔ اس جنگ "اس قدر لوگ قیدی بنا دیئے گئے کہ بعض یوسف زئیوں نے انہیں مٹی کے برتنوں کے عوض فروخت کر دیا بہر حال بعد "ملک احمد خان اور دیگر سرداروں نے آپس "مشورہ کر کے تمام قیدی رہا کر دیئے اور باجوڑ کا علاقہ یوسف زئی اور دلہ زاک نے آپس "تقسیم کر دیا۔ علاقہ تقسیم کرنے کے بعد تمام لشکر خوشیوں کے شادیانے بجاتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے۔

ہشت نگر کے والی سے کشمکش:

ہشت نگر بڑا زرخیز علاقہ تھا اور اس "شلمانی قوم آباد تھی جو کہ میر ہندہ بن آرزو کی رعایا کے طور پر مقیم تھے چنانچہ اُس وقت ہشت نگر کا حاکم میر ہندا بن آرزو تھا جو قوم کا د⑤ ن تھا اور اپنے وقت کا بہت نامور اور بہادر تھا ہشت نگر کے قلعے "رہتا تھا۔ وہ سوات کے سلطان اویس کی طرف اس علاقے کا والی تھا چنانچہ سوات سے لیکر شیر خانئے، باز درہ، برمول، سنگاؤ، حصار بالول، حصار پیغم اور حصار ہشت نگر اس کے تصرف "تھے اور ان تمام ممالک کے لوگ سوات کے سلطان اویس کی رعیت تھے۔ ہشت نگر کا قلعہ اس زمانے "بڑا سنگین اور مضبوط تھا جو اونچے پشتے پر اس جگہ واقع تھا جہاں ملک فتح خان بن نلک سعید خان محمد زئی بارک زئی اشنغری کا مسکن اولین تھا

یوسف زئی دوآبے "رہائش پذیر تھے اور دوآبہ کا علاقہ ہشت نگر کے ↗ب "واقع تھا۔ چونکہ یوسف زئیوں کی تعداد اب زیادہ ہوگئی تھی اور دوآبے کا علاقہ ان کے لئے اب کم پڑ گیا تھا اور ہشت نگر بڑا زرخیز علاقہ تھا اور دوآبہ کے پڑوس "مشرق کی طرف واقع تھا۔ اس لئے ان کے مویشی اکثر چرنے کے لئے ہشت نگر کے علاقے "آتے تھے جس پر اکثر⭘ می طور پر لوگوں "جھگڑا ہوتا تھا۔

میر ہندہ بن آرزو ہشت نگر کے قلعے "بیٹھا تھا کہ اس دوران شلمانیوں (جو کہ اس کے رعایا تھے) کا ایک وفد آیا اور انہوں نے میر ہندہ سے فریاد کیا کہ یوسف زئیوں کے مویشی اکثر ان کے علاقوں "آتے ہیں اور ان کے فصلوں کو تباہ و برباد کرتے ہیں اور اگر ہم ان کے مویشیوں کو پکڑ بھی لیں تو وہ بڑے زور آور ہیں اور بزور شمشیر مویشیوں کو ہم سے چھڑاتے ہیں۔ اس لیے ہم ان سے بہت تنگ آ گئے ہیں۔

میر ہندہ نے ان کی بات بڑے غور سے سنا اور ان کی حفاظت کے لئے اپنی لشکر کے ایک دستے کو مقرر کیا اور ان کو ہدایت کی کہ جونہی یوسف زئیوں کے مویشی ہمارے علاقوں "آئے ان کو پکڑ کر لے آئیں چنانچہ ان کے مسلح لشکری سرحدی علاقوں کے یوسف زئیوں کی مویشی پکڑتے اور میر ہندہ

کے پاس لے جاتے سرحدی علاقوں کے یوسف زئی اپنے مویشیوں کو چھڑانے کے لئے نکلتے تھے لیکن ان کو میر ہندہ کی مسلح لشکریوں کی وجہ سے ناکامی ہو جاتی تھی۔ جب مویشیوں کے پکڑنے کی شکایات زیادہ ہوگئیں تو سرحدی علاقوں کے لوگوں نے اپنی فریاد ملک احمد خان کو لے جانے کا فیصلہ کرلیا۔

ملک احمد خان اپنے رُفقاء کے ساتھ اپنے حجرے "میں" موجود تھا کہ دربان نے سرحدی علاقے کی ایک وفد کی فریاد لے کر آنے کی اطلاع کر دی۔ وفد کو جب بلا لیا گیا تو ملک احمد خان نے ان سے پوچھا کہ کس نے آپ پر ظلم کیا ہے جس کی وجہ سے آپ لوگ یہاں آنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ وفد کے لوگوں نے پہلے ملک احمد خان کو تعظیم دی اور پھر وفد کے سربراہ نے کہا کہ:

اے خان ہم دوابہ اور ہشت نگر کے سرحدی علاقوں "میں" رہائش پذیر ہیں ہمارے مویشی جب ہشت نگر کے علاقے "میں" چرنے کی غرض سے داخل ہوتے ہیں تو میر ہندہ کے لشکری اسے پکڑ کر لے جاتے ہیں اور ہماری لاکھ منت سماجت کے بعد بھی واپس نہیں کرتے اور اب تو حالت یہاں تک پہنچی ہے کہ ان لشکریوں کی وجہسیہمارا جینا حرام ہو گیا ہے۔ وہ ہم پر حملے بھی کرتے ہیں اور ہمارے بال بچوں کو زدکوب بھی کرتے ہیں اور ہمارے مویشیوں کو پکڑ کر بھی لے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے لیں۔

ملک احمد خان نے جب ان یہ فریاد سنی تو بہت غمگین ہو گیا اور اُس نے اُسی وقت ایک قاصد کو میر ہندہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ ہمارے لوگوں کی جتنی مویشی لے کر گئے ہیں ان کو واپس کریں اور اُن لوگوں سے فرداً فرداً معافی بھی مانگ لیں اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد بھی کرلیں اور اگر آپ نے ان شرائط کو پورا کرنے سے انکار کر دیا تو پھر ہم مجبور ہونگے کہ آپ کو بزورِ شمشیر آپ کے علاقوں سے بے دخل کر دیں

میر ہندہ جو کہ اپنے وقت کا بہت بڑا بہادر اور زورآور تھا نے ملک احمد خان کے پیغام کو اپنا توہین سمجھا اور ملک احمد خان کے قاصد کو بے عزت کر کے نکال دیا اور اُسے کہلا بھیجا کہ آپ کے خان

نے ایک طرح سے ہماری توہین کی ہے اس لئے کہ نہ ہم اس کے رعایا ہیں اور نہ باجگزار۔ جو ہمیں اس قسم کا پیغام بھیجتا ہے اور اگر آپ کے خان " ⇪ ہے تو ⌂ ان جنگ "آ کر ہمارا س□ کرے پھر پتہ چل جائے گا کہ کون کس کو بے دخل کراتا ہے۔

ملک احمد خان کو جب میر ہندہ کا جواب موصول ہوا تو اُس نے اپنے رفقاء کا ایک اجلاس ⊘ کیا جب سب لوگ آ گئے تو ملک احمد خان نے ان ⊘ طب کر کے کہا کہ:

میرے دوستو : ہم ابھی ابھی باجوڑ کے خلیل کے ساتھ جنگ کر کے فارغ ہوئے ہیں۔ باجوڑ کی جنگ "ہمارے زخمی ہونے والے بھائی ابھی تک پوری طرح صحت یاب بھی نہیں ہوئے ہیں کہ ہمیں ایک اور چیلنج کا س□ کرنا پڑا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے علاقے دوابہ کے مشرق "ہشت نگر کا زرخیز علاقہ ہے اس "شلمانی قوم آباد ہے جو کہ میر ہندہ بن آرزو کے رعایا ہیں۔ میر ہندا بن آرزو جو اس وقت ہشت نگر کا حاکم ہے وہ قوم کا د⑤ ن ہے اور اپنے آپ کو اس وقت کا بہت نامور اور بہادر سمجھتا ہے۔ وہ ہشت نگر کے قلعے "رہتا ہے اور سوات کے سلطان اویس کی طرف اس علاقے کا والی ہے اور سوات سے لیکر شیر خانئے، باز درہ، برمول، سنگاؤ، حصار بالول، حصار پیغم اور حصار ہشت نگر تک کے علاقے اس کے تصرف "ہیں اور اس طرح ان تمام علاقوں کے لوگ سوات کے سلطان اویس کی رعیت ہیں۔ ملک احمد خان نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

رفیقان دیرینہ۔ اگر چہ کابل سے جب ہم بے سروسامانی کی حالت "اس علاقے " آئے تو ہم نے تمام پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی اور کسی سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ لیکن ہماری اس روش کو ہمارے ہمسایوں نے ہماری کمزوری سمجھا پہلے باجوڑ کے ملک ھیبو نے ہماری غیرت کو للکارا اور اب والئی ہشت نگر میر ہندہ نے ہمارے غیرت کو للکارا ہے وہ ہمارے لوگوں کی مویشیوں کو بزور شمشیر لے گیا ہے اور ساتھ ہی ہمارے لوگوں کو مارا پیٹا بھی ہے اور جب "نے بذریعہ قاصد مویشوں کی واپسی کا ☊ لبہ کیا تو اس نے ہمارے قاصد کو بے غزت کر کے واپس بھیجا اور

ہمیں ان جنگ " بلہ کرنے کا چیلنج دے دیا ہے۔ یہاں کہنے کے بعد ملک احمد خان نے تھوڑا سا سانس لیا اور پھر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

میرے دوستو! " نے آپ سب کو اس لئے کیا ہے کہ اس نئی صورتحال " ہمارے پاس لڑنے اور اپنی عزت بحال رکھنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ آپ سب لوگ تین دنوں " اپنے اپنے علاقوں سے لشکر تیار کر کے یہاں پر آجائے تا کہ ہم ان شلمایوں اور میر ہندہ سے فیصلہ کن کہ لڑسکیں۔ اس کے بعد ملک احمد خان نے اپنی تجویز کے متعلق اپنے ساتھیوں سے رائے پوچھی جب کوئی نہ بولا تو ملک احمد خان نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ سب لوگ میرے ساتھ اتفاق رکھتے ہو۔ اس کے بعد دعائے خیر کے ساتھ وہ مجلس برخاست ہوا اور سب لوگ اپنے اپنے علاقوں "لشکر کی تیاری کے لئے رُ ہوئے۔

تین دن بعد ملک احمد خان کے پاس مختلف علاقوں کے لشکر آنا شروع ہو گئے اور اس طرح چند دن "ایک بہت بڑا لشکر تیار ہو گیا۔ ملک احمد خان اس لشکر کو لیکر ہشت نگر کی طرف روانہ ہو گیا اور ہشت نگر آ کر ایک کھلے ان "خیمے نصب کیے۔

دوسری طرف میر ہندہ کو بھی ہشت نگر پر حملہ کرنے کی غرض سے یوسف زئیوں کی لشکر تیار کرنے کی اطلاع اس کے جاسوسوں نے دی تھی۔ لھذا اُس نے بھی ہشت نگر کے شلمانیوں کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا تھا اور خود بھی ایک بڑا لشکر تیار کر کے عجلت "ہشت نگر حصار سے روانہ ہوا اور اس جگہ کھلے ان "آ کر خیمہ زن ہو گیا جہاں پر پہلے سے یوسف زئیوں نے اپنا لشکر خیمہ زن کرا دیا تھا دونوں لشکروں کے ن ایک میل کا فاسلہ تھا اس کے اگلے دن ہشت نگر کے شلمانیوں کا لشکر بھی اُس کے لشکر کے ساتھ شامل ہو گیا

دو دن تک دونوں لشکروں نے آرام کیا اور اکا دُکا جھڑپوں کے علاوہ کوئی خاص جنگ نہیں ہوئی بلکہ دونوں طرف کے سرداران جنگی منصوبہ بندی بنانے کیلئے حالات کا جائزہ لیتے رہے اور

تیاریوں ”“وف رہے۔

آغاز کار : تیسرے دن جب تاریک رات اندھیروں کے زخموں،شب گزید□ ظر کوشمار کرتی ہوئی اپنے انجام کو پہنچ گئی۔مشرق سے سورج طلوع ہو گیا اور وقت کی بے نور آنکھوں کے غاروں ” کرنوں کی ردا، چاہت بھری روشنیوں کی کرنیں بکھرنا شروع ہو گئی تھیں دھندلکوں کی تیز ہوتا ہوا تاریک چادر وڑھے بے خوابی کے جنگل ”راستوں کی ہر شے روشنیوں ”جھوم اُٹھی تھی۔ ہر شے اپنے ہونے کو نمایاں کرتے ہوئے خود شناسی کی شاہراہوں پر گامزن ہو گئی تھی۔

دونوں لشکروں نے اپنے صفیں درست کیں اور دونوں لشکروں ” جنگ کے طبل بج گئے صفیں درست کرنے سے پہلے ملک احمد خان نے اپنے لشکر کو تین حصوں میمنہ،میسرہ اور قلب ”تقسیم کر دیا۔قلب اس نے اپنے پاس رکھا اور میمنہ اور میسرہ پر دوسرے یوسف زئی سرداروں کو کماندار مقرر کیا دوسری طرف میر ہندہ نے بھی اپنے لشکر کو میمنہ،میسرہ اور قلب ”تقسیم کر دیا تھا اُس نے بھی قلب اپنے ساتھ رکھا اور میمنہ اور میسرہ پر دوسرے سردار مقرر کئے تھے۔

جنگ کے طبل بجتے ہی میر ہندہ کا لشکر نفرت کے سنگ آہن ” لپٹے طوفانوں کی طرح آگے بڑھا پھر اس نے ملک احمد خان کے لشکر پر در و بام کو اجاڑ دینے والے بگولوں، بے خوابی کے جنگل ” بھڑک اُٹھنے والی آتش اور آگ کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

ملک احمد خان نے اپنے سرداروں کے ساتھ دشمن پر ضرب لگانے کا لائحہ عمل پہلے ہی تیار کر لیا تھا۔جونہی دشمن حملہ آور ہو چکا انہوں نے بھی لشکر کے تینوں حصوں کے ساتھ دشمن پر ایسا زوردار حملہ کر دیا کہ میر ہندہ کے لشکریوں کو یوں لگا جیسے ان پر جنوں کو روگ،لمحوں کو سانحوں ”،صداؤں کو سسکیوں ” تبدیل کر دینے والے عذاب اور سوچوں کو پریشانیوں ”تبدیل کر دینے والی سسکارتی زہریلی عداوتوں نے نزول کرنا شروع کر دیا ہو۔

دونوں لشکر ایک دوسرے پر بری طرح چڑھ دوڑے تھے لشکری خون آلود ہونے لگے تھے۔

تلواروں، ڈھالوں کے ٹکرانے کے شور کے اندر انسانی چیخیں دینے لگی تھیں۔ فطرت کے آئینہ "وقت کے الاؤ کے اندر لمحیں اور ساعتیں کرچی کرچی ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ویران سرزمینوں کی خاک "آسودگی، راحت، امن، اور شانتی خونی بھنور اور اذیتناک دھوپ کی صورت اختیار کرنے لگے تھے۔ کھلے◻ان "لڑی جانے والی یہ جنگ ایساں سماں پیچ کئے ہوئے تھی جیسے جنت کے◻ظر کے اندر دوزخ کے گماشتے چارسو رقص کناں ہو گئے ہوں۔

ملک احمد خان اور اس کے سردار اور سارے لشکری آہستہ آہستہ میر ہندہ کے لشکر پر غالب اور فتح ◻ ہوتے دکھائی دے رہے تھے اس لئے کہ دشمن کی اگلی صفوں کو بُری طرح کچل اور مسل کر رکھ دیا تھا اور ملک احمد خان کے لشکری اپنی تلواریں لہراتے ہوئے اپنی ڈھالوں کو سا ◆ رکھتے ہوئے دشمن کے وسطی حصے "گھسنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

یہ صورت حال میر ہندہ کے لئے یقیناً تشویش ناک تھی۔ ایک بار پھر اس نے اپنے لشکریوں کو للکارا تاکہ اپنے سا ◆ دکھائی دیتی شکست کو فتح "تبدیل کر دیں لیکن اُس کی یہ کوشش، یہ جتن بھی ناکام رہا۔ ملک احمد خان کے لشکری اس کے لشکر کے اندر ایسے گھستے چلے جا رہے تھے جیسے کوئی شیر دل چوپان، کوئی زندہ دل پاسبان، کوئی نڈر چرواہا بے ضرر بھیڑوں کو اپنے سا ◆ اپنی لاٹھی سے ہانکتا چلا جاتا ہے کچھ دیر کی مزید جنگ کے بعد میر ہندہ کی لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

ملک احمد خان نے حکم دیا کہ دشمن کا پوری طاقت اور قوت کے ساتھ تعاقب کیا جائے تاکہ وہ پلٹ کر دوبارہ وار کرنے قابل نہ رہ سکے۔ یہ حکم ملنا تھا کہ لشکر کے تینوں حصے دشمن کے پیچھے لگ گئے اور دور تک دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی عسکری طاقت کو بُری طرح کچلا اور مسلا گیا۔ میر ہندہ کی باقی لشکر اور تمام شلمانیوں نے بھاگ کر ہشت نگر حصار (قلعہ) "پناہ لی اور قلعے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ یوسف زئیوں نے ہشت نگر حصار اور جیند دریا کے⊠نی علاقے کی ناکہ بندی کر کے ان کا پانی بند کر دیا۔ تین چار دن کی محصوری سے وہ بہت عاجز اور مضطرب و مجبور ہو گئے۔ اس لئے قلعے پر سفید جھنڈا

لہرایااورامن کی درخواست کرنے کے لئے ایک وفدکوملک احمد خان کے پاس بھیجا۔وفد نے ملک احمد خان اوردوسرے سرداروں کے سا ◆آکر کہا کہ خدانےہمیں شر□ہ کردیاہے،اب ہم عاجزاورلاچارہیں راستہ دےدیں کہ یہاں سے چلے جائیں اوراس قدرسہولت دیدیں کہ جو مال واسباب اپنے ساتھ لیجاسکیں لےجائیں۔

ملک احمد خان اوردوسرے سرداروں نے ان کی یہ درخواست قبول کرلی اورانہیں وہاں سے چلے جانے کی اجازت دیدی۔تمام سلمانی اورمیر ہندہ اپنی لشکر کے ساتھ جس قدر مال واسباب اٹھا کر لیجا سکتے تھے اٹھا کر رات کے وقت قلعہ سے نکل کر حصار بالول کی طرف روانہ ہو گئے۔صبح تڑکے یوسف زئی حصار ہشت نگر "داخل ہوئے اور بقیہ تمام مال واسباب کو غارت کردیا اورسارے ہشت نگرکواپنے تصرف "لےآئے۔

قلعے پر قبضہ مستحکم کرنے کے بعدملک احمد خان اپنےلشکرکولیکرمیر ہندہ کےتعاقب "روانہ ہو گئے۔جب میر ہندہ کوان کی امد کی اطلاع ملی تو وہ حصار بالول سے نکل کرآگے کی طرف بھاگا اور حصارپیغم "پناہ لی۔یوسف زئی حصار بالول سے بھی اس کےتعاقب "روانہ ہوگئے،اسے جب یہ معلوم ہوا تو حصارپیغم سے شیر خانئ چلا گیا۔یوسف زئی اس طرح میر ہندہ کے تعاقب "بڑھتے رہےاوروہ آگےآگےفرارہوتارہا۔کسی جگہ بھی اس کے پیر نہ ٹک سکے یہاں تک کہ⌂انی علاقے "میر ہندہ اوراس کی رعایا کا کوئی فرد باقی نہ رہا۔سب کےسب مورانامی پہاڑکی چوٹی کوعبورکرکےسوات چلے گئے۔

اس کے بعد یوسف زئی واپس لوٹ آئے اوراس طرح دامن کوہ او⌂انی علاقے کےتمام ممالک حصار ہشت نگراورجیند دریا سےلیکرہشت نگر، حصار بالول، حصارپیغم ،شیر خانئ، کاٹلنگ، سنگاؤ، بازدرہ اورمورانامی پہاڑتک اپنے تصرف "لےآئے اوراسی طرح اپنے○ بلے "ان ممالک کے کسی دعدیدارکونہ چھوڑا۔

یوسف زئیوں کا سوات کی طرف بڑھنا

سوات کا علاقہ بہت زرخیز اور خوبصورت تھا اور یوسف زئیوں کی پہلے دن سے اس پر نظر تھی سلطان اویس سوات کا مالک اور سلطان تھا جس کا دارالحکومت منگلور تھا۔ جب ہشت نگر کے د① ن شکست کھا کر درہ مورہ کے راستے تھانہ پہنچ گئے جہاں ان کے لیڈر میر ہندہ کی زمینیں واقع تھیں اور یوسف زئی بھی ان کا پیچھا کرتے ہوئے مورہ درے تک آ گئے تو یہ بات سلطان کو ناگوار گزری اور وہ یوسف زئیوں کو سبق سکھانے کی غرض سے تیاری کرنے لگا۔ اُدھر ملک احمد بھی اپنے آپ کو حالات سے باخبر رکھتا تھا لھذٰا وہ لشکر لیکر مورہ درے کے قریب خیمہ زن ہوگیا اور اپنے جاسوس اس نے سلطان اویس کی خبریں لانے کے لئے ملاکنڈ اور سوات تک پھیلا دئے

ایک دن ملک احمد خان اپنے رفقاء کے ساتھ اپنے خیمے ""موجود تھا کہ سلطان اویس کا ایک سفیر آیا۔ جب اُسے ملک احمد خان کے سا ◆اس کے خیمے ""پیش کیا گیا تو ملک حمد خان نے اس سے پوچھا۔ تمھیں کس غرض سے سلطان اویس نے ہماری طرف روانہ کیا ہے،

سفیر نے کہا۔ ""آپ کے لئے یہ پیغام لیکر آیا ہوں کہ آپ فی الفور یہاں سے واپس چلے جائیں۔ ورنہ سلطان آپ کے خلاف لشکر کشی کرنے پر مجبور ہوگا۔ آپ لوگ سوات کی سرز "" اس ""اجنبی ہیں یہاں کی قدروں، یہاں کی رسومات، یہاں کے راستوں اور ضروریات سے ناواقف ہیں۔ لہذٰا جنگ کی صورت ""نقصان آپ ہی کا ہوگا۔ پھر کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ جہاں تک بڑھ چکے ہیں اس کو غنیمت جان کر واپس ہشت نگر لوٹ جائیں،

ملک احمد چند ثانیوں تک بڑے غور سے سفیر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے پوچھا کیا تمھارے پاس سلطان اویس کی طرف سے کوئی تحریری پیغام بھی ہے سفیر نے کہا نہیں میرے پاس 🕐 پیغام تھا جو "" آپ سے کہہ چکا ہوں۔

ملک احمد خان نے کہا، اگر ایسا ہے تو سنو اب ہمارا اس جگہ سے واپس لوٹ جانا مشکل ومحال

ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔سنو سلطان اویس آزادی کی قدر کونہیں جانتا اس نے اور اس کے مشیروں نے غریب رعایا پر ظلم اور بربریت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہاں اس سرز "پر قریہ قریہ،بستی بستی،شہر شہر بچوں کی چیخیں،عورتوں کی آہیں،بیواؤں کے آنسو اور لڑکیوں کی لٹی ہوئی عصمتوں کے نشانات ہیں بخدا اگر حالات ایسے نہ ہوتے تو ہم اپنے علاقوں پر ہی اکتفا کرتے اور ادھر کا رُخ نہ کرتے۔سنو ہمارا اب یہاں سے لوٹنا ناممکن ہے اس لئے کہ

سلطان اویس ایک تنہائی زدہ صحرا ہے جس کے پاٹنے کا وقت آگیا ہے۔ اگر اس نے ہمارے خلاف لشکر کشی کرنے کی کوشش کی تو اسے بتا دینا کہ ہم اس کی راہ "غم کی دُہری زنجیریں اور مجبوری کی بلند چٹانیں کھڑی کر دیں گے۔اس فضائے لاثبات "اسے رقیبوں کی رقابت اور حر☆ں کی شکایت کا س☐ ہوگا۔اس نے ہماری طرف پیش قدمی کی کوشش کی تو وہ دیکھے گا کہ ہمارے لشکر قوس قوس چٹانیں،قدم قدم زنجیریں اور وادی وادی شجر بن کر اس کی راہ روکیں گے

سلطان اویس کو اب سوات کی سرز "ہمارے حوالے کرنا ہوگی تاکہ ہمارے لشکری اس سرز " "پیار کے حروف،ستارہ و گلاب بن کر پھیلیں اور چراغ بن کر ہواؤں "جلتے ہوئے اپنے جذبوں کے لمس سے اس سرز "کو سنہری مٹی کی دھرتی بنا دیں۔اب تم جاؤ،لوٹ جاؤ اور سلطان اویس کو ہمارا🕒 پیغام دو۔

سلطان اویس کے سفیر نے کہا مجھے میرے آقا نے یہ پیغام بھی دیا تھا کہ آپ ان کے پاس اپنا سفیر بھیجیں تاکہ بات کچھ آگے بڑھے۔ ملک احمد خان نے کہا تم جاؤ "عنقریب سلطان کے پاس اپنا ایک سفیر روانہ کر دوں گا۔ وہ سفیر اپنی نشست سے اُٹھا،تعظیم کے لئے جھکا اور ملک احمد کے خیمے سے نکل گیا۔ملک احمد کے چہرے پر سکون تھا جیسے اس نے ایک♍ کہ سر کر لیا ہو۔

چند دن بعد ملک احمد نے اپنے ایک سواتی لشکری کو سفیر بنا کر سلطان اویس کی طرف روانہ کیا۔ سلطان اویس نے یہ غلطی کی کہ سفیر سے امن و صلح کی کوئی بات کئے بغیر اس سفیر کو قید "ڈال دیا اور پھر

سلطان نے اس پر اکتفا نہ کیا سفیر کو قید و بند "ڈالنے کے بعد اس نے میر ہندہ کو ایک لشکر جرار دیکر یوسف زئیوں کا راستہ روکنے کے لئے روانہ کر دیا اور اس کے پیچھے پیچھے خود بھی ایک عظیم لشکر کے ساتھ منگلور سے کوچ کر گیا۔ میر ہندہ نے مورہ کی پہاڑی اور ملاکنڈ کی پہاڑی کے سرے پر چوکیاں بنائیں اور ان کو اچھی طرح مستحکم کر دیا۔

اس کے بعد یوسف زئی دو مہینے تک مورہ پہاڑی کو فتح کرنے کی لگاتار کوشش کرتے رہے لیکن ناکام رہے۔ ایک دن جاسوس نے اطلاع دی کہ ملاکنڈ کی چوکی والے غافل ہو گئے ہیں اور اتنے چوکنے نہیں جتنے مورہ پہاڑی والے ہیں اور اس پر اچانک حملہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ملک احمد خان نے شیخ ملی، محمود بن یحییٰ اور ملک قرہ سے مشورہ کے بعد حکم دیا کہ رات کے کھانے کے بعد لشکر کا بڑا حصہ ملاکنڈ روانہ کیا جائے اور تھوڑے ہی لوگ مورہ کی ترائی "پرانے پڑاؤ "ٹھہرے رہیں اور مشعلیں روشن کریں تا کہ سواتی اس دھوکے "رہیں کہ پوری فوج حسب معمول پڑاؤ "ہے۔ اصلی فوج نے تمام رات سفر کرنے کے بعد صبح سویرے ملاکنڈ کی چوٹی کو سر کر لیا جہاں اس نے دشمن کی حفا ⇦ دستوں کو سوتے "جا لیا۔ لشکر نے بڑھ چڑھ کر چوکی والوں کو قتل کر دیا۔ سلطان اویس اور فرح زاد بھاگ کر تھانہ پہنچ گئے۔ میر ہندہ بھی جس نے مورہ کا بڑی ☒ بی سے دفاع کیا تھا ملاکنڈ کے راستے یوسف زئیوں کی حملے کی خبر سن کر اپنی فوج کے ساتھ پسپا ہو گیا اور تھانہ کی حفاظت کے لئے روانہ ہو گیا جو ایک مظبوط مرکز تھا۔

جنگ تھانہ

یوسف زئیوں نے جب ملاکنڈ کی چھوٹی سر کر لی تو چھ سات میل آگے جا کر موضع ڈاگ (خار) "ڈیرے ڈال دیے یہاں پر چند دن قیام کر کے اپنے گھوڑوں کو تازہ دم کر لیا اور پھر تھانے کی طرف کوچ کر گئے۔ اُدھر سلطان اویس جو تھانے "جنگ کی تیاری کر رہا تھا وہ بھی ایک لشکر جرار لیکر تھانے سے ڈیڑھ میل آگے بڑھ آیا۔ ملک احمد خان نے کوچ سے پہلے اپنے لشکر کو میمنہ، میسرہ اور قلب

"تقسیم کر دیا اور لشکر کا کچھ حصہ محفوظہ کے طور پر پیچھے پڑاو کی حفاظت کے لئے مامور کیا میمنہ کا کمان خان گجو کے حوالے کیا میسرہ پر طاؤس خان ولد سلیمان شاہ کو سالار مقرر کیا اور قلب کو اپنے پاس رکھا اور وہ اسی ترتیب سے کوچ کرتے ہوئے □ان جنگ " آئے۔ دوسری طرف سلطان نے بھی اپنے لشکر کو تین حصوں "تقسیم کر دیا میمنہ پر میر ہندہ کو کماندار مقرر کیا میسرہ کو فرح زاد کے حوالے کیا اور قلب کو اپنے پاس رکھا دونوں لشکروں نے □ان جنگ کے قریب آ کر خیمہ زن ہو گئے۔

آغازِ کار : قموں طراز اور زلفوں جیسے تاریک رات اک نغمۂ ربانی گاتی سحر کی طرف بھاگتی رہی ۔صورت کدہ مہتاب اپنے حیا آمیز رنگوں " دوریوں اور بعد کی طرف رواں رہا۔ رات کی گود " چاند تاروں کی کرنیں مدھم ہوتی گئیں۔ تاریکی کا غبار کم ہونے لگا پھر کائنات " روشنیاں اُبھرنے لگیں۔ ہر شے ستاروں کی طرح روشن ہونے لگی رات کے اندر پوشیدہ چاندنی خیالات وتفکرات کے جزیرے اور وصل کی ادھوری خواہشوں کا انجام ہو گیا۔ کیوں کہ مشرق سے سورج طلوع ہوا تھا اور گل نو بہار و شجر سایہ دار گہرے سمندر " رواں موج کی طرح گنگنا اُٹھے تھے۔

سورج کے طلوع ہوتے ہی پہلے خان گجو اپنے لشکر کو لیکر دشمن کے میسرہ پر جس کی کمان فرح زاد کر رہے تھے حملہ اور ہوا اور اس کے ساتھ ہی طاؤس خان بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دشمن کی میمنہ پر ٹوٹ پڑا۔ جنوب کی طرف سے خان کجو ایسے انداز " دشمن کے اندر گھستا چلا گیا جیسے اس نے اپنی راہ " حائل ہونے والے بڑے بڑے فرعونوں کو زیر کرنے اور دشمن کے ستارہ جان کو شکستہ سیاروں " بدل دینے کا عزم کر لیا ہو۔ اس نے دشمن کے لشکریوں پر وحشت کی چھنگاریاں پھیلا کر انہیں زخموں کی قبا پہنانا شروع کر دی تھی جبکہ شمال کی طرف سے طاؤس خان نے سلطان کے لشکر " افراتفری اور کھلبلی مچا دی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ملک احمد بھی قلب کے ساتھ بھوکے شاہین کی طرح سلطان کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔

اب شمال کی طرف سے طاؤس خان، جنوب کی طرف سے خان گجو اور □ب کی طرف سے

خود ملک احمد خان سات سمندروں کی گہرائی اور سچائی کے عکس کی طرح حملہ آور ہوتے ہوتے دشمن کی ساری فتنہ انگیزی، ریا کاری اور درشت گوئی پراگندہ اور متزلزل کرنے لگے تھے۔ان تینوں نے مل کر اپنے تیز طوفانی حملوں سے سلطان کے لشکر کی حالت ایسی کردی تھی جیسے کسی سیاہ دل بخیل اور موذی کمینہ فطرت انسان کی ساری حجتیں، سارے لفاضے اور کردار کی ساری کمزوری بڑے حزم اور احتیاط کے ساتھ کسی نے دھو کھنگال کر رکھ دی ہو۔وہ تینوں دشمن کے لشکر کے اندر پستی "بلندی اور بلندی کے اندر موج ومحشر بن کر اُبھرنے لگے تھے۔

تین اطراف کے اس دباؤ سے سلطان کے لشکری بدحواس ہوگئے اور ان "شکست کے اثار پیدا ہونے لگے۔سلطان نے جب دیکھا کہ اس کے لشکر "پسپائی اور ہزیمت کے آثار نمودار ہوگئے ہیں تو وہ اپنے چند محافظوں کے ساتھ ان چھوڑ کر بھاگ گیا۔سلطان کی ان سے فرار کا لشکر پر بہت برا اثر پڑا۔اس کے ساتھ ہی خان گجو، طاؤس خان اور ملک احمد نے اپنے حملوں "بلا کی تیزی پیدا کی جس کی وجہ سے سلطان کے لشکری بھی ان چھوڑ کر بھاگنے لگے ملک احمد خان نے دم لئے بغیر اپنے سارے لشکر کے ساتھ سلطان کے لشکر کا تعاقب کیا اور تھانے کے مشرق کی طرف بارہ میل آگے دریا کے پار ترہنگ نامی گاؤں تک چلے گئے اور سلطان کا لشکر نہایت خراب اور خستہ حالت "ترہنگ "داخل ہوا راستے "بہت سے لوگ قتل ہوئے مال واسباب غارت ہوا ملک احمد خان نے ترہنگ کے قریب تعاقب ختم کرنے کا اعلان کیا اور مع اپنی لشکر کے واپس تھانے آکر مقیم ہوگیا۔

سلطان کی لشکر نے جب راہ فرار اختیار کی اور یوسف زئی کا لشکر ان کا پیچھا کرتا رہا تو سلطان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ صحیح راہ کھو کر غلط راستے پر جا پڑا اور لنڈا کی "جو ترہنگ گاؤں کے بلمقابل دریا کے اس پار ہے لشکر سے جدا ہو کر بڑی مشکل سے سوی گلی کی چوٹی کے راستے پیدل دمغار سے ہوتا ہوا کئی دن بعد نہایت خراب اور خستہ حالت "منگلور پہنچ گیا گھر والے اسے رو پیٹ کر بیٹھ رہے تھے ۔سویم کی رسوم یعنی تیسرے دن کی خیرات اور فاتحہ بھی ہوگئی تھی۔گھر والوں کو جب کئی دن تک اس کی خبر

نہ ملی تو انہوں نے 🕐 خیال کیا تھا کہ جنگ ""کام آیا ہوگا۔اب جو زندہ گھر پہنچا تو لوگ بہت خوش ہوئے۔

اس جنگ ""فرح زاد اور میر سنجو سواتی جیسے بڑے بڑے نامور اور مشہور امیر اور سلطان کے بہت سے عزیز و اقارب مارے گئے۔ان کے علاوہ بے شمار رعایا اور عوام و اشراف مارے گئے میر ہندہ کے علاوہ کوئی دوسرا امیر زندہ نہ رہا میر ہندہ بھی ایک یوسف زئی کریم داد کی تلوار کی زد ""آیا تھا لیکن اس کا گھوڑا بہت عمدہ نسل کا تھا جس کی وجہ سے وہ بھاگنے ""☒ب ہو گیا اس لڑائی کے نتیجے "" یوسف زئی دو تہائی سوات پر قابض ہو گئے جبکہ ایک تہائی حصہ ""آدھے پر متراوی اور آدھے پر سلطان اویس کی عملداری رہ گئی۔

جنگ کاٹلنگ

یوسف زئیوں کے پشاور آنے سے پہلے یہاں پر دلہ زاک کا بڑا رعب اور دبدبہ تھا۔ بڑی طاقتور قوم تھی اور کسی قوم ""ان کے ساتھ● بلہ کرنے کی سکت نہ تھی۔ان کے نوجوان زیادہ بدمست اور↗ ور تھے اور اکثر لوگوں پر ظلم و زیادتی کرتے تھے۔چونکہ اُنہوں نے یوسف زئیوں پہ احسان کیا تھا اور ان کو رہنے کے لئے جگہ دی تھی اس لئے ملک احمد خان ان کے بارے ""صبر سے کام لیتے تھے اور ان کی زیادتیوں پر صرف نظر کرتے تھے اور ساتھ ساتھ لوگوں کو بھی صبر کرنے کی تلقیں کیا کرتے تھے۔

ایک دن ملک احمد خان اپنے ڈیرے پر موجود تھا اور قرب جوار سے آئے ہوئے لوگوں کی شکایتیں سن رہا تھا اور موقعہ پر اس کے ازالے کے لئے احکامات جاری کرتا تھا کہ اسی اثناً ""بگیاڑے کے یوسف زئیوں کی طرف سے ایک قاصد آیا اور اس کے ساتھ چند عورتوں کے پردے کی پھٹی ہوئی چادریں تھیں جو اس نے ملک احمد خان کے سا ♦رکھ دیں اور پھر کہنا شروع کیا کہ :

اے خان ہم تمام یوسف زئی آپ کے رعایا ہیں اور ہم اپنے اوپر دلہ زاک کے ظلم و ستم کی شکایت آپ کے پاس لے کر آتے ہیں اور آپ ہمیں ان پر صبر کی تلقین کرتے ہیں لیکن اب حالت

ہماری تباہی کے ساتھ ساتھ بے عزتی تک پہنچ گئی ہے۔ دلہ زاک ہماری فصلوں کو تباہ کرتے ہیں رات کے وقت ہماری جانوروں کو ہانک کر لے جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ہمارے لوگوں کو بھی لوٹ لیتے ہیں اب تک تو ہم نے صبر سے کام لے لیا۔ قاصد نے ذرا رک کر سانس لیا اور پھر کہنے لگا کہ:

اے خان اب حالت یہاں تک پہنچی ہے کہ وہ ہمارے عورتوں کی بھی بے عزتی کرنے لگے ہیں۔ پچھلے دنوں ہماری عورتیں بگیاڑے کی ندی پر کپڑے دھو رہی تھیں کہ دلہ زاک کے کچھ نوجوان اُدھر سے گزرے تو انھوں نے عورتوں کی بے عزتی کی خاطر ان کے پردے کی چادریں اُٹھا کر لے جانے لگے کچھ عورتوں نے دوڑ کر اپنے چادر پکڑ لئے اور ان کی بہت منت سماجت کی اور یہاں تک کہا کہ وہ ملک احمد خان کو بتا دیں گے۔ اس پر ان نوجوانوں نے جواب دیا کہ ملک احمد خان ہمارا کیا کر لے گا اور ان چادروں کو پھاڑ کر لے گئے

قاصد نے پُر اثر انداز " اپنی بات بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

اے خان ، دلہ زاک کے نوجوانوں نے ہماری عورتوں کو کہا کہ تم لوگ ہمیں احمد خان کی جرأت □ی اور تیغ زنی سے ڈرا رہے ہو حالانکہ تم لوگ تو خانہ بدوشوں کی طرح بے سرو سامانی کی حالت " ہمارے پاس آئے تھے تم لوگ تو غلامی کے خواب دیکھنے والے ہوتے تھے تم لوگ تو ادھوری تہذیب کے چرچوں " آوارگی کی طعنہ زئی جیسی زندگی بسر کرنے والے تھے گونگے بہرے ٹیڑے راستوں پر روزی کی تلاش " سرگرداں تھے اور بھیک منگوں کی طرح ز " پر پھیلتے ہوئے جگہ جگہ بستی بستی دستک دینے والوں کی طرح پھر رہے تھے ہم نے تمھیں سر چھپانے اور روزی کمانے کے لئے سرسبز و شاداب علاقے دیے اب تمھاری یہ جرأت کہ ہم کو ملک احمد خان سے ڈراتے ہو۔

قاصد کی ان الفاظ نے ملک احمد خان کی حالت بدل کر رکھ دی۔ اسکی حالت اس سے ازل اور ابد کے ☒ن بپھرے ہوئے سمندر جیسی ہو گئی تھی۔ جیسے اس نے وقت کے پاؤں شل کرنے کا تہیہ کر لیا ہو۔ اس کے چہرے پر سیاہ مہیب و بے رحم طوفان اپنا اثر دکھا گئے تھے جب کہ نفرت برساتی اس

کی آنکھوں کے اندر بے کراں غضب کی (فتیں جوش مارنے لگی تھیں تھوڑی دیر تک ملک احمد خان سر جھکا کر سوچتا رہا پھر اس کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹیں نمودار ہوئیں آنکھیں غیض وغضب سے سرخی مائل ہوگئیں پھر اس کے بعد ملک احمد خان نے قاصد ✂ طب کیا۔

ہم بے سروسامانی کی حالت "ضرور افغانستان سے آئے تھے لیکن ہم گداگر اور بھیک مانگنے والے لوگ نہیں تھے۔ان لوگوں نے ہمیں رہنے کے لے ز " دے کر ہم پر احسان ضرور کیا لیکن اس کے بدلے ہم نے اپنی عزت ان کے پاس گروی نہیں رکھا تھا۔ہم اوروں کی عزت کرنا اور اپنی عزت اوروں سے کرانا جانتے ہیں۔کاش انہی الفاظ کے ساتھ ان لوگوں نے ہمیں کسی ⌂ان جنگ "✂ طب کیا ہوتا● بلے کی رن ایسی ⌂ان "دی ہوتی جہاں طوفان پلتے ہیں جہاں لاوے اگلتے ہیں جہاں جاگتی بھپرتی مو ⇖ آتشیں لمحوں "ڈھلتی ہیں جہاں گمشدہ آئینے بھی خونی عکس دکھاتے ہیں۔قسم خداوند قدوس کی اگر ان لوگوں نے ہمیں کسی ایسی رزمگاہ "،کسی ایسے رن "،کسی ایسے ⌂ان جنگ "پکارا ہوتا تو اپنے دل کی لوح پر لکھ لکھ کر ہم ان کے عمر کے سوکھے کناروں کو خون " بھگو دیتے۔ ان کی سرخروئی کے نشے کو درد کی بے انت راتوں سے متعارف کراتے۔ ان کی زیست کے تسلسل کو آخری سانسوں کی گنتی سے ہمکنار کرتے۔یہ جوان لوگوں نے نہتے عورتوں کو دیکھتے ہوئے ان کے سا ◆ سلگتی پیاسی ،زرخیزیوں اور گردش ایام کے فسوں جیسی انداز تخاطب اختیار کیا ہوا تھا اگر یہ لوگ ہم سے کہیں ٹکراتے تو قسم اس ہستی کی جسے زوال نہیں ہے لمحوں کے اندر ان لوگوں پر زوال طاری کر کے رکھ دیتے یہ خیال مت کریں کہ ہم بے سروسامانی کی حالت "آئے تھے۔انا اور عزت سب کی ایک جیسی ہے یاد رکھنا دلہ زا کو۔ہم ذات کے پٹھان ہیں اور پٹھان اپنی عورتوں کی بے عزتی کا طعنہ سننے کی بجائے موت کو ترجیح دیتے ہیں۔اگر یہ لوگ ہم سے ٹکرائے تو ہم ان کے لفظوں کے بولتے پیکر کو کاغذ کے محل "سمیٹ دیں گے۔ان کی تخلیق خاموش اور ان کے گمان اندھے کر کے رکھ دیں گے۔

ملک احمد خان نے ذرا رک کر سانس لیا اور پھر کہنے لگا کہ:

دلہ زاک کی ظلم وزیادتیاں حد سے بڑھ گئی ہیں اور اب اس کو مزید برداشت نہیں کیا جا سکتا قسم ہے اس ہستی لازوال کی کہ اگر "نے اپنے ان مظلوموں کے بدلے "دلہ زاک پر زوال طاری نہ کیا تو "سلطان شاہ کا فرزند نہیں ہوں گا

اس کے بعد ملک احمد خان نے قاصد کو تسلی دیکر ر (۱) کیا کہ عنقریب ہم ان کے روحوں کی گہرائیوں "ہول بن کر بربادیاں رچ دیں گے اور آگ اُگلتی زرد دوپہر، گہری ناگن راتوں اور دل شکنی کے موسموں کی طرح ان کا تعاقب کریں گے اور یہ لوگ ہم سے چھپنے کے لئے تنہائی کے کسی کنج عدم اور بے وطنی کے شہر کی تلاش "سرگرداں پھریں گے

اس کے بعد ملک احمد خان نے قبیلے کی مشران کا جرگہ بلایا اور مشترکہ فیصلہ کیا کہ چونکہ دلہ زاک بہت طاقتور ہیں اس لئے ان کو شکست دینا اکیلے یوسف زئیوں کے لئے ممکن نہیں اس لئے پہلے تمام خخوں کو ملا کر ایک قبائلی وفاق بنانے کا فیصلہ کیا گیا اور گیگیانیوں کی ظلم اور زیادتیوں کو ملک احمد خان نے خخی قبائل کی وفاق بنانے کی خاطر معاف کیا۔ اس کے علاوہ اتمان خیل، ترکلانی، اور محمد زئی کو بھی ساتھ ملانے کا فیصلہ کیا گیا۔

چنانچہ شیخ ملی کی سربراہی "ایک وفد کابل روانہ کیا تا کہ گیگیانیوں کو یوسف زئیوں کے ساتھ ہونے والے بدی کے معافی کے متعلق مطلع کیا جائے اور انہیں دلہ زاک کے خلاف ہونے والے جنگ "شرکت کی دعوت دی جائے۔ شیخ ملی پہلے دوابہ گئے۔ اور یہاں کے گیگیانیوں کو ملک احمد خان کے فیصلے کے متعلق بتایا دوابہ کے گیگیانی ملک احمد خان کی معافی کے فیصلے سے بہت خوش ہوئے اور پھر اس کے بعد ترکلانی اور موسیٰ زئی گیگیانیوں کے پاس کابل گئے اور انہیں دل زاک کے خلاف مہم " شامل ہونے کی دعوت دی۔ ملک احمد خان نے محمد زئیوں کو بھی اس وعدے پر اپنے ساتھ ملایا کہ انہیں ہشت نگر پر قابض رہنے دیا جائے گا۔ سب نے بالاتفاق اس مہم "شرکت کا فیصلہ کیا اور ایک لشکر لیکر بگیاڑے آگئے جہاں سے شیخ ملی نے کاٹلنگ جا کر ملک احمد خان سے ملاقات کی اور اسے صورتحال سے

اگاہ کیا ۔

جس وقت شیخ ملی لشکر کی غرض سے کابل گیا ہوا تھا ملک احمد خان نے سوات، باجوڑ، سمہ اور ہشت نگر کے تمام یوسف زئیوں کو اور ساتھ ساتھ اپنے جمبہ داروں کو اور ہمسائیوں سمیت اتمان خیل، مشوانی، ماہیار، وردگ، لونی، گدون، کخار، راہیونزی، کاس، سواتی، شلمانی اور بڑلیس وغیرہ سب کو بلا کر کاٹلنگ کے اردگرد ٹھہرا دیا تھا۔ اتنی خلقت جمع ہوگئی تھی کہ جس کا حساب بھی ناممکن تھا۔

دوسری طرف جب کلپانئ کے دلہ زاکوں کو ملک احمد اور شیخ ملی کے لشکر اکٹھا کرنے کے بابت معلوم ہوا تو انہوں نے بھی اپنے آدمی پشاور، ہزارہ، امانگڑھ، نوشہرہ، چھچھ، تربیلا اور دریائے سندھ کے اس پار پیہور، شیر درہ، پنجتار، اور دریائے لنڈا کی طرف بھیجے اور ایک عظیم الشان لشکر اکٹھا کر کے شہباز گڑھی کے علاقے "ٹھہرایا۔ دلہ زاک نے جنگ "عجلت سے کام لیا کیونکہ وہ کابل سے آئے ہوئے شیخ ملی کے لشکر کے پہنچنے سے پہلے ملک احمد خان اور اس کی لشکر کو شکست دینا چاہتے تھے لھٰذا انہوں نے اپنے لشکر کو ہراول، میمنہ، میسرہ، اور قلب "تقسیم کر دیا جبکہ تیراندازوں کی جمیعت کو الگ رکھا۔

دوسری طرف ملک احمد خان نے بھی اپنے لشکر کو ہراول، میمنہ، میسرہ، اور قلب "تقسیم کر دیا جبکہ تیراندازوں کو ہراول کے ساتھ رکھا اور ان کا سردار سلیم خان ابن معدود کو بنایا جبکہ ہراول کا سالار خان گجو کو، میمنہ کے سالار اور یا خان ولد خوازی خان کو اور میسرہ کی کمان اسماعیل خان ولد بابی خان کو جبکہ قلب کو اپنے زیر کمان رکھا۔ اس کے ساتھ ہی گیگیانیوں کا لشکر جو کہ شیخ ملی کے ساتھ بگیاڑے سے آرہا تھا اس کو پیغام بھیجا کہ وہ جنوب کی طرف سے لمبا چکر کاٹ کر دلہ زاک کی پشت پر حملہ آور ہو۔

آغازِ کار: رات کے آخری حصے "مشرق سے چاند طلوع ہوا تاہم فضاؤں "ابھی اندھیرا تھا چاند کی چاندنی ہر سو ہمہ جہت بکھری کائنات کی ہر شے کو اپنے نور سے نہلا رہی تھی۔ فضا کے در و بام پر محیط رات "روشنی کی اُڑانیں ز "کے خاکدان کو نور سامان کرنے لگی تھیں۔ ہر طرف ایک سکوت تھا

جیسے چپ ہی طریق جہاں رہ گیا ہو۔لوگ سو رہے تھے تاہم مشرق سے سحر کے آثار واضح ہونے شروع ہو گئے تھے یہاں تک کہ نیل گگن کے مشرقی حاشیوں پر سنہرے عکس بکھرنے لگے اور شفق اُبلنے لگی پرندے جاگ اُٹھے اور فضاؤں کے اندر اپنے گیتوں کا رس بکھیرنے لگے۔

جونہی سورج ہواؤں کو رنگین قبا پہنا تا ہوا، صداقت سے مول تول کرنے والے جہل وضلالت پر سے اندھیروں کو♠ تا ہو مشرق سے نمودار ہوا۔کائنات کی ہر شے تاریکی کی کٹی قید سے آزاد ہوگئی۔ ز " کے سینے "سورج نے اپنی کرنوں کے نیسے اُتار دئے حدت مہر سے صحراؤں کے اندر اوس سے بوجھل سرمائی پھول سورج کی شعاعوں سے ہم کنار ہو کر اپنے سر اوپر اُٹھانے لگے۔

ملک احمد خان نے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو آراستہ کیا صفیں درست کیں اور⌂ ان جنگ کی طرف کوچ کرنے کی تیاری "تھا کہاس دوران اس کے دو مخبر لف سمت سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔تھوڑی دیر تک سا ♦ کی طرف سے دونوں مخبر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہاں پہنچے قریب آ کر انھوں نے عین ملک احمد خان کے سا ♦ اپنے گھوڑوں کو روکا ملک احمد خان نے انہیں طب کرنے "پہل کی۔

میرے عزیزو کیا تم کوئی خاص خبر لے کر آئے ہو ؟ جواب "ان دو " سے ایک بول پڑا۔

سردار محترم : دلہ زاک کا لشکر شھباز گڑھی سے پوری تیاری کے ساتھ روانہ ہو چکا ہے۔ان کے مخبروں نے ان کو آپ کے لشکر اور کابل سے آئے ہوئے شیخ ملی کے لشکر کے متعلق پوری پوری اطلاعات فراہم کی ہیں اور وہ بڑی جلدی "اور بڑی خونخوری سے اس سمت کا رُخ کئے ہوئے ہیں کہ شیخ ملی کے لشکر کے پہنچے سے پہلے آپ کو نیست و نابود کرے اور پھر شیخ ملی کے لشکر کا س□ کرے۔

اس مخبر کی یہ خبر سن کر ملک احمد خان کی نگاہوں "خوشی کے ستارے اور چہرے پر سکون کی ارتغاع کے دائرے بکھر گئے تھوڑی دیر تک وہ گہری سوچوں "کھویا رہا اس دوران مخبر ہی نہیں پہلو " اپنے گھوڑے پر سوار خان گجو بھی غور سے اس کی طرف دیکھتا ر۔ہا تھوڑی دیر تک سوچنے کے بعد

ملک احمد خان نے انتہائی عاجزی اور انکساری "آسمان کی طرف دیکھا پھر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ اپنے خداوند قدوس کا طب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے رب دو جہاں تو ہی ادھورے خوابوں کو نادیدہ تعبیروں سے ہمکنار کرتا ہے۔ تو ہی لہو کی نغمگی کو اس کا رجز عطا کرتا ہے۔ میرے اللہ تو ہی درد گاتی ہواؤں کے لمحوں پر لوریوں کی گنگناہٹ پھیلاتا ہے۔ میرے اللہ تو ہی شکستہ دل زمینوں سے غم و رنج کے قدغن ہٹاتا ہے۔ میرے اللہ تو ہی پیاسی سلگتی زرخیزیوں کو رحمت و برکت کے سحاب اور خوشی کی مرقوم داستانیں عطا کرتا ہے۔

میرے اللہ تیرے ہی کن سے غاروں "گھستی کرنیں اپنا ہجوم کرتی ہیں۔ تیرے ہی حکم پر افق پر بکھرے سرمئی بادل اپنے سفر کو روانہ ہوتے ہیں۔ تیرے ہی حکم پر منجمند فضاؤں "کڑکتی برق اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ میرے اللہ تو ہی روز و شب کے ان پیہم سلسلوں "نفرت الود زندگی کو، روتی درسگاہوں کو، نوحہ خوانی کرتی مسجدوں کو ان کی رونق عطا کرتا ہے۔ میرے اللہ تو ہی بادلوں کے گل رنگ آنچلوں "فنا کے آتشین لمحے پیدا کرتا ہے۔ تو ہی خزاں کی کھولتی اداسیوں کو خش و خاشاک کی طرح اڑاتا ہے۔ میرے اللہ تو ہی بدلتی آرزوؤں کے سرسام "اُ□وں کی گھٹائیں کھڑی کرتا ہے۔ میرے اللہ "تیرا عاجز بندہ ہوں میرے اللہ تجھ سے ہی دعا گو ہوں کہ جس مہم پر نکلنے والا ہوں میرے اللہ مجھے اس "اپنے مقدس نام اپنی ذات کی تقدیس اور اپنے آخری رسول صلعم کی رسالت کے طفیل☒بی، کامرانی اور فوز□ی عطا فرما۔

یہاں تک کہنے کے بعد ملک احمد خان خاموش ہو گیا پہلو "کھڑے خان گجو اور سا ♦ کھڑے دونوں مخبروں نے دیکھا اس موقع پر ملک احمد خان کی آنکھیں نم آلود ہو گئیں تھیں۔ اس نے اپنی آنکھیں خشک کیں اس موقع پر خان گجو اسے طب کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ ملک احمد خان نے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا، پھر دیکھتے ہی دیکھتے اعلان جنگ کے طور پر بگل بجائے گئے اور ساتھ ہی شادیانے بجانا شروع ہو گئے۔ سب سے پہلے خان گجو اپنے ہراول دستے کے

ساتھ جس "تیر اندازوں کا دستہ بھی تھا تیرگی کے صحرائے بے کراں پھیلی زاویے بدلتی دھوپ، سنگریزوں کے طوفان کی طرح حرکت "آیا اور غم کی آزمائش، دکھ کا استعارہ اور درد کا طوفان بن کر دلہ زاک کے لشکر کی طرف بڑھنے لگا۔اس کے بعد ملک احمد خان نے میمنہ، اور میسرہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جبکہ آخر "خود قلب کے ساتھ روانہ ہوا ملک احمد نے پیادوں کو آگے کیا اور سواروں کو ان کے پیچھے لگایا اور اس طرح کہ سواروں کے نیزے پیادوں کے پیٹھ سے لگتے تھے۔اتمان خیل گائے بھینس کی سوکھی کھالوں کو ڈھال کی طرح پکڑے ہوے پیادوں کے آگے چلتے رہے تاکہ وہ دشمن کے تیروں سے محفوظ رہیں۔اس شان سے آہستہ آہستہ خراماں خراماں روانہ ہوئے اور موضع گدر کے○م پر دونوں لشکر آ◆سا◆ہوئے

سب سے پہلے تیروں کی جنگ چھڑ گئی دونوں لشکروں کے ہراول دستے یہاں پہلے پہنچ گئے۔ جن کے ساتھ تیر اندازوں کے دستے بھی تھے۔تیروں کے لڑائی "دونوں طرف سے تیر اندازوں نے ایک دوسرے سے بڑھ کر جوانمردی کے جوہر دکھائے خصوصا یوسف زئیوں کی طرف سے سلیم خان ابن معدود، سید اور چوکا پسران دلخک نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ سارہ لشکر عش عش کر اُٹھا۔ان کی اس بے✝ل بہادری کی وجہ سے دشمن کے تیر انداز زیادہ تر⌂ان جنگ "کام آئے اور جو بچ گئے وہ بمشکل ہی جان بچا کر بھاگ گئے۔

تیر اندازوں کا پلڑہ بھاری ہوتے ہی خان گجو مع اپنے ہراول دستے کے بے رنگ دھندلوں "پھیلتے سکتے ذہن کے آکاش پر□لاتے اوہام کے کالے بادلوں اور لرزاں خاموشیوں "وحشی پادوں کی طرح حملہ آور ہو گیا۔خان گجو کا حملہ ایسا اچانک اور زوردار تھا کہ دلہ زاک اس وقت چونکے جب خان کجو ان کے سروں پر پہنچ گیا تھا اور ہر سمت بجتے رباب اور بہتے دریا کی طرح اللہ اکبر کی آوازوں کے پرچم بلند ہونے لگے تھے رنگ رنگ پرندے اور قوس قوس چٹانیں وحشت زدہ ہو کر رہ گئی تھیں۔اپنے تیز حملوں سے خان کجو ان پر نیلگوں آسمان اور ہواؤں کے جنون کی طرح چھا گیا۔اس کے

حملوں "راوی کی للکار، چناب کی قہر سامانی، سندھ کی رست خیزی، جہلم کی چنگھاڑ، ستلج کی گہرائی اور بیاس کی گیرائی تھی۔

اپنے ان جان لیوا حملوں سے اس نے اشک اشک ستارے ڈھانے اور زخم زخم فتح کی زرخیزی پیدا کرنی شروع کی تھی۔ جس وقت سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ وسط آسماں جلوے بکھیر رہا تھا خان کجو اپنے ہراول کے ساتھ مکمل طور پر ان کے ہراول دستے پر چھائے ہوئے ان کا قتل عام شروع کر چکا تھا اس موقع پر دلہ زاکوں کا بہت بڑا لشکر نمودار ہو گیا اور انہوں نے آتے ہی خان کجو کی لشکر پر حملہ کر دیا۔ خان کجو کا سا ♦ والا لشکر جس کا ایک طرح سے خان کجو نے قتل عام شروع کر دیا تھا، اپنے نئے ساتھیوں کے آنے پر سنبھل گئے اور بڑھ چڑھ کر خان گجو کے لشکر پر جارحانہ حملے شروع کر دئے دلہ زاک کے بڑے لشکر نے اپنے بازؤں کو پھیلاتے ہوئے خان گجو کے لشکر کو گھیرنے لگے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ چکی کے پاٹوں کی طرح خان گجو کو اس کے لشکر سمیت پیس ڈالنے کا سامان کر چکے ہیں اسی اثناء "یوسف زئیوں کے لشکر پہنچ گئے جو میمنہ، میسرہ اور قلب کی ترتیب "آرہے تھے۔ لشکر کے پہنچتے ہی انہوں نے لمحہ ضائع کئے بغیر میمنہ اور میسرہ سے دلہ زاک کے لشکر پر بھرپور حملہ کر دیا اور ان کے لشکر کا خان گجو کو گھیرے "لینے کی کوشش ناکام بنا دی اور اس طرح خان کجو پر دشمن کا دباؤ کم ہو گیا۔ اس کے بعد ملک احمد خان بھی قلب کے ساتھ آگے بڑا اور دشمن پر کاری ضرب لگانی شروع کی۔

خان گجو پر دشمن کا دباؤ کم ہوتے ہی اس نے اپنے حملوں "نیا رنگ دکھانا شروع کیا اپنے لشکر کے ساتھ ناچتی موج خیال اور مثل خورشید اُبھرتے ہوئے اس نے اپنی پوری قوت سے دشمن کے ہراول پر ایک نئے انداز "حملہ آور ہوا۔ اپنے لشکریوں کے ساتھ وہ دشمن پر اپنی تلوروں سے انوکھی تحریروں اور خون "ڈوبے الفاظ کی دستک دے رہا تھا۔ وہ بے حدو بے کنار ہو کر کسی سحر شناس کی طرح یوں حملہ آور ہو رہا تھا۔ جیسے اندھیروں "مہتاب کی کرنیں 7 گئی ہوں، جیسے پر اسراریت کے سفر "

موت کے ہیولہ نما سینکڑوں جھکڑ اُٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔ چند ہی ثانیوں "خان گجو نے رزمگاہ کو اپنے ہاتھ "لے لیا اس نے اپنے حملوں سے ہراجالے "خوشبو اور ہر رنگ "مہک بھر دی تھی۔ اس کے حملوں سے دشمن کے ہراول لشکر کی حالت ایسی ہونے لگی جیسے ان کی تقدیر جل گئی ہو یا ان کی ساری خواہشیں خاک ہوکر رہ گئی ہوں۔ دوسری طرف اوریا خان اپنے میمنہ کے ساتھ اور اسماعیل خان میسرہ کے ساتھ اور ملک احمد خان قلب کے ساتھ سات سمندروں کی گہرائی اور سچائی کی عکس کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے دشمن پر کاری ضربیں لگا رہے تھے اوریا خان اور اسماعیل خان کے حملوں "بھی ایک انوکھی چکا چوند، غضب کی وحشت اور آگ کے بگولوں جیسی تپش تھی۔ دونوں نے دشمن کے میمنہ اور میسرہ کو اپنے آگے آگے تانڈو ناچ نچانا شروع کر دیا تھا۔ جس سے دشمن کے میمنہ اور میسرہ "کھلبلی اور افراتفری چھانے لگی۔

اُدھر خان گجو دشمن کے ہراول "سے زیادہ تر کو تہہ تیغ کرنے اور بقیہ کو تتر بتر کرنے کے بعد ملک احمد خان کے ساتھ مل کر دشمن کے قلب پرز "کے سینے کے الاؤ سے اچانک اٹھ جانے والی قبول □ جات کی گھڑیوں، کرامات کے کسی لمحے اور زہر برساتے فلک سے زوال کا ♍ کہ برپا کر دینے والی خونی کرنوں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔ دوسری طرف دلہ زاک نے بھی جوابی کاروائی کی وہ بھی ملک احمد خان اور خان کجو کے لشکر پر ہوس کی صحراؤں کی سسکتی تنہائیوں، تنگدستی کے تشنج سے اٹھتے اندھے کوہستانی جھکڑوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے آہیں بھرتی تنہائیاں اور بکل مارے بیٹھی خاموشیاں طوفانوں کے خروش اور بگولوں کا وحشی پن اختیار کر گئی تھیں۔ جنون "سرشار موت چاروں طرف آتشی پکار اور بہتی لو کی طرح زیست کو رنگ و روشنی سے محروم کرنے لگی تھی۔ بڑی دیر تک □ ان جنگ "گھمسان کا رن رہا اور دونوں لشکر جم کر لڑتے رہے اگرچہ دلہ زاک کے صفوں "کھلبلی اور افراتفری کے کچھ آثار پیدا ہوگئے تھے۔ لیکن ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ لاتعداد اموات کے باوجود ان "کوئی کمی محسوس نہیں

ہو رہی تھی اور جنگ کے شعلے برابر بھڑک رہے تھے خان گجو نے ملک احمد خان کے ساتھ مل کر دشمن کے قلب پر آگ کے دو دھاروں کے سنگم اور رنگین سیال موت کی طرح نازل ہونا شروع کر دیا تھا۔

دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے ان جنگ کچھ اس طرح شکل وصورت اختیار کر گیا تھا جیسے تشنگی کے نام سے نا آشنا صحراؤں "ابد کے سائے ایک زندہ حقیقت بن کر نمودار ہونے لگے ہوں۔

دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے انسانی جانیں یوں ضائع ہونے لگی تھیں جیسے خوفناک خوشبو کی تحریر دن کی طرح وقت کی سنہری جھیل پر اُڑنے والے اور فردوس سماعت نغمات بکھیرنے والے رنگین پرندے گفتنی ناگفتنی کے تیروں پچھلے برسوں کی یادوں، دندناتی ہواؤں اور اولوں کی بوچھاڑ کا شکار ہو کر ز "پر اپنے مردہ جسموں کا جال پھیلانے لگ گئے ہوں۔

دونوں لشکر اس جوش، اس غضبناکی کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے تھے کہ کوئی بھی لف سمت "گھس کر آگے بڑھنے "ب نہ ہو سکا تھا۔ ملک احمد خان نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی کہ وہ دشمن کے اندر گھس کر قتل عام کرے لیکن دلہ زاک نے ان کی یہ کوشش ب نہ ہونے دی۔ دوسری طرف دلہ زاک نے بھی اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی کہ یوسف زئیوں کے لشکر "گھس جائے لیکن ملک احمد خان نے کمال جرأت ی کا ہرہ کرتے ہوئے دلہ زاک کے حملوں کو روکتے ہوئے جوابی حملے کئے تھے۔

بہر حال دلہ زاک جو یہ ار رکھے ہوئے تھے کہ وہ بہت جلد فتح سے ہمکنار ہونگے ان کی کوئی برنہ آئی۔ اسی اثنا "ان کے خلاف ایک اور انقلاب اُٹھ کھڑا ہوا اس لئے کہ ان کی پشت کی طرف سے شیخ ملی کا لشکر کچھ اس انداز "حملہ آور ہو گیا جیسے روشنی کو روشنی سے اور جوہر کو جوہر سے ملا دینے والے ان دیکھے معجزات اٹھ کھڑے ہوں۔ شیخ ملی کے اس حملے سے ان جنگ یتیمی کی اندھیری وادیوں، موت کی پیکراں گھاٹیوں کا منظر پیش کرنے لگا تھا۔ دلہ زاک کے لشکر پر وہ کچھ اس طرح ٹوٹا تھا جیسے نفس پرستی کے طوفان "ظلمت کی گھٹائیں اور کاسہ بحر "وقت کے بدترین طوفان امڈ آتے ہیں یا

یہ کہ صفحہ قرطاس پر چلتا قلم نغمہ پرسوز کی ادھوری تحریروں کی تکمیل کرتا ہے۔

ان جنگ "مرنے اور زخمی ہونے والوں کی چیخیں گرد و غبار، بہتے خون اور اٹھتی کراہوں کا ایک طوفان ہوا تھا۔ قصبہ گدر کی نواحی وادیاں کچھ اس طرح کا منظر پیش کر رہی تھیں گویا سمندر کے سکوت "فرت کی گرد ساحلوں کی ہواؤں "ہر پل کا پیغام مرگ، فکر کے تازہ بابوں "زرد پتوں کی کہانیاں، زمستانی موجوں کی تھکی موجوں "تن من گھائل کرتا عالم برزخ اور ان گنت جسموں کی ارواح "خود پرستی کا آشوب گھس آیا ہو۔

دلہ زاک کے لئے اب یہ صورتحال پریشان کن تھی کیونکہ ایک طرف سے ملک احمد خان اور خان گجو نے اور دوسری طرف سے شیخ ملی نے ان کا قتل عام شروع کیا تھا کافی دیر تک یہ قتل عام جاری رہا یہاں تک کہ دلہ زاک کی لشکر "شکست کے آثار نمایاں ہو گئے اور ان کی اگلی صفیں جنگ سے جی چرانے لگے اور مختلف سمتوں "بھاگنے لگے ملک احمد خان نے خان گجو کو تعاقب کا حکم دیدیا اور خان گجو تقریباً تیس میل دور تک یعنی دریائے سندھ، ٹوپی اور زروبی تک ان کا تعاقب کرتا رہا۔ اکثر کو قتل کر دیا اور بہت کم لوگ دریا پار کر کے ہزارہ کی طرف فرار ہوئے۔

ملک احمد خان کے لشکر نے دلہ زاکوں کے مستقر کو لوٹا جس سے بہت سا مال غنیمت اور قیدی بھی ہاتھ آئے۔ بعد "ملک احمد خان کے حکم پر تمام قیدیوں کو رہا کر دیا گیا جنگ ختم ہونے کے بعد ملک احمد خان اپنے خیمے "آیا جو کا ٹلنگ کے قریب نصب تھا اور تمام سرداران اس سے ملنے اور رک باد دینے آتے رہے۔ سب نے بہت خوشی کا اظہار کر دیا اور لشکر "دو دن تک چراغاں کرنے اور جشن نے کا اعلان کر دیا گیا۔

اس جنگ "خان گجو کے ساتھ ایک اہم واقعہ پیش آیا۔ خان گجو ایک دفعہ ملک احمد کی ایلچی کی حیثیت سے دلہ زاک قبیلہ کے پاس چھچھ ہزارہ گیا تھا۔ وہاں اس نے بھائی خان نامی ایک دلہ زاک سردار کی خوبصورت کنواری بیٹی کو دیکھا جو گلابوں کے سے خوابوں، چاہت کی روشنیوں اور نئے سویرے

کے سورج کے پیغام کی طرح خوش کن تھی اس کا چہرہ مہکتے صحن گل کی طرح خوبصورت تھا اس کی حسن ،اس کی جمال اس کی خوب صورتی ،حسن کی کارگر شیشہ گری کا ایک طلسم تھا۔ چاندنی "دھلا اس کا چندن سا بدن باریک ریشمی لباس سے سرخی مائل جھلکیاں دیتا تھا۔اس کی آنکھوں کی نیلی وسعتوں " پرندوں کی اُڑان جیسی رفعتیں،اس کے گالوں پر حیا کی سرخ دھوپ اورلبوں کے سرخ شگوفوں " زندگی کا امرت رس ٹپکتا تھا۔خان گجو نے ایک گہری نظراس پر ڈالی اس وقت وہ ایسے لگ رہی تھی جیسے فلک پر روشن چاند نے بادلوں کے گل رنگ آنچل لہرا دیئے ہوں۔جیسے مسکراتے شگوفوں نے سمن زاروں کے شباب اوڑھ لئے ہوں۔اس کا تپتا بدن پھولوں بھری سبز شاخوں کی خوشبو جیسا ہو رہا تھا۔اس کے اُٹھنے کا انداز ایسا دل موہ لینے والا اور جان لیوا تھا جیسے چاندنی "نہائے تاکستان "چودھویں رات کا جوبن اُبھر کر سا ◆ آیا ہو۔اُس کی بیٹھنے کا انداز ایسا تھا جیسے خوشبو کا بے کراں ذخیرہ کسی نشست پر رکھ دیا گیا ہو اس کے جسم سے حرارت بھری تازہ گلدستوں کی خوشبو ہر کوئی محسوس کر سکتا تھا اس کی آواز ایسے تھی جیسے قوس قزح سے رنگوں اور فضاؤ ں کے پھول بکھرے ہوں اس کی آواز "ایسی کشش ایسی کھنک تھی جو دل سے اُٹھتی گھٹا کی طرح سموں کو جل تھل کر کے رکھ دے اپنے حسن اپنی خوبصورتی "ملک بھائی خان کی بیٹی ایک آتش گلفام ،ایک برق خوش اندام تھی۔اس کے سب خدوخال آئینہ اس کا رنگ چمپی، پیشانی چوڑی ،قد لمبا گردن پتلی جوبن "وہ اوشا کی دھنک تھی۔پیکر "اس کا تناسب رنگوں کا ہجوم تھا۔خان گجو اس کو دیکھتے ہی اس کے دام عشق "گرفتار ہو گیا تھا۔خان گجو نے اس کے باپ کو رشتہ کے لئے پیغام بھیجا تھا لیکن اس نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔اس لڑائی کے بعد جس "دلہ زاک قبیلہ کو شکست ہوئی خان گجو دلہ زاک قبیلہ کا تعاقب کرنے والوں کی ہراول دستہ کی کمان کر رہا تھا۔وہ اُس دلہ زاک سردار اور ان کے خاندان کا تعاقب کرتا ہوا دریائے سندھ کے کنارے تک پہنچ گیا۔اس وقت یہ خاندان دریا عبور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ملک بھائی خان نے خان گجو کو دیکھتے ہی اپنا ایک ایلچی اس کے پاس بھیجا۔ایلچی ہاتھ "سفید جھنڈا لیے خان گجو کے سا ◆ آ گیا۔اُس نے شاندار طریقے سے

خان گجو کو تعظیم دی اور پھر ملک بھائی خان کا پیغام اس کو بتایا۔ ایلچی نے کہا کہ ملک بھائی خان کہتا ہے کہ:
اے خان ہم اپنی بد خصلتی کی وجہ سے ذلیل وخوار ہو گئے ہیں اب آپ ہم پر رحم کریں اور اپنے لشکر کو تعاقب سے روکیں تا کہ عورتیں دریا پار اتر جائیں ورنہ ہم سب کے سب دریا "کود جائیں گے اور گرفتاری پر موت کو ترجیح دیں گے اور ہاں میری وہ بیٹی بھی ہمراہ ہے جس کے لیے تم نے رشتے کا پیغام بھیجا تھا اور " نے انکار کر دیا تھا اب "اس کو تمھارے عقد " دیتا ہوں۔ صرف اتنی مہلت چاہتا ہوں کہ "اطمینان سے اس کی رخصتی کر سکوں۔

ملک بھائی خان کا یہ دردناک بیان سن کر خان گجو کی غیرت جوش "آ گئی۔ اسے دلہ زاکوں پر رحم آیا اور انسانی ہمدردی "ان کو معاف کر دیا اور تعاقب ختم کر دیا اور اپنے ہراول دستے کے ساتھ واپس آ گیا۔ چنانچہ عورتوں اور مردوں نے آرام سے دریا پار کر لیا یہ لڑائی 1523ء "لڑی گئی اور جنگ کاٹلنگ کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے ایک ماہ بعد خان گجو سارے یوسف زئی سرداروں کے ہمراہ ملک بھائی خان دلہ زاک کے پاس ہزارہ گیا اور پورے اعزاز کے ساتھ اس کی بیٹی سے عقد نکاح کر کے اپنے گھر لے آیا۔

مفتوحہ اور مقبوضہ علاقوں کی تقسیم

جب دلہ زاک نے جنگ "شکست کھائی اور بھاگ کر دریائے سندھ کے اس پار چلے گئے تو اس پار کا سارا علاقہ اُن سے خالی ہو گیا خخی (خشی) کی ساری قوم کاٹلنگ "ز "کی تقسیم کے لئے جمع ہو گئی۔ ملک احمد خان کو تقسیم کے اس کام اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ مختلف قبائل کے لئے کیسے مستقلا علاقے تقسیم کئے جائیں۔ تو قدرت نے شیخ ملی کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ شیخ ملی بچپن سے ملک احمد خان کا شریک کار یا رفیق سفر رہا اور اس وقت سے جب افغانستان "الغ بیگ نے یوسف زئی سرداروں کا قتل عام کیا یہ دونوں پہلو بہ پہلو اپنی قوم کی اصلاح و بہبود کیلئے ہمہ تن ٧ وف

رہے۔ ملک احمد خان کو قبیلہ "سرداری حاصل تھی تو شیخ ملی اس کے بہترین مشیر یا صلاح کار تھے۔
ملک احمد خان نے تقسیم "سب سے پہلے کابل سے آئے ہوئے لشکر پر توجہ دی اور اس کے بعد ممالک کی تقسیم شروع ہوگئی محمد زئی کو ان کی درخوست پر اشنغر کا علاقہ دیا گیا اور ملک احمد خان نے ان سے کہا کہ آپ لوگ اپنے آپ کو خخی (خشی) کا چھوتا فرزند سمجھو اور خخی (خشی) کے ہر اچھے برے "شریک رہو۔ انہوں نے جواب "کہا کہ خان صاحب ہم آپ کے غلام ہیں آپ کا حکم جو ہوگا ہم اس کی تعمیل کرینگے اور آپ کے دائرہ اطاعت سے کبھی باہر قدم نہیں نکالیں گے۔

گیگیانیوں نے درخواست کی کہ چونکہ اب موسیٰ زئی بھی کابل سے آگئے ہیں اس لئے دوآبہ کے علاوہ ہمیں کچھ اور علاقہ بھی عنایت فرمائیں۔ چنانچہ ان کو دوابہ کے علاوہ نصف باجوڑ، دانشکول سے عنبر، لاشوڑے تک اور ناواگئی سے چارمنگ تک کا علاقہ دیا گیا جس پر وہ بہت خوش ہو گئے اور خان صاحب کا شکریہ ادا کردیا۔

اس کے بعد دوسرے اقوام مثلاً اتمان خیل، گدون، مشوانی، ماہیار، تخار، روانڑی، کانسی وغیرہ "ہر ایک کو اس کے □ سب حال ممالک (علاقے) عطا کر کے سب کو راضی کیا۔ ہر کوئی اپنا اپنا حصہ پا کر خوش ہوگیا۔ ہر کس نے دعاء خیر کی اور اس طرح سب ر ⓵ ہو گئے۔

اس کے بعد شیخ ملی نے بقیہ ممالک (علاقے) دیر، باجوڑ، بابقرہ سے جندول اور پنجکوڑہ تک اور سارا سوات اور بونیر، چملہ تنول تک، اور سارا سمہ نوشہرہ اور سرخ وڑئی، دریائے لنڈا کے کنارے تک اور دریائے سندھ کا پورا ساحلی علاقہ یوسف زئی اور □ڑ "تقسیم کر دیا۔ ز "کی یہ تقسیم 1523ء "جنگ کاٹلنگ کے فوراً بعد کر دی گئی اس کے بعد یوسف زئی کے گھرانے گھرانے کی تقسیم ہوگئی۔ دراصل اسی انتظام کو شیخ ملی کے دفتر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ز "کی تقسیم اور حصے بخرے کا حساب خانہ دار ہوتا تھا اور ہر کسی کو اس کے پدری حق کے ✂ بق حصہ دیا جاتا تھا۔ یہ تقسیم اتنی صحیح، بے نقص، منصفانہ اور ◌ ویانہ تھی کہ ابھی تک اس "کوئی غلطی پیدا نہیں ہوئی اور ہر کسی کو اپنے جدی دفتر کا

حصہ دیا گیا ہے۔ دفتر کے تقسیم کے اسی طریقہ کار کو ویش یعنی حصہ بخرہ کہا جاتا تھا۔

نوٹ :۔ یہ بھی واضح رہے کہ پورے قبیلے یوسف زئی "ملی کے متبرک نام سے آٹھ قابل ذکر صاحبان گزرے ہیں جو ⎕رجہ ذیل ہیں

۱) پہلا شیخ ملی بن پیرک قبیلہ اکا زئی (مفتوحہ علاقوں کی تقسیم والا) ملک احمد خان کا دست راست تھا اُس کی اولاد اس وقت ٹوپی، مینئی ضلع صوابی وسکنہ جٹوتر بیلہ "شیخ ملی خیل کے نام سے آباد ہیں اور شیخ کا خطاب صرف اُنہی کو ملا تھا۔

۲) دوسرا ملی بن ملک یوسف جو علاقہ قندھار "فوت ہو چکا تھا اور جس کی اولاد ملی زئی کے نام سے تپہ بونیر "سکونت پذیر ہیں اور ان کی اولاد نوری زئی، چغر زئی اور دولت زئی کے ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔

۳) تیسرا ملی بن خواجہ اکوزئی جو افغانستان "فوت ہوا ہے اور اُن کی اولاد ریاست دیر "ملی زئی کے نام سے آباد اور موسوم ہیں۔

۴) چوتھا ملی ولد سالار الیاس زئی جو افغانستان "فوت ہوا ہے اور اُن کی اولاد ملی خیل کے نام تپہ سالار زئی بونیر "آباد ہے۔

۵) پانچواں ملی بن علی بن علیم رانڑی زئی جس کی قبر علاقہ سوات "بمقام کوٹہ سرک کے کنارے جانب شمال "واقع ہے۔ اور اس کی اولاد سکنہ اللہ ڈھنڈ ڈھیری ضلع ملاکنڈ "آباد ہیں

۶) چھٹا ملی ولد✋ رک (✋ رہ خیل) امان زئی ہے جس کی اولاد ملی خیل کے نام سے موضع شہباز گڑھی وغیرہ "آباد ہیں اور اس کی قبر بمقام شاہ ڈھنڈ پار ہوتی مردان سڑک کے✗بی کنارے پر واقع ہے۔

۷) ساتواں ملی ولد میر خان (حسن خیل شامئی زئی خواجہ زئی) جس کی اولاد تپہ شامی زئی سوات "ملی خیل کے نام سے آباد ہیں اُن کے والد کابل سے ملک احمد خان کے ساتھ آئے تھے اور

پیدائش دوابہ "ہوئی تھی۔

۸) آٹھواں ملی بن قاسم (ملاخیل شامئی زئی خواجہ زئی) ہے جو بہت کم عمری "کابل سے ماں کی گود "آئے تھے اوراُن کی اولاد ملی خیل کے نام سے تپہ شامی زئی ملاخیل سوات "آباد ہیں۔

ملک احمد خان کی وفات

ملک احمد خان نے چھیاسٹھ (66) سال تک قوم کی قیادت کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا جنگ کاٹلنگ "دلہ زاک کوشکست دینے اورانہیں دریائے سندھ کے پار ہزارہ کی طرف بھگانے کے بعد املک احمد خان کی ریاست کا سلسلہ بڑھتا گیااوردن دگنی اوررات چوگنی ترقی کرتا رہا۔ تمام خخی (خشی) بلکہ ساراافغان اس کا مطیع وفرمان بردار ہوگیااوراس کی ملک گیری کے غلغلے اطراف عالم " [7] گئے۔اس کے مفتوحہ ومقبوضہ علاقے دوابہ،ہشت نگر باجوڑ،دانشکول سے عنبر،لاشوڑے تک اور ناواگئی سے چامنگ تک، سارا دیر،بابقرے سے جندول اور پنجکوڑ تک ،سارا سوات ، بونیر،چملہ سے تینول تک،اورسارا سمہ،نوشہرہ،سرخ وڑئی، دریائے لنڈا کے کنارے تک اور دریائے سندھ کا پورا ساحلی علاقہ تھے اور وہ یوسف زئی کے ساتھ ساتھ گیگیانیوں ،محمد زئی ، اتمان خیل ، گدون،مشوانی،ماہیار،کنار،روانڑی،کانسی اوردوسرے متعدداقوام کابھی سرداربن چکا تھا۔

ملک احمد خان نے جنگ کاٹلنگ کے بارہ سال بعد1535ء "اسی سال کی عمر "داعی اجل کو لبیک کہا اوراپنی حیات مستعار جان آفرین کے سپرد کرتے ہوئے اس دار بے مدار سے عالم پائدارکوانتقال کیا اورسوات "اللہ ڈنڈ ڈھیری اورموضع تھانہ کے ☒ن شاہراہ کے متصل مدفون ہوئے۔اس کے انتقال پرسارے یوسف زئی بلکہ سارے خخی (خشی) "گاؤں گاؤں اورگھر گھر " صف ماتم بچ گیا تھااس کےغم "ہرکوئی اشک باراور ماتم کناں تھا۔اس جیسا عالی شان اورمما لک گیر شخص اس کے بعد سارے افغان "کوئی دوسرا پیدا نہ ہوا صرف خان کجو کا نام لیا جا سکتا ہے۔

Feb.2020\Pictures\MalakAhmad Khan External Viwe.jpg not found.

ملک احمد خان کے مزار کا بیرونی منظر

Feb.2020\Pictures\MalakAhmad Khan Mizar.jpg not found.

ملک احمد خان کا مزار

شیخ ملی

شیخ ملی 1455ء ''یوسف زئیوں کے ایک ♎ زگھرانے ''پیدا ہوا۔آپ کے والد محترم کا نام پیرک خان تھا جو یوسف زئی کی ذیلی شاخ اکازئی اتمان زئی ☐ڑ سے تعلق رکھتے تھے۔شیخ ملی کی پیدائش کے وقت تمام خجی (خشی) قبائل قندہار کے جنوب کی طرف دریائے خاشی اور نیشکے ''آباد تھے جس کا مرکزی ◘م گاڑکے (گرڑکویہ) تھا۔شیخ ملی ملک احمد خان کے ہم عصر تھے اور بچپن ہی سے ملک احمد خان کا شریک کار اور رفیق سفر رہا اور اُس وقت سے جب افغانستان ''مرزا اُلغ بیگ نے یوسف زئی سرداروں کا قتل عام کیا یہ دونوں پہلو بہ پہلو اپنی قوم کی فلاح و بہبود کے لئے ہمہ تن ♈ وف رہے۔ملک احمد خان کو قبیلے کی سرداری حاصل تھی تو شیخ ملی اس کے بہترین مشیر یا صلاح کار تھے۔شیخ ملی نہایت متدین،متقی،شب بیدار،صائم الدہر شخص تھے۔وہ جہاں کہیں جاتے خدمت گار وضو کے لئے پانی کا لوٹا ساتھ لئے پھرتا۔وہ ملک احمد خان کے ماتحت سارے یوسف زئی،☐ڑ کا پیشوا تھا اور ان کی ہر مصیبت اور ہر مہم ''شریک اور غم خوار تھا۔

شیخ ملی کا عظیم کارنامہ 1523ء ''تمام خجی قبائل اور ساتھ ساتھ دوسرے امدادی قبائل مثلاً اتمان خیل،گدون،مشوانی،ماہیار۔کنار،رانڑی،اور کانسی وغیرہ کے☒ن ز ''کی تقسیم ہے۔شیخ ملی نے تقسیم کا یہ اہم اور مشکل ترین فرض اتنی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر خوش اور مطمئن ہوگئے اور وہ پٹھان جو بات بات پر آپس ''اُلجھ جانے کے عادی تھے اس کے فیصلوں کو بخوشی قبول کرنے لگے اور ہر قبیلہ اپنے حصہ کے مخصوص علاقہ پر بہ اطمینان زندگی بسر کرنے لگا۔بندوبست سے پہلے شیخ ملی نے تمام مقبوضہ علاقے پر نگاہ ڈالی اور اس کی جانچ پڑتال کی۔علاقہ بھی کچھ مختصر نہ تھا مہمندوں کے پہاڑیوں سے شروع ہو کر ایک طرف دوآبہ،ہشت نگر اور علاقہ مردان سے گزر کر دریائے سندھ کو چھو رہا تھا تو دوسری طرف مردان کے⌃انی علاقے سے نکل کر اس کی سرحدیں سوات،بونیر،دیر،اور باجوڑ تک اپنی وسعت ''لئے ہوئے تھے۔

انہی برسوں ""شیخ ملی نے اپنا مشہور دفتر مرتب کیا اس کے بعد یوسف زئی کے گھرانے گھرانے کی تقسیم ہوگئی۔ دراصل اسی انتظام کو شیخ ملی کے دفتر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ز ""کی تقسیم اور حصے بخرے کا حساب خانہ دار ہوتا تھا اور ہر کسی کو اس کے پدری حق کے ♉بق حصہ دیا جاتا تھا۔ ز ""کی تقسیم کہیں روپے، کہیں قلبہ اور کہیں قرعہ پر ہوتی تھی۔ اسی حساب سے پہاڑی □انی اور بارانی زمینوں ""ہر دفتری کا حصہ تھا۔ یہ تقسیم اتنی صحیح، بے نقص، منصفانہ اور ♌ ویانہ تھی کہ ابھی تک اس ""کوئی غلطی پیدا نہیں ہوئی اور ہر کسی کو اپنے جدی دفتر کا حصہ دیا گیا۔ دفتر کے تقسیم کے اسی طریقہ کو پشتو زبان ""'ویش'' یعنی حصہ بخرہ کہا جاتا تھا۔

شیخ ملی نے اراضی کو اس قابلیت اور اس خوش اسلوبی اور ♌ واتی طریقہ پر تقسیم کیا کہ جہاں تمام قبائل مطمئن نظر آنے لگے وہاں صدیاں گزر جانے پر بھی اس کے کام کی تعریف ہوتی رہی اور انگریز ~~جیسا~~ لف شیخ ملی کی اس اولین بندوبست کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

شیخ ملی نے ز ""کی تقسیم ""جس سوچ و بچار سے کام لیا اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جہاں اسے خیال ہوا کہ دو قبیلوں ""حد اراضی وجہ نزاع بن سکتی تھی اس نے وہی ☒ن ""کچھ زمینیں سادات اور دوسرے بزرگوں کو دیں جو قبائل کے ساتھ ترک وطن کر کے آئے تھے تاکہ ان کے احترام کی وجہ سے آپس ""اُلجھ نہ سکے۔ سادات وغیرہ کو جو زمینیں دی گئیں تھیں وہ سیرئی یا بخشش کہلاتی تھیں۔ اس طرح سیرئی کا مالک مقدس شخصیت ہوتا تھا جو ثالث کے فرائض انجام دے سکے اور ایک ٹکڑی کا مالک کو دوسرے ٹکڑے کے مالک کے ز ""پر قبضہ نہ ہونے دے یہ ایسا ☒ب طریقہ تقسیم تھا کہ جس کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے شیخ ملی جب یوسف زئی اور پشاور کا بندوبست ختم کر چکا تو اُسے افریدیوں نے دعوت دی کہ وہ ان کے علاقے بھی اسی طریقہ پر اراضی کو تقسیم کر دے۔

شیخ ملی نے ایک مرتبہ اپنے مرض الموت ""کہا تھا کہ "" نے اپنی زندگی ""کبھی بھی ضرورت □وں کی حاجت روائی دنیاوی لالچ سے نہیں کی بلکہ خالص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے

کے لئے کی۔پس اگر "اپنی بات "صادق ہوں تو جن ممالک کی تقسیم اور حدود کی تعیناتی "نے یوسف زئی کے مابین کی ہے قیامت کے دن تک باقی رہے اور اگر "اس قول "جھوٹا ہوں تو ان کے ⊠ان سے یہ تقسیم ختم ہو جائے۔ چونکہ وہ اپنے قول "سچا اور عمل "مخلص تھا اس لئے یہ تقسیم آج کی دن تک موجود اور برقرار ہے۔

شیخ ملی نے تقسیم کے قواعد کے علاوہ اپنی قوم کے لئے ایک ضابطہ اخلاق بھی وضع کر کے رائج کیا تھا۔ یہ ضابطہ اخلاق اکثر و بیشتر شرعی قوانین کے♉بق تھا۔اور ہر قبیلہ اور گاؤں "بعض علماء اور مشائخ اس کے اجرا کے لئے مقرر تھے۔شرعی سزائیں ہوتی تھیں مگر بعض سزاؤں کا طریقہ علاقے کے باشندوں کے مزاج کے♉بق ہوتا تھا🕒 وجہ ہے کہ اُس زمانے "اس علاقے کے باشندوں کا اخلاقی معیار اور انفرادی کردار بہت بلند تھا۔سزائیں یہ تھیں مثلاً لٹھ پر سوار کرنا۔گدھے پر سوار کرنا، منہ کالا کرنا، سر□ وانا، دُروں سے مارنا اور سنگسار کرنا۔

شیخ ملی نے ٹیکسوں کا نظام بھی مقرر کیا تھا۔اس کے مقرر کردہ ٹیکسوں "مسجد کے ڈول، مسجد کے لئے سوختنی اور عمارتی لکڑی اور مسجد کے خادم کے لئے ہر گھر سے کچھ رقم یا غلہ مقرر تھا۔مسجد کی تعمیر و مرمت اور لپائی "سارے ٹل والے شریک ہوتے تھے۔ ہر گھر کا کم از کم ایک فرد ضرور حاضر ہوتا تھا۔ حاضر نہ ہونے کی صورت "تاوان ادا کرنا پڑتا تھا۔مسجد کی شہتیر اور دیگر ضروریات یا تو قومی جنگل سے پوری کی جاتی تھیں یا چندہ جمع کر کے خریدی جاتی تھیں۔بے جائیداد افراد اس ٹیکس سے مستثنیٰ ہوتے تھے البتہ ان کے ذمے جسمانی اور بدنی خدمت ہوتی تھی۔مسجدیں مکاتیب کا کام بھی دیتی تھیں۔مسجد کے طالب علموں کے لئے گھروں سے وظیفے مقرر تھے۔یہ وظیفے دونوں وقت ایک آدھی روٹی کی ٹکڑوں کی شکل "ہر گھر کے دروازے پر آواز دے کر جمع کیے جاتے تھے۔پکے طعام کے علاوہ فصل تیار ہونے پر خرمنوں کے وقت خرمن سے خیر زکوٰۃ کے طور پر کچھ غلہ بھی جمع کیا جاتا تھا۔یہ غلہ طالب علم فروخت کرتے تھے اور جمع شدہ رقم سے کپڑوں، جوتوں اور کتابوں کی ضرورت پوری کرتے تھے۔اس

Feb.2020\Pictures\Shiekh Milli Mazar.jpg not found.

شیخ ملی کے مزار کا بیرونی منظر

Feb.2020\Pictures\Shiekh Milli Mazar 02.jpg not found.

شیخ ملی کے مزار کا اندرونی منظر

طرح علاقہ یوسف زئی "شیخ ملی کے نظام کی بدولت تعلیم eT اور عام تھی۔

شیخ ملی کے سروے کے بعد کسی وقت یوسف زئی اور □ڑ قبائل نے نئے سرے سے اپنی زمینیں آپس " بانٹ لیں۔ اس طرح یوسف زئی نے سوات، پنجکوڑ، بونیر اور پورا پہاڑی علاقہ لے لیا اور □ڑ سمہ تک محدود ہو گئے۔

ابتدائی تقسیم "شیخ ملی کا قبیلہ اکا زئی موضع غالیگی سوات "O م غور بندی "رہائش پذیر تھا۔ شیخ ملی نے کسی مرض "مبتلا ہو کر 1534ء "اُناسی سال کی عمر "ملک احمد خان سے ایک سال قبل غالیگی سوات "وفات پائی اور اراکین جرگہ کے مشورے اور سیاسی مصلحت کے پیش نظر سوات کے عین ⊠ نی حصے بمقام غور بندی دفن کئے گئے۔ اس کی قبر سے ↗ ب "موضع بلوگرام اور مشرق "قمبر گاؤں واقع ہے۔ شیخ ملی کے اولاد "سے کچھ علاقہ یوسف زئی "اور کچھ ہندوستان " آباد ہیں۔

باب 5

خان گجو

خان کجو 1490ء کو □ڑ یوسف زئی کے ذیلی شاخ بہزاد خیل سدوزئی کے ایک ♎ زگھرانے ” پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے وقت تمام خخی (خشی) قبائل قندھار کے جنوب کی طرف دریائے خاشی اور نیشکے ” آباد تھے جس کا مرکزی ⭘ م گاڑکے (گڑکویہ) تھا آپ کے والد کا نام ملک قرہ خان اور دادا بہزاد خان سدوزئی □ڑ تھا۔ خان کجو بڑے با ⌂ اور عقل □ واقع ہوئے تھے بچپن ہی سے بزرگی کے آثار ان کی پیشانی ” ظاہر تھے۔ وہ یوسف زئی کے تمام قبائل ” قوت اور شوکت کے لحاظ سے بھی سب پر فائق تھے ملک احمد خان، شیخ ملی اور خخی کے دوسرے سردار اس کا جوانی ” بے حد احترام کرتے تھے اور اس سے مشورہ کئے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے

خان گجو نہایت ہی دلیر اور بہادر تھے۔ وہ ملک احمد خان کے وقت ” یوسف زئی کے ہراول دستے کے سالار تھے اور ملک احمد خان کی سربراہی ” جنگ تھانہ، جنگ کاٹلنگ اور دیگر بے شمار مہموں ” حصہ لے چکے تھے اور ہر جگہ بہادری کی نئی تاریخ رقم کر چکے تھے۔ جنگ کے وقت وہ دشمن پر ایک طرفہ شناسی، ہیجان انگیزی اور تادیب وتعزیر کے ساتھ حملہ آور ہوکر دور تک دشمن کی صفوں ” اندر گھس جاتے تھے اور اپنی راہ ” حائل ہونے والے بڑے بڑے فرعونوں کو زیر کرنے اور دشمن کے ستارہ جان کو شکستہ سیاروں ” بدل دینے کا عزم لئے ہوتے تھے اور دشمن کے لشکریوں پر وحشت کی چنگاریاں پھیلا کر انہیں زخموں کی قبا پہناتے تھے۔

ملک احمد خان کی وفات کے بعد 1535ء ” متفقہ طور پر یوسف زئی کے سردار بنادئے گئے اور قوم کی طرف سے خان خانان کا لقب دیا گیا اور تمام اہالیان پختون خواہ ان کے مطیع ہوگئے۔ خان کجو اپنی سرداری کے وقت صوابی کے علاق□ رہ ” رہتے تھے اور وہی پر مجلس مشاورت ♉ کرتے تھے۔

خان کجو کی سرداری کے دوران یوسف زئی کی تسلط "بے حد اضافہ ہوا۔ رعیت اور لشکر بھی ملک احمد خان کے وقت سے زیادہ ہوگیا۔ بعض مہمات "خان کجو نے یوسف زئی، گیگیانی، محمد زئی، ترکلانی، اور اپنے توابع "سے ارمان خیل، گدون، کنحار، ماہیار، گبری، ماندوری، بڑیچ، وردگ، روانڑی، کانسی، سرکانڑی، ابدال، ترین، مشوانی، کاکڑ، پنی، تورانی، روغانی، خٹک، اور د① ن اقوام، سواتی، متراوی، اعوان، اور گجر وغیرہ سے تقریبا ایک لاکھ چالیس ہزار سے زیادہ لشکر اکٹھا کیا۔ یہ تعداد ہزارہ کے دلہ زاک، تربیلہ اور حسن ابدال وغیرہ کے لوگوں کے علاوہ ہے۔ اگر ان کو بھی بلایا جاتا تو وہ بھی ضرور شریک ہوتے۔ مؤرخین کے♉ بق خان کجو کے زمانے "یوسف زئی کی تعداد نو لاکھ تھی۔

ملک سرابدال

ملک سرابدال یوسف زئی کے ذیلی شاخ ادین زئی کے ایک♎ زگھرانے "پیدا ہوئے آپ کی پیدائش کے وقت تمام خخی (خشی) قبائل قندہار کے جنوب کی طرف دریائے خاشی اور نیشکے" آباد تھے جس کا مرکزی ◘ م گاڑکے (گڑکویہ) تھا آپ کے والد کا نام ملک یحییٰ خان تھا۔

ملک سربدال خان گجو کے ہم عصر تھے اور جب خان گجو تمام خخی (خشی) کا سردار اور پختونخواہ کا حکمران تھا اُس وقت ملک سرابدال یوسف زئی قبیلے کا سردار تھا۔ ملک سرابدال خان گجو کے خاص رُفقاء "سے تھے۔ خان گجو آپ کا بے حد احترام کرتے تھے اور آپ ان کو بہت عزیز تھے خان گجو کسی بھی مہم کا فیصلہ آپ کے مشورے سے کرتے تھے اور آپ کی رائے کو دوسرے تمام رفقاء کی رائے پر ترجیح دیتے تھے۔

ملک سرابدال یوسف زئی کے قبیلے "قوت اور شوکت کے لحاظ سے بھی سب پر فائق تھے۔ آپ ایک طاقتور سالار اور رقابل دوراندیش شخصیت تھے آپ کا شمار بانیان پختونخواہ "ہوتا ہے۔ حصول پختونخواہ کے تمام جنگوں "ہراول دستے "رہے اپنے وقت کے نامور خوانین "سے تھے۔

Feb.2020\Pictures\Malak SirAbdal.jpg not found.

ملک سرابدال

خان گجو ملک سرابدال کی قائدانہ صلاحیت اور مدبرانہ شخصیت سےبہت زیادہ متاثر تھے اور ایک دفعہ خان گجو نے ملک سرابدال کے متعلق فرمایا کہ ملک سرابدال جیسے نوجون ہی شجاعت کے فرزند، جان نثاری کے دل بند ثابت ہوتے ہیں اُن جیسے نوجوان ہی ستاروں کی پرواز، اُجالوں کی اُڑانکی طرح حیات وممات کا راز پاکراور غازیوں کا ثبات بن کر ماؤں کی حرمت، بہنوں کی عظمت، بچوں کے دست شفقت اور بزرگوں کا وجدان ثابت ہوتے ہیں میری خوش قسمتی ہے کہ وہ میرے کارواں "سالار کی حیثیت سے شامل ہےاور مجھے یقین ہے کہ وہ آنے والے دور "طالوتوں کے جلیسوں اورشیاطین کے رفیقوں کے خلاف ناوک ظل الٰہی، خدائی نگہبان اور وقت کا حدی خوان بن کر ہمارا ساتھ دے گا۔

کابل سے ہجرت کے بعد شروع شروع "آپ اپنے خاندان کے ساتھ دوآبہ "رہائش پذیر ہوئے۔ بعد "جب یوسف زئیوں نے مالاکنڈ کی پہاڑی تک کا علاقہ فتح کیا تو آپ وہاں سے ہجرت کر کے ضلع مردان کے گاؤں سنگاؤ "مقیم ہوگئے اور مرنے تک وہیں رہائش پذیر رہے۔

شیخ ملی کی تقسیم اراضی "آپ کے خاندان کو ضلع دیر پایاں کے مواضعات چکدرہ اور اوچ "ز ""ملی اس وجہ سے آپ کی اولاد ضلع دیر پایاں کے مواضعات اوچ اور چکدرہ "مالکانہ حیثیت سے آباد ہیں جبکہ آپ موضع سنگاؤ "رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے وہیں پر دفن ہیں۔

خان گجو کی غوریا خیل کے ساتھ کشمکش

ایک دن خان گجو اپنے رُفقاء کے ساتھ [illegible] رہ "اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشاورت "مشغول تھا کہ بگیاڑے سے عمر بن سیدو بن تانڑی یوسف زئی فریادی بن کر اس کے ہاں آیا اور اس نے عرض کیا کہ اے خان غوریا خیل جو آج کل پشاور اور مضافات "آباد ہیں اور یہ لوگ جو افغانستان سے بے سروسامانی کی حالت "پشاور آئے تھے اور جنھیں اُس وقت دلہ زاک بہت تنگ کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے یہ لوگ کابل "مرزا کامران کے پاس شکایت لیکر گئے اور اُسے اپنے اوپر دلہ زاک کی ظلم و

Feb.2020\Pictures\Gaju Khan.jpg not found.

ستم کی داستان بیان کی جس پر مرزا کامران کواس کی اس حالت زار پر ترس آیا اور وہ ایک زبردست فوج کے ساتھ ان کے ہمراہ پشاور آیا تھا اور دلہ زاک پر قہر خداوندی بن کر نازل ہوا تھا۔ چنانچہ اس جنگ "" اکثر دلہ زاک قتل ہو گئے تھے اور جو بچ گئے تھے وہ دریائے سندھ عبور کر کے ہزارہ اور مانگڑاؤ کے دلہ زاک کے ساتھ آباد ہو گئے اور غوریا خیل دلہ زاک کی جگہ پشاور "" آباد ہو گئے فریادی عمر بن سید و نے یہاں تک کہنے کے بعد رکا سانس لیا اور پھر دوبارہ کہنا شروع کیا۔

اے خان اب پشاور سے ڈکہ، کڑپہ، نیلاب، نوشہرہ، شیخ تپور اور دوآبے تک سارے علاقے خلیل کے قبضے "" ہیں چونکہ پشاور کابل اور ہندوستان کے شاہراہ پر واقع ہے اس لئے خلیل اور مہمند قبیلے جو پشاور کے آس پاس کے علاقے اور ہندوستان جانے والے شاہراہ پر قابض ہیں چونگی وصول کرنے لگے ہیں وہ اتنے زیادہ دولت □ اور سرکش ہو گئے ہیں کہ وہ کسی کو خاطر "" نہیں لاتے چونکہ مہمند قبیلہ کی پہاڑیوں "" بھی بستیاں ہیں اس لئے وہ گندآب "" یوسف زئی کے قافلے جو کابل جاتے ہیں لوٹ لیتے ہیں اور سمہ "" بھی لوٹ مار مچاتے رہتے ہیں اور اب حالت یہاں تک آ گئی ہے کہ وہ قافلوں کو لوٹ بھی لیتے ہیں اور ان کے جوانوں کا قتل عام بھی کرتے ہیں۔

اس کے بعد عمر بن سیدو نے رو رو کر اپنے دو بیٹوں کو بلا وجہ قتل کرنے کا واقعہ سنایا جو قافلے کے ساتھ افغانستان جا رہے تھے۔ قافلے کو خلیل کے لوگوں نے خیبر کے کڑپہ کے ◘ م پر لوٹ لیا اور ساتھ ہی میرے دونوں بیٹوں کو قصداً و عمداً قتل کیا اس نے اپنے دونوں بیٹوں کے خون آلود کپڑے بھی خان کجو کے سا ♦ رکھ دیے اور رو رو کر خان کجو سے اپنے بیٹوں کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے "" لانے کی استدعا بھی کی۔

خان کجو اس کی روداد سن کر بڑا غمگین ہو گیا اور مشتغل بھی ہوا اور کہا کہ یہ خلیل کے لوگ ہمارے لیے ایسے ناگ ثابت ہو رہے ہیں جو پل پل "" سو رنگ بدلتے ہیں اور جگہ جگہ اپنی کینچلی اُتار پھینکتے ہیں۔ ان کے شریر و سرکش جذبوں نے ماضی "" کئی قتل گاہیں سجائیں وحشتوں کے وار کئے اور

تاریکیوں "آگ اور خون کے رقص شروع کئے لیکن ہم نے ہر جگہ اُن کے سا ♦ نا☒ں اور نامرادیاں کھڑی کیں۔

اے خلیل اگرچہ تم لوگ کئی بار ہمارے لئے جنگ کا باعث بنے لیکن کبھی بھی تم لوگ ہمارے خلاف ☒ب نہ ہوئے اور اس دفعہ بھی ہم تمہارے ذھن کی ساری ستم گری، تمھاری جان کی مہک اور تمہارے دل کی چاہت دھوکر رکھ دیں گے اور پھر تم ہمارے سا ♦ انتہائی بے بسی "چپ کی پتھریلی چاپ اور سرد لہجوں کی تہ بہ تہ برف کی طرح خاموش اور اُداس کھڑے ہونگے۔ عنقریب ہم تم پر بے ثمر بگولوں "لمحوں کے خونی اُبال، اجاڑ راستوں کے قافلوں پر کڑکتی بجلیوں سے لپٹی تنہائیوں کے زہر کی طرح حملہ آور ہونگے اور تم سے اس ظلم وستم کا بدلہ لے کے رہیں گے۔

خان گجو نے عمر بن سیدو کو تسلی دی اور کہا ہم جلد ہی آپ کے ساتھ ظلم وستم کرنے والوں کو انصاف کے کٹہرے "لائیں گے ساتھ ہی اپنے قاصد کو خلیل کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ ان سے اس کے ظلم اور زیادتی کے بارے "پوچھ گچھ ہو سکے۔

○

غوریا خیل کے سردار ملک بازید بن محمود خلیل اسحاق زئی غوریا خیل کے دوسرے سرداران ملک بہلول عیسیٰ زئی اور ملک نبی بن میر داد اسحٰق زئی کے ساتھ اپنے کمرے "موجود تھے ساتھ ہی غوریا خیل کے دوسرے نامی گرامی ملک موجود تھے کہ ان کے چوبدار نے خان گجو کے قاصد کی آمد اطلاع دے دی جب قاصد کو اندر بلایا گیا تو اس نے بلند آواز "سب کو سلام کہا لیکن اس کے سلام کا کسی نے جواب نہیں دیا

ملک بازید قاصد کو غور سے دیکھتا رہا اور اس کی بے باکی اور اس کی بے خوفی کا بھی جائزہ لیتا رہا پھر اس ☒ طب کر کے کہا کہ تم اپنے خان کی طرف سے کیا پیغام لیکر آئے ہو۔

قاصد بے خوفی کے ساتھ اپنی جگہ پر چٹان کی طرح جما رہا۔ اس کے بعد اس کمرے "

اس کی آواز سنائی دی تھی۔

ملک صاحب یہ حقیقت ہے کہ مجھے میرے خان نے تمھاری طرف روانہ کیا ہے ملک صاحب تمھیں یاد ہوگا کہ گزشتہ دنوں ایک یوسف زئی قافلہ آپ کے علاقے ""آپ کے لوگوں نے لوٹا تھا اور اس قافلے ""کئی نوجوانوں کو بغیر کسی وجہ کے بے دردی کے ساتھ قتل کیا تھا جبکہ اس سے پہلے بھی جب یوسف زئی اور دوسرے قبائل کے قافلے آپ کے علاقے سے گزرتے تھے تو آپ کے لوگ اس کو لوٹ لیا کرتے تھے لیکن اب زیادتی کی انتہا کر کے قافلے والوں کو قتل کرنا بھی شروع کر دیا ہے ملک صاحب اس پر میرے خان تم سے کچھ ★ کئے ہیں اول یہ کہ خان کجو نے تم سے باز پرس کی ہے کہ اس کی وجہ بتلائی جائے کہ تمھارے لوگوں نے یوسف زئی کے قافلے کو کیوں لوٹا اور کس وجہ سے اس کا قتل عام کیا۔

آپ کے نام دوسرا پیغام یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے اس جبر کی معافی تم ہمارے خان سے مانگو ساتھ ہی قافلے کو لوٹنے اور قتل وغارت ""ملوث افراد کو ہمارے خان کی طرف روانہ کیا جائے تا کہ انھیں ان کے جرائم کی قرار واقعی سزا دی جا سکے

آپ کے نام میرے خان کا تیسرا پیغام یہ ہے کہ مرنے والوں کا قصاص ادا کیا جائے تا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قاصد یہیں تک کہنے پایا تھا کہ بیچ ""ملک بازید بول پڑا۔ انتہائی غضبنا کی اور غصے ""اس نے قاصد کو طب کیا۔

اگر ہم تمھارے خان کی ہر شرط ماننے سے انکار کر دے تب تم کیا انقلاب کھڑا کر لو گے۔

قاصد نے بغور ملک بازید کا جائزہ لیا اس وقت وہ واقعی بڑی غضبنا کی ""تھا۔ ملک نبی بن میرداد اور دوسرے ملک صاحبان بھی بے پناہ غصے کا اظہار کر رہے تھے۔ اس کمرے کا جائزہ لینے کے بعد قاصد کی چھاتی پھر تن گئی تھی۔ اور ملک بازید کی آنکھوں ""آنکھیں ڈالتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

ملک صاحب برا وقت جب آتا ہے تو وہ پہلے اطلاع نہیں کرتا۔ نہ وہ آواز دے کر آتا ہے سن

ملک ! براوقت روسیاہ تقدیر کی طرح اچانک انسان پر نزول کرتا ہے۔اوراپنے رنگ دکھا کے رہتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد خان کجو کا وہ قاصد لمحہ بھر کے لئے رکا دم لیا۔اس کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ پر جوش انداز "ملک بازید طب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا

سن ملک میرے پیغام کو ہلکا اور کم مایہ خیال نہ کرنا۔سچائی پر رہتے ہوئے " نے تجھے اپنے خان کا پیغام سنا دیا ہے۔اورسن سچائی قدرت کی پیغامبر ہے۔جبکہ جھوٹ کی مٹی کے گارے سے بنی فصیلیں زیادہ دیر پا نہیں ہوتیں۔

یہ بھی خیال مت کرنا کہ جس خان نے تمھیں پیغام بھجوایا ہے۔وہ خیالوں کے انتشار کی بے یقینی کا شکار ہے۔اوراس کا پیغام سلگتے لوگوں کے گونگے حروف کی طرح ٹکرا دیا جائے گا۔تجھے ایک ایسی قوم کے خان نے سچ کے ننگے حروف کی طرح پیغام بھجوایا ہے۔جو قوم اس سے پہلے بڑے بڑے ♍کوں سے گذر کر ہزاروں خود ساختہ فتوحات کا جشن□ نے والوں کے اندر کا سفلہ پن دور کر چکی ہے۔

سن ملک ! پختونخواہ کی یہ نیلی آسمان، یہ صحرا کی بھڑکتی پیاس، دشت کی سلگتی ریت،طغیانی پر آئے دریا،گندم کے سنہری کھیتوں کی خوشبو،اور گمنام ستاروں کی روشنی،اس بات کی گواہ ہے۔کہ جب بھی نخی قبائل کا کوئی خان موت کی گرد اُڑاتی سُرخ آند☞ں اور ہڈیان کی آشفتگی کی طرح اپنے دشمنوں پر وارد ہوا۔تو اس کی تاریک بدی کے طمع کو اتارتے ہوئے اس کی ایسی گوشمالی اورزبان بندی کی۔کہ اس کے سا ◆ ناخوشگوار اور نا قابل برداشت سوالوں کی صلیبیں کھڑی کر دیں۔جنھیں عبور کرنا کسی دشمن کے بس کی بات نہ تھی۔

ملک یہ زندگی جاوداں،عیش وعشرت اور دائمی عروج ذات وحیات کا نام نہیں ہے۔زندگی عارضی ہے۔ہرایک کو کوچ کر جانا ہے۔✹ا "تمہیں تنبیہہ کروں گا۔کہ وقت سے پہلے کوچ کرنے کی تیاریاں شروع نہ کر دو۔جو کچھ میرے خان نے میرے ہاتھ پیغام بھجوایا ہے۔اسے□ وصدقنا کہہ کے قبول کرلو۔اوراس پر عمل کرنے کی حامی بھرو۔اگر تم ایسا نہیں کرتے ہو۔تو پھر اپنے ذہن کے قرطاس پر

لکھ رکھو کہ تمھارے انکار کے جواب "" ہمارا خان لہروں کی دست درازیوں، تھکا دینے والے دن، بیمار راتوں، اور روح کے سمندر "" اُٹھتی موجوں کی طرح تم پر نزول کرے گا۔ سن جب وہ تم پر وارد ہو گا۔ تو یاد رکھنا زندگی اور موت اس کی جنبش ابرو سے وابستہ ہو جائیگی۔ تمھاری حیات کو تباہی کے آگ کی سپنوں سے اور تمھاری نیند کو گرم آنکھوں "" آنسوؤں کی سلگاہٹ بھر رکھ دے گی۔

ملک "" نے جو کچھ کہنا تھا۔ کہہ چکا "" اپنے خان کا پیغام تم تک پہنچا کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا ہوں۔ اب معا■تمھارے ہاتھ "" ہے۔ چاہے تم ہمارے خان کا کہا مانتے ہوئے اپنے لئے امن اور شانتی کے دروازوں کو کھول دو۔ چاہو تو انکار کرتے ہوئے تباہی اور بربادی کی گھٹاؤں کو اپنی سرز ""کی طرف آنے کی دعوت دو۔

قاصد جب خاموش ہوا۔ تو ملک بازید تھوڑی دیر تک کھا جانے والے انداز "" اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کمرے "" اس کی آواز گونجی۔ اس نے خان کجو کے قاصدکو طب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اگر تم قاصد نہ ہوتے تو اب تک "تمھاری گردن کاٹ دینے کا حکم دے دیتا۔ قاصد کا کام صرف پیغام پہنچا ہوتا ہے اور تو ایسا شریر انسان لگتا ہے کہ پیغام کے ساتھ ساتھ تو میرے لئے دھمکی آمیز الفاظ استعمال کرتا ہے۔ سن تیرا خان کوئی ایسا اجیت اور ناقابل تسخیر نہیں کہ وہ ہم سے ہمارے پران اور سانس ہی چھین لے۔ تھوڑی دیر باہر جا۔ انتظار کر "" اپنے لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد پھر تمھیں اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ملک نے اپنے چوبدار کو اشارہ کیا۔ وہ خان کجو کے قاصد کو باہر لے گیا

قاصد کے باہر جانے کے بعد تھوڑی دیر تک ملک بازید اپنے رُفقاء سے صلاح مشورہ کرتا رہا۔ جب وہ کسی نتیجے پر پہنچ گئے تو خان کجو کے قاصد کو پھر بلایا گیا۔ داروغہ قاصد کو لے کر آیا۔ قاصد پھر اس کمرے کے وسط ""عین ملک بازید کے سا◆آن کھڑا ہوا۔ ملک بازید نے پھر قاصدکو طب

کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اپنے خان سے جا کے کہنا۔ کہ ہم اس کا کہا ماننے سے انکار کرتے ہیں۔اس کا ہمارا س□ اب⌂ان جنگ "ہی ہوگا۔ پھر فیصلہ ہوگا کہ سوراج اور امر ہم ہیں یا تمہارا خان۔ جاؤ ہماری طرف سے اپنے خان سے جا کے کہنا۔ کہ اگر اس نے ہم سے ٹکرانے کی کوشش کی تو ہم اس کے پورب پچھّم وکھن، ہر سو شمشان کی آگ جیسی تباہی اور بربادی کا کھیل کھڑا کر دیں گے۔

اب تک ہم چپ بیٹھے تھے ہم جانتے ہیں۔ ہماری لشکر کی تعداد خان گجو سے کہیں زیادہ ہے طاقت اور قوت "بھی ہم اس سے بالا واراعلیٰ ہیں۔✹اہم اب یہ سوچنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ کہ تمھا راخان ہمارے ہاتھوں اپنے علاقوں سے محروم ہونے پر تلا ہوا ہے۔ ہم نہ قصاص دیں گے۔ نہ اپنے لوگوں کو اس کے حوالے کریں گے اور نہ یوسف زئی کے اس قافلے کو لوٹنے اور کئی نوجوانوں کو قتل کرنے کی کوئی وجہ بتائیں گے۔

"اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورہ کر چکا ہوں۔ ان سب کا کہنا ہے۔ کہ تمہارے خان نے تمہیں ہماری طرف بھیج کر ایک طرح کی گستاخی اور توہین کا ثبوت دیا ہے۔ اس لئے کہ ہم نہ اس کے باجگزار ہیں نہ ماتحت۔

قاصد ملک بازید کے جواب "پھر بول پڑا۔ ملک یہ سب وقتی اور عارضی باتیں ہیں۔ ورنہ تمہیں اور تمہارے حواریوں کو ایک نہ ایک دن یوسف زئی کا کارواں لوٹنے اور قافلے کے جوانوں کو قتل کرنے کا جواب ضرور دینا ہوگا۔

جواب "ملک بری طرح بھڑک اُٹھا۔ تم شریر اور گستاخ ہو۔ اگر تو کسی کا پیغام نہ لیکر آیا ہوتا تو "تیری گردن کاٹ کے رکھ دیتا۔

قاصد چپ نہیں رہا بلکہ پھر بول پڑا۔

ملک صاحب میری گردن کٹنے سے معا■دب تو نہیں جائے گا۔ اور سن موت کا ایک دن

معین ہے۔اس "نہ کوئی تاخیر کرسکتا ہے نہ تاجیر۔اگر میری موت میری مرگ تیرے ہاتھوں نہیں لکھی ۔تو تم "سے کوئی بھی مجھے موت سے ہمکنار نہیں کرسکتا۔بہرحال جو کچھ "کہنا چاہتا ہوں۔کھل کے کہوں گا تا کہ میرا ضمیر مطمئن ہو کہ "نے اپنے خان کا پیغام تم تک خوب پہنچایا۔

ملک یہ خیال مت کرنا کہ تمہارے اس جواب سے خاموشی اور سکوت طاری ہو جائے گی۔ تمہارا جواب لیکر جب "اپنے خان کے پاس□ رہ جاؤں گا تو یاد رکھنا وہاں سے سرخ طوفان اور خونی انقلاب اُٹھے گا۔ایسا طوفان آئے گا ملک جس کی تو راہ روک نہ سکے گا۔ملک بازید پہلے کی طرح بھڑک اُٹھا۔

تو مورکھوں جیسی باتیں کرتا ہے۔ایسا بلوان اور بڑی قسمت کا مالک تو تو نہیں ہے۔کہ ہمارے سا ◆اس طرح کی اکھڑی اکھڑی باتیں کرے ہم صرف تمہیں پیغام لانے والا سمجھ کر برداشت کر رہے ہیں۔ورنہ میرے ایک اشارے کے بعد یہاں اس جگہ کوئی تیری لاش اُٹھانے کو نہیں آئے گا۔ یہاں سے چلا جا۔اور جو کچھ "نے کہا ہے اپنے خان کو جا کر کہہ دے۔

قاصد غصے "بل کھاتا ہوا مڑا۔اس کے بعد ملک بازید کے کمرے سے وہ نکل گیا۔

⬭

خان گجو نے اپنے رفقاء کا□ رہ "ﷲ کیا تا کہ ان کے ساتھ خلیل کے جواب اور آئندہ کے لائحہ عمل پر بات چیت کر سکے۔ان "یوسف زئی کے ملک سرابدال، ملک بارا خان اکوزئی، ملک بین ابن خدائے داد اور دوسرے بہت سے سردار شامل تھے۔

یہ سارے سردار خلیل کے ملک بازید اور دوسرے سرداران کے جواب سے تفصیل سے جائزہ لے رہے تھے اور اس پر صلاح مشورہ جاری تھا کہ اسی دوران دربان نے اندر آ کر گیگیانیوں کے وفد کے آنے کی اطلاع دی جس "ملک خواجو بن میرے،، ملک آدم بن محمد علی اور ملک محمد خان کا بیٹا شامل تھا۔وفد کے ممبران کو جب اندر بلا لیا گیا تو سلام کلام کے بعد ملک محمد خان کے بیٹے نے اپنے باپ کے

خون آلود کپڑے خان کجو اور دوسرے سرداران کے سا ♦ رکھے اور رو رو کر دہائی دینے لگا اُس نے فریاد کرتے ہوئے کہا کہ :

اے خان خانان میرا باپ کسی کام کے سلسلے "پشاور گیا ہوا تھا، وہاں وہ مسجد "امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا کہ دوران نماز خلیل کے دو دو آدمیوں نے پیچھے سے بلا وجہ چھری کے وار کر کے اس کو قتل کیا اس لئے "آپ کے پاس فریاد لے کر حاضر ہوا ہوں کہ آپ کب تک خلیل کے ظلم وزیادتیوں کو نظر انداز کرتے رہو گے آخر ہمیں کون انصاف دے گا، کب تک ہمارا خون ناحق غوریا خیل کے ہاتھوں سڑکوں پر بہتا رہے گا اور کب تک ہم بے بس لوگ اپنے شہیدوں پر بے مقصد آہ و بقا کرتے رہیں گے اور کب تک ہم ان درندوں کے رحم وکرم پر زندگی کے ایام گزارتے رہیں گے۔

اس دوران ملک آدم خان بول آٹھا اس نے خان گجو ~~کو~~ طب کرتے ہوئے کہا:

اے خان خانان! ملک محمد خان بڑا پرہیزگار، متشرع، بڑا منتظم اور مرجع خاص وعام تھا۔ یہ ظلم وزیادتی تمام گیگیانیوں کے لئے بڑا نا قابل برداشت ہے ہر گھر ماتم کدہ بن گیا ہے اس نے مزید کہا کہ ملک محمد خان کے بیٹے اپنے باپ کو پشاور سے دوآبے لے آئے اور اس کو دفنانے کے بعد پہلے اس کے یہ خون الود کپڑے لیکر گیگیانیوں کے سردار ملک شیخو بن خواجو خوبی زئی کے پاس آئے وہ بھی بڑا غمگین ہو گیا اُس نے ہم دونوں یعنی ملک خواجو اور ملک آدم خان کو اس کیساتھ پہلے اشنغر محمد زئی کے سردار ملک خضر خان بن نصرت خان اور پھر آپ کے پاس بھیجا اور اُن دونوں نے ساتھ ساتھ یہ پیغام بھی بھیجا ہے کہ خان الخوانین اس سلسلے "جو بھی فیصلہ کریں گے ہم بلا چوں و چرا اس کے ساتھ ہونگے۔

خان گجو نے خلیل کی ظلم کی یہ داستان سنی وہ ملک محمد خان کے قتل پر بہت غمگین ہو گیا اور اس کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اب پانی سر سے اونچا ہو گیا ہے اب اس ظلم وستم کو مزید برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ "ان دونوں کے قاتلوں کو معاف نہیں کروں گا۔ چاہے یہ

ز " کے پاتال ہی "کیوں نہ اُتر جائیں۔ "نگر نگر سرگرداں بنجارے، گلیوں گلیوں اُڑتے پتوں، ان گنت آسمانوں پر داغے ہوئے چاند، مٹی کی ہتھیلی پر کراہتے سمندر، وقت کے ایک تہور، آنکھیں منگتے تاریکی کی طرح ان کا تعاقب کروں گا اور قسم مجھے اس مولائے جمال کی میزان جس کا جلال ہے جس نے آدمی کی خاک "پیغمبری جاری کی جو صورت گر لوح و قلم ہے اور جس نے انسانی تمدن کی اساس لوح و قلم پر رکھی، "وقت کی صلاحوں "چتا کی دھوئیں، موت کے کنویں۔ دکھ کی چادر، شام کے لباس لامحدود کرب اور بے جہت اذیتوں کی طرح ان پر چھا جاؤں گا۔ان کے لہو "زنگ کی دھار اتاروں گا ان کے فیصلوں کو فاصلوں سے ناپوں گا، زہریلے دھاگوں سے ان کا کفن بنوں گا اور ان کی قبروں کے چراغوں سے ہاتھ تاپوں گا۔

عنقریب "ان لوگوں کے خلاف حرکت "آؤں گا اور انہیں بتا دوں گا کہ خان گجو اپنے رعایا کے قتل کا انتقام رائیگاں نہیں جانے دیتا۔جس طرح انہوں نے ملک محمد خان اور عمر بن سیدو کے بیٹوں کو بے بسی اور لاچارگی کی حالت "مارا ہے اسی طرح "بھی ان کی جانوں سے اُن کی روحوں کو جدا کر دوں گا۔

اس کے بعد خان گجو اور دوسرے سرداروں نے آپس "صلاح مشورہ کیا اور فیصلہ کیا کہ یوسف زئی، محمد زئی، ترکلانی اور گیگیانی چاروں قبیلوں کا ایک مشترکہ لشکر تیار کر کے خلیل پر ضرب لگائی جائے گی۔اس طرح سب قبیلوں کو ایک ماہ کا وقت دیا گیا کہ ایک ماہ "لشکر تیار کر کے اشنغر پہنچ جائے

شیخ تپور کی جنگ

آپس "صلاح مشورہ کرنے کے چند دن بعد خان کجو، ملک سرابدال، ملک بارہ خان، ملک بین اور ملک خدائے داد نے اپنے اپنے گھر والوں کو ساتھ لیکر کوچ کیا اور کلپانڑی "جا کر ڈیرے ڈال دئے اور خیمے اور شا☒ نے کھڑے کر دیئے اور لشکر کی تیاری "لگ گئے۔ یہاں سے خان گجو نے

محمد زئی، گیگیانی، تر کلانی، اتمان خیل، گدون، مشوانی، اورسواتی وغیرہ قبیلوں کوخطوط روانہ کئے کہ ہر ایک اپنے اپنے لشکر کے ساتھ فی الفور ہشت نگر پہنچ جائے۔

خان گجو نے جب اپنا لشکر کلپانڑی "مکمل کیا تو عجلت "وہاں سے روانہ ہوکر دریائے لنڈا کے کنارے شیخ تپور کے بالمقابل مقیم ہوگیا اوراونچی جگہ پر خیمہ نصب کردیا۔ باقی لشکر نے اردگرد اور دریا کے کنارے وورتک خیمے نصب کئے اس کے بعد ملک خضر خان بارک شاہ زئی اوراس کا بیٹا محمد سعید اور ملک بیگی بن بہرام بارک شاہ زئی اور میر پائندہ بن قاسم محمد زئی اور دوسرے سردار بھی اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ آئے اورخان گجو کے لشکر "شامل ہو گئے

بعدازاں ملک شیخو بن خواجو گگیانی ، ملک خاجے لالا زئی ، ملک آدم بن محمد علی لالا زئی ، خواجہ گل ابن ابوبکر بسوزئی، میر ابدال ابن بہزاد آلہ داد خیل، بہزاد خیل، موسیٰ زئی اور گگیانیوں کے دوسرے ملکوں نے بھی بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ جن "اکثر سوار تھے آکر خان گجو کے قریب ڈیرے ڈال دئے۔اس کے بعد ملک مٹہ بن شموتر کلانی باجوڑی، ملک احمد بن کیمل یوسف زئی اور ملک عیسٰے ابن میرداد موسیٰ زئی گگیانی باجوڑ کے راستے سے ایک ساتھ آئے اور خان گجو کے لشکر کے ساتھ مقیم ہوگئے اس طرح تھوڑے دنوں ہی "سارے غُخی (خشی) کے لشکر آکر جمع ہو گئے اتنا بھاری لشکر اکٹھا ہوگیا کہ اس کی مثل افواج کا اجتماع سارے افغانستان "نہ کسی نے دیکھا ہوگا نہ سنُا ہوگا۔

دوسری طرف خلیل نے بھی خان گجو سے جنگ کرنے کی غرض سے اُن کے ملک بھی لشکر کی تیاری "لگ گئے تھے۔خلیل کا سردار بازید بن محمود اسحاق زئی ہمایون بادشاہ کا مقرب تھا اوراس سے ملنے کابل گیا تھا وہاں سے افغانستان "رہنے والے غوریا خیل کے پاس آدمی بھیجے جو ننگرہار کے آس پاس آباد تھے اور وہاں سے ایک بڑا لشکر لیکر پشاور کے راستے شیخ تپور آگیا اور ادھر ملک نبے بن میرداد اسحاق زئی جو اس کا چچا زاد بھائی اور نائب تھا اور ملک بہلول عیسیٰ زئی (یہ دونوں خلیل کے نامی گرامی ملک تھے) غوریا خیل کے لشکر جمع کرنے "لگ گئے۔اس طرح انھوں نے بھی خلیل، مہمند اور داؤ دزئی

کا ایک بڑا لشکر جس " ہر ایک عراقی گھوڑے پر سوار تھا، خصوصاً خلیل سب کے سب مسلح تھے اور پوری جمیعت اور شان و شوکت سے کوچ کرتے ہوئے خزم کے اس طرف ڈب کے کنارے شیخ تپور " ڈیرے ڈال دیے۔

اس زمانے "غوریا خیل بالعموم اور خلیل بالخصوص بڑے اہل ثروت تھے۔ ہر کسی کے پاس فرش، فروش، خیمے اور ش☒ نے موجود تھے جو کھڑے کر دیئے گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی بادشاہ کا لشکر ہو خلیل کا لشکر بہت زور و شور کے ساتھ دف بجاتے ہوئے شیخ تپور "اُترا۔ سب گھوڑوں پر سوار تھے، وہ بھی عراقی گھوڑوں پر، تمام زرہ پوش اور لوہے "غرق تھے۔

چند دن تک دونوں لشکروں نے آرام کیا۔ اس کے بعد خان گجو نے غوریا خیل کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ دریا کے اُس پار جنگ کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے راستہ کھلا چھوڑ دیں تا کہ ہم دریا کو پار کر کے☐ ان "پہنچ سکیں اور اگر یہ بات آپ پسند نہ کریں تو پھر آپ کے لئے ہم راستہ چھوڑ کر ایک طرف کو ہٹ جائیں گے آپ دریا پار کر کے ادھر آ جائیں پھر جو اللہ کو منظور ہو دیکھا جائے گا۔

قاصد نے جب یہ پیغام ملک نبی اور ملک بہلول کو پہنچایا تو دونوں بہت خوش ہوئے اور اُنہوں نے قاصد سے کہا کہ بہت اچھی بات ہے ہم راستہ چھوڑ دیتے ہیں آپ اطمینان کے ساتھ دریا پار کر کے اس طرف آ جائیں

خان گجو نے قاصد کے واپس آتے ہی تمام قبیلوں کے سردارن اور مذہبی پیشواؤں کا جرگہ اپنے خیمے "بلایا تا کہ آئندہ کی حکمت عملی پر صلاح مشورہ کر سکیں۔ جرگے "خان گجو نے سب سے پہلے مذہبی پیشواؤں کو طب کر کے کہا کہ:

''اے پیران محترم: یہ دن ہم پر بڑا سخت آن پڑا ہے۔ آپ ہمارے آستانہ دار ہیں اور ہم آپ کے خدمت گزار ہیں ہمارا آپ پر یہ حق ہے کہ اگر کسی صاحب کو ◭ یا الہام کے ذریعے آنیوالے واقعات کے متعلق کچھ معلوم ہو تو ہمیں آگاہ کریں۔''

شیخ جلو بن عثمان ملی زئی خواجو زئی جو یوسف زئی "" وکرامات ""مشہور تھے۔ان
کے ان سر اُٹھا کر کہنے لگے کہ اے لوگو: سب سن لو ""جلو اس عثمان کا بیٹا ہوں جس نے کابل ""
مرزا الغ بیگ کے وقت ""ملک سلیمان شاہ کو یوسف زئی کے قتل کا اشارہ کیا تھا اور پھر اسی طرح ہوا
تھا۔اب ""آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ تم اس ماہ جمادی الاول کی بارہ تاریخ کو پار ہو کر بل کے
سا آجاؤ گے،اسی ماہ کے تیرہ تاریخ کو زبردست جنگ ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمھیں فتح دے گا کہ رسول
مقبول صلعم ہمارے ممُد و معاون ہیں۔ہم حق پر ہیں اور ہم پر ظلم ہوا ہے۔اس کے بعد جذبے ""آ کر
تین بار کہا کہ غوریا خیل شکست کھا گئے اور پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عصاء سے جو میرے ہاتھ ""ہے
غوریا خیل کے بند سے خخی (خشی) کو مخلصی دی اور اُسے آزاد کر دیا۔

شیخ جلو کے اتنا کہنے سے تمام خخی کو تقویت حاصل ہوئی۔تمام سرداروں نے بہت خوشی کا
اظہار کیا اور فتح و نصرت کو اپنا شامل حال جانا۔اس کے بعد خان گجو نے دوسرے سرداروں کے مشورے
سے لشکر میمنہ،میسرہ،اور قلب ""تقسیم کر لیا۔میسرہ پر ملک حضر خان کو سردار اور ملک بیگی محمد زئی کو اس کا
نائب مقرر کر دیا خان گجو نے محمد زئی کے سارے لشکر کو ان کے سپرد کر دیا اور ان کو ہدایت دی کہ آپ
جانب جنوب چلے جائیں اور ان نالوں اور کھڈوں کی طرف صفیں بنا کر کھڑے ہو جائیں اور ہماری
پشت پناہی کرتے رہیں۔اگر پیچھے سے ہم پر کوئی حملہ آور ہوں تو آپ ان کو دفعہ کریں اور اگر کوئی حملہ
آور نہ ہوں تو تب بھی آپ اپنی جگہ پر قائم رہیں اور جب اللہ تعالیٰ ہمیں فتح نصیب فرمائے اور دشمن
شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہو تو پھر آپ بھی آجائیں اور ان کا تعاقب کریں۔ان کے مارنے اور قتل
کرنے ""کوتاہی نہ کریں۔اور اگر خدانخواستہ ہمیں شکست ہوئی تو پھر فی الفور ہمارے پاس پہنچ جائیں
تا کہ ہمارے لوگوں کو آپ کی وجہ سے استقامت حاصل ہو جائے اور ان کی بندھ جائے۔

خان گجو نے قلب کو اپنے پاس رکھا اور ملک سرابدال کو اپنا نائب مقرر کیا قلب ""ڑ اور
یوسف زئی کی پوری لشکر کو رکھا اور اس کے ساتھ توابع قبائل جن ""اتمان خیل،گدون،مشوانی اور سواتی

وغیرہ کو بھی اپنے ساتھ قلب "رکھا میمنہ پر گیگیانی ملک شیخو بن خواجو کو سردار مقرر کیا اور ملک آدم بن محمد علی لالہ زئی کو اس کا نائب مقرر کیا اور گگیانیوں کی پوری لشکر اور ترکلانی سواروں کا دستہ اُس کے زیر کمان رکھا اور سب کو ہدایت کی کہ کل اسی ترتیب "دریا پار کرنا ہے اور اپنے کو جنگ کے لئے اچھی طرح مسلح کر کے دریا پار کرنا ہے کیونکہ اگر غوریا خیل نے وعدہ خلافی کی اور اچانک حملہ کیا تو اسی ترتیب "رہ کر اس کا جواب دینا ہے۔

دوسری طرف غوریا خیل نے بھی اپنی لشکر کو تین حصوں قلب، میمنہ، اور میسرہ "تقسیم کرلیا۔ غوریا خیل کے سردار ملک بازید بن محمود خلیل اسحاق زئی نے قلب کو اپنے پاس رکھا میمنہ پر میر فحلے مہمند مریم زئی کو سردار مقرر کیا اور اسلیمان شاہ ابن زنگی کو جو اپنے وقت کا مشہور شجاع تھا نائب سردار مقرر کیا اور میسرہ پر ملک نبی بن میر داد کو سردار اور ملک بہلول عیسیٰ زئی کو اس کا نائب مقرر کیا ملک بازید بن محمود نے میر فحلے مہمند اور سلیمان شاہ کو ہدایت کی کہ وہ جنگ شروع ہوتے ہی جنوب کی طرف جائے اور نالوں اور کھڈوں "سے ہوتے ہوئے خخی لشکر کے پیچھے سے ان پر حملہ کریں۔

یوسف زئی کا دریائے کابل کو عبور کرنا اور غوریا خیل وغیرہ سے اُن کی جنگ:

تاریک رات اندھیروں کے زخموں، شب گزید□ ظر کو شمار کرتی ہوئی اپنے انجام کو پہنچی۔ جونہی مشرق سے سورج طلوع ہوا۔ وقت کی بے نور آنکھوں کے غاروں "کرنوں کی ردا اور چاہت بھری روشنیوں کی کرنیں بکھرنا شروع ہوگئی دھندلکوں کی تیرہ و تاریک چادر اوڑھے بے خوابی کے جنگل "راہ راستوں کی ہر شے روشنیوں "جھوم اُٹھی اور ہر شے اپنے ہونے کو نمایاں کرتے ہوئے خود شناسی کی شاہراہوں پر گامزن ہوگئی اور جمادی الاولیٰ کے بارویں تاریخ شروع ہوئی خان گجو نے دریا پار کرنے کا حکم دے دیا۔ سب سے پہلے سلیم خان ابن مغدود ابن پوپل اور سیدو جو کا پسران دلخک ابن پوپل تینوں نے اپنی کشتی "دریا پار کرلیا اور اس کے بعد باقی لشکر نے یکبارگی کشتیوں اور شنازوں سے

دریا پار کرلیا اور ڈب کے کنارے ڈیرے ڈال دئے اور ہر کسی نے اپنے برابر ”موافق حال خندق کھود دیا اور کانٹے بچھا دیے تاکہ رات حفاظت سے گزار سکے۔

اس دوران خلیل نے لشکر کا ایک دستہ بھیج کر دوآبہ ”لگیانوں کے دیہات کو نذر آتش کیا جس پر خان گجو کو بہت ہوا اور اس نے بوں (ڈوم) کا ایک دستہ بنا کر انھیں اسلحے اور گھوڑے دیکر خزم (کافور ڈیرے) بھیج دیا جو خلیل کے ایک سردار علی ترکی مغدودزئی کا گاؤں تھا اور انھوں نے گاؤں کو نذر آتش کر دیا چونکہ دونوں طرف کے دیہات خالی تھے اور لوگ جنگ کی عرض سے لشکر ”آئے ہوئے تھے اس لئے کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

سارا دن خان گجو کا لشکر اور غوریا خیل کا لشکر حالت جنگ ”رہے لیکن کسی نے جنگ شروع کرنے ”پہل نہیں کی اور اسی طرح سارا دن آرام سے گزر گیا البتہ دونوں طرف سے جنگ کی منصوبہ بندی ہو رہی تھیں دونوں طرف کے لشکر چوکس اور مستعد تھے اور کسی بھی اچانک حملے کی دفاع کے لیے تیار تھے۔

آغازِ کار : سورج غروب ہونے کے بعد شام آہستہ آہستہ رات ”ڈھل گئی تھی اور پھر رات بڑی تیزی سے گہری ہونے لگی تھی دن بھر کی گہما گہمی شور تمام ہوا تھا ایسا لگتا تھا جیسے آگہی کے خوابوں پر کسی نے چپ کے سائبان تان دئے ہوں ۔ فضاؤں ”تیرتے سیاہ بادلوں کے پیچھے آسمان اندھیرے سے بغلگیر ہوتی ز ”کی طرف عجیب سے انداز ”دیکھ رہا تھا۔ رات گہری ہونے کے ساتھ ہی اوس پیتی پتیاں تمناؤں سے سرابوں کی طرف جاتے خوش نما راستے، ان گنت کہکشائیں، تاریخ کے تلخ قصے، طیور کے زمزمے، ز ” کے اندیشے اور فضاؤں کی آہوں کے ہنگامے غرضیکہ ہر شے برفیلے پیغام اور حروف بے زبان کی طرح چپ اور ساکت ہو کر رہ گئے تھے آسمان پر چمکتے اکا دکا بے چاندرات کے ستارے فرزندان آدم کے فریب، کھوکھلے تن ”چپ کے کہرام اور عمروں کے غافل لمحوں پر مسکراتے ہوئے اپنی اپنی منزلوں کو رواں دواں تھے۔

خان گجو کے لشکر کا ہر ایک فرد صبح کی روشنی کے انتظار "مسلح اور مستعد بیٹھا تھا۔ رات کے آخری حصے "مشرق سے چاند طلوع ہوا اور اپنی روشنیوں کے حسین خنجر ز " "پیوست کر دیئے۔ فضا کے در و بام پر محیط رات "روشنی کی اُڑانیں ز " کے خاکدان کو نور سامان کرنے لگی تھیں۔ شب کے صحرا "اجالوں کے ثمر بکھرنے لگے تھے۔ بے حجاب خیالوں کے خوش نما رنگ کی طرح ہر شے یوں نمایاں ہونے لگی تھی جیسے جنگل کے سفر "روشنی کے ستارے۔

ایسے "خان گجو اُٹھا اپنے خیمے سے باہر نکلا، تھوڑی دیر تک وہ آسمان کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے وضو کی اور تہجد کی نماز "مشغول ہو گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھا دئے اور انتہائی عاجزی، انتہائی مسکنت، انتہائی رقت "اپنے خداوند قدوس کے طب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے سارے جہانوں کے پالنے والے، اے میرے رب، میرے اللہ، میرے مالک، میرے آقا تو ہی سرمئی بے کراں فضاؤں "نور کے دریچے وا کرتا ہے تو ہی روز و شب کی کشادہ بانہوں "نواؤں کے ا□ تے ریلے کھڑا کرتا ہے۔ اے اللہ طلسم وجود و مکاں کے دائروں "تو ہی لمحوں کا سیل بے باک اُٹھاتا ہے۔

اے میرے اللہ تو ہی دوریوں کے دکھ اور ماضی کی بیزاریوں کو سمیٹتے سورج کو تہہ آب کے انجانے جزیروں کی طرف لے جاتا ہے۔

اے میرے اللہ مجھ پر قابو پا لینے والے یہ لوگ ہمیں گلیوں کی مسلی باس اور پژمردہ رنگوں جیسا بنا دینا چاہتے ہیں اے اللہ بدنصیبیاں، بدبختیاں، پگھلے لوہے کی ندی اور فولادو پتھر کے سیل کی طرح ہماری تاک "لگے ہیں اے اللہ ہماری مدد فرما۔

میرے اللہ "تیرا ایک عاجز بندہ ہوں ایاک نعبدُ و ایاک نستعین کا سچا پیروکار ہوں میرے اللہ میرے بدترین حالات "تو مجھے اندھیروں کے خلوت خانوں "گونجتی اذان کی طرح سرفراز فرما

میرے اللہ زندگی کے اس مشکل وقت "مجھے پرانی راتوں کے میناروں کی بلندیوں پر روشن ہوتے سحر آ گیں کلمات کی طرح رفعت عطا فرما، میرے اللہ تو اپنی رحمت سے کام لیتے ہوئے مجھے ندیوں پر نازل ہوتی حرا کی روشنی سے ہمکنار کر دے۔ میرے اللہ یہ دشمن بد ذات ہماری آنسوؤں کو ایک راز، ہماری ہنسی کو ایک بھید، ہماری زیست کو ایک معمہ بنا دینا چاہتے ہیں میرے اللہ ہماری مدد فرما۔ میرے اللہ دکھ تکلیف اور ضرورت کے وقت صرف تیری ہی ذات ایسی ہے جو اپنے بندوں کی مدد کر سکتی ہے۔

میرے مالک میرے آقا تو ہی غروب ہوتے دن کو شام کے ستاروں سے سجاتا ہے اے میرے اللہ تو ہی پژمردہ فضاؤں کو دید پر رقص کرتے پھول عطا کرتا ہے میرے آقا موت کی گھمبیر اداسیوں "تو ہی آب حیات پوشیدہ کی لذت کھڑی کرتا ہے۔ میرے اللہ ہماری مدد فرما کہ ہمارے دشمن ہمیں حالات کی بدبختی "ڈالتے ہوئے ہمیں کوچہ گرد فقیروں، تکلیف دہ زندان کے درد اور نفرت و کرودھ کے زہر جیسا بنا ڈالنا چاہتے ہیں میرے اللہ "تیرا ایک عاجز بندہ ہوں ہمیں مفلسی و درماندگی کا غلام بننے سے بچا۔ میرے اللہ ہمیں دشمن کے جبر و استبداد اور آہ بکا سے محفوظ رکھ۔ میرے اللہ جس کام کی ہم ابتدا کرنا چاہتے ہیں ہمیں اس "☒بی فوز☐ی اور سرفراز فرما۔ اسلئے کہ میرے اللہ تو وہ مالک، تو وہ آقا، تو وہ رب، تو وہ خالق اور پالنے والا ہے جو اپنے بندوں کو کبھی بھی مایوس نہیں کرتے جو تیرے سا ◆ انکساری اور عاجزی کے ساتھ جھکتے ہیں۔ میرے اللہ تیری ذات "عاجزی نہیں ہے بہذا تجھے اپنے بندوں کی عاجزی بے حد پسند ہے "تیرا حقیر بندہ اپنی جھولی "عاجزی لئے تیرے سا ◆ سرخرو ہونے کے لئے دست بہ دُعا ہوں میرے اللہ جس آزمائش جس امتحان کی ابتدا ہم کرنے والے ہیں میرے اللہ اپنے نام کی تقدیس کے حوالے سے ہمیں کا☒ب کر۔ یا اللہ ہماری مدد فرما۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ اُس کے آنکھوں سے آنسوں کا ایک سیلاب اُمڈا یا دونوں ہاتھوں "منہ کو چھپایا اور☐☐ کر رونے لگا۔ کافی دیر تک اپنے رب کے سا ◆ روتے ہوئے اس نے دعا ختم کی۔ پھر اس نے عجیب سی مسکنت اور عجیب سی بے بسی اور لاچارگی "آسمان کی

طرف دیکھا پھراس کی چھاتی تن گئی اپنا اسلحہ اُٹھایا اور بے قراری "" خیمے کے اندر ٹہلنے لگا۔

خان گجو کی منتظر آنکھوں کے ٹھرے پانیوں "" سوروپ دھارتی سوچیں رقص کناں تھیں یوں وقت تیزی سے گزرتا رہا یہاں تک کہ صبح کے نماز کے لیے□ دی نے اذان کی صدا بلند کی۔ خان گجو نے صبح کی نماز ادا کی اور پھر ساری لشکر کو صفیں درست کرنے کا حکم دے دیا

خان گجو نے سارے خّی (خشی) کا لشکر سات صفوں "" تقسیم کر دیا چھ صفیں پیادوں کی بنائی اور ایک صف سواروں کی بنائی اور اس ہیٔت سے کھڑی کر دی کہ پہلی صف ڈھال والے پیادوں کی تھی جو برہنہ تلواریں ہاتھ "" اُٹھائے ہوئے تھے اور پانچ صفیں ان کے پیچھے تیراندازوں کی تھیں اور ساتویں صف سواروں کی کھڑی کر دی مگر یہ ساتوں صفیں کچھ ایسے سلیقے اور ترتیب سے کھڑی کی تھیں کہ ان کے ⊠ ن کوئی تفاوت اور کشادگی نہیں تھی اور سواروں کو بھی ان کے پیچھے اتنا متصل کھڑا کر دیا کہ سواروں کے نیزوں کی انیاں پیادوں کی پشت سے لگی ہوئی تھیں۔خّی کے لشکر "" سوار اتنے زیادہ ہو گئے کہ ایک صف ان کے لئے ناکافی ہو گیا چنانچہ بقیہ سواروں کو ٹولیوں کی صورت "" ایک دوسرے کے پیچھے کھڑا کر دیا جبکہ خان گجو کی ہدایت کے♉ بق ملک خضر حیات کی نگرانی "" محمدزئی نے اپنا لشکر ایک الگ صف "" کھڑا کر دیا اور پورے خلوص نیت سے اُن نالوں اور کھڈوں کے بالمقابل صف بستہ کھڑے ہو گئے۔جس کی وجہ سے خان گجو کو دلجمعی حاصل ہوئی۔اور وہ اپنے لشکر کے اہتمام "" لگ گئے خان گجو جب یہ صف بندی کر رہے تھے تو وہ ایک برق رفتار گھوڑے پر سوار تھے اور ہر ایک صف کے آگے پھر رہے تھے اور سب کو جنگ کی تعلیم وتلقین کرتے تھے۔ساری صفیں درست کرنے کے بعد خان گجو تمام لشکر کے سا ◆ آئے اور ایک جوشیلی تقریر کی اس نے کہا :۔

میرے بھائیو اور عزیز دوستو:غوریا خیل زور آوری، بہادری اور شجاعت "" مشہور ہیں اور سب عراقی گھوڑوں پر سوار ہیں اور ہر ایک کی کمر "" مشہد اور♈ کی بنی ہوئی تلواریں لٹک رہی ہیں۔پھر ملک بھی اُن کا ہے ہمارا وطن یہاں سے بہت دور ہے اور بیچ "" ایک عظیم دریا حائل ہے۔ہمارا ناموس

(زنانہ) بھی اس پار ہمارے ساتھ ہے۔ پس یہ وقت بہادری اور مردانگی کا ہے اس لئے "آپ سب کو تلقین کرتا کہ آگے بڑھ چڑھ کر دشمن پر حملے کرو اور پیچھے دیکھنے کی کوشش مت کرو آپ حق پر ہیں کیونکہ آپ پر ظلم ہوا ہے اور حق کی خاطر لڑنے غازی اور قتل ہونے والے شھید کہلاتے ہیں اور دنیا ہمیشہ حق کی خاطر لڑنے والوں کو یاد کرتی ہے اور ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ان کی خدمات کو سراہا جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ لوگوں نے جنگ سے جی چُرالیا اور ہمارے قدم اکھڑ گئے یعنی ہم نے شکست کھائی تو ہم سب قتل ہوجائیں گے یا دریا "غرق ہوجائیں گے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکے گا۔ عزت خاک "مل جائے گی اور دنیا "تماشا بن کر رہ جائیں گے۔

اس کے بعد خان گجو نے اپنے بہادر سرداروں کے بارے "لشکر والوں کو بتایا کہ ملک باراخان ابن موسیٰ، سلیم خان ابن مغدو ابن پوپل اور سیدو جو کا پسران دلخک ابن پوپل جنگ کے وقت غایت شجاعت سے بے ہوش ہوجاتے ہیں اور اپنی جان سے بے پرواہ ہوکر دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایسے وقت "اُن کے گھوڑوں کی لگا "مضبوطی سے پکڑے رہوتا کہ بے فائدہ اور بے محل دشمن کے لشکر "گھس کر اپنے آپ کو ہلاک نہ کریں۔ یہ لوگ مجھے بہت عزیز ہیں لیکن اگر خدانخواستہ ہمیں شکست کا سا□ ہوا تو پھر ان کو چھوڑ دو کہ جو کچھ ان سے ہوسکے کر ڈالیں۔ لشکر "اور بھی بہت شجاع اور بہادر لوگ ہیں لیکن مجھے اُنکی اتنی فکر نہیں ہے کیونکہ وہ جوش کے ساتھ ساتھ ہوش سے بھی کام لیتے ہیں اور بے محل اپنے آپ کو ہلاک ہونے سے بچاتے ہیں۔

اس کے بعد گگیانیوں کے بارے "فرمایا کہ ان کے سواروں کو اپنے سواروں کے ⊠ن "اور ان کے پیادوں کو اپنے پیادوں کے ⊠ن "رکھو، اسلئے کہ یہ لوگ تیز زبان ہیں کہیں بھاگ نہ کھڑے ہوں اور ہماری صفوں "بھگدڑ نہ مچ جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام لشکر کو یہ ہدایت بھی کر دی کہ:۔

جب غوریا خیل ایک تیر کے فاصلے پر آجائیں تو ہر صف کے تیرانداز تیراندازی شروع کریں

مگراس طرح کہ تیر تمام صفوں کے سروں کے اوپر سے جائیں اور سوار بھی پیادوں سے ایسے مل جائیں کہ ان کے نیزے اپنے پیادوں تک پہنچ سکیں۔ پھر جب وہ شمشیر زنی کی حد پر پہنچ جائیں تب اُن سے آگے ہوکر دشمن کے سواروں سے زرت کریں۔

خان گجو صفوں کو درست کرنے اور ہدایات دینے کے بعد اپنے برق رفتا گھوڑے سے اُتر گئے اور اپنے آپ کو خوب مسلح اور زرہ پوش کرنے کے بعد ایک دوسرے عراقی قوی گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے قبیلے والوں یعنی صدوزئی نڑ کے پاس تمام صفوں کے ن "آگئے۔ اور ملک سر ابدال، ملک بارا خان، ملک سلیم خان، سید اور جوکا، کرم علی الیاس زئی، ملک بین تاجو خیل، ملک خدائیداد بن یارہ خان اور میر احمد خیل صدوزئی نڑ ان کے ساتھ تھے اور ہر ایک سے کہتے تھے کہ مردانگی کا وقت ہے۔ دیکھو قدم پیچھے نہ ہٹیں، بزدلی نہ دکھانا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور آگے بڑھو

دوسری طرف غوریا خیل نے بھی اپنی صفیں درست کیں اور جنگ کے ارادے سے آگے بڑھنے لگے۔ اسی اثناء "میر فحلے مہمند مریم زئی جو مہمند کا نامور سردار تھا پانچ سو سواروں کے ساتھ کھڈوں اور نالوں "چھپنے کی غرض سے جنوب "اس جگہ کی طرف روانہ ہوا جہاں سے خان گجو کو خطرہ لاحق تھا اور باقی لشکر خان گجو کی لشکر سے ٹکرانے کے لئے روانہ ہوا

جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے ایک تیر کے فاصلے پر پہنچ گئے تو خلیل کے سواروں نے یک بارگی سے تخی کے لشکر پر گھوڑے دوڑائے۔ خان گجو نے فورا تیر اندازو کو تیر اندازی شروع کرنے کا حکم دے دیا۔ حکم ملتے ہی تمام صفوں نے یکبارگی تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ تیروں کی ایسی بارش ہونے لگی کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہوتا تھا کہ کالی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ تیروں کے چلنے سے فضا "سنسناہٹ پیدا ہوگئی سواروں کے جسموں "اتنے تیر پیوست ہوگئے کہ بعض کے بیس، بعض کے تیس اور بعض کے چالیس تیر پیوست ہوگئے۔ اس بے پناہ تیر اندازی نے سبھوں کو اوندھا کر کے ز "پر پچھا دیا۔ اکثر یوسف زئی کی صفوں تک پہنچ بھی نہ سکے دور ہی ڈھیر ہوگئے اور بعض رکابوں "پھنس کر لٹک

گئے الغرض تیروں کی ایسی بارش ہوئی کہ ان کے وہم وگمان ""بھی نہ تھی۔ تیروں کی ایسی بارش نہ کانوں نے سنی اور نہ تاریخ کی کتابوں ""دیکھی گئی۔

جب دونوں لشکر مزید ایک دوسرے کے قریب آ گئے تو تیر اندازی بند ہوگئی اور دونوں لشکر ہوس کی □ ی ""بکتے اُجاڑ لمحوں کے جھکڑوں، مسرتیں سمیٹتی سنسان ہواؤں اور دھیرے دھیرے پھیلتی پتھریلی دھڑکنوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے رن بری طرح بول اُٹھا تھا۔ ایک شور ایک شرابا، ایک واویلا تھا جو چاروں طرف اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

غوریا خیل کا لشکر نفرت کے سنگ آہن ""لپٹے طوفانوں کی طرح آگے بڑھا تھا پھر اس نے خُجی لشکر پر درو بام کو اُجاڑ دینے والے بگولوں، بے کوبی کے جنگل ""بھڑک اُٹھنے والی آتش اور آگ کی طرح حملہ کر دیا تھا۔ حملہ آور ہوتے ہوئے غوریا خیل کے لشکری کچھ اس طرح نعرے بلند کر رہے تھے جیسے روشنیوں کے نگر ""چاروں طرف اندھیرے اور تاریکیاں چیخ و چلا اُٹھے ہوں غوریا خیل بڑھ چڑھ کر خُجی لشکر پر حملہ آور ہو رہے تھے وہ یہ چاہ رہے تھے کہ اپنے پہلے ہی حملے ""دشمن کو دھکیل کر پیچھے لے جائیں۔ لیکن ایسا ممکن نہ تھا اس لئے کہ ان کے سا ♦ خان گجو اپنے لشکر سمیت پتھریلی چٹان کی طرح جم گئے تھے جس کو پسپا کرنے ""⊠ب نہ ہو سکے۔

اسکے جواب ""خان گجو بھی برف باریوں کی رُت ""آگ کے طوفانوں اور دل کا آئینہ کرچی کرچی کر دینے والی آسمانی وحشتوں کی طرح اپنے ردعمل کی ابتدا کی پھر وہ غوریا خیل کے لشکر پر روح کا پیمانہ پارہ پارہ کرتی شعلہ زن نفرتوں، اور پناگاہوں اور فصیلوں کے حصار کو ریزہ ریزہ کر دینے والے شہ سوار کی طرح انتہائی بے باکی و جان نثاری سے حملہ آور ہو گیا تھا۔

جنگ اپنے عروج پر آ گئی تھی۔ جنگ کی المناکیاں اور ہولناکیاں پھیلنے لگی تھیں۔ دکھ لبوں سے ہنسی چھیننے لگے تھے سچ کے حروف ننگے ہونا شروع ہو گئے تھے۔ آنکھوں ""بیٹھے سپنے آتش سلوں پر دہکنے لگے تھے۔ رنگ و جذبوں کے آئینے اور خواہشوں کے حصار بڑی تیزی کے ساتھ پتھریلی آہوں

"جلنا شروع ہو گئے تھے۔

جنگ کے شروع "غوریا خیل نے اپنی خوش قسمتی "جو یں وابستہ کر رکھی تھیں وہ آہستہ آہستہ دم توڑنے لگی تھیں۔اور پھر لمحہ بہ لمحہ خان گجو کے لشکریوں نے اپنے حملوں "تیزی اور بربریت پیدا کی۔تب غوریا خیل کی ساری خوش فہمیاں آہستہ آہستہ رگ و جان "اُترنے لگی تھیں۔

دوسری طرف میر فحلے مہمند مریم زئی جو پانچ سو سواروں کے ساتھ نالوں اور کھڈوں " کرخی لشکر کی پشت پر آنا چاہ رہا تھا جب وہ اُس جگہ نمودار ہوا جہاں پر خان گجو کے ہدایت کے بق ملک خضر حیات کی نگرانی "محمد زئی کا لشکر موجود تھا تو ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا ملک خضر حیات ان پر ہوس کی بارش کرم کے چھینٹوں ، ہر جاندار کو ویران راہوں "تبدیل کر دینے والی سنسناہٹوں اور روز شب "فرت بھر دینے والی یورش کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

میر فحلے مہمند کے لشکر نے بھی دست عذاب کے سایوں ،سوال بن کر گونج اُٹھی تکبیروں اور زیست کی خوفناک اذیتوں کی طرح ملک خضر حیات کی لشکر پر حملہ کر دیا تھا ویرانوں اور سنسانوں کے اندر دونوں لشکر ہولناک انداز "ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے۔ان جنگ "زبان کا تعلق ختم ہونے لگا تھا۔گونگے الفاظ کے معانی اور لب کی فرہنگ تبدیل ہونے لگی تھی ۔بے ثمر دعائیں بے اثر ہونے لگی تھی گلابوں کی بو باس اور سحابوں کی بستی کی سی فضائیں خون رنگ اور سنسان ہونے لگی تھی ۔ ان جنگ کچھ ایسا سماں پیش کرنے لگا تھا جیسے قلزم حالات کے اندر خاموشی کی روائیں اوڑھے آتش فشاں اچانک پھوٹ پڑے ہوں

میر فحلے مہمند کو یقین تھا کہ وہ ملک خضر حیات کے لشکر کو جلد مار بھگائے گا لیکن جنگ طول پکڑنے لگی تھی اور ملک خضر حیات نے دشمن کی صفوں کو ہلا ڈالنے کا عمل شروع کیا تھا۔میر فحلے مہمند جو اپنی بی کی یں لگائے بیٹھا تھا۔اس کے سارے خواب و خیال کرچی کرچی ہو گئے تھے۔اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ یکسر ہی میر فحلے مہمند کی وں کے خلاف تھا۔اس لئے کہ ملک خضر حیات اپنے

لشکریوں کو زوردار حملے کے لئے پکارا تھا اور انھوں نے دیکھتے ہی دیکھتے میر فحلے کے اگلی صفوں کو کچل دیا اور مسل کر رکھ دیا تھا اور اب وہ لشکر کے وسطی حصے پر ٹوٹ پڑے تھے۔

محمد زئی لشکر کی اس دلیری اور جرأت □ی کے باعث میر فحلے کے لشکر "ایک افراتفری اور بھگدڑ کا سماں پیدا ہو گیا تھا۔ اگلی صفوں کی صفائی نے دوسرے سپاہیوں کی دل شکنی کر کے رکھ دی تھی اور وہ آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹنے اور پسپا ہونے کو ترجیح دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد و□ان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ملک خضر حیات نے ان کا پیچھا کیا اور خلیل کے لشکر کے پچھلے حصے کی طرف بھاگ گئے۔

غوریا خیل جو یہ□ رکھے ہوئے تھے کہ بہت جلد فتح سے ہمکنار ہوں گے ان کی کوئی □ بر نہ آئی اس کے بعد ان کے خلاف ایک اور خونی انقلاب اٹھ کھڑا ہوا اس لئے کہ ان کی پشت کی طرف سے کچھ اس انداز "تکبیریں بلند ہوئیں جس طرح روشنی کو روشنی سے جوہر کو جوہر سے ملا دینے والے ان دیکھے معجزات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں دراصل غوریا خیل کی پشت پر ملک خضر حیات نمودار ہوا تھا وہ ان بچے کھچے غوریا خیل کو اپنے آگے ہانکتا ہوا آ رہا تھا جن کو اس نے نالوں اور کھڈوں کے اندر بدترین شکست دی تھی۔

جو غوریا خیل ملک خضر حیات کے آگے آگے بدحواسی کے عالم بھاگتے ہوئے آئے تھے جب وہ پشت کی جانب سے اپنے لشکر کے اندر داخل ہوئے تو ان کی حالت دیکھتے ہوئے وہ غوریا خیل جو خان گجو کے ساتھ برسرِ پیکار تھے ان کے اندر بھی ایک افراتفری اور بدحواسی کا ایک سماں پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا اور اس افراتفری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ملک خضر حیات پشت کی جانب سے رگ و پے " تلخیاں بھر دینے والے جاڑے پالے کے غذاب اور دکھ بھرے موسموں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

حملہ آور ہونے سے پہلے ملک خضر حیات نے چونکہ پشت کی جانب سے تکبیریں بلند کی تھیں ✸ا خان گجو سمجھ گیا کہ نالوں اور کھڈوں کے اندر غوریا خیل کو شکست دینے کے بعد ملک خضر حیات

غوریا خیل کی پشت پر نمودار ہوا ہے اور حملہ آور ہو چکا ہے✹ اس نے بھی اپنی پوری طاقت اور قوت سے نئے انداز "حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ اس دو طرفہ حملہ "غوریا خیل دکھ بھرے موسموں، درد کی مثل ٹوٹے خوابوں بے جہت ◌ فتوں کی یلغار کا شکار ہونا شروع ہو گئے تھے اور وہ ☐ ان جنگ " مزید زیادہ دیر تک خان گجو کا ◘ بلہ نہ کر سکے انہیں بدترین شکست ہوئی اور ایک طرف سمٹتے ہوئے وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ خان گجو اور دوسرے سرداروں نے دور تک ان کا تعاقب کیا اور ان کا قتل عام کرتے رہے کھیت اور راستے ان کے لاشوں سے بھر گئے مگر آفریں ان کی ⇨ پر خصوصاً خلیل کی ⇨ پر کہ شکست کھانے پر بھی پلٹ پلٹ کر اس طرح جنگ کرتے رہے اور تیروں، تلواروں کے ایسے وار کرتے رہے کہ لوگوں کو حیرت "ڈال دیا۔

الغرض خلیل کے پیادوں پر آفرین ہو کہ شروع "ایسے تیر مارے اور ایسی تلواریں چلائیں کہ حق ادا کر دیا اور آخر "شکست کی حالت "ایسے پھیر کھائے اور تیروں اور تلواروں کے ایسے وار کیے کہ خٹی (خشی) کے بہت سے سوار اُن کے ہاتھوں ڈھیر ہو گئے اور بہت سے زخمی ہو گئے۔ خان گجو کے سر پر بھی ایک پیادے نے تیر مارا تھا جو اس کے خود کو توڑ کر سر "چُبھ گیا تھا اور خود کی وجہ سے زیادہ اندر نہ جا سکا پھر بھی سر "ایسا پیوست ہو گیا تھا کہ اس کشمکش کے عالم "اُسے کوئی نکالنے کی جرأت نہ کر سکا نہ تیر نکالنے کا موقع تھا اور نہ خود اُتار سکتا تھا۔ اس لئے باہر کا حصہ خان گجو نے توڑ کر پھینک دیا اور کچھ حصہ خود اور سر "اٹکا ہوا رہ گیا اور وہ اس کی پروا کئے بغیر دن بھر لڑتا رہا۔ جب رات ہوئی ڈیرے "آیا تو جراحوں نے نکالا جس کی وجہ سے اُسے درد و الم سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر اللہ نے فضل کیا جان بچ گئی۔ سب نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خیرات و صدقہ بھی دیا

خان گجو لشکر کی معیت "پشاور کے ◘ م گو گٹھڑی تک خود ان کے تعاقب "گیا۔ وہاں ایک بلند ◘ م پر ☒ نہ نصب کیا گیا جس "خان گجو نے استراحت کیا۔ سارا لشکر اطراف و جوانب "پھیلا ہوا تھا۔ لوٹ مار اور قید و بند "کسی نے کمی نہ کی۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد تمام اطراف "

سوار بھیج کر لشکر کو کر لیا اور اعلان کر دیا کہ اب بس کرو جو ہوا سو ہوا۔ غرض یہ کہ اس طرح فتح و کامرانی کا نقارہ بجاتا اور خوشی اور فتح و نصرت کے گیت گاتا لشکر روانہ ہوا۔ اور اس روز عصر کے وقت اپنے ڈیرے "ڈب کے کنارے آ کر مقیم ہو گیا

محمد زئی نے ملک خضر حیات کی کمانداری "اس جنگ "بڑی بہادری کا ہرہ کیا محمد زئی نے مہمند کے بہت سے نامی گرامی سواروں کو نالوں اور کھڈوں کے اندر قتل کیا اور پھر ان جنگ " غوریا خیل کے لشکر پر پشت کی طرف سے حملہ کیا جو اس کی شکست کا سبب بن گیا۔ غوریا خیل کی شکست کے بعد وہ دوسروں کے ساتھ مل کر ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ پشاور شہر تک چلے گئے اور راستے " جس کسی کو پایا اُسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور پھر ہر جانب سے لشکر سربند، پشاور، شیر گڑھی، چہل گڑھی ،ٹوبہ اور ژم (جمرود) تک گیا اور خلیل، مہمند اور داؤ دزئی کے گاؤں کو تاخت و تاراج کر دیا وار قتل و غارت گری اور قید و بند "کوئی کمی نہیں کی۔

خان گجو نے جب سوار بھیج کر اُن کو کر لیا تو انہوں نے اُسی وقت تخت و تاراج بند کر کے واپسی کا سفر شروع کیا۔ جب ان کا لشکر دھول کے بادل اُڑاتے دکھائی دیا تو خان گجو خود سرابدال خیمے سے باہر آ کر ان کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا لشکر کے آگے ملک خضر حیات اور ان کا نائب ملک بیگی محمد زئی تھے۔

قریب آ کر ملک خضر حیات نے لشکر کو رک جانے کا اشارہ کیا اور خود گھوڑے سے اُتر کر بڑی تیزی سے خان گجو کی طرف بڑھا تھا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے ملک خضر حیات نے چاہتا تھا کہ باری باری خان گجو اور سرابدال سے مصافحہ کرے لیکن خان گجو نے ہاتھ آگے نہیں بڑھائے بلکہ جس وقت ملک خضر حیات قریب آیا خان گجو نے پنے بازو پھیلاتے ہوئے ملک خضر حیات اور ملک بیگی کو باری باری گلے لگا لیا پھر اس کے بعد ملک سرابدال بھی آگے بڑھ کر دونوں سے باری باری بغلگیر ہوا۔ خان گجو نے ان کی بہادری کی بہت تعریف کی اور ان کے بہادری کے صلے "اُن پر بڑی نوازشیں کیں اور

شاباش اورآفرین کہا۔

اسی وقت شیخ جلو بن شیخ عثمان خان گجو کے ایماء پر چند معتبر آدمیوں کے ساتھ تمام لشکر "ہر ایک ڈیرے "گیا اور غوریا خیل کے تمام گرفتار شدہ لوگوں کو رہا کر دیا اور انہیں اسی وقت لشکر سے نکال دیارات گزرنے کی اجازت بھی نہ دی۔

الغرض شیخ جلو نے جو کچھ فرمایا تھا اور جو بات کہی تھی تمام واقعات اسی طرح پیش آئے۔ خان گجو نے وہ رات اسی جگہ گزاری علی الصبح کوچ کرکے دریائے کابل سے پار آگئے۔ وہاں سے سب لوگ ر ہوکر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

اس جنگ "خخی (خشی) کے پانچ سو آدمی مارے گئے تھے۔جن "زیادہ تر یوسف زئی تھے اُن "یہ چار ان کے نامور سردار تھے:۔

(۱) کرم علی سالار زئی ملی خیل الیاس زئی

(۲) سید ابن دلخک ابن پوپل ملی زئی □ ے زئی

(۳) الوابن مانا بان اکوزئی بائی زئی موسیٰ خیل

(۴) غازی خان ابن خان □نڑ ملک زئی ررزڑ

خان گجو کے ممالک متصرفہ اور حالات زندگی

خان گجو بہت نڈر اور دلیر انسان تھے۔ اُس نے نہ صرف اپنے ملک کی حدود کی حفاظت احسن طریقے سے کی بلکہ پشاور کی طرف جمرود تک کا علاقہ شیخ تپور کی جنگ "غوریا خیل (خلیل، مہمند اور داؤ دزئی) کو شکست دیکر فتح کرلیا۔ اس کے علاوہ اپنے تمام لشکر کے ساتھ پشاور آکر قلعے کا محاصرہ کیا اور اسے ہمایون کی فوج سے خالی کرایا۔ ودسری بار دریائے سندھ کو عبور کرکے ہجنڈ ہ اور گھیپ وغیرہ علاقوں کو تاراج کرنے کے بعد بہت سے مال غنیمت کے ساتھ واپس آگئے۔ تیسری بار پھر خخی کے تمام

Feb.2020\Pictures\Map-1.jpg not found.

نقشہ پختونخوا 1554ء بحکمرانی خان گجو

افواج کو جمع کر کے دریائے سندھ عبور کیا۔ اور چھچھ، پزارہ، کرلغ، مانگڑاؤ اور مضافات کو فتح کرنے کے بعد دم توڑ اور پکھلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ جہاں سلطان عیاچ الدین تیرک نے اطاعت قبول کر لی۔ جسکے بعد گھکھڑ کے سلطان آدم نے بھی ان کی آمد پر اطاعت قبول کر لی۔

خان گجو اور شیر شاہ ہم عصر حکمران تھے۔ جب شیر شاہ سوری نے خان گجو کو ہمایون کی گرفتاری کے لئے پیغام بھیجا تو اس کے جواب "خان گجو نے یہ کہہ دیا کہ آپ ایک پختون ہیں اور آپ کا دشمن ہمارا دوست نہیں ہوسکتا۔ اس لئے وہ ہمارے علاقے "داخل نہیں ہوسکتا۔ خان گجو نے یوسف زئی قائدین کے مشورہ سے بابر کی چہیتی بی بی🖐 رکہ جو شاہ منصور کی بیٹی تھی، کی بھی 🕑 خواہش ٹھکرا دی اور کہا کہ ہمایون ایک 〰 زادہ ہے اور 〰 کبھی بھی پختون کا دوست نہیں ہوسکتا اور نہ ہی پختون 〰 کا دوست ہوسکتا ہے۔ ہمایون کے بھاگنے کے بعد شیر شاہ سوری نے بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس وقت شیر شاہ سوری خوشاب "خیمہ زن تھا۔ 1541ء "خان گجو دیگر یوسف زئی مشران ملک سرابدال، اور ملک بارہ خان کی معیت "شیر شاہ سے ملنے اور🖐 رک باد دینے کے لئے گیا۔ دو دن تک شیر شاہ سوری کے ساتھ قیام کرنے کے بعد انہیں انتہائی عزت اور احترام کے ساتھ پڑاؤ سے ر 🕚 کیا اور ہیبت خان نامی جرنیل کئی میل تک آپ کو چھوڑنے گیا۔

شیر شاہ سوری اور خان گجو کے تعلقات کچھ عرصہ بہتر رہے تاہم پھر بعض وجوہات کی بناء پر دونوں کے مابین اختلافات پیدا ہو گئے۔ شیر شاہ سوری چاہتا تھا کہ باجوڑ سے لیکر دریائے سندھ تک کے علاقے کی تمام افغان آبادی کو دریائے سندھ سے لیکر پٹھان کوٹ تک آباد کیا جائے تاکہ افغانستان کی جانب سے حملہ آوروں کو د 0 تک پہنچنے کی صورت نہ ہو لیکن خان گجو اس سے متفق نہ تھے خان گجو نے انہیں بتایا کہ چونکہ افغان ویسے ہی حسن ابدال تک آباد ہیں اس لئے آپ کے ملک پر حملہ کرنے والے ہمارے لاشوں سے گزر کر آپ تک پہنچ پائیں گے۔ لیکن شیر شاہ سوری اس بارے "خان گجو سے متفق نہ ہوا۔ اس کے باوجود شیر شاہ سوری نے یوسف زئی ریاست کی حدود "مداخلت نہیں کی۔ لیکن

تعلقات "وہ گرم جوشی نہ رہی۔

شیر شاہ سوری کی وفات اور سوری حکمرانوں کی نا⓿ کی بدولت ہمایون نے ہندوستان پر حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھ کر پشاور پر قبضہ کرلیا اور اپنے سپہ سالار سکندر ازبک کو پشاور کا نگران مقرر کر کے خود واپس کابل روانہ ہو گیا۔خان گجو کو جب ہمایوں کے پشاور پر قبضے کی اطلاع مل گئی تو وہ فوراً □ رہ سے کلپانی پہنچ گیا اور وہاں لاکھوں کا لشکر جمع کر کے پشاور پر حملہ آور ہوا۔خان گجو نے قلعہ

بالا حصار

کا محاصرہ کیا اور [illegible] جرنیل قلعہ "محصور ہو گئے۔ازبک جرنیل نے ہمایون کو صورتحال سے آگاہ کیا لیکن ہمایون نے خان گجو کا س□ کرنے سے معذرت کی۔جس پر ازبک جرنیل نے خان گجو کو صلح کی درخواست بھیجی جسے خان گجو نے منظور کرلیا اور دونوں کے د⊠ان صلح نامے کی شرائط طے ہوئی صلح نامہ کیمطابق ازبک جرنیل نے معافی مانگی اور تاوان جنگ ادا کیا اور خان گجو نے اس کو واپس کابل جانے کیلئے بہ حفاظت روانہ کر دیا۔[illegible] حکمران خان گجو کی اس حرکت پر اورنگ زیب کے زمانے تک ناراض تھے۔

خان گجو نے اس ک⊠ب مہم پر کچھ عرصہ آرام کیا اور پھر ایک لشکر جرار لیکر دریائے سندھ عبور کر کے جہلم تک کے علاقوں کو فتح کیا اس مہم کے دوران آپ نے اپنے زیر قبضہ پنجاب کا مکمل دورہ کیا اور ہر علاقے کے نظم نسق کو درست کیا۔تمام سرحدی علاقوں کی حفاظت کے لئے چوکیاں قائم کیں اور وہاں سے مرکز تک مواصلات کا ایک جامع نظام تشکیل دے دیا۔اس کے بعد چھچھ ہزارہ اور کوہستان تک کے علاقوں کی خبر گیری کی ۔وہاں بھی سرحدی راستوں پر حفاظت کے لئے چوکیاں قائم کیں اور مواصلات کا جامع نظام تشکیل دے دیا۔

خان گجو ایک انصاف پسند حکمران اور عالم دین تھے۔اپنے رعایا کے ساتھ ہمیشہ انصاف سے کام لیتے تھے۔کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی کسی کی حق تلفی کی۔خان گجو کیانصاف پر مبنی فیصلوں کا پورے

ہندوستان اور خراسان "چرچا تھا۔اس بارے "فرہاد علی خاور اپنی کتاب خان الخوانین خان گجو "
میر غازی خان وزیر اعظم روھیل کنڈ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

کہ ایک نصرانی جو خراسان سے براستہ یوسف زئی ہندوستان جارہا تھا اُس کو یوسف زئی کے ایک قصبہ "رات گزارنے کے لئے ٹھہرنا پڑا۔وہاں وہ ایک ملک کے گھر پر مہمان تھا کہ وہاں علاقے کے بزرگ اور مولوی صاحب ان سے ملنے آیا۔نصرانی سے اس کے مذہب کے بارے "پوچھنے پر نصرانی نے اپنے مذہب کو درست اور بہتر قرار دیا۔جس پر مولوی کو آیا اور کہا کہ آپ یہاں پر اپنے دین کی تبلیغ کرتے ہو۔اس پر گاؤں کے تین دیگر مولوی پہنچ کر نصرانی کو سنگسار کرنے کا فیصلہ کرلیا۔نصرانی کے میزبان ملک نے انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی اور معا[redacted]خان گجو کی عدالت "پیش کیا۔خان گجو نے نماز جمعہ کے بعد عدالت لگائی اور نصرانی اور چاروں مولویوں اور گاؤں کے لوگوں کے بیانات سننے کے بعد انہوں نے قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کیں اور پھر فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم لوگوں نے نصرانی کو قتل نہیں کیا ہے ورنہ آج مسجد "ان چاروں مولویوں اور دوسرے ملوث لوگوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیتا۔چونکہ ان لوگوں نے دین اسلام کو بدنام کیا ہے۔اس لئے "آج ان چاروں مولویوں کو شہر بدر کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔انہوں نے ان مولویوں کو تنبیہ کر دی کہ دوبارہ کوئی غلطی سرزد ہونے کی صورت "انہیں ملک بدر یا دنیا بدر کرنے کے دونوں فیصلوں " سے ایک فیصلہ ہوگا۔انہوں نے کہا کہ چونکہ نصرانی نے میرے مذہب یا کسی دوسرے مذہب کی توہین نہیں کی ا "پوری قوم اور اپنے مذہب کی طرف سے اس نصرانی سے معافی چاہتا ہوں۔

اس طرح کا دوسرا فیصلہ خان گجو کے بھائی میر داد کے بیٹے پر ایک غریب شخص کے قتل کا دعویٰ کے بارے "تھا۔جس پر مقتول کی بیوی نے اپنا مقدمہ خان گجو کی عدالت "پیش کیا کہ ملزم کی نظر مجھ پر پڑی اور وہ مجھے چاہنے لگا لیکن "نے اُس کو دور رہنے کی التجاء کی کیونکہ "ایک شادی شدہ اور غیرت عورت ہوں۔اس لالچ "اس نے میرے شوہر کو قتل کر دیا۔خان گجو نے مسجد "عدالت لگا

کر اپنے بھتیجے سے جرم کے بارے "پوچھا تو اس نے صاف انکار کر دیا اس پر خان گجو نے قران شریف کی چند آیات تلاوت کیں اور پھر جھوٹ اور سچی گواہی کے بارے اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا اور اس کی ایسی تشریح کی کہ سب مجلس والے رو پڑے۔اس کے بعد خان گجو نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ اگر تو نے جرم کیا ہے تو بہتر ؒ ہے کہ اس کی سزا اس دنیا "پوری کروتا کہ آخرت "اپنے رب کے سا ♦ صاف دامن لیکر حاضر ہوسکو اور اسی دنیا "اس کا کفارہ ادا کرو۔خان گجو کی باتیں سن کر ملزم نے اقبال جرم کرلیا اور ساتھ ہی پوچھنے پر ملزم نے اپنے دیگر دو ساتھیوں کے بارے "بھی بتایا خان گجو نے اس کو گلے لگایا اور کہا کہ آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ان دونوں نوجوانوں کے ؒ کرنے کے بعد جب انہوں نے بھی اپنا جرم قبول کیا۔تو خان گجو نے ان تینوں کو سزائے موت کا حکم سنایا اور کہا کہ تینوں کو رسیوں سے باندھنے کے بعد مقتول کی بیوہ ان کا سر اپنی تلوار سے قلم کریگی۔مقتول کی بیوہ نے تلوار کو ہوا "بلند کیا اور پھر تلوار کو نیچے پھینک کر کہا کہ "نے اپنے شوہر کا خون معاف کیا کیونکہ قصاص کی صورت "ان لوگوں کے بھی بچے یتیم ہو جائیں گے۔خان گجو نے مقتول کی بیوہ کو بلا کر پوچھا کہ آپ نے میری وجہ سے تو یہ لوگ معاف نہیں کیئے اور اگر ایسا ہے تو روز محشر "آپ سے اللہ تعالیٰ کی عدالت "باز پرس کروں گا۔مقتول کی بیوہ نے جواب "کہا کہ خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ آپ کی نظر " سب برابر ہیں اور مجھے یقین تھا کہ آپ ؒ فیصلہ کریں گے۔ "نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان تینوں کو معاف کیا۔خان گجو نے بیوہ کی طرف سے معاف کرنے کے باوجود ان تینوں کی جائیداد بحق ریاست ضبط کرنے کا حکم دے دیا جب کہ خاتون کو دو ارہٹ ز "گزر بسر کے لئے حکومت کی جانب سے دے دی۔

خان گجو نے سارا علاقہ سمہ تا ہشت نگر تا دریائے سندھ،سارا سوات تا توروال اور تیرات تا پنجگوڑہ تا نیاگ،سارا بونیر،چملہ تا تنول،سارا ہشت نگر،سارا دوابہ،سارا باجوڑ،ہندوراج کی چوٹی تا اسمار،ناواگئی،کونڑ اور ساری وادئی پشاور کڑپہ تک،خیبر،ننگرہار،تیراہ،کوہاٹ اور دریائے سندھ کے اس

پار سجندہ تا گھیپ ،سوہانہ، مارگلہ، گھگھڑ اور پکھلی تک تمام علاقے مسخر کئے تھے۔

ملک خان گجو نے ایک طویل عرصہ تقریبا35 سال تک بڑے شان سے حکمرانی کی، البتہ کمی صرف یہ تھی کہ سکہ اس کے نام کا نہ چلتا تھا اور خطبے ""اس کا نام نہ لیا جاتا تھا۔آخری عمر ""مذہب کے ساتھ آپ کی وابستگی بہت زیادہ ہوگئی اور زیادہ تر وقت عبادت اور تبلیغ ""گزارتے تھے۔خان گجو نے اپنی زندگی ""بہت سی تاریخی اور مذہبی کتابیں لکھیں۔دور دراز لوگ آپ سے دعا لینے کے لئے آپ کے دولت خانہ پر تشریف لاتے۔بڑے بڑے علماء مثلاً ہندوستان کے مشہور عالم دین شیخ علائی اور ان کے استاد عبداللہ بھی آپ کے ہاں آکر آپ کے علم سے مستفید ہوئے۔وہ بہت خوبصورت اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔

آخری عمر ""آپ نے□ رہ سے صوابی آکر صوابی کے علاقے چھتہ ""رہائش اختیار کی اور وہیں کچھ عرصہ بعد 1560ء ""تقریبا75 سال کی عمر ""وفات پاگئے۔خان گجو کو صوابی اور ڈاگئی کے☒ن مٹی کے ٹیلے پر جو گجوانو ڈھیرئی کے نام سے مشہور ہے دفن کیا گیا اور قدیم شیر شاہی روڈ پر برلب سڑک واقع ہے اس عظیم ہستی کا قبر نہایت شکستہ حال تھا لیکن مردان کے ایک محقق اور تاریخ دان فرہاد علی خاور کی کوششوں سے وزیر اعلیٰ صوبہ خیبر پختونخواہ امیر حیدر خان ہوتی نے اس کے لئے فنڈ منظور کیا اور خان گجو کے مقبرے اور اس کے ساتھ سڑک کو تعمیر کر دیا

خان گجو کی وفات کے بعد قبیلہ یوسف زئی کے عمائدین متفقہ طور پر علیٰ الترتیب علی اصغر المعروف ♈ی خان، غازی خان، ملک کالو خان اور بہا کو خان کو یکے بعد دیگرے اپنا سربراہ مملکت منتخب کرتے رہے۔

Feb.2020\Pictures\Khan Gaju Mizar Outside.jpg not found.

خان گجو کے مزار کا بیرونی منظرخان

Feb.2020\Pictures\Khan Gaju Mizarjpg not found.

گجو کے مزار کا اندرونی منظر

باب 6

علی اصغرالمعروف ملک♈ی خان

خان گجو کے وفات کے بعد سال ۱۵۶۰ء "یوسف زئیوں نے متفقہ طور پر علی اصغر المعروف♈ی خان کو اپنا سربراہ مقرر کیا۔♈ی خان کے والد کا نام محمد بن جلال خان تھا۔آپ کا تعلق یوسف زئی کے ذیلی شاخ ملی خیل سالا زئی سے تھا۔آپ کا شمار یوسف زئیوں کے قابل ذکر رہنماؤں "ہوتا تھا بہادری "بھی آپ اپنی ✠ل آپ تھے خان گجو کی سربراہی "تمام مہمات "بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور ہر مہم "بہادری کے نئے نقوش رقم کئے تھے۔♈ی خان کی سرداری کا زمانہ وہ تھا جب ہندوستان "شیر شاہ سوری افغان کی رکھی ہوئی بنیاد آخری سانسیں لے رہی تھی اور ہمایون دوبارہ تخت ہندوستان حاصل کرنے کی کوشش کررہا تھا۔یوسف زئیوں کی تاریخ کے اس دور "وہ بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ رہے۔ملک♈ی نے اپنی ☝ جرأت اور قابلیت سے یوسف زئیوں کو نئے انداز سے منظّم کیا وہ ملکی ترقی کی فکر کرنے لگا۔یوسف زئیوں کے علاقوں کو وسعت دی جانے لگی تو بلاکسی قابل ذکر جنگ وجدل کے یوسف زئے اپنے علاقے سے نکل کر دریائے سندھ کے پار چھچھ اور ہزارہ "آباد ہونے لگے۔

اس نے قبیلہ کے فلاح و بہبود کے لئے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے۔آپ نے قلیل وقت "بہت سی اصلاحات کیے آپ نے پختونخواہ کا دارُالخلافہ اباسین پار چھچھ منتقل کیا ملکی سرحدات پر فوجی چھاونیاں تعمیر کرنے کے علاوہ تجارتی ☐یاں اور قلت آب کے پیش نظر جگہ جگہ ذخیرہ ہائے آب کا انتظام کیا اور پانی کے تالاب یا ڈھنڈ تعمیر کرائے۔مثلاً نوگرام کی جانب جنوب♈ی ڈھنڈ اور علاقہ چھچھ "غزُغشتُوں کے قریب♈ی ڈھنڈ اس وقت بھی دکھائی دے رہے ہیں اس کے علاوہ دوسرے بہت سے ڈھنڈ تھے جواب منہدم ہو چکے ہیں۔

Feb.2020\Pictures\Malak Misri Khan.jpg not found.

ملک مصری خان

راستوں اور سڑکوں کا منظّم نظام بھی علاقہ یوسف زئی ""اُس دور ""قائم ہوا۔اس نے سڑکوں کی تعمیر پر خصوصی توجہ دی۔اُس دور کی مشہور ترین سڑکوں ""سے دو سڑکیں اب بھی موجود ہیں جن ""سے ایک مردان سے نکل کر گڑھی کپورہ، یار حسین ، ڈاگئے سے ہوتی ہوئی صوابی جا پہنچتی ہے اور دوسری مردان سے شہباز گڑھی ، اسمٰعیلہ ، ادینہ، کالو خان ،نواں کلی ، مانیری اور ٹوپی سے نکل کر اول الزکر سڑک سے جا ملتی ہے ۔آپ کا دور امن اور خوشحالی کا دور تھا آپ کے دور حکمرانی ""کوئی جنگ نہ ہوئی لیکن عسکری قوت ""زبردست اضافہ کیا۔

یوسف زئیوں کومختلف حلقوں ""تقسیم کیا۔ جسے وہ اپنے اصطلاح ""تپلہ کہتے تھے جواب بگڑ کر تپہ بن چکا ہے جیسے تپہ بائی زئی، تپہ سالار زئی، تپہ رانی زئی، تپہ رزڑ، تپہ امان زئی وغیرہ وغیرہ ۔علاقہ یوسف زئی کی سرحداس وقت جنوب ""دریائے کابل تک تھی دریا کے دوسری طرف خٹک آباد تھے ۔اپنی سرحد کی نشان دہی اور استحکام کے لئے اس نے ٖٖٖٖٖٖٖٖٖٖٖ ی بانڈہ کی بنیاد رکھی اور اسے ایک فوجی چوکی کی حیثیت سے استعمال کیا اس کے علاوہ ہر طرف اپنی سرحدات کی تحفظ کے لئے انہوں نے کئی فوجی چوکیاں قائم کیں۔

ہمایون کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شہزادہ اکبر 1556ء ""بادشاہ ہوا اور اس نے جلال الدین محمد اکبر کے نام سے ہندوستان پر حکومت شروع کی ۔اس نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں ""بھی شادیاں کر کے اپنی حکومت کو مضبوط کرلیا تھا۔شیر شاہ کی وفات کے بعد مغلوں نے ٖٖٖٖٖٖٖٖٖٖٖ ی خان پر ڈورے ڈالنا شروع کئے ۔تا آنکہ تعلقات کو خوشگوار شکل دیکر اسے ایک دعوت ""مدعو کرایا۔لیکن وہاں مغلوں نے وہی حکمت عملی اختیار کی جو یوسف زئیوں کے خلاف ان کا پیش رو اُلغ بیگ افغانستان ""اختیار کر چکا تھا۔فرق صرف اتنا تھا کہ الغ بیگ نے دعوت ""قتل عام کیا تھا تو اس وقت دعوت ""ٖٖٖٖٖٖٖٖٖٖٖ ی خان کو کسی اور طریقے سے ختم کیا گیا اس طرح یوسف زئیوں کا سردار اپنے قبیلے سے جدا ہو گیا۔

ملک ٖٖٖٖٖٖٖٖٖٖٖ ی کے آخری دنوں ""افغانوں ""تحریک روشنائی شروع ہوئی جس نے تمام

Feb.2020\Pictures\Malak Misri Khan Mizar.jpg not found.

مصری خان کا مزار

افغان قبائل کو اپنی لپیٹ "" لے لیا۔ یہ تحریک چونکہ مذہب کے نام پر شروع ہوئی تھی لیکن اصل ""مغلوں کے خلاف تھی۔ اس لئے مذہب کے نام پر اس کی✂ لفت شروع ہوئی جس سے یوسف زئی قبائل آپس "" بٹ گئے اور ان کا اتحاد باقی نہ رہا۔ ملک♈ی خان اس وقت وفات پا چکے تھے لیکن تحریک روشنائی کی وجہ سے چونکہ یوسف زئی قبائل آپس "" بٹ چکے تھے اس لئے ان کا کوئی مشترکہ سربراہ نہ بن سکا اور مذہب کے نام پر یوسف زئی آپس ""لڑنے لگے تھے۔

♈ی خان نے ۱۵۶۵ء ""وفات پائی آپ کا قبر سخاکوت کے قدیمی قبرستان ""اپنی قوم کی بے حسی کے سبب گمنامی کی اندھیروں ""غرق موجود ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ اس شکستہ حال قبر ""پختونخواہ کے ایک عظیم بادشاہ ابدی نیند سو رہا ہے اور آج اس قبر پر دعا کے لیے ہاتھ اُٹھانے والا کوئی نہیں۔

باب 7

تحریک روشنائی

تحریک روشنائی کے قائد بایزید انصاری 1525ء "اسوقت ہندوستان کے شہر جالندھر" پیدا ہوئے جب ظہر الدین بابر افغانستان پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے بعد ہندوستان "اپنی حکومت کی بنیاد مضبوط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

بایزید انصاری جنہیں بازید بھی کہا جاتا ہے، کے والدین کانی گرام (وزیرستان) کے رہنے والے تھے۔ان کے والد کا نام عبداللہ تھا۔وہ نسلا پختون اور قبیلے کے لحاظ سے ارمڑ تھا جو سڑابنی" شامل ہے۔ارمڑ کی ذیلی شاخ انصار کی وجہ سے بایزید کو عام طور پر بایزید انصاری لکھا جاتا ہے۔اس کی والدہ کا نام آمنہ بنت حاجی ابوبکر بھی مذکورہ انصاری خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔

بایزید کے والد عبداللہ گھوڑوں کی خرید وفروخت کے سلسلے "کانی گرام سے ہندوستان چلے گئے تو اس نے جالندھر ہی "سکونت اختیار کی۔بایزید کی پیدائش 1525ء "جالندھر "ہوئی۔اس نے جالندھر "شمسہ نامی عورت سے شادی کی جو پٹھانوں کے لودھی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔اس کے شریک حیات کے بطن سے پانچ بیٹے شیخ عمر،نورالدین، خیرالدین، کمال الدین، اور جلال الدین المعروف جلالہ پیدا ہوئے۔

بایزید کے والد عبداللہ جالندھر "ابرا 2 لودھی کے قاضی تھے۔والد نے بایزید کو حصول علم کی طرف متوجہ کیا جسے اس نے ایک حد تک حاصل بھی کیا۔وہ بچپن ہی سے روحانیت کی طرف مائل تھے۔اس کے والد کی خواہش تھی کہ وہ علوم فقہ وغیرہ "دسترس حاصل کرتے ہوئے اس کے جانشین کی حیثیت سے عہدہ قضاء پر متمکن نظر آئے لیکن بایزید کو اپنے وقت کی اکثر علماء کی روش اور طرز زندگی پسند نہ تھی۔خود چونکہ بچپن سے ہی خداترس اور ہمدرد انسان تھے اس وجہ سے اس طرف متوجہ نہ ہو سکے۔اس

کا باپ چاہتا تھا کہ وہ قاضی بن جائے لیکن وہ ڈرتا تھا کہ دا اس سے ناانصافی ہو جائے یا کسی کی جانبداری کا مرتکب ہو جاؤں اس وجہ سے عہدہ قضا سے فقیری زیادہ پسند تھی۔

جب بابر نے ہندوستان کے پٹھان حکمران ابرا 2 لودھی سے حکومت چھین کر اپنے خاندان کی حکومت قائم کر لی تو افغان سراسیمہ ہو گئے۔ کچھ بہار کی جانب بھاگ گئے اور کچھ واپس اپنے آبائی علاقوں کو چلے گئے۔ اسی طرح بایزید کے خاندان کو بھی حالات یا قومی عصبیت نے مجبور کیا کہ وہ جالندھر سے نقل مکانی کرتے ہوئے واپس کانی گرام کی طرف لوٹ جائیں۔ چنانچہ کانی گرام ہی کے علاقے "بایزید پرورش پاتا رہا اور اس سرز "پر جوانی تک جا پہنچا۔

بایزید ابھی سات سال کا تھا کہ اس کے باپ نے اس کی ماں کو طلاق دیدی چنانچہ ابتدائی تعلیم گھریلو کام کاج کی وجہ سے ناتمام رہ گئی تاہم جب کبھی موقع ملتا تو تھوڑا بہت لعہ کر لیتا۔ اس کی زیادہ تر توجہ صوفیانہ ریاضتوں اور دوسرے مذہبی فرائض کی معلومات حاصل کرنے کی طرف رہی۔

چنانچہ سولہ سال کی عمر "اس کی ملاقات خواجہ اسماعیل سے ہوئی اور اُس کی تعلیمات سے ثر ہو کر اُس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس طرح خواجہ اسماعیل کا مرید بن کر سوکھی روٹی کھانا اور کم سونا شروع کر دیا وہ خواجہ اسماعیل کی صحبت "یادالٰہی "وقت گزارتا رہا اور روحانی ترقی کے مختلف مدارج طے کرتا رہا۔ اس دوران بایزید کو خواب نظر آنے لگے ایک خواب "اُس نے حضرت خضر سے ملاقات کی اور اُس سے آب حیات لے کر پیا اس واقعہ کی یاد اُس کے مرید روزہ رکھ□ تے ہیں۔ اسی دوران بایزید ذکر خفی "منہمک ہو گیا اور ایک عرصہ تک اسم اعظم کا ورد بھی کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اکتالیس سال کی عمر "اسے تبلیغ کرنے کا حکم ملا۔ اس سلسلے "وہ افغانستان سے کانی گرام (وزیرستان) آیا اور وہاں پر اُس نے ایک ز "دوز حجرہ تیار کر کے اپنی بیوی اور چند دوسرے مریدین کے ساتھ چلہ کشی شروع کی۔ پانچ سال کی چلہ کشی کے بعد بایزید نے دوسرے لوگوں کو فت کی دعوت دینا شروع کی۔ اس دعوتی تحریک کو شروع کرتے ہی بایزید لفتوں کا س□

Feb.2020\Pictures\BayazeedAnsari.jpg not found.

بایزید انصاری اور اس کے پیروکار

کرنا پڑا۔

دوسری طرف ظہیر الدین بابر کی وفات کے بعد جب اُمور سلطنت اس کے بیٹے ہمایون کو سونپ دیئے گئے تو شیر شاہ سوری افغان نے ہمایون کو یکے بعد دیگرے شکست دیکر ہندوستان سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا اور اس طرح ہندستان "ایک دفعہ پھر اقتدار پٹھانوں کے ہاتھ آیا۔شیر شاہ سوری افغان نے پانچ سال تک پوری قابلیت اور عدل وانصاف سے نظام حکومت کو چلایا۔اس کی اولاد " چونکہ وہ اہلیت نہیں تھی جو شیر شاہ سوری "تھی اس لئے ﷲﷲ حکمرانوں نے دوبارہ ہندوستان کا تحت و تاج ان سے چھین لیا۔اور ہمایون دوبارہ ہندوستان پر حکومت کرنے لگا۔

ہمایون کی وفات پر عنان سلطنت شہزادہ اکبر کے ہاتھ آئی اور اس نے جلال الدین محمد اکبر کے نام سے ہندوستان پر حکومت شروع کی۔اُسے بہترین ساتھی اور کارکن مل گئے۔ ہندوؤں کے ساتھ بھی اس کے تعلقات صرف خوشگوار ہی نہیں بلکہ ان "شادیاں کرنے کی وجہ سے بہت ہی قریبی اور گہرے تھے جس کی وجہ سے اس کی حکومت بہت مستحکم ہوگئی اور اس نے ملک کی ترقی کے لئے اقدامات شروع کیئے۔

اسی دوران بایزید دین کی تبلیغ "مشغول ہو گیا تھا۔بایزید کے نزدیک اللہ کی حقانیت کا ماننا فرض عین ہے۔اسی ♍فت کے بغیر اطاعت،عبادات،خیرات اور عمل صالح خُدا کی نظر "غیر مقبول ہیں ۔♍فت پیر کامل کے توسط سے ہی حاصل ہوسکتی ہے اس کے نزدیک پیر کامل صرف وہ شخص ہے جو صاحب شریعت، صاحب طریقت، صاحب ♍فت، صاحب قربت، صاحب وصلت، صاحب وحدت اور صاحب سکونت ہو۔

بایزید سال "ایک بار چلہ کشی ذکر خفی مراقبے اور اس طرح کی دوسری ریاضتوں پر زور دیا کرتا تھا۔بایزید نے کئی کتابیں تصنیف کیں ان کتابوں "خیر البیان۔مقصود المومنین۔صراط توحید اور حالنامہ بہت مشہور ہوئیں۔بایزید نے اپنی تعلیمات کا خلاصہ صراط توحید "لکھا ہے۔آغاز "اُس

نے سرداروں اورامیروں کو تین نصیحتیں کی ہیں۔
پہلی نصیحت عقل کی فضیلت اور خالق کائنات کی قدرت پر غور فکر کرنے اور معرفت کے حصول "کوشاں ہونے کے بارے" ہے
دوسری نصیحت "باطن کے حصول ضرورت شیخ، شریعت کے اوامر اور نواہی اور تقویٰ خوف ورجا سے بہرہ ور ہونے پر زور دیا گیا ہے۔
تیسری نصیحت "صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے لئے تزکیہ نفس کو ضروری قرار دیا گیا ہے
بایزید نے ہر مرید کے لئے حسب ذیل مراتب طے کرنے ضروری قرار دیئے ۔
پہلا شریعت :۔ شریعت کے اوامر اور نواہی کی پوری پوری تقلید اور قرآنی احکام اور سنت کی پیروی۔
دوسرا طریقت :۔ شرعی عبادات کے ساتھ ساتھ دوسری عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینا کیونکہ شریعت اور طریقت ایک دوسرے سے لازم وملزوم ہیں۔
سوئم حقیقت :۔ ایک لمحے کے لئے بھی ذکر خفی، طہارت قلب اور یاد خدا سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔
چہارم معرفت :۔ جس کی بنیاد قوت عقل اور مشاہدے پر قائم ہے۔
پنجم قربت :۔ جو بلند مراتب طے کرنے اور نفس پر قابو پالینے کا نام ہے۔
ششم وصلت :۔ انسان اپنی ہستی کو بھلا کر اپنے اندر صفات الہیٰہ پیدا کرے۔
ہفتم وحدت :۔ توحید "خود کو فنا کر کے ذات حق کو دل "بسالیا جائے۔
ہشتم سکونت :۔ تحقیق کی آخری منزل ہے۔
بایزید کی مریدوں نے اس کی تعلیمات کو ایک تحریک کی شکل دے دی اور اس تحریک کو انہوں نے تحریک روشنائی کا نام دے دیا اور وہ بایزید کو پیر روشن کے نام سے پکارنے لگے۔ بعض لوگوں کا خیال

ہے کہ اس تحریک کا مقصد افغانوں کی ایک داخلی اور خود مختار حکومت قائم کرنا تھی لیکن خود بایزید کی تحریروں سے علم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد پٹھانوں " تزکیہ نفس، حسن اخلاق، بلند سیرت کردار تفکر اور عقل حصول علم کے جذبات اُبھارنا تھا۔

ابتدا " اس تحریک کا مرکز کانی گرام (وزیرستان) کا علاقہ تھا۔ یہاں اس کے مریدوں " ملا ارزانی، ملا عمر، ملا علی محمد، ملا پائندہ، ملا دولت خان اور ملا مہمند زئی خصوصا قابل ذکر ہیں۔ بعد " یہ تحریک دوسرے علاقوں تک ❼ گئی

بایزید نے اپنے کردار، تعلیم اور زہد وتقویٰ سے عوام " بڑی ہر دل عزیزی حاصل کی جس کی وجہ سے اس کے مریدوں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی۔ بایزید کو اپنے معتمدین " سے بڑے سمجھدار ساتھی مل گئے جن کو وہ خلیفہ بنا کر تبلیغ کے لئے مختلف ◘ مات بھیجتا اور وہ وہاں اپنے عقائد کی نشر و تبلیغ " دن رات ♈ وف رہتے۔ جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ مہمند، آفریدی، خلیل، بنگش اور یوسف زئی سمیت سب ہی اس کے زیر اثر آنے لگے اور اس تحریک نے وہ ہر دل عزیزی حاصل کر لی کہ سب پٹھان اسلام کے نام سے قومی جذبہ سے سرشار ہو کر ایک مرکز اور ایک امیر کی اطاعت پر کمر بستہ دکھائی دیئے۔ تحریک روشنائی پٹھانوں کی وہ پہلی اجتماعی تحریک تھی جس " بلا لحاظ قبیلہ و خاندان پٹھانوں نے پٹھان کی حیثیت سے شمولیت کی تھی اور یہ اس تحریک ہی کا کردار تھا کہ پٹھانوں نے سالہا سال تک ںںں لشکر کو ♈ وف پیکار رکھا۔ اور کسی وقت طوق غلامی کو اپنے گلے " ڈالنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

بایزید کی تحریک ایک خالص مذہبی تحریک تھی لیکن چونکہ اس تحریک " تمام قبیلوں کے پٹھان جوق در جوق شامل ہو گئے تھے۔ اس لئے ںںں حکومت کو اس تحریک کی وجہ سے اپنا اقتدار خطرے " نظر آیا۔ اس وجہ سے ںںں حکومت اس تحریک کے خلاف ⌂ ان " آئی لیکن چونکہ یہ ایک مذہبی تحریک تھی اس لئے مذہب کے نام پر اس کی ✂ لفت شروع کی گئی ںںں حکومت نے پہلے پہل اس تحریک کو کچلنے کے لئے ◘ می علماء سے کام لیا۔ جن " سید علی ترمذی المعروف پیر بابا اور اس کے شاگرد اخون درویزہ

صاحب قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے مذہب کے نام پر اس کی مخالفت کی۔ جس کی وجہ اس تحریک کو سخت دھکے لگ گئے۔ لیکن لوگوں کے دلوں ""مغلوں کے خلاف جو جذبہ پیدا ہوا تھا وہ کم نہیں کیا جا سکا اور اس طرح یہ تحریک باقاعدہ حکومت مخالف تحریک بن گئی۔ جس کی وجہ سے لشکر نے ان پر یلغاریں شروع کیں اور اس تحریک ""شامل لوگوں کو جگہ جگہ قتل کرنا شروع کیا۔

افغانستان کے حکمران تخت و تاج کے حصول کے لئے کوشش "" تھے اور ان کے اقتدار کے راستے ""بایزید کی تحریک روشنائی بڑی رکاوٹ تھی۔ بایزید کے مریدین تقریباً تمام قبائلی علاقہ پر اپنا اثر جما چکے تھے۔ ان حالات ""مغلوں نے اس مذہبی تحریک کو مذہب ہی کے نام سے روکنے کا حربہ استعمال کیا۔ چنانچہ چند قائدین یا علماء کی قیادت ""اس تحریک کو کفر والحاد کا جامہ پہنایا گیا ان علماء ""سید علی ترمذی المعروف پیر بابا اور اس کا مرید اخون درویزہ قابل ذکر ہیں جن کے مختصر حالات یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

سید علی ترمذی المعروف پیر بابا

حضرت سید علی کا تعلق ترمذ کے خاندان سادات سے تھا اور ان کا وطن قندوز تھا والد کا نام سید قمر علی تھا۔ سید قمر علی کی شادی ظہیرالدین محمد بابر کی بیٹی سے ہوئی تھی اسی وجہ سے سید قمر علی کو دربار مغلیہ ""عزت و وقعت حاصل تھی اور اس کو ہمایون کے دربار شاہی ""امیر نظر بہادرؒ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اسی طرح سید علی ترمذی المعروف پیر بابا ظہیرالدین بابر کے نواسے اور ہمایون کے بھانجے تھے سید قمر علی کی پیدائش ۹۰۸ھ اور وفات ۹۹۱ھ ہے۔

پیر بابا بایزید کے جوانی کے دوران ہی ظاہر ہوئے۔ ہمایوں کی ہندوستان سے فرار ہوتے وقت حضرت سید علی کے والد سید قمر علی ہمایون کے ہمرکاب تھے لیکن سید علی نے ہندوستان ""مقیم رہ کر حصول تعلیم دین او□ زل روحانیت طے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے بعد آپ نے خیبر پختون خواہ کا رخ کیا۔ پشاور ""تعلیم کو فروغ دینے کی کوشش کی اور ہر علاقے ""جا کر لوگوں کو جمع

کرتے اور اُن کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ یہاں پر پیر بابا کی معیت "بہت اچھے عالم دین شامل ہوگئے۔ جن "ایک اخون درویزہ صاحب بھی تھے جو پیر بابا کے رازدار بن گئے پیر بابا پشاور سے ہوتے ہوئے پہلے علاقہ دوابہ اور پھر علاقہ یوسف زئی کی طرف روانہ ہو کر سودھم "جا مقیم ہوئے۔ وہاں ایک سالہ قیام کے دوران ملک دولت خان ملی زئی کی ہمشیرہ بی بی مریم سے شادی کی۔ علاقہ یوسف زئی سے ہوتے ہوئے بالآخر پاچا (بونیر) "مستقلا قیام پذیر ہوئے اور اپنی علم وفضل اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے باشندگان وطن آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے اور بالآخر پیر بابا کی ☒ بی کی وجہ سے علاقہ یوسف زئی سے تحریک روشنائی کا بڑی حد تک اثر ورسوخ جاتا رہا اور جو بایزید پیر روشن کہلاتا تھا اُسے پیر تاریک پکارا جانے لگا۔

پیر بابا کی خاتون مریم بی بی کے بطن سے دو بیٹے سید حبیب اللہ اور سید مصطفٰی پیدا ہوئے۔ سید حبیب پیر بابا کے ساتھ ↗ب کی طرف مدفون ہے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ سید مصطفٰی کونڑ افغانستان "مدفون ہے ۱۵۹۳ء "پیر بابا کی وفات کے بعد سید مصطفٰی کی اولاد کو روحانی اور سیاسی اقتدار حاصل رہا اور سوات کے دور جدید "انہی کی اولاد "سے سید اکبر اور سید عبدالجبار کو سوات کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا۔

حضرت سید علی ترمذی (پیر بابا) اور اس کا مرید اخون درویزہ صاحب بایزید کی لفین " نمایاں طور پر پیش پیش تھے اس طرح گویا ایک علاقہ یا قوم "دو سجادہ نشین دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں عوام کو اپنے اپنے مخصوص طریقے سے اسلام کی تعلیم پیش کر رہے تھے لیکن اس کے باوجود دونوں "اتفاق نہ ہو سکا اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ پیر بابا مغلوں کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے ان کا ہمدرد تھا جبکہ بایزید جدا راستہ اختیار کئے ہوئے تھا۔ اس کی تحریک اب مذہبی ہونے کے ساتھ ساتھ مغلوں کی سخت لف ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ پٹھانوں کی اپنی حکومت قائم کرنے کے حق "تھے۔ دونوں علماء دین "کئی ☐ ظرے بھی ہوئے لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور دونوں اپنی اپنی بات پر ڈٹے رہے

Feb.2020\Pictures\Peer Baba Mizarjpg not found.

پیربابا کامزرا(بونیر)

اخون درویزہ بابا

اخون درویزہ نسلاً ترک تھے۔آپ کی پیدائش ۱۵۳۳ء ”ہوئی آپ کا مکمل شجرہ نسب یہ ہے اخون درویزہ بن گدائی بن سعدی بن درغان بن متہ بن جیون بن جنتی۔آپ کے پردادا درغان بن متہ ننگرہار ”پاپنی کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔جہاں ان کا بیٹا سعدی جوان ہوا۔۱۴۷۵ء ”جب یوسف زئی کابل کے بادشاہ مرزا اُلغ بیگ کے ہاتھوں پریشان ہوئے اور پشاور کی طرف ہجرت کرتے ہوئے ننگرہار آئے تو اخون درویزہ کا دادا سعدی بھی ان کے ساتھ شامل ہوکر خیبر کے راستے پشاور آیا اس سفر ”سعدی کے ساتھ پاپنی کے کئی اور لوگ بھی شامل ہوکر پشاور آئے جو یوسف زئیوں کی ہر تکلیف وراحت ”ان کے ساتھ رہے۔جب سوات بونیر فتح ہوئے تو شیخ ملی نے اراضیات کے تقسیم کے موقعہ پر سعدی کو بھی ان کے خدمات کے سلسلے ”انعام کے طور پر تیس آدمیوں کا حصہ دیااور یہ حصہ ان کو قبیلہ ملی زئی کے ذیلی شاخ □ی زئی کے ساتھ دیا گیا۔

پاپنی غیر افغان اور سعدی کے تعلق دار تھے اور موضع پاپنی علاقہ ننگرہار ”سکونت کی نسبت سے پاپنی مشہور ہوئے۔سعدی نے اپنے بیٹے گدائی کی شادی پاپنی خاندان ”کرائی تھی۔گدائی کے ہاں ۱۵۳۳ء ”ایک بیٹا پیدا ہوا جو اخون درویزہ کے نام سے مشہور ہوا۔

اخون درویزہ سید علی ترمذی پیر بابا کے متعمدین ”شامل تھے اور تحریک روشنائی کی لفت اخون درویزہ نے اپنے مرشد سید علی پیر بابا کے ایماء پر کی اور پھر اس تحریک کی لفت ”اپنے مرشد سے بھی دوقدم آگے بڑھ گئے یعنی شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار ہوئے۔اخون درویزہ صاحب نے اپنی تصانیف ”اپنے مخصوص عقائد سے ہر اختلاف کرنے والے کا نہایت حقارت سے ذکر کیا ہے ایسے افراد کو کافر، لعین اور اس قسم کے دوسرے ناموں سے یاد کیا ہے۔وہ اپنے مخصوص ہم خیالوں کے سوا کسی کو کافر سے کم خیال ہی نہ کرتا تھا۔جس کی وجہ سے یوسف زئیوں کے علاقے ”اس کی شدید لفت ہوئی اور پھر سید علی ترمذی کی وفات کے بعد اس شدید لفت کی وجہ سے علاقہ یوسف زئی کو چھوڑ کر

Feb.2020\Pictures\Akhun Drweza Baba Mizarjpg not found.

اخون درویزہ بابا کا مزار (پشاور)

Feb.2020\Pictures\Akhun Drweza Baba Mizar outside.jpg not found.

اخون درویزہ بابا کے مزار کا بیرونی منظر

پشاور "مقیم ہونے پر مجبور ہوئے۔ جہاں اس نے ۱۶۹۸ء "۱۰۸سال کی عمر "فرشتہ اجل کو لبیک کہا اور وہیں دفن ہوا اس کا مزار پشاور کے ہزار خونی قبرستان "واقع ہے اور لوگ آج بھی اس کو بڑی عزت واحترام سے دیکھتے ہیں۔

اخون درویزہ نے پشتو زبان کی بہت خدمت کی اور حقیقت یہ ہے کہ اخون درویزہ اور بایزید کی لفت نے ہی پشتو کو ترقی کی طرف گامزن کیا۔ اخون درویزہ نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن "دو کتابیں ن الاسلام" اور " تذکرہ الابرار واشرار" زیادہ مشہور ہوئے۔ چنانچہ اخون درویزہ ن الاسلام" نامی کتاب "بایزید کے متعلق لکھتے ہیں" کہ ہمارے زمانے "یوسف زئی افغانوں "ایک زندیق پیدا ہوا تھا، وہ کبھی اپنے آپ کو خدا کہتا اور کبھی پیغمبر۔ اس کا نام بایزید اور لقب پیر روشن تھا اور "نے اُس کے لقب کو پیر تاریک کیا یقین کریں اگر "اس دوران نہ ہوتا تو یوسف زئی افغانوں "کوئی مسلمان نہ ہوتا۔

اخون درویزہ بابا اپنی تصنیف "بایزید کی کتاب خیرالبیان کے متعلق لکھتا ہے کہ بایزید کی کے کتاب کے تمام کلمات آپس "متضاد ہیں۔ علماء اس سے نفرت کرتے ہیں بایزید نے کتاب کا نام خیرلبیان رکھا ہے جو کہ کفر و بے دینی، خود ساختہ جھوٹ اور فساد سے بھرا ہوا ہے۔ اس لئے "نے اس کتاب کا نام شرالبیان رکھا ہے بلکہ اگر خرالبیان کہا جائے تو بھی □ سب ہوگا۔

سید علی ترمذی اور اخون درویزہ اور دوسرے علماء وقت کی لفت کی وجہ سے بایزید کی شخصیت ہمیشہ متنازعہ رہی۔ اس کے مریدوں کے نزدیک وہ ولی کامل اور لفین کے نزدیک کافر مطلق تھے۔ اُس دور کی ایک کتاب حال نامے سے پتا چلتا ہے کہ اُس دور "بایزید کے لفین اس پر درج ذیل اعتراضات کرتے تھے

اول۔ بایزید نے علم حاصل نہیں کیا نہ اس کا کوئی پیر و مرشد تھا اور وہ غیر شرعی کلمات کہتا تھا۔

دوئم۔ وہ خود کو ہادی اور رہنما کہتا تھا۔

سوئم۔ وہ اپنے اوپر الہام ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔

چہارم۔ اُس کے نزدیک دیگر مخلوق□فق ہے۔

پنجم۔وہ اپنے والدین اور عزیزوں کی عزت نہیں کرتا تھا۔

دوسری طرف بایزید خود اور اپنے خلفاء کے ذریعے اپنے مسلک کی تبلیغ "برابر مشغول رہتا تھا اور اس کے مریدوں کی تعداد "دن بہ دن اضافہ ہوتا تھا۔ چنانچہ افغانستان "بعض لفین نے اس کی شکایت کابل کے گورنر ہمایون کے بیٹے مرزا عبدالحکیم کو کی۔ جس نے بایزید کو دربار " کیا اور وہاں پر مرزا عبدالحکیم نے علماء کے ساتھ اس کا□ظرہ کیا لیکن علماء بایزید کے دلائل کے آگے لاچار ہوگئے۔اس کے بعد قاضی صاحب نے اس سے وحی اور الہام کے بارے "چند سوالات کئے بایزید کے جوابات سے قاضی صاحب اور اس کے ساتھی علماء اور سب دربار کی تسلی ہوگئی اور بایزید کو باعزت طور پر دربار سے رُ کر دیا گیا۔

مختصر یہ ہے کہ ابتداء "ان دونوں سجادہ نشینوں "بحث حثہ اور سوال و جواب ہوتے رہے لیکن بایزید کے سا◆ دلائل "ٹھہرنا مشکل تھا۔ان حالات "جب زبانی جنگ سے کام نہ نکل سکا تو پھر طرفین نے دست ہائے شمشیر کو اپنی گرفت "لے لیا اور اسلام ہی کے نام سے طرفین قتل ہوتے رہے۔

بایزید نے علاقہ ننگرہار "موضع راجبور کا رُخ کرتے ہوئے وہاں کے باشندوں کو اپنے حلقہ مریدین "شامل کرلیا اور اس طرح ننگرہار کا تمام علاقہ ان کا گردیدہ نظر آنے لگا۔ پھر وہاں سے نکل کر ہشت نگر پہنچے اور کچھ عرصہ وف عمل رہنے کے بعد آفریدیوں کی طرف رُخ پھیرا۔ آفریدیوں کی طرف جاتے ہوئے یوسف زئیوں کی ایک خاص جماعت بھی ہمرکاب تھی۔آفریدیوں کے علاقے تیراہ "می علماء اور سرکاری کارندوں سے کشمکش کے بعد تیراہ کے علاقے "تحریک

روشنائی کا پرچم لہرا دیا اس دوران بایزید کی مغلوں سے کئی ♍ کے ہوئے جن " ♍ کہ چورہ علاقہ تیراہ اور ♍ کہ بارو علاقہ ننگرہار زیادہ مشہور ہوئے۔

♍ کہ چورہ (تیراہ):

بایزید چونکہ مسلسل اپنے مسلک کی تبلیغ "مشغول رہتا اس کے علاوہ اس نے اپنے معتمدین "سے خلفاء مقرر کئے تھے جو مختلف علاقوں "اپنے عقائد کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کرتے تھے جس کی وجہ سے اس تحریک کو رفتہ رفتہ یوسف زئی، محمد زئی، آفریدی، اورکزئی، بنگش، خلیل، مہمند، شینواری اور داؤد زئی مختصر یہ کہ تمام افغان قبائل "ہر دل عزیزی حاصل ہوئی اور اس نے اتنی طاقت اور قوت حاصل کر لی کہ ہر طرف اس کے منظّم لشکر دکھائی دینے لگے اور وہ مرنے مارنے پر ہر وقت ہمہ تن تیار نظر آنے لگے۔

دوسری طرف ۔۔۔ حکمران بایزید کی اس طاقت سے خوفزدہ نظر آئے اور ۔۔۔ حکمران نے کابل کے گورنر کو ان کے خلاف اقدام کرنے کی ہدایت کی۔ حکم ملتے ہی کابل کے گورنر نے محسن خان صوبیدار کی سرکردگی "ایک لشکر تحریک روشنائی والوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ محسن خان لشکر لیکر تیراہ کے علاقے چورہ پہنچا جہاں پر اس کے مخبروں نے اُسے اطلاع دی کہ اس کے بلے "بایزید بھی ایک لشکر لے کر آ رہا ہے۔ چنانچہ وہ چورہ کے م پر خیمہ زن ہو گیا اور بایزید کے لشکر کے آنے کا انتظار کرنے لگا بایزید بھی اپنے معتقدین کا ایک لشکر لے کر چورہ پہنچا اور ۔۔۔ لشکر سے کچھ فاصلے پر خیمہ زن ہو گیا۔ رات کو دونوں لشکروں "اکا دُکا جھڑپیں ہوئی لیکن دونوں لشکروں نے بڑی جنگ سے اعراض کیا۔

آغاز کار: گلی صبح جب سورج نئی صبح کی تخلیق کے لئے طلوع ہو رہا تھا رات کی اندھیری صبح کے اُجالوں کے پیچھے ◷ رہی تھی کارگاہ زیست کی ہنگامہ آرائی شروع ہونے کو تھی اور طلوع سحر کے حسین نظارے تیرگی کے طوفان کو دھکیلتے جا رہے تھے۔ دونوں لشکروں "جنگ کے طبل بج گئے دونوں نے

اپنی اپنی صفیں درست کیں اور خونخواری کے ساتھ ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے اور بڑے خوفناک انداز "ایک دوسرے سے ٹھکرائے۔

محسن خان اپنے لشکر کے ساتھ بایزید کے لشکر پر تاروں کے کفن پہنتی شام "آتی جاتی رتوں کی لکیروں کی طرح بحر کی سطح تک کو لرزاں کر دینے والی وحشتوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ اپنے زوردار حملوں کی وجہ سے جلد ہی بایزید کے لشکر کو تتر بتر کر دیگا۔لیکن یہ سب کچھ اسکی خیام خیالی ثابت ہوئی۔ کیونکہ بایزید نے پہلے ایک منجھے ہوئے سالار کی طرح اپنے آپ کو دفاع تک محدود کیا اور پھر کچھ دیر بعد جب اس نے محسوس کیا کہ ؁لشکر اپنا پورا زور لگا چکا ہے تو اس نے زوردار طریقے سے بلند آواز "تکبیر کا نعرہ لگایا جواب "تمام لشکریوں نے بھی تکبیریں بلند کیں اور اس کے ساتھ ہی وہ دفاع سے نکل کر جارحیت پر اُتر آئے۔ بایزید کے زیر کمان لڑنے والا ہر لشکری نے نظروں کے تیروں ، بھوک کی لپک نو ☐ ہ اُمنگ اور شہر کے طوفان کی قاتل صداؤں کی طرح ؁لشکر پر جوابی حملے شروع کیئے۔

بازید نے حملہ آور ہوتے ہی کتاب تہذیب پر قدیم جراحتوں سے نئے حروف نقش کرنا شروع کر دئے تھے اس نے تاریخ کی ہر گھڑی کو خون نشان اور وقت کے ہر لمحے کو لہولہو کر کے رکھ دیا تھا۔ اس نے رزم گاہ کی وسعتوں اور دشمن کی خوہشوں کی امریت کو اپنے حلقہ اثر "رکھ کر رقابتوں کی چتا "بھسم کرنا شروع کر دیا تھا۔

محسن خان نے اپنے لشکر کو سنبھالا دینے کی پوری کوشش کی۔لیکن چند ہی لمحوں کے اندر بایزید نے محسن خان کی لشکر کو زنگ الودہ تصورات اور خشک پتون کی بے ربط اُڑان کی طرح بکھیر اور منتشر کر کے اُس کی اگلی صفوں کو اُلٹ دیا تھا اور اب جنگ اس کے لشکر کی ☒ نی صفوں "ہونے لگا تھا بلکہ ایک قسم کا ؁لشکر کا قتل عام ہو رہا تھا

محسن خانے جب اندازہ لگایا کہ اگر جنگ اسی طرح جاری رہی تو کچھ دیر بعد اس کے لشکر

کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا اس لئے وہ شکست قبول کرتے ہوئے اپنے حفاظتی دستے کے ساتھ میدان چھوڑ کر بھاگا۔ اس کے میدان چھوڑتے ہی اس کے لشکر میں افراتفری مچ گئی اور وہ بھی اپنے سالار کی طرح شکست قبول کرتے ہوئے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

بایزید نے لشکر کا ایک دستہ میدان جنگ میں چھوڑا تاکہ مغل لشکر کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹے اور باقی لشکر کو لیکر وہ مغل لشکر کی تعاقب میں نکلا اور کئی میل تک ان کا تقاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کرتا رہا اور ان کی تعداد کو مزید کم کرتا رہا۔ جب ان کی تعداد کم ہوکر بے ضرر ہوگئی تو بایزید نے تعاقب ختم کر دیا اور واپس اس جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی۔ مغل لشکر کی پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹا اور اپنے علاقے کی طرف چلے گئے اور اس طرح تیراہ کا علاقہ اپنے مخالفین سے خالی کر دیا۔

معرکہ بارو (ننگرہار)

مغل لشکر کو تیراہ کے مقام پر شکست دینے کے بعد تحریک روشنائی والوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور وہ وقتاً فوقتاً مغلوں سے حملے کرتے رہے اور کسی بھی وقت کابل کے حکمرانوں کو اس نے اطمینان سے نہ بیٹھنے دیا۔ تحریک روشنائی کے مجاہدین اب علاقہ تیراہ سے نکل کر دوسرے علاقوں میں پھیل گئے تھے اور وہ اپنے مسلک کی تبلغ بزور شمشیر کرنے لگے تھے مخالفت کو برداشت نہیں کیا کرتے تھے اور ہر وقت مخالفین سے لڑنے مرنے پر تیار ہوتے تھے۔

دوسری طرف کابل کے حکمران اس تحریک کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔ چونکہ یہ تحریک اب تیراہ کے علاقے سے نکل کر افغانستان کے صوبے ننگرہار میں پھیل رہی تھی اور افغانوں کے تمام قبیلے اس کی طرف مائل ہوچکے تھے اس لئے یہ تحریک مغلوں کی حکمرانی کے لئے ایک زبردست چیلنج کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔ اس لئے کابل کے حکمران نے اس تحریک کی بیخ کنی کرنے اور اسے افغانستان کے دوسرے علاقوں تک پھیلنے سے روکنے کے لئے اس کے خلاف لشکر کشی کرنے اور اس کے ماننے

والوں کو تتر بتر کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے ایک بڑا لشکر محسن حان کی قیادت "ننگر ہار کی طرف روانہ کیا۔ محسن خان اپنے لشکر کو لے کر بڑی تیزی کے ساتھ کابل سے ننگر ہار کی طرف بڑھا تاکہ تحریک روشنائی والوں پر اچانک حملہ کر کے انہیں تتر بتر کرسکیں لیکن دوسری طرف بایزید کے ساتھ لوگوں کی محبت تھی اور لوگ ان کو لشکر کی نقل وحمل کی برابر اطلاعات پہنچاتے رہے لہذا لشکر کے پہنچنے سے پہلے وہ اپنے مریدوں کے لشکر کو لے کر ننگر ہار سے باہر بارو کے ○م پر خیمہ زن ہوگیا

اس دفعہ بایزید کے ساتھ ننگر ہار اور اس کے گردونواح کے مرید تھے اور لشکر کی تیز رفتاری سے ننگر ہار پہنچنے کی وجہ سے اُسے تیراہ کے علاقے سے بروقت کمک نہ مل سکی اس کے برخلاف جرنیل محسن خان پہلے کی نسبت ایک بڑا لشکر لے کر اس کے ○ بلے کے لئے آیا تھا۔ دونوں لشکراوں کا آ□ سا□ ننگر ہار سے باہر بارو کے قریب ایک کھلے□ ان "ہوا۔ دونوں لشکر بڑی خونخواری کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئیں۔

بایزید کے مرید چونکہ تعداد "کم تھے اس لئے وہ پہلے جوش وخروش سے حملہ کر کے اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اُنہوں نے ایسی جانثاری اور خلوص سے حملہ کیا تھا کہ لگتا تھا اُن کے جسم آگ کے ہوں اور جس طرف کا وہ رُخ کرتے تھے، دشمن کے پندار ہوس کو آگ لگاتے جارہے تھے۔ اُنہوں نے سلگتی انتہائے زندگی، اُجالوں کے فروغ، رت جگی لہروں اور سب کچھ فنا کر دینے والے عزم کے ساتھ حملہ آور ہو کر دشمن کے جمود "احساس کے کانٹے چبھودئے تھے

چنگاڑتے غُراتے نیلے سمندروں کی طرح حملہ آور ہو کر دشمن کی رگ رگ "آگ، انس انس "موت اور عرق عرق "انجانی وحشت طاری کرنی شروع کی تھی اور اس طرح رزم گاہ کے ذرے ذرے "ایک آگ سی بھر دی تھی اور دشمن کو پاتال "دفن کر دینے کی سوگند کھاتے ہوئے وہ ننگر ہار کی سرز "کے جنگی اتہاس کی آخری حدود کی طرف گامزن ہو گئے تھے

دوسری طرف جرنیل محسن خان اپنے لشکر کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے کافی مطمئن تھا اُس نے پہلے اپنے آپ کو دفاع تک محدود کیا اور لفین کو اپنے لشکر "نہ گھسنے دیا اور جب اُس نے اندازہ لگایا کہ بایزید کے مرید اپنا تمام زور صرف کر چکے ہیں تو اس نے سرخ جھنڈا فضا "بلند کر کے اپنے لشکر کو ایک مخصوص اشارہ کیا۔ جس کے ساتھ اس کے لشکریوں نے دفاع کو ترک کر کے جارحیت کا جامہ اُوڑھ لیا اور وہ بایزید کے لشکر پر شب کے دامن "منہ چھپاتی بربادیوں "بے نام خوف کی لرزش طاری کرتے خونی فتوں کے سندیس، مجبوث اور حیران کن لمحوں "بربادی کی کتھا سناتے صدیوں کے ہولناک کرب اور بے قراقری "کسمساتی ذلتوں کی سرگزشت کو طول دیتے دربدری کی متلاشی بغاوتوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے

محسن خان کے حملوں "حرب وضرب کے اندوہناک خونی ہنگاموں جیسا زور تھا۔ رگ و پے "سنسنی پھیلائے تہذیب کے جنوں جیسی بے خوفی اور ولولوں کی ہلاکت خیزی اور بارش کے رم اور باد و باراں کے مہیب طوفانوں جیسا ایک انوکھا تسلسل تھا۔

بایزید کے مریدوں کی حالت جو تھوڑی دیر پہلے آسودگی اور ولولہ انگیزی، خوابوں "گنگناتی اساطیری ارادوں، سپنوں کے سایوں "وقار اور شجاعت کی انوکھی روشنی جیسی تھی وہاں اب جرنیل محسن خان کے حملوں کے بعد اس کے مریدوں کی حالت رات کی گود "سماتی اور اندھیروں سے خوف کھاتی راہوں، اپنی نارسائی پر تلملاتے اور آگ "گھلتے دھوئیں اور سراب وہموں رشک وحسد وکینہ و بغض اور کدورت کے کڑوے پن سے بھی زیادہ بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی

جرنیل محسن خان نے اپنے زوردار حملوں کی وجہ سے بایزید کے لشکر کو بے بس کر کے رکھ دیا تھا بلکہ ایک طرح سے اس کے لشکر کا قتل عام شروع کیا تھا۔ جب بایزید کے مریدوں نے اندازہ لگایا کہ اگر جنگ اس طرح جاری رہی تو وہ سارے قتل ہو جائیں گے لہٰذا انہوں نے کمال دانشمندی سے کام لیتے ہوئے بایزید کو ان جنگ سے نکالنے کا فیصلہ کیا اور لشکر کے ایک دستے کو بایزید کی حفاظت

کرنے پر لگا دیا جبکہ باقی لشکر کو لشکر کے حملوں کو روکنے اور دفاع کرنے پر لگا دیا چونکہ بایزید کے لشکر کے شکست کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے اس لئے بایزید کی حفا دستے نے بمشکل بایزید کو ان جنگ سے نکالا اور اُس کو خیبر کے راستے علاقہ یوسف زئی کو بھگا لائے جبکہ باقی لشکر نے کچھ دیر تک مزاحمت کی اور پھر وہ بھی ان چھوڑ تتر بتر ہو گئے۔

کے لشکر نے کئی میل تک ان کا تعاقب کیا اور ان کا قتل عام کرتے رہے جب ان کی تعداد کم ہو کر بے ضرر رہ گئی تو لشکر نے تعاقب ختم کیا اور اس طرح لشکر نے افغانستان کے علاقے ننگرہار سے تحریک روشنائی کے لوگوں کا خاتمہ کر دیا۔

اس شکست سے بایزید کو بہت رنج ہوا اگرچہ اُس کے مرید اُسے ان جنگ سے بحفاظت نکال کر علاقہ یوسف زئی کی طرف لے گئے لیکن راستے "سفر کے مصائب کی تاب نہ لا کر بیمار ہو گئے اور کچھ ہی دنوں بعد موضع کلپانی علاقہ یوسف زئی " ۱۵۷۸ء کے لگ بھگ اس دنیا سے ر ہو گئے۔

بایزید سے عوام کی عقیدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کے بیٹے اس کی لاش کو تابوت "ساتھ لئے پھرتے رہے گویا اس کا مقدس مزار مقتدین کے کندھوں پر سوار رہا۔ بالآخر عہد اکبری "یہ تابوت لفین کے ہاتھ لگا تو اخون درویزہ کے حکم سے لاش کو جلا کر اس کی راکھ دریائے سندھ "ڈال دی گئی۔

شیخ عمر

شیخ عمر بایزید کے پانچ بیٹوں "سب سے بڑا تھا۔ بایزید کی وفات کے بعد شیخ عمر اس کا جانشین مقرر ہوا اور تحریک روشنائی کا قائد بن گیا۔ تحریک روشنائی کی قیادت ملتے ہی شیخ عمر نے اپنے عقیدے کی تبلیغ کا سلسلہ تیز کر دیا لیکن چونکہ دوسری طرف اخون درویزہ صاحب بھی اس لف تبلیغ "پیش پیش تھے جس کی وجہ سے لوگوں کا تحریک روشنائی کی طرف مائل ہونا کم ہو گیا اگرچہ

اخون درویزہ کی تبلیغ کی وجہ سے ہشت نگر علاقہ یوسف زئی کے بعض لوگ بایزید کے لف ہو گئے تھے مگر ابھی بہت سے اس کے طرفدار بھی تھے۔شیخ عمر نے اس علاقے "ایک مذہبی حکومت قائم کی۔ افریدی، اورکزئی، بنگش، خلیل، مہمند، یوسف زئی کا کچھ حصہ ملا کر سب شیخ عمر کے مرید تھے لیکن بعد" یوسف زئی شیخ عمر کے لف ہو گئے۔اس لفت کی ایک وجہ تو شیخ عمر کے مسلک کے خلاف اخون درویزہ کی تبلیغی کوششیں تھیں لیکن اصل اور بنیادی وجہ یہ تھی کہ پشتونوں کے سربراہان وخوانین زیادہ عرصے تک ایک مذہبی اقتدار کے تحت زندگی نہیں گزار سکتے تھے۔شرعی قوانین بالخصوص عشر اور زکوٰۃ کا پابندی سے ادا کرنا اور شادی بیاہ اور موت وغیرہ کے موقعوں پر اپنے خصوصی قبیلوی رواج کا چھوڑنا ان کے لئے بڑا مشکل تھا۔اس کے علاوہ ایک مذہبی اقتدار کے تحت خوانین اور ملکوں کے ذاتی اقتدار "فرق آتا تھا۔اس طرح پھر یہ لوگ اپنی من مانی نہیں کر سکتے تھے اور نہ اپنی مرضی سے زیر دستوں کو قید اور رہا کر سکتے تھے۔اس لئے وہ مذہبی اقتدار سے آزادی کے لئے کوئی بہانہ ڈھونڈتے رہتے تھے وجہ تھی جب اخون درویزہ کی طرف سے شیخ عمر کی مذہبی حکومت کے خلاف تبلیغ شروع کی تو یوسف زئی خوانین اور ملکوں نے ان کی حمایت کی۔

دوسری طرف ڑ قبیلے کے ملا میر والمعروف پیر حسن شیخ عمر کا جنگی کمانڈر تھا جس کی وجہ سے ڑ قبیلے کے بہت سے خوانین اب بھی شیخ عمر کے ساتھ ڈٹے ہوئے تھے اور اس طرح یوسف زئی خوانین کے آپس "ڑنے سے حکومت کے صد کی آبیاری ہونے لگی اگرچہ شیخ عمر اور اس کے بھائی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے چٹان کی طرح اس تحریک کی حمایت "کھڑے تھے لیکن اب علاقہ یوسف زئی "لفت اس قدر شدت اختیار کر چکی تھی کہ ان کی کوئی کوشش ب نہ ہو سکی۔یوسف زئی خود آپس "الجھنے لگے۔خانہ جنگی شروع ہوئی اور تماشہ دیکھنے لگے۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بایزید کے خاندان کے ساتھ بھی ویسا سلوک کیا گیا جو تین سو سال بعد انہی پشتونوں کے ہاتھوں سے سید احمد بریلوی کے ہدین سے کیا گیا

ملا میرو المعروف پیر حسن

ملا میرو بن سلیمان خان بن بازید کا تعلق امان زئی □نڑ سے تھا۔ وہ ایک خالص اسلامی ذہن کا مالک تھا اور بچپن ہی سے دین کے ساتھ لگاؤ تھا۔ اسی شوق کے پیش نظر ہوش سنبھالتے ہی حصول علم دین کی خاطر مختلف علماء سے فقہ، احادیث اور دوسری مختلف کتابیں سیکھنے کے لئے گھر سے نکلا اور اس "⊠ب ہوا۔ ملا میرو کی دستار بندی باجوڑ "لاسوڑہ کے● م پر ہوئی جب اس نے اس وقت کے ✓ الزمان شیخ میرداد افغان خیل متیٰ زئی سے علم مکمل کیا میرو اس کا اپنا نام تھا اور ملا کا خطاب ✓ الزمان شیخ میرداد نے دستار بندی کے وقت دیا اور اس طرح ملا میرو کے نام سے مشہور ہوا۔

ملا میرو نے حصول علم کے ساتھ گھوڑ دوڑ، نیزہ بازی، تیغ زنی اور تیر اندازی "بھی مہارت حاصل کی۔ وہ لوگوں کو دین کی تبلیغ کرتے تھے نہایت فصیح زبان تھے اس لئے جلد ہی لوگوں "اپنا ایک بڑا زیر اثر حلقہ بنایا وہ اپنے مریدوں کو بھی فقہ، احادیث پڑھاتے تھے اور ساتھ ہی ان "جنگی جذبہ پیدا کرنے کے لیے ان کو تیغ زنی اور تیر اندازی سکھاتے تھے اور ان کے لیے باقاعدہ● بلوں کا اہتمام بھی کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ دین کی تبلیغ کے سلسلے "تکلیفیں آتی رہتی ہیں اور ان کے لئے جنگی تربیت کا حصول لازمی ہے تا کہ بوقت ضرورت✂ لفین کو زیر کیا جا سکے

جب بایزید نے لوگوں کو اللہ سے محبت کی تعلیم دینا شروع کیا تو وہ ان لوگوں کو کوستا تھا جو اپنی ظاہری علوم پر↗ور ہو کر لوگوں سے کہتے تھے کہ انہیں وہ دعائیں یاد ہیں جن کی وجہ سے تمام بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ غرض وہ ہر مصیبت سے نجات دلا سکتے ہیں۔ وہ لوگوں کو قبر "رکھنے کے لئے ایسی چیزیں دے دیتے تھے یا کفن پر ایسا کچھ لکھ دیتے تھے کہ جس سے قبر روشن ہو جاتا ہے اور غذاب قبر سے نجات مل جاتی ہے۔ اس کے برعکس چونکہ بایزید کا خیال تھا کہ اس قسم کی روش مسلمانوں کو عبادت الٰہی سے غافل بنا دیتی ہے اس لئے بایزید لوگوں کو خاص اللہ پاک سے محبت کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ مسلمانوں کو یہ مشورہ بھی دیتے تھے کہ وہ علمائے حق، نیک اکابر اور اولیاء کرام وغیرہ کی⊕لس "بیٹھا کریں اور

شریعت اسلامیہ کی سختی سے پیروی کریں جس کی اس تعلیم سے وہ لوگ ان کے مخالف ہو گئے جو اسلام کے لبادہ "وہ لوگوں پر اپنا اثر ورسوخ قائم رکھے ہوئے تھے

ملا میرو چونکہ خود بھی عالم دین تھے اور وہ خود بھی ایسے لوگوں سے نفرت کرتے تھے جو اسلام کے لبادہ "جاہ وحشمت قائم کئے ہوئے تھے۔لھذٰا وہ اس کے متعمدین "شامل ہو گئے اور دین کی تبلیغ اور نشر واشاعت "ہمہ تن وقف ہو گئے۔ ملا میرو دُھن کے پکے اور بڑے دلیر انسان تھے اور بایزید کے خاص متعمدین "سے تھے بایزید نے اُسے پیر حسن کا خطاب دیا اور اس لئے اس کی اولاد پیر خیل سے مشہور ہوئی اس کے پانچ بیٹے تھے میر ویس، پیرو، نقر دین، جانو اور عیسو۔جن کے ناموں کی نسبت سے علی الترتیب اُن کی اولاد ان ناموں سے یاد ہوتے ہیں۔ میر ویس خیل، پیرو خیل، نقرہ دین خیل، جانو خیل اور عیسو خیل۔ملا میرو کی اولاد تپہ آمان زئی علاقہ نگرئی، مہابن اور تحصیل مردان "سودھم اور شھباز گڑھی "سکونت پذیر ہیں۔

جب بایزید کا انتقال ہو گیا تو اُس وقت اس کے مریدوں "وہ واحد شخص تھے جس کو علوم شریعہ کے ساتھ ساتھ جنگی مہارت "بھی کمال حاصل تھا اور جس کے متعلق بایزید انصاری کہا کرتے تھے" کہ پیر حسن اُن جوانوں "سے ہے جو بےیقینی کے دُھند "بھی اپنی منزلوں کے نشان تلاش کر لیتے ہیں۔وہ مزید کہا کرتے تھے کہ پیر حسن ساگر ساگر بپھرتی موجوں جیسا دلیر، صحرا صحرا پھیلی جھلساتی گرم لُو جیسا نڈر، تغیر کی رسد گاہوں "دہکتی سلگتی آتش جیسا بےباک اور فطرت کے جولان گاہوں " فنا کے گھاٹ اُتار دینے والے طوفانوں جیسا باک ہے وہ دشمنوں کے لئے آگ کا دریا اور اپنوں کے لئے چاہتوں کا گھوارہ ہے"۔

شیخ عمر بھی ملا میرو سے بہت متاثر تھا اس لئے اس نے ملا میرو کو اپنا رازدان اور اپنے لشکر کا کمانڈر مقرر کیا اور ملا میرو نے مرتے دم تک اس عہدے کا لحاظ رکھا اور ہر موقع پر اپنے لشکر کو بڑی دلیری اور تدبر کے ساتھ اپنے مخالفین سے لڑایا اور اپنے لئے بہترین فوائد حاصل کئے۔

Feb.2020\Pictures\Malak Mero and Threek.jpg not found.

ملک میرو اور تحریک روشنائی کے معتقدین

جنگ سرکاوی

بایزید کی وفات کے بعد اس کے بڑے بیٹے شیخ عمر نے تحریک روشنائی کی قیادت سنبھالی۔ شیخ عمر اور اس کے بھائی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے چٹان کی طرح اس تحریک کی حمایت " کھڑے رہے بایزید علاقہ یوسف زئی "وفات پا چکے تھے اس لئے شیخ عمر اور اُس کے ساتھی اسی علاقے "اپنے عقائد کی تبلیغ "مشغول رہے اور اس علاقے سے باہر دوسرے علاقوں کی طرف جانا ☐ سب نہیں سمجھا۔

پہلے پہل یوسف زئی شیخ عمر کے ساتھ تحریک کی حمایت "کھڑے تھے جس کی وجہ سے شیخ عمر نے اس علاقے "ایک مذہبی ریاست قائم کی اور لوگوں سے زکواۃ وعشر وصول کرنے لگے اس کے علاوہ دوسرے رسومات مثلاً شادی بیاہ وغیرہ کی قبائلوی رواج کے ☐ بق ممانعت کردی جس کی وجہ سے یوسف زئی کے بعض خوانین شیخ عمر کی کھلم کھلا مخالفت کرنے لگے اور اخون درویزہ صاحب کی جماعت "شامل ہوگئے جو اسی علاقے "شیخ عمر کی مذہبی ریاست کے قیام کے خلاف تبلیغ کرتے تھے۔

اس دوران یوسف زئیوں کے ایک نامی گرامی شخصیت ملک حمزہ خان یوسف زئی نے شیخ عمر کی اطاعت سے انکار کردیا شیخ عمر نے اُس پر حملہ آور ہوا اور ملک حمزہ خان کے مال مویشی پکڑ لایا اس معاملے کو دوسرے ملکوں نے اپنی بے عزتی جانا اور ملک حمزہ خان کی حمایت "اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ملک حمزہ خان نے بھی شیخ عمر سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کا قصد کیا چنانچہ وہ یوسف زئیوں کے تمام خوانین کے پاس فرداً فرداً گیا ہر ایک کو اپنی بے عزتی کی داستان سنائی اور ہر ایک سے اس سلسلے "مدد کرنے کی اپیل کی اس کے علاوہ اخون درویزہ صاحب تو پہلے سے شیخ عمر کی مذہبی ریاست کے خلاف لوگوں "تبلیغ کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے یوسف زئیوں "شیخ عمر کے خلاف جذبات اُبھرنے شروع ہوئے تھے۔اس لئے شیخ عمر کے ہاتھوں ملک حمزہ خان کی بے عزتی نے جلتی پر تیل کا کام کر

دیااور یوسف زئی خوانین ملک حمزہ خان کی حمایت ""شیخ عمر کے خلاف اپنے اپنے لشکر لے کر جنگ کے لئے نکلے اور سرکاوی کے○ م پرا کر خیمہ زن ہو گئے۔ جہاں پر پہلے سے ملک حمزہ خان نے شیخ عمر کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنے لشکر کا کیمپ قائم کیا تھا۔

دوسری طرف شیخ عمر کو بھی اس کے مرید وقت وقت کی اطلاعات پہنچاتے تھے۔لہٰذا اس نے بھی یوسف زئیوں سے جنگ کرنے کے لئے اپنا لشکر تیار کیا اور یوسف زئیوں سے جنگ کرنے کے ارادے سے اپنا لشکر لے کر روانہ ہوئے اور سرکاوی کے○ م پر خیمہ زن ہو گئے دونوں لشکروں کے د⊠ ن ایک میل کا فاصلہ تھا اس دوران بھی علاقہ مشران نے دونوں کے د⊠ ن جنگ وجدل روکنے کی کوشش کی تاکہ اسلام کے نام پر دونوں ایک دوسرے کا قتل عام نہ کریں۔لیکن دونوں فریق اپنے اپنے موقف پر ڈٹے رہے جس کی وجہ سے صلح کی تمام کوششیں ناکام ہوئی اور اس طرح بایزید انصاری کا تحریک روشنائی جو پہلے پہل ایک خالص مذہبی تحریک تھی اب یہ مذہبی سے نکل کر سیاسی تحریک بن چکی تھی پہلے مغلوں کے خلاف برسر پیکار ہوئی اور اب علاقہ یوسف زئی ""یوسف زئیوں کے د⊠ ن خانہ جنگی کا سبب بن گئی۔

آغازِ کار: جب صلح کی کوششیں ناکام ہوئیں تو اگلی صبح سورج طلوع ہوتے ہی دونوں طرف کے لشکروں ""جنگ کے طبل بج گئے دونوں نے اپنی اپنی صفیں درست کیں اور ایک دوسرے کے ساتھ خونخوار انداز ""ٹکرائے ملک حمزہ خان کی قیادت ""یوسف زئی کا لشکر شیخ عمر اور ملا میرو کے لشکر پر ستم کے پیلے موسموں ""تازہ اُترتے عذابوں، تیر کے دائروں ""صف بستہ ندیدہ لمحوں کی اور حسرتوں کی روایتیں، محرومیوں کے جال پھیلاتی قہر مانیت کی آند⊠ ں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جواب ""تحریک روشنائی کے کمانڈر ملا میرو نے پہلے یوسف زئیوں کے حملوں کو روکا اور اپنے آپ کو صرف دفاع تک محدود کئے رکھا ملک حمزہ خان نے بہت زور لگایا کہ روشنائیوں کے لشکر کے اندر گھس کر ان کی صفوں کو اُلٹ دیں اور اس مقصد کے لئے وہ بار بار اپنے لشکریوں کو پکارتا رہا اور تابڑ توڑ

حملے کرتا رہا لیکن ملا میرو نے تدبر سے کام لیتے ہوئے اپنے لشکر کی اگلی صفوں کو خوب جوڑے رکھا اور ملک حمزہ کے لشکر کو اپنے لشکر "" گھسنے نہ دیا بہت دیر تک یوں گھمسان کا رَس پڑتا رہا دونوں طرف کے لشکری کٹتے اور مرتے رہے۔

کافی دیر کے گھمسان کی رن کے بعد جب ملا میرو نے اندازہ لگا لیا کہ ملک حمزہ خان اور اُس کے لشکریوں نے اپنا پورا زور صرف کر دیا ہے اور یہ کہ اپنی پوری قوت لگانے کے باوجود بھی وہ اس کے صفوں کے اندر گھسنے ""☒ب نہیں ہوئے ۔تب ملا میرو نے اپنا رنگ بدلا وہ دفاع سے نکل کر جارحیت پر اُتر آیا اور وہ تنہائیوں کے دشت ""کھولتی سلگتی دوپہر، برسوں کے بند کواڑوں سے آگ کے سنگ اور شعلوں کی بارش برساتے نفرت بھرے آتشی طوفانوں اور چڑھتے ساگر کی طغیانیوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

سرکاویٰ کے نواح ""دونوں لشکریوں کے اس طرح ٹکرانے سے یوں محسوس ہوا رہا تھا جیسے نفرت گزیدہ تنہائیوں "" جلتے دھوپ کے کالے سایوں، سرابوں سے بھرپور صحراؤں کے اندر درد کی خونی فراوانیاں، آوازوں ""لپٹی بددعائیں اور پیاس کے نوکیلے کانٹے اور تباہی اور بربادی کے جلتے تیر اپنا رنگ دکھانا شروع ہوگئے ہوں۔

ملک حمزہ اور اس کے لشکر کی ساری غلط فہمی جلد ہی رفع ہوگئی پہلے انہیں اسی بات کا گھمنڈ تھا کہ وہ جو لشکر لیکر آئے ہیں اس کی تعداد روشنائیوں کے لشکر سے زیادہ ہے لیکن جب وہ روشنائیوں سے ٹکرائے تب ان کے سارے ارادے ساری عظمتیں متزلزل ہوگئیں تھیں۔ روشنائیوں نے انہیں کاٹ کر رکھ دیا تھا اور بڑی تیزی سے ان کی کثرت کو قلت ""تبدیل کرنے لگے تھے دیکھتے ہی دیکھتے روشنائیوں کے سا ◆ یوسف زئیوں کی حالت اُداس لمحوں کی کہانیوں ""دل آزار خواہشوں اور اُداس پیڑوں کے سرد چہروں پر خون سے لکھی ہوئی افسردہ داستانوں سے بھی زیادہ بدتر ہونا شروع ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ سرکاویٰ کے⌃ان ""روشنائیوں کے ہاتھوں ملک حمزہ اور اس کے لشکر کو بدترین

شکست ہوئی اور وہ بہت زیادہ نقصان اُٹھا کر ان جنگ سے بھاگنے پر مجبور ہوئے۔

جنگ مینئی

ملک حمزہ خان کو روشنائیوں کے ہاتھوں سرکاوئی کے جنگ "شکست کا کافی ملال تھا اور وہ ہر وقت روشنائیوں سے بدلہ لینے کی فکر "ہوتا تھا جب سرکاوئی کے جنگ کو کچھ عرصہ گزر گیا اور ان کے زخم ل ہو گئے تو اُس نے پھر روشنائیوں کے خلاف جنگ کے لئے لشکر کی تیاری شروع کی۔ اس سلسلے "اخون درویزہ صاحب بھی اُس کے ہمرکاب تھے۔ اُس نے اپنا کیمپ جھنڈو بوقو کے م پر لگایا اور علاقے کے تمام خوانین کو جنگ "شامل ہونے کی دعوت دی یوسف زئی کے علاقے کے تمام خوانین جو شیخ عمر کے عقائد کے خلاف دل "کدورت رکھتے تھے، نے اُس کی دعوت پر لبیک کہا اور ہر ایک اپنا اپنا لشکر لے کر اُس کے کیمپ "شامل ہوتا گیا اور اس طرح تھوڑے ہی عرصے "ایک بہت بڑا لشکر تیار ہو گیا۔

دوسری طرف شیخ عمر کو بھی اُس کے مرید جو اس تمام علاقے "جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے ملک حمزہ خان اور اُس کے جنگی تیاریوں کی مسلسل خبریں پہنچاتے رہے۔ اس لئے اُس نے بھی ملا میرو کی قیادت "جنگ کے لئے لشکر کی تیاری شروع کی تھی۔ یوسف زئی کے علاقے مردان، صوابی، ہشت نگر اور دوابہ وغیرہ سے لشکر جمع کر کے وہ صوابی کی طرف کوچ کر گیا اور صوابی سے مشرق کی طرف کچھ فاصلے پر موضعات باجا، مینئی اور کوٹھا کے ن خیمہ زن ہو گیا۔ ملا میرو نے اپنے قائدانہ صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے اپنے لشکر کی حفاظت کے لئے ایک طرف سے پہاڑی تحفظات سے بھرپور فائدہ اُٹھایا اور دوسری طرف ایک خندق کھدوائی۔ یہ خندق آج بھی نالے کی شکل "موجود ہے اور ملا میرو کے نام سے حسن پیر کندہ کہلاتا ہے۔

دونوں لشکروں کے ن اجمیر نامی پہاڑی تھی جوان کے ن ان جنگ بن گئی۔

اس پہاڑی پر کافی عرصے تک شدید جنگیں لڑی گئیں اور یہ جنگیں عجیب طریقے سے لڑی گئیں صبح دونوں لشکر اپنی صفیں درست کر کے جنگ شروع کرتی اور شام کا اندھیرا ہوتے ہی جنگ بند ہو جاتی۔ کبھی ایک فریق کا پلہ بھاری ہوتا اور کبھی دوسرے فریق کا۔ کافی عرصہ تک اس طرح برسرِ پیکار رہنے کے بعد ایک رات جب گپُ اندھیرا تھا تو ملک حمزہ خان کے لشکر نے رات کی تاریکی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے پہاڑی پر حملہ کر دیا۔ روشنائیوں کی طرف سے پہاڑی پر اپنے مورچوں کی حفاظت کے لئے لشکر کا جو دستہ موجود تھا اس کی تعداد کم تھی لہذٰا ملک حمزہ خان کا لشکر اس دستے کو روندتا ہوا پہاڑی پر قابض ہو گیا اور صبح کے قریب پہاڑی سے دوسری طرف کو اُتر گئے اور پہاڑی کے دامن "اپنی صفیں درست کیں اور روشنائیوں پر حملہ کرنے کے لئے تیاری کرنے لگے۔

دوسری طرف ملا میرو کو بھی اُس کے مخبروں نے ملک حمزہ خان کی پہاڑی پر قبضہ کرنے اور اس کے دستے کے قتل عام کرنے کی اطلاع دی تھی۔ اس لئے اُس نے بھی صبح سویرے اپنے لشکر کی صفیں درست کیں اور جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

آغازِ کار : جب صبح صادق مشرقی اُفق کی تاریکی کو بھگاتا ہوا طلوع ہوا اور صبح کے□ دی نے آذان کی صدا لگائی تو دونوں لشکروں "جنگ کے طبل بج گئے اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑنے کے لئے خونخواری سے آگے بڑھنے لگے۔ ملا میرو نے صفیں درست کرنے کے بعد زیادہ توقف نہیں کیا بلکہ وہ خیر وشر کی جولان گاہوں "روح کی حلاوت، ہونٹوں کا خوش رنگ تبسم چھین لینے والے بغاوتوں کے خونی تیور کی طرح حرکت "آیا۔ اس کے بعد ملک حمزہ کے لشکر پر تصورات سے سجے لمحوں کو دکھ، موسموں کے ٹھکانوں، حوصلوں کے شباب کو موت کی تمازت، ان گنت خواہشوں کو بے شکل ہیولوں، راحتوں کی چھاؤں کو شکست ذات "بدل دینے والے وقت کے ظالم دھاروں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوسری جانب ملک حمزہ خان نے بھی بداعمالی کی سزا دینے والے لمحوں اور پانی سے اُبھرتی

پیاس کی طرح اپنے کام کی ابتدا کی۔ پھر وہ بھی ملا میرو کی لشکر پر ہست کو نیست کرتی سلگتی قیامت، عدم کا راستہ دکھاتے ہولناک جلتے عذاب، جستجو کے ویران صحراؤں "عدم کے اندھے راستے دکھاتی بپھرتی کڑکتی گرجتی برق، روح کی گہرائیوں کو مضطرب اور ذہن و دل کو سوختہ کرتی سراب اذیتوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

یوں اجمیر پہاڑی کے دامن "دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے ہجر لمحوں کے عذاب، عداوتوں کی گھاتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ خون کے اشک پھیلنے لگے تھے۔ ہونٹوں پر موت کے پہرے، آنکھوں "دکھ کے افسانے سجنے لگے تھے۔ ہر کوئی اپنے اپ کو ستم کشوں کا سرخیل اور خون کا سوداگر سمجھ کر نفرت کے جہنم کھڑے کرنے لگا تا تھا۔

بڑی دیر تک یہ ہولناک اور خونی منظر اپنا رنگ دکھاتا رہا۔ یہاں تک کہ ملا میرو کے لشکر " تھکاوٹ کے آثار نظر آنے لگے اور انہوں نے جارحیت کو ترک کر کے دفاع تک اپنے آپ کو محدود کر دیا۔ اس موقع پر ملک حمزہ خان نے اپنے لشکر کو پکارا اور حملوں "تیزی لانے کا حکم دے دیا۔ ملک حمزہ کی پکار پر اُس کے لشکری روشنائیوں پر زوال وفنا کا شکار کرتی سحر آفریں قوتوں، دلوں کو پامال کرتے ستم خوردہ ادبار اور درماندہ اور فرومانده کرتی سرکش آندھ◇ں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ ملک حمزہ خان اور اس کے لشکر کے اس طرح زوردار حملوں کی وجہ سے انہوں نے کچھ دیر کی ہولناک جنگ کے بعد ملا میرو کے لشکر کے اگلی صفوں کو اُلٹ دیا اور جنگ اب اُس کے وسطی صفوں "ہونے لگی بلکہ ایک طرح سے ملا میرو کے لشکر کا قتل عام شروع ہو گیا تھا۔ ملا میرو نے بہت کوشش کی کہ وہ صفوں کی ترتیب صحیح کر کے جوابی حملہ کرے لیکن ملک حمزہ خان نے اُس کی ایک نہ چلنے دی اور برابر اس کے لشکر کا قتل عام کرتے رہے۔

جب ملا میرو نے اندازہ لگایا کہ اگر اس طرح جنگ جاری رہی تو اس کا ایک لشکر بھی زندہ نہیں رہیگا۔ اس لئے اُس نے شکست قبول کرتے ہوئے اپنے ماتحت سرداروں کو پیغام بھیجا کہ جنگ ترک

کر کے دائیں طرف روخان درہ کی طرف بھاگ جاؤ۔ حکم ملتے ہی اُس کے ماتحت سرداروں نے جنگ ترک کی اور اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ روخان درہ کی طرف بھاگ گئے۔

ملک حمزہ خان نے کچھ دیر تک اُن کا تعاقب کیا لیکن جب ملا میرو کا لشکر روخان درہ " داخل ہوا تو انہوں نے تعاقب ترک کیا کیونکہ روخان درہ " ملا میرو نے پہلے ہی سے تیراندازوں کا ایک دستہ بٹھایا تھا جن کی تیراندازی کی وجہ اُن کے لشکر کا زیادہ نقصان ہونے لگا تھا۔ اس طرح تعاقب ختم کر کے وہ واپس اُس جگہ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی۔ روشنائیوں کے مستقر کو لوٹا اُن کی تمام سامان کو سمیٹا اور واپس اپنے کیمپ واقع جھنڈ و بوتو " چلے گئے۔

جنگ باڑہ

شیخ عمر کے لشکر کو اجمیر پہاڑی کے دامن " ہونے والی لڑائی " یوسف زئیوں نے بہت زیادہ نقصان پہنچایا تھا۔ جنگ " شکست کے بعد ملا میرو روشنائیوں کا بچا کُچا لشکر لے کر روخان درہ کے راستے موضع باڑہ پہنچ گئے۔ وہاں اُس نے لشکر کو خیمہ زن کرایا اور وہاں پر یوسف زئیوں سے ایک اور فیصلہ کن جنگ لڑنے کی تیاری کرنے لگے (یاد رہے کہ موضع باڑہ موضع ٹوپی سے چند میل مشرق " دریائے سندھ کے ✗بی کنارے پر واقع ہے) اس مقصد کے لئے شیخ عمر نے دوسرے علاقوں کی طرف بھی قاصد بھیجے اور ان سے مدد ✗ کی۔

دوسری طرف ملک حمزہ خان بھی روشنائیوں کو شکست دینے کے بعد بے کار نہیں بیٹھے بلکہ وہ بھی روشنائیوں سے فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے تیاری " لگ گئے تھے۔ اُس نے گزشتہ جنگ " اپنی نقصانات کی تلافی کرنی شروع کی تھی اپنے لشکر کی تعداد بڑھائی اور ساتھ ساتھ جنگی ساز و سامان بھی اکٹھا کر لیا جب اُس نے خوب تیاری کر لی تو پھر اپنے لشکر کو لے کر وہ موضع باڑہ کی طرف کوچ کر گیا

شیخ عمر کو بھی اُس کے مرید پل پل کی خبریں دے رہے تھے اس لئے اُس نے بھی جنگ کے

لئے اپنی تیاریمکمل کرلی تھی۔ جب اُسے ملک حمزہ خان کے لشکر کی روانگی کی اطلاع پہنچی تو وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ موضع باڑہ سے باہر آ کر اُس کی راہ روکنے کھڑا ہوا ملک حمزہ بھی اپنا لشکر لیکر□ان جنگ ” پہنچ گیا۔ دونوں طرف کے لشکروں نے اپنی اپنی تنظیم درست کیں اور دونوں طرف کے لشکروں ” جنگ کے طبل بڑے پُر جوش انداز ” پیٹنے شروع ہو گئے۔

اس دفعہ ملک حمزہ خان نے اپنے لشکر کو تین حصوں ” تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ براہ راست روشنائیوں سے ٹکرانے کے لئے اپنی کمانداری ” رکھا جبکہ باقی دو حصوں کو دوسرے دو سالاروں کی کمانداری ” دیکر پیچھے پڑاؤ ” چھپا لیا تھا اور اُن کو ہدایت کی تھی کہ جب جنگ پورے عروج پر پہنچ جائے تو دونوں لشکر لمبا کاوا کاٹ کر ایک روشنائیوں کے دائیں پہلو اور دوسرا بائیں پہلو پر زوردار طریقے سے حملہ آور ہوں

چونکہ بظاہر یوسف زئیوں کا لشکر ایک حصے ” دکھائی دے رہا تھا کیونکہ باقی دو حصے پیچھے پڑاؤ ” چھپے ہوئے تھے اس لئے ملا میرو نے یوسف زئیوں کی لشکر کی ترتیب کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر کو مختلف حصوں ” تقسیم نہیں کیا بلکہ پورے کا پورا لشکر اپنے زیر کمان رکھ کر□ان جنگ ” اُتر گیا تھا۔

ملا میرو کے جوش دلانے پر اُن کے لشکری گزشتہ شکست کو بھول کر ایک نئے انداز ” آگے بڑھے اور پھر وہ ملک حمزہ خان کے لشکر پر دلوں کو افسردہ، آنکھوں کو پُرنم کرتی کرب والم بھری یلغار، ہر دوراہے پر صلیب، ہر قدم پر ٹھوکر کھڑی کرتی ظلم وستم کی یورش کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

جوابی کروائی کرتے ہوئے ملک حمزہ خان بھی خدوخال کی رعنائی، زوال اور فنا کا شکار کرتے غیر فانی جذبوں، لوحِ ذہن کے نقوش تک ● کر اعضاء کی موزونیت کو تاریکی کے لبادوں ” لپیٹتے بے آواز طوفانوں، بے روک بنجر پیاس ” شوریدہ سر خواہشوں کو کرچی کرچی کرتی زندگی کی گراں ۹ فتوں اور نظر نظر اُٹھتے سراب اور وحشتوں کے رقص کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا

باڑہ کے نواح ” دونوں لشکروں کے ٹکرانے کے باعث سوختہ جان موت، ماوراعناصر کی

نادیدہ یلغار، موت کی بے روک سڑانڈ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ قضا کے گونجتے قہر، بے چہرگی کے المیے، بے جہت کر دینے والی مرگ کے رقص کا ایک سماں بندھ گیا تھا۔

روشنائیوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ یوسف زئیوں کو شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر دیں اسلئے وہ بار بار بڑھ چڑھ کر یوسف زئیوں پر وحشت بدوش تابکاری، طوفانی زقند اور رقیق آتش کی طرح حرکت "آتے اور پھر نعرے لگاتے بگولوں کی یلغار، محرومیوں کی داستانوں، جاں سوز کراہوں، زیست کے اسرار "فنا کے آنچل پھیلاتی تلخیوں کی عمیق گہرائیوں اور نزع کی بر صورت حکایات کی طرح حملہ آور ہوتے۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے یوسف زئی بھی حلق کڑوا، زبان کا ذائقہ تلخ کرتے گرسنگی اور فاقہ کشی کے عذاب، تخریب اور ویرانیاں کھڑی کرتے گرم تندلاووں، ویرانہ حیات کے گوشوں اور ماحول کو تپتے صحرا جیسا کر دینے والے آگ وخون کے پیغام اور جنونی کیفیت کے شرارِ برق کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

جب جنگ پورے عروج پر پہنچا تو یوسف زئیوں کے پڑاؤ "موجود لشکر کے دونوں حصے حرکت "آئے ایک حصہ دائیں جانب سے اپنے لشکر کی پشت کی طرف نکلا۔ صدیوں کی رفتار "تند اور سفاک لمحوں، خوف و وحشت طاری کرتے شعلوں کے لرزاں بگولوں کی طرح وہ روشنائیوں کی طرف بڑھا اور اُن کے دائیں پہلو پر جذبات کی مہرابوں "آنکھوں کی راہداریوں "سانسوں کی گردشوں، احساسات کے پردوں اور حصارِ ذات کے حجروں "سرابوں کا فریب، تھکن کے راستوں کی خاک، مقدر کی کالک بھر دینے والی نفرت کے طوفانوں، عناد کی آگ اور بے اتھاہ جنوں خیزی کی طرح حملہ آور ہوا۔

دوسرے حصے کا سردار اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ قلب لشکر کی بائیں طرف نمودار ہوا اور روشنائیوں کے بائیں پہلو پر تن کو لخت لخت، چہروں کو شکن شکن کرتی وحشت کی پت جھڑ، خیالات کو مسمار

کرتی قوت اور عظمت کی پُرشکوہ علامت کی طرح حملہ آور ہوا۔

رزم گاہ اب پہلے سے زیادہ بُری طرح بھڑک اُٹھی تھی ان " جرأت ی کے رباب ٹوٹنے لگے تھے۔ نظروں کی ویرانیاں، دلوں کی شکستگی اپنا رنگ دکھانے لگی تھیں۔ زیست کے بھنور " جینے مرنے کی اُلجھنیں اور حسد کے نگار خانوں بنجر بر کار فرسودہ داستانیں پر سوا اپنا رنگ دکھا رہی تھیں۔

یوسف زئیوں کے اضافی دستوں کی جنگ " کودنے سے روشنائیوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور ان کی حالت یوسف زئیوں نے اپنے تیز حملوں کے باعث چکی " پسنے والے اناج جیسی کر کے رکھ دی تھی۔ ایسے " ملا میرو جو بڑے پُر جوش انداز " اگلی صفوں " رہتے ہوئے اپنے لشکریوں کو پکار رہے تھے۔ اُس نے پوری کوشش کی کہ اپنے صفوں کی ترتیب کو درست کر کے زوردار حملہ کرے لیکن وہ کا ب نہ ہوسکا اور اس کے لشکر کی صفیں ادھر اُدھر بکھرتے ہوئے افراتفری اور بدنظمی کا شکار ہونے لگی تھیں۔ جس سے یوسف زئیوں نے خوب فائدہ اُٹھایا اور ان کے اندر تیر کی طرح گھستے ہوئے ان کے وسطی حصے تک روشنائیوں پر ضربیں لگانا شروع کر دی تھیں۔

ایسے " جب روشنائیوں کی صفیں تتر بتر ہو رہی تھیں ملا میرو نے بڑی بہادری کا ہرہ کرتے ہوئے اپنے حفا دستے کے ساتھ یوسف زئیوں کی لشکر " گھسا اور بڑی بہادری سے لڑتا رہا لیکن چونکہ وہ یوسف زئیوں کے گھیرے " آچکا تھا اس لئے اپنے حفا دستے کے ساتھ یوسف زئیوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ملا میرو کے مرنے کے ساتھ ہی اُس کے لشکر " مزید افراتفری 7 گئی اور وہ جنگ کرنے کے بجائے اپنے آپ کو بچانے کی فکر " ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔ لیکن اب اُن کے لئے ان جنگ سے بھاگنا بھی مشکل تھا کیونکہ تین اطراف سے یوسف زئی ان کا قتل عام کر رہے تھے اور ایک طرف دریائے سندھ تھا جس کو پار کرنا مشکل تھا۔

یوسف زئیوں نے اپنے حملوں مزید تیزی پیدا کی تھی اور ان کے سالار ملک حمزہ خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ کوئی شخص زندہ بچ کر نہ جائے اس لئے یوسف زئی تحریک روشنائی کے ایک ایک

فرد کو تلاش کر کے قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ پورے لشکر کو تہ تیغ کر دیا ماسوائے چند لوگوں کے جو دریا ""کودے اور پار چلے گئے تھے۔

بایزید کے چاروں بیٹے اس جنگ ""شریک تھے جب روشنائیوں کو شکست ہوئی تو بایزید کا بڑا بیٹا شیخ عمر جنگ ""قتل ہوا اور اخون درویزہ کے حکم پر اُس کی لاش کے ساتھ ساتھ بایزید کی تابوت کو بھی جلا دیا گیا اور اُس کی راکھ کو سمندر ""ڈال دیا گیا۔ بایزید کا دوسرا بیٹا خیر الدین ایک ساتھی سمیت دریائے سندھ ""کود کر تربیلہ کے راستے ہزارہ جا پہنچے لیکن وہاں پر یہ دونوں دلہ زاکوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تیسرے بیٹے نور الدین نے بھاگ کر ہشت نگر کی راہ لی لیکن اسے محمد زئیوں کے ہاتھوں لقمہ اجل ہونا پڑا۔ چوتھا بیٹا نوعمر جلال الدین المعروف جلالہ جنگ ""زخمی ہونے کے بعد دریائے سندھ ""کود گیا تھا لیکن ایک میل جانے کے بعد پیہور کے پاس لفین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور پھر قیدی کی حیثیت سے اکبر اعظم کے سا ◆ ۱۵۸۱ء ""پیش کر دیا گیا جو اُس وقت اٹک ""ڈیرے ڈالا ہوا تھا۔ چونکہ لف قبیلہ اسے زندگی بخش چکا تھا اس لئے اس نے بھی اس کی نوعمری اور خوبصورتی کی وجہ سے اسے معاف کر دیا اور آرام کرنے کے لئے اپنے پاس رکھا۔

جنگ باڑہ "" ملا میرو سمیت ☐ڑ قبیلے کے پندرہ سو جوان قتل ہوئے۔ جبکہ دوسرے قبیلوں سے آئے ہوئے لوگ اس کے علاوہ تھے جو مینئی کے قریب ایک قبرستان ""دفن کئے گئے۔ چونکہ اُس وقت مغلوں کی امداد اور اخون درویزہ کی تبلیغ کی وجہ سے تحریک روشنائیوں والوں کو اس قدر بدنام کیا گیا تھا کہ اُن کے مذکورہ مقبرہ ""لوگ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا بھی گناہ سمجھتے تھے لیکن اللہ بخش یوسفی کی کتابؒ یوسف زئی پٹھانؒ کی اشاعت کے بعد جب لوگوں کو حقیقت معلوم ہوئی تو پہلی بار ملا میرو کی قبر کی مرمت ہوگئی اور اس پر چادر چڑھائی گئی اور عوام کو علم ہوا کہ وہ کس مقصد سے شریک جنگ ہوا تھا۔

شیخ عمر کے بعد کے حالات

باڑہ کی جنگ ""شکست کے بعد یوسف زئی کے علاقے ""تحریک روشنائی کا زور ٹوٹ گیا اور اُس کے تمام اکابرین اس جنگ ""کام آگئے۔ باڑہ کی O م پر لڑی گئی جنگ فیصلہ کن تھی جس ""تحریک روشنائیوں کو شکست ہوئی اور اس کی تمام قیادت ماسوائے بایزید کے چوتھے بیٹے جلال الدین المعروف جلالہ کے جو گرفتار ہوا اور اکبر اعظم کی قید ""چلا گیا کا خاتمہ ہوا اور اس طرح اس جنگ کے بعد یوسف زئیوں کے علاقے سے تحریک روشنائی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ بایزید کا چوتھا بیٹا نو عمر جلال الدین المعروف جلالہ جنگ ""زخمی ہونے کے بعد لفین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور پھر قیدی کی حیثیت سے اکبر اعظم کے سا ♦ ۱۵۸۱ء ""پیش کر دیا گیا اکبر اعظم نے اُس کو اپنے پاس بڑے احترام کے ساتھ رکھا اُس کی بہت عزت افزائی کی لیکن وہ مطمئن نہ ہو سکا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد وہ اکبر اعظم کے ہاں سے فرار ہو کر افریدیوں کے پاس تیراہ پہنچا جہاں پر اسے افریدی، داودزئی، مہمند، خلیل، اورکزئی اور بنگش نے آنکھوں پر بٹھایا۔

جلالہ نے وہاں پر ایک بار پھر اپنے مریدوں کو منظّم کیا اور ﷴ حکومت کے خلاف چھاپہ مار جنگ کا اغاز کر دیا۔اس طرح پشاور پر ایک حملے ""جلالہ نے ﷴ گورنر کو قتل کر دیا اور ساتھ ساتھ دوسرے علاقوں ""بھی وہ ﷴ حکومت کے خلاف کاروائیاں کرتا رہا الغرض علاقہ یوسف زئی سے نکل کر جلالہ نے افریدیوں ""مقیم ہو جانے کے بعد اپنی زندگی ""اکبر اعظم کو آرام نہ آنے دیا۔

دوسری طرف اکبر اعظم اس تحریک کو♠ نے اور جلالہ کو گرفتار کرنے کے لئے مختلف اقدامات کرتا رہا تا آنکہ ۱۵۹۲ء ""روشنائیوں کے ساتھ ایک جھڑپ ""کثیر تعداد ""روشنائیوں کے قتل عام کے باوجود جلالہ کو گرفتار کرنے ""ناکام رہا اگرچہ اس کے خاندان کے لوگ اور اس کی اہلیہ گرفتار کر لی گئیں۔لیکن پھر بھی وہ تحریک روشنائی کے زور کو نہ توڑ سکے اور جلالہ کے تحریک روشنائی اور مغلوں ""وقتاً فوقتاً جھڑپوں کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ۱۵۹۹ء ""تحریک روشنائی کے معتقدین اور مغلوں کے

ا☒ن غزنی کے نواح " ایک زبردست جنگ ہوئی۔

جنگ غزنی

<u>۱۵۹۹ء</u> کی ایک سرد شام تھی۔ لوگ سردی کے باعث سرِ شام گھروں جا کر آگ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور سردی سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تدبیریں کر رہے تھے۔ ایسے "شہنشاہ ہند اکبر اعظم نے اپنے محل " دربار لگایا ہوا تھا اُس کے سارے وزیر، مشیر اور فوج کے اعلیٰ عہدیداران اپنے مخصوص نشستوں پر براجمان تھے۔ سب لوگ خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور سب کی نظریں شہنشاہ ہند کی طرف تھیں جو کہ گہری سوچ "کھویا ہوا تھا کچھ دیر کے بعد شہنشاہ اکبر نے اپنے سر کو جھٹکا دیا اور دربار " تمام بیٹھے ہوئے لوگوں پر ایک نظر ڈالنے کے بعد یوں گویا ہوئے۔

میرے دوستو: یہ تحریک روشنائی کے لوگ بھی عجیب ہیں جو کسی طور پر کنٹرول نہیں ہو رہے ہیں۔ ان پر " نے پیار و محبت اور طاقت کے حربے الگ الگ آزمائے لیکن یہ کسی طور پر رام نہیں ہوئے۔ ان کے سربراہ جلال الدین المعروف جلالہ کو " نے اپنے ہاں بڑے عزت اور حترام کے ساتھ رکھا لیکن وہ ہمیں دھوکہ دے کر افریدیوں کے علاقے تیراہ کو بھاگ گیا اور وہاں پر ہمارے خلاف شورش برپا کی۔ اب " نے آپ لوگوں کو اس لئے یہاں بلایا ہے کہ اس شورش کو ختم کرنے کے لئے "آپ لوگوں سے صلاح مشورہ کر سکوں۔

اکبر اعظم یہاں تک کہنے پایا تھا کہ دربان نے پشاور سے مخبر کے آنے کی اطلاع دی۔ جب مخبر کو حاضر کیا گیا تو اکبر اعظم نے اس سے پوچھا کہ تم کوئی خاص خبر لے کر آئے ہو۔

جواب "مخبر نے جھک کر شہنشاہ کو تعظیم دی اور کہا کہ میرے پاس کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ اکبر اعظم کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا اور اُس نے قہر آلود لہجے "~~مخبر کو~~ طب کر کے کہا کہ پھر کونسی خبر ہے جلدی سے بتا۔

مخبر نے ایک بار پھر جھک کر شہنشاہ کو تعظیم دی اور کہنا شروع کیا کہ پشاور کا گورنر اپنے حفا ⇖ دستے کے ساتھ پشاور شہر سے باہر کے علاقوں کا دورہ کر رہے تھے کہ راستے ”گھات ”بیٹھے تحریک روشنائی کے لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ ان کا یہ حملہ اتنا زوردار تھا کہ گورنر اور اُس کو حفا ⇖ دستے کے لوگوں کو سنبھلنے کا موقعہ ہی نہ ملا اور وہ سارے روشنائیوں کے ہاتھوں تہہ تیغ ہو گئے اس پر شہر سے مزید کمک منگوائی گئی لیکن وہ سب لوگ کمک کے آنے سے پہلے کابل کی طرف فرار ہو گئے اور آخری اطلاع کے ♉ بق وہ لوگ غزنی کے حدود ”داخل ہو کر کہیں 🕐 گئے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد مخبر خاموش ہو گیا۔

اکبر اعظم غصے سے ہاتھ ملتے اور تاسف کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آخر کسی چیز کی بھی حد ہوتی ہے اور ان روشنائیوں نے تو تمام حدیں پار کر دیں ان کی بیخ کنی کرنی اس وقت بہت ضروری ہو گئی ہے ورنہ ان کے شورشوں کا سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا اور سارے ملک ”کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔
اکبر اعظم نے اپنی بات مزید بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

اب ” نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کے خلاف پوری قوت سے حملہ کروں گا اور ان کو ان کے بلوں سے باہر نکال کر اپنے انجام تک پہنچاؤں گا۔ جن ” یہ لوگ چھپے ہوئے ہیں اب تک یہ لوگ ہمارے خلاف 🕐 کردار کرتے رہے ہیں لیکن اب ”ان کو چھپنے کا موقع ہی نہیں دونگا اس کے بعد اس نے اپنے ایک مشیر خاص کی سربراہی ”فوج کابل بھیجنے اور کابل کے گورنر کے ساتھ مل کر روشنائیوں کی بیخ کنی کرنے کا فیصلہ کر کے دربار کو برخاست کیا۔

اگلے دن اکبر اعظم کا مشیر خاص ایک لشکر لیکر کابل کی طرف روانہ ہوا اور ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعے کابل کے گورنر کو بھی لشکر تیار کرنے کا پیغام بھیجا تاکہ مل کر روشنائیوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔

دوسری طرف روشنائیوں کے سربراہ جلال الدین المعروف جلالہ کو بھی اُس کے جاسوس ملک کے کونے کونے سے مغلوں کے نقل و حمل کے بارے ”برابر خبریں پہنچا رہے تھے۔ لھذا اُس نے بھی

مغلوں سے کھلے ان " لڑنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لئے اُس نے بھی ایک بڑا لشکر تیار کرکے غزنی کے نواح " ایک کھلے ان " خیمہ زن ہوگیا اور مغلوں کے لشکر کے آنے کا انتظار کرنے لگا جلالہ نے اپنے لشکر کو تین حصوں " تقسیم کر دیا۔ قلب کو اپنی نگرانی " رکھا میمنہ پر اپنے بھتیجے اور داماد احداد خان ولد شیخ عمر کو سردار مقرر کیا اور میسرہ پر اپنے ایک کمانڈر عبداللہ کو سردار مقرر کیا اور دونوں کو ہدایت کی کہ پہلے سب اکٹھے ہو کر لڑیں گے اور جب جنگ خوب گرم ہو جائے تو پھر احداد خان اپنے لشکر کے ساتھ دائیں طرف جدا ہو کر مغلوں کی بائیں پہلو پر حملہ آور ہوگا اور عبداللہ اپنے لشکر کے ساتھ بائیں طرف علحٰدہ ہو کر مغلوں کے دائیں پہلو پر حملہ آور ہو کر ان کے لشکر کو تتر بتر کرنے کی کوشش کرے گا۔

اُدھر اکبر اعظم کا مشیر خاص اپنے لشکر کے ساتھ کابل پہنچا اور پھر چند آرام کرنے کے بعد کابل کے گورنر کے کمک کے ساتھ غزنی کی طرف کوچ کر گیا۔ چونکہ اُسے بھی اس کے مخبر روشنائیوں کے بارے " برابر خبریں پہنچا رہے تھے اس لئے وہ بھی غزنی آ کر اُس کھلے ان کے دوسری طرف خیمہ زن ہوگیا

دو دن تک دونوں لشکروں نے آرام کیا اور فریقین جنگ کی تیاریوں " وف رہے اور اپنے اپنے جنگی حکمت عملی کو آخری شکل دیتے رہے

آغازِ کار : تیسرے دن جب سورج رات کی تاریکی کو کرنوں کی عبا پہناتا ہوا طلوع ہوا اور اس کی روشنی دور دور تک 7 گئی اور ہر شے دھوپ سے بغلگیر ہوگئی تو دونوں لشکروں نے اپنی اپنی صفیں درست کیں اور دونوں لشکروں " جنگ کے طبل اور دفیں بجنا شروع ہوگئیں۔ تھوڑی دیر تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے سا ♦ صفیں باندھے کھڑے رہے۔ لشکر " لگاتار دفیں اور جنگ کے طبل بج رہے تھے شاہد سردار اس انتظار " تھا کہ جلالہ آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہو۔ جب جلالہ نے حملے کی ابتدا نہ کی تب سردار سفلی خواہشات اور بدی کی تحریک کی طرح اپنے لشکر کو حرکت " لایا۔ اس کے بعد

جلالہ کے لشکر پر اس نے اعضاء جوارح کو مدقوق کر دینے والی وبا اور زیست کو دھواں دھواں دھول دھول کرتی شب کی طرح حملہ کر دیا۔

جلالہ، احداد خان اور عبداللہ سردار کے اس حملے کو جمود کا عہد اور بحران کا دور سمجھ کر بڑی مردانہ اور جرت رندانہ کے ساتھ روک تھام کرتے ہوئے اپنے دفاع تک محدود رہے۔ سردار کے حملہ آور ہونے پر ان جنگ حسرتوں اور نوحوں کے نقوش اور المیوں کے خوفناک مراحل کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ پھر جوں جوں جنگ طویل ہوتی گئی تو لشکر " یہ مایوسی پھیلنے لگی کہ تعداد " زیادہ ہونے کے باوجود وہ جلالہ کے لشکر کو پسپا نہیں کر سکے تب احداد خان اور عبداللہ کی طرف سے نئے حملوں کی شروعات ہوئی۔

احداد خان اپنے لشکر کے ساتھ دائیں جانب سے لشکر کے بائیں پہلو کی طرف بڑھا اور بائیں پہلو پر اس نے گرجتے بادلوں کے حشر اور آشوب محشر کی طرح حملہ کر دیا تھا جبکہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ عبداللہ لشکر کے دائیں پہلو پر محرومیوں کی جلن اور آگ کی لپٹوں کے گورکھ دھندے کی طرح نازل ہونا شروع ہو گیا تھا۔

احداد خان اور عبداللہ جب اپنے لشکر سے جدا ہوئے تو وہ لشکر کے دونوں پہلو پر رگوں کو چوس لینے والے دکھ کے عفریت اور سلگتے دھاروں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے اور اس طرح سارے لشکریوں کے آپس " ٹکرانے کی وجہ سے ان جنگ خون کے بہتے جھرنے، فرقت کی تیرہ شی اور زخمی اور مجروح آوازوں کی شوریدہ طوفانوں کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

غزنی شہر کے باہر جلال الدین (جلالہ) کے لشکر اور لشکر کے ان کافی دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ لشکر زیادہ دیر تک جلالہ، احداد خان اور عبداللہ کے حملوں کو برداشت نہ کر سکے اور ان " شکست کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ سردار نے ایک بار پھر اپنے لشکریوں کو پکارا اور وہ بڑھ چڑھ کر پوری قوت کے ساتھ تحریک روشنائی کے لشکریوں پر حملے کرتے رہے لیکن

جب ان حملوں "بھی وہ جلالہ کے لشکر کو پسپا کرنے "ناکام رہے اور ان کے ان گنت ساتھی مارے گئے تب وہ بڑے فکر ہوئے کیونکہ اب جلالہ، احداد خان اور عبداللہ نے ایک طرح سے ان کا قتل عام شروع کیا تھا۔ جب سردار نے اندازہ لگایا کہ اگر اس طرح کا قتل عام کچھ دیر اور جاری رہا تو اس کے تمام لشکری ہلاک ہوجائیں گے اس لئے اُس نے شکست تسلیم کرتے ہوئے اپنے لشکریوں کو ان چھوڑنے اور بھاگ جانے کا اشارہ کیا اور خود بھی اپنے حفا دستے کے ساتھ ان چھوڑ کر کابل کی طرف بھاگ گئے۔ سردار کے ان چھوڑتے ہی اس کے لشکریوں نے بھی جنگ ختم کرنے اور ان سے بھاگنے پر اکتفا کیا۔ جلالہ نے احداد خان اور عبداللہ کے ساتھ مل کر کئی میل تک ان کا تعاقب کیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ جب ان کی تعداد کم ہوکر بے ضرر ہوگئی تو جلالہ نے اپنے دونوں سرداروں کو تعاقب ختم کرنے کا پیغام بھیجا۔ لہذا سب نے مزید تعاقب ختم کیا اور واپس اُس جگہ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی اور مغلوں کے مستقر پر قبضہ کرکے اس کو لوٹا اور اس کے بعد وہ غزنی شہر "داخل ہوگئے اور اُس پر قبضہ کرلیا چونکہ غزنی شہر کی حفاظت کے لئے اب کوئی لشکر باقی نہیں رہا تھا اور تمام لشکری کابل کی طرف بھاگ گئے تھے اس لئے شہر "داخل ہوتے وقت کوئی مزاحمت نہ ہوئی۔ انہوں نے شہر کو خوب لوٹا اور وہاں پر اپنی عمل داری قائم کی۔ یہ جنگ ۱۵۹۹ء "لڑی گئی اور جنگ غزنی کے نام سے مشہور ہے۔

تحریک روشنائی والوں کی بدقسمتی کہ شہر پر قبضہ کرنے کے کچھ دن بعد ان کا سربراہ جلال الدین المعروف جلالہ اتفاقیہ گولی لگنے سے ہلاک ہوگیا۔ جس کی وجہ سے اُن "بددلی پیدا ہوگئی۔ لہذا انہوں نے غزنی شہر کا قبضہ ختم کرتے ہوئے واپس تیراہ روانہ ہوگئے تاکہ ایک بار پھر اپنا قائد منتخب کرکے اپنے آپ کو اس کی سرکردگی "منظم کرسکے۔

تیراہ پہنچ کر اُنہوں نے اپنے تمام معتقدین کا ایک اجلاس بلالیا اور اس اجلاس "احداد خان بن شیخ عمر کو تحریک روشنائی کا نیا قائد مقرر کرلیا۔ احداد خان چونکہ جلال الدین المعروف جلالہ کے

بھتیجے اور داماد تھے۔احداد کی بیوی بی بی الائی جو جلالہ کی بیٹی تھی اس "بھی اپنے باپ کی طرح قابلیت، جرأت اور بہادری سب کچھ موجود تھی۔اس نے اپنے خاوند احداد خان کے ساتھ مل کر تمام تحریک روشنائی والوں کو ایک بار پھر ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور لشکر جمع کر کے مغلوں سے وقتاً فوقتاً لڑتی رہی۔

جلال لدین محمد اکبر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے شہزادہ سلیم نے نورالدین محمد جہانگیر کے نام سے ہندوستان پر حکومت شروع کی۔اور ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء تک حکمران رہا۔جہانگیر نے بھی اپنی حکومت کے دوران تحریک روشنائی کو ختم کرنے کے لئے مختلف حربے آزمائے لیکن ناکام رہا۔آخر کار تحریک روشنائی والوں کی دست درازیوں سے تنگ اس نے ۱۶۲۰ء "ان کے گڑھ تیراہ کو نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

جنگ تیراہ:

جلال الدین محمد اکبر کی وفات کے بعد شہزادہ سلیم نے عنوان اقتدار سنبھالے اور وہ نورالدین محمد جہانگیر کے نام ہندوستان پر حکومت کرنے لگا تو اس کے حکومت کے دور "ہندوستان " جتنے بھی شورش اُٹھے تھے۔ان سب کو شہنشاہ جہانگیر نے بڑی خوش اسلوبی سے ختم کیا ماسوائے تحریک روشنائی کے جو مذہب کے نام پر شروع ہو چکا تھا اور اب مکمل طور پر ـــــ لف تحریک بن چکا تھا۔اس تحریک کے ماننے والوں کا گڑھ تیراہ کا علاقہ تھا لیکن اس کے ماننے والے پشاور، جنوبی پختونخواہ اور افغانستان "بھی ـــــ حکومت کے خلاف چھاپہ مار جنگ لڑتے تھے۔تحریک روشنائی والوں کی ان دست درازیوں کی وجہ سے ـــــ حکومت کا کوئی اہل کار محفوظ نہیں تھا اور ان علاقوں "ـــــ حکومت کے اہل کاروں " شدید بے چینی پائی جاتی تھی۔جس کی وجہ سے شہنشاہ جہانگیر نے اپنے لوگوں کی تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے اور تحریک روشنائی کے پیروکاروں کو ختم کرنے کے لئے ان کے گڑھ تیراہ پر چڑھائی کرنے کا فیصلہ کیا۔اس مقصد کے لئے اُس نے اپنے ایک جرنیل غیرت خان کو ایک لشکر عظیم دے کر تیراہ جانے اور

وہاں پر تحریک روشنائی والوں کو ختم کرنے کی ہدایت کی۔

〰 جرنیل غیرت خان لشکرِ عظیم لے کر تیراہ کی طرف روانہ ہوا۔اُدھر تحریک روشنائی کے سربراہ احداد خان بھی اس صورتحال سے بے خبر نہیں تھے۔اُسے اس کے پیروکار 〰 لشکر کے نقل وحمل کی باقاعدگی کے ساتھ خبریں پہنچاتے تھے۔لہذٰا اس نے اپنی بیوی بی بی الاحیٔ اور دوسرے رُفقاء سے مشورے کے بعد 〰 لشکر سے ٹکرانے کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اپنے علاقوں کو 〰 لشکر کے ترکتاز سے بچانے کے لئے وہ اپنے لشکر کو لیکر تیراہ سے باہر ایک کھلے ⌂ان ״خیمہ زن ہوگئے اور 〰 لشکر کے پہنچنے کا انتظار کرنے لگے۔

دوسری طرف 〰 کمانڈر غیرت خان اپنے لشکر کو لے کر تیزی سے تیراہ کی طرف بڑھتا ہوا اس ⌂ان تک آگیا جہاں تحریک روشنائی والے خیمہ زن تھے۔اب دونوں لشکروں کے ⊠ن پانچ میل کا فاصلہ تھا اور دونوں طرفین اپنے مخبروں کی اطلاعات کے ♉ بق پنی اپنی جنگی حکمت عملی تیار کرنے ״ ♈وف ہوگئے۔

احداد خان نے اپنی بیوی بی بی الاحیٔ سے مشورے کے بعد اپنے لشکر کو دو حصوں ״تقسیم کر لیا۔ایک حصہ اپنے پاس رکھا اور دوسرا حصہ بی بی الاحیٔ کی کمانداری ״ دے دیا اور دونوں کے ⊠ن یہ طے پایا کہ ابتدا ״لشکر کے دونوں حصے سا ◆ کی طرف سے دشمن کا ڈٹ کر ○ بلہ کرینگے اور جب جنگ خوب زور وشور سے گرم ہوجائے تو اعداد خان اپنے لشکر کو علیحدہ کر کے ایک لمبا کاوا کاٹ کر دشمن کے پہلو پر حملہ کریں گے اور دشمن کے صفوں کو درہم برہم کرنے کی کوشش کرینگے۔

دوسری طرف 〰 سردار نے احداد خان کے لشکر کی ترتیب کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر کو حصوں ״تقسیم نہیں کیا بلکہ اپنے لشکر کو یک مشت پورے زور سے اعداد خان کے لشکر پر حملہ کرنے کے لئے ⌂ان ״اُتارا۔

آغازِ کار : ۔۔۔۔ لشکر کے تیراہ پہنچنے کے بعد دو دن تک دونوں لشکروں نے آرام کیا تیسرے دن جب سورج رات کی تاریکی کو چمکدار کرنوں کی عبا پہنا تا ہوا نمودار ہوا اور ہر شے کو روشنی کے نور سے منور کر گیا تو دونوں لشکروں نے اپنی اپنی صفیں درست کیں۔ دونوں لشکروں " جنگ کے طبل اور دفیں زور زور سے بجنے لگے۔ بی بی الاحیٰ جنگی لباس زیب تن کئے ہوئی احداد خان کے ساتھ اپنے لشکر سے آگے کھڑی تھی۔ اُس کو اس طرح جنگی لباس " دیکھ کر اُن کے لشکریوں کے حوصلے مزید بڑھ گئے تھے اور وہ بی بی الاحیٰ کی کمانداری "لڑی جانے والی اس جنگ " اپنے جوہر دکھانے کے لئے بڑے بے تاب ہو رہے تھے۔

جونہی دونوں لشکروں " جنگ کے بگل بج گئے دونوں لشکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے۔ حملے کی ابتدا ۔۔۔۔ لشکر نے کی۔ غیرت خان اپنی لشکر کے ساتھ رات کی رسوائیوں "پتھروں کے نگر کے چیختے لمحوں، بغض عداوت کو بے زنجیر کرتے دکھوں اور زندگی کی طویل گزرگاہ پر بدقسمتی کی پرچھائیاں پھیلاتے بُرے حالات کے سرطان کی طرح اعداد خان کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا۔ حملہ آور ہوتے ہوئے ۔۔۔۔ لشکری عجیب طرح کی خوف و دحشت کے اژدہاؤں جیسی آوازیں نکالتے ہوئے صدیوں کے قحط کی طرح اعداد خان اور اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

احداد خان اور بی بی الاحیٰ نے شروع "دشمن کے حملوں کو روکنے پر اکتفا کیا تھا۔ کچھ دیر تک وہ دفاع تک محدود رہے تاکہ ۔۔۔۔ لشکر اپنا پورا زور لگائے۔ جب ۔۔۔۔ لشکر نے اپنا پورا زور لگایا اور احداد خان کے لشکر کو پیچھے دھکیلنے "☒ب نہیں ہوئے تو اُن "ایک طرح کی بددلی پیدا ہونا شروع ہوئی۔ اُدھر جب احداد خان نے دیکھا کہ ۔۔۔۔ لشکر اپنا پورا زور صرف کر چکا ہے تو پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے ☒ بق احداد خان نے لگاتار تکبیریں بلند کرنا شروع کیں۔ تکبیروں کے جواب "بی بی الاحیٰ کے لشکر سے بھی تکبیریں بلند ہوئیں۔ ان تکبیروں کی اوازیں بلند ہوتے ہی احداد خان اور اس کے سالاروں کے علاوہ بی بی الاحیٰ بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت "آئی۔ دفاع سے نکل کر وہ

بھی جارحیت پر اُترتے ہوئے دشمن پر آشاؤں کے شہر "دکھوں کے عفریت اور جیون کے تاریک دنوں "اذیتوں کے بے کراں سلسلوں کی طرح حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔

کچھ دیر تک احداد خان اور اس کے ساتھی سالار حملہ آوروں کے حملے روکتے اور ان پر بڑھ چڑھ جوابی حملے کرتے رہے۔ان کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگاتے رہے ساتھ ہی وہ انہیں تھکانے کی بھی کوشش کرتے رہے۔اس کے بعد احداد خان نے اپنے کام کی ابتدا کرنا شروع کی تھی۔اپنے حصے کے لشکر کو لیکر وہ دائیں جانب کھسکنا شروع ہوا اس کے بعد وقت کی آنکھ نے دیکھا کہ احداد خان اپنے لشکر کے ساتھ ہہہہلشکر کے ایک پہلو پر زندگی کے دشت کی آوارگی "صحرا کی بیچارگی طاری کرتی ہجر کی ویران راتوں اور زیست کی ویران وادیوں "نارسائی کے سمندر کی طرح حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا

اس موقع پر غیرت خان بے حد فکر□ اور پریشان تھا اس لئے کہ وہ اپنے لشکر کے کسی قدر اگلے حصے "تھا۔پہلی تین چار صفوں کو چھوڑ کر وہ چوتھی پانچویں صف "لڑ رہا تھا جب کہ اُس کے پیچھے ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ چیخ و پکار اور نوحوں کا ایک طوفان اسے سنائی دے رہا تھا۔ساتھ ہی اُسے جب بتایا گیا کہ احداد خان نے اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ چکر کاٹ کر ہہہہلشکر کے بائیں پہلو اور پچھلے حصے کو اپنا ہدف بنالیا ہے تب غیرت خان کے پاؤں تلے سے ز "نکلنا شروع ہو گئی تھی۔اسے یہ خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ جب احداد خان پچھلی سمت سے اس کے لشکر کو کاٹتا ہوا آگے بڑھتا چلا آئے گا تو اس طرح وہ مغلوں کے پورے لشکر کا کام تمام کر دے گا اور کسی کو جان بچا کر بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا

یہ صورتحال غیرت خان کے لئے انتہائی خطرناک اور تشویشناک تھی جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے لشکر کے پچھلے حصے "چیخ و پکار بڑھتی چلی جارہی تھی۔اس موقع پر اپنے محافظ دستوں کے ساتھ وہ حرکت "آیا۔شاید وہ یہ چاہتا تھا کہ کچھ دستوں کے ساتھ وہ حرکت "آئے اور اعداد خان کے خلاف جوابی کاروائی کرے لیکن اُس وقت تک احداد خان نے اس کے لشکر کے پچھلے حصے کے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔اس موقع پر غیرت خان نے جو صورت حال دیکھی وہ

بڑی مایوس کن تھی۔ اس لئے کہ اس کے لشکری احداد خان کے ساتھیوں کے آگے آگے بھاگ رہے تھے کوئی بھی ان سے ٹکرانے کی کوشش نہیں کر رہا تھا بلکہ خوف اور دہشت زدہ کر دینے والی آوازیں نکالتے ہوئے کچھ لشکر کے اگلے حصے کی طرف بھاگ رہے تھے اور کچھ جانیں بچانے کی خاطر میدان سے دوسری طرف کا رُخ کر رہے تھے۔

غیرت خان کے لئے یہ صورت حال بڑی ناقابل برداشت تھی۔ وہ خود خوف زدہ ہو گیا تھا اب اس نے بڑھ کر اعداد خان کا مقابلہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا اس لئے کہ اس کے لشکر کے پچھلے حصے کا تو احداد خان نے خانہ خراب کر کے رکھ دیا تھا۔ اب باقی لشکر بھی اپنی جانیں بچانے کے لئے کچھ اگلی سمت اور کچھ دوسری سمتوں کو بھاگ رہے تھے اور لوگ اپنی جانیں بچانے کے لئے آگے جانے کے بجائے دائیں جانب آہستہ آہستہ کھسکنے لگے تھے۔

اب حالات غیرت خان کے لئے نہایت ہی تشویش ناک ہو گئے تھے۔ کیونکہ اب آگے کی جانب سے بی بی الاحئی اور بائیں پہلو کی جانب سے اعداد خان نے اس کے لشکر کا قتل عام شروع کر رکھا تھا اور اس کے لشکر جانیں بچانے کے لئے ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ اس لئے غیرت خان نے اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے اپنے محافظ دستے کے ساتھ میدان سے بھاگنا چاہا لیکن بی بی الاحئی اور احداد خان نے اس کی یہ کوشش بھی ناکام بنا دی کیونکہ وہ دونوں غیرت خان کو اپنا ہدف بنا چکے تھے اور اس کو اس کے حفاظتی دستے کے ساتھ گھیرے میں لے چکے تھے۔

حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے غیرت خان نے میدان سے بھاگ جانے کا ارادہ تبدیل کیا اور بہادری سے لڑتے ہوئے اپنے حفاظتی دستے سمیت میدان جنگ میں کام آئے۔ غیرت خان کے قتل ہونے کے ساتھ ہی اس کے لشکر کی رہی سہی مزاحمت بھی دم توڑ گئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے احداد خان نے بی بی الاحئی کے لشکر کا میدان جنگ چھوڑا اور اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بھاگتے ہوئے لشکر کے تعاقب میں نکلا یہ تعاقب کافی دیر تک جاری رہا اور اس تعاقب کے دوران

اس نے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ جس قدر تعداد غیرت خان لے کر ان جنگ " آیا تھا اب اس کے دسویں حصے سے بھی کم تعداد " لشکری اپنی جانیں بچاتے ہوئے بھاگ رہے تھے ۔ جب ان کی تعداد کافی کم ہو کر بے ضرر ہو گئی تو احداد خان نے تعاقب ختم کیا اور واپس اسی جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی ۔ دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کیا گیا۔ مرنے والوں کی تجہیز اور تکفین کے بعد زخمیوں کی دیکھ بھال کی گئی اور پھر فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے واپس اپنے مرکز تیراہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ یہ جنگ ۱۶۲۰ء " "تیراہ کے م پر لڑی گئی اور جنگ تیراہ کے نام سے مشہور ہے۔

احداد خان کی وفات

احداد خان نے ۱۵۹۹ء اپنے چچا اور سسر جلال الدین المعروف جلالہ کی وفات کے بعد تحریک روشنائی کی قیادت سنبھالی اور ۱۶۲۶ء تک اس کو بخوبی نبھایا وہ ایک جوان عزم اور پُر انسان تھے۔ اس کی شجاعت اور جرأت ی کی داستانیں افغانستان سے نکل کر بنگال تک پہنچ چکی تھیں اور لشکریوں اور سالاروں کے لئے اس کا نام ایک دہشت بن چکا تھا۔

جنگ تیراہ کے بعد اس نے پھر اپنی چھاپہ مار کاروائیوں کو بھرپور طریقے سے آگے بڑھایا اور اس نے حکومت اور اس کے اہل کاروں کو چین سے نہ رہنے دیا۔ جنگ تیراہ کے چھ سال بعد کوہاٹ کی پہاڑیوں " فوج کے ساتھ ایک جھڑپ " احداد خان ایک مورچے سے دوسری طرف جاتے ہوئے مارا گیا۔ فوجیوں نے اُس کے سر کو تن سے علحدہ کیا اور پھر اس کی لاش کو آگ لگا دی اس طرح احداد خان نے نہ صرف زندگی " اپنے باپ اور دادا کی تحریک کو زندہ رکھا بلکہ مرنے کے بعد بھی اس کی لاش کو جلانے سے باپ اور دادا کی تقلید کی گئی ۔ اس کا سر اور انگھوٹی اس وقت شہنشاہ جہانگیر کو پیش کر دیا گیا جب وہ کابل کے لئے روانہ ہو رہا تھا

بی بی الائیٔ

احداد خان کے قتل ہونے کی وجہ سے تحریک روشنائی کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا تھا لیکن احداد خان کی بیوی بی بی الائیٔ جو ایک با حوصلہ اور بہادر خاتون تھی اس نے بے پناہ فراست اور تدبر سے کام لیتے ہوئے احداد کی کمی کو بڑی حد تک پوری کرنے کی کوشش کی۔ احداد خان کے مغلوں کے ہاتھوں قتل ہونے کے بعد بی بی الائیٔ نے تحریک روشنائی کی قیادت سنبھالی اور اپنے بیٹے قادر خان کے ساتھ مل کر اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے وقف عمل رہی۔ بی بی الائیٔ نے اپنے ساتھ عہد کر لیا تھا کہ جب تک میری رگوں میں خون کی گردش جاری ہے میں انتقام کی اس بھٹی گرم کو رکھوں گی اور جب تک قاتلوں کا صفایا نہیں کر دیتی اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گی۔ اس سلسلے میں اُس نے بڑے زور وشور سے چھاپہ مار جنگ کو جاری رکھا اور کسی بھی موقع پر اپنے پیروکاروں کو اپنی عورت ہونے کی کمزوری کا احساس نہیں دیا۔

اُدھر ہندوستان میں ۱۶۲۸ء میں شہنشاہ جہانگیر کے فوت ہونے پر اس کا بیٹا شاہ جہان تخت نشین ہوا۔ شاہ جہان کے دور میں بھی مغلوں کے ساتھ تحریک روشنائی والوں کی یہ کشمکش جاری رہی۔ اور بی بی الائیٔ کی قیادت میں تحریک روشنائی کے معتقدین پہلے سے بھی زیادہ زور وشور کے ساتھ مغل حکومت کے خلاف چھاپہ مار کاروائیاں کرتے رہے اور اپنی ان کاروائیوں کی وجہ انہوں نے کابل کے مغل گورنر مظفر خان کو ایک پل بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔

مغل گورنر مظفر خان ہر وقت تحریک روشنائی والوں کے بارے میں شہنشاہ ہند شاہ جہان کو با قاعدگی کے ساتھ شکایات کرتا رہا۔ آخر کار تنگ آ کر شہنشاہ ہند شاہ جہان نے تحریک روشنائی والوں کے خلاف بڑی کاروئی کرنے کا فیصلہ کیا۔

جنگ خیبر:

ایک طرف ہہہ حکومت تحریک روشنائی کو جڑ سے ختم کرنے کے درپے تھی تو دوسری طرف بی بی الاحیٰ ہہہ گورنر مظفر خان سے اپنے خاوند احداد خان کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے بے تاب تھی۔ یاد رہے یہ وہی مظفر خان ہے جنھیں احداد خان کے قتل کے صلے "گورنری شہنشاہ جھانگیر کی طرف سے انعام "ملی تھی۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے بی بی الاحیٰ نے تمام پختون قبیلوں کے سربراہوں کو قاصد بھیجے اور ان سے پختونوں کی عزت و ناموس کے نام پر اپنی بہن (بی بی الاحیٰ) کی مدد کرنے اور مغلوں کی بربریت اور ظلم و زیادتی کو لگام دینے کے نام پر مغلوں کے خلاف ایک فیصلہ کن لڑائی لڑنے کی دعوت دی۔

بی بی الاحیٰ کے قاصد جب پختون قبیلوں کے سربراہوں کے پاس پہنچے تو سب سے پہلے یوسف زئی قبیلے کے سربراہ بہا کو خان نے اس کی پکار پر لبیک کہا اور اپنے رُفقاء سے مشورے کے بعد ایک بڑا لشکر تیار کر لیا اور خود اس کی کمانداری کرتے ہوئے بی بی الاحیٰ کی مدد کو روانہ ہوا۔ اس طرح داؤدزئی قبیلے کے سربراہ رامداد خان نے بھی اس کی دعوت کو قبول کیا اور پھر اس طرح بنگش، اورکزئی اور افریدیوں نے بھی مغلوں کے خلاف بی بی الاحیٰ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا جبکہ خٹک قبیلہ (جس کی قیادت خوشحال خان خٹک کے والد شہباز خان خٹک کر رہا تھے) اور پشاور کے ارباب، خلیل، مو□، چمکنی اور داودزئی وغیرہ مغلوں کے ساتھ رہے۔

سب سے پہلے بی بی الاحیٰ ایک لشکر کے ساتھ تیراہ سے روانہ ہوئی اور علاقہ خیبر لنڈی کوتل اور باڑہ کے ط☒ن ایک کھلے □ان "خیمہ زن ہوئی اس کے بعد چند دن تک بنگش، اورکزئی، افریدیوں، یوسف زئی اور محمد زئی کے لشکر بھی وہاں پہنچ گئے اور اُس کے ساتھ خیمہ زن ہو گئے۔ دوسری طرف کابل کے گورنر مظفر خان ایک بڑا لشکر لیکر علاقہ خیبر پہنچا اور اُس □ان کی دوسری طرف خیمہ زن ہو گیا جہاں بی بی الاحیٰ کے لشکر نے ڈھیرے ڈال رکھے تھے۔ اس سے اگلے روز شہباز خان خٹک، خلیل

،موسیٰ ،چمکنی اور داؤ دزئی قبیلوں کے لشکر بھی آ کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے ۔

رات کے وقت نماز عشاء کے بعد بی بی الاحئ نے تمام سرداران کو جنگی حکمت عملی کو آخری شکل دینے کے لئے اپنے خیمے " جمع کیا تھا۔صلاح مشورے کے دوران بہا کو خان نے بی بی الاحئ کو کہا کہ میرے ذہن " ایک ترکیب آئی ہے اگر آپ اس کو پسند کریں تو اس پر عمل کر کے ہم مغلوں اور خٹک و خلیل وغیرہ کے مشترکہ قوت کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیں گے اور ان سب کو کھنگال کر رکھ دیں گے اور مغلوں کے مقدر " ایسی بدترین شکست لکھیں گے کہ یہ کئی نسلوں تک یاد رکھیں گے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد بہا کو خان رُکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔ محترم رُفقاء : آپ دیکھتے ہیں کہ مغلوں کے مشترکہ لشکر کی تعداد ہمارے لشکر سے بہت زیادہ ہے ۔ میرے خیال " ان کا لشکر ہمارے لشکر کے دگنے سے بھی زیادہ ہے اس بناء پر " سمجھتا ہوں کہ جہاں مظفر خان پر سکون ہو گا وہاں اس بار اس کے لشکری بھی اتنے بڑے لشکر سے بڑی اُمیدیں وابستہ کیے ہوں گے لیکن ہم نے ان کی ساری اُمیدوں کو خاک " ملانا ہے ۔

رُفقاء دیرینہ : میرا اندازہ ہے کہ گورنر مظفر خان اپنے سارے لشکر کو تین حصوں " تقسیم کرے گا۔ایک حصہ جو اس کے اپنے لشکر کا ہے اس کو لے کر وہ خود درمیان " رہے گا۔شہباز خان خٹک کے لشکر کو ایک پہلو پر اور دوسرے پہلو پر خیلی اور موسیٰ وغیرہ کے لشکر کو رکھے گا اور ان کی کمانداری ان کے سالاروں کے ذمے ہی لگائے گا۔

بی بی محترمہ : اب اس کا توڑ کرنے کے لئے اور مظفر خان کے منہ شکست اور ہزیمت کا بدترین طمانچہ مارنے کے لئے " چاہتا ہوں کہ ہم اپنے لشکر کو چار حصوں " تقسیم کریں ۔ایک حصہ آپ اپنے پاس رکھیں اور اس " بنگش کے لشکر کو شامل کریں دوسرا حصہ محترم رامداد خان کی کمانداری " دے دیں اور تیسرا اے حصے " افریدیوں اور اورکزئی کے لشکروں کو رکھے۔

یہاں تک کہتے کہتے بہا کو خان رُک جانا پڑا اس لئے کہ بڑے غور اور کسی قدر احتجاجی سے

انداز "بی بی الاحئ اس کی طرف دیکھتی ہوئی کہنے لگی۔

محترم بہا کوخان بھائی: آپ نے اپنے علاوہ سارے سالاروں کے نام گنوا دیئے لیکن "

نے اس فہرست "تمہارا نہیں سنا۔

بی بی الاحئ کے ان الفاظ پر بہا کوخان مسکرایا پھر کہنے لگا۔بی بی محترمہ ابھی "نے اپنی بات ختم نہیں کی،اس کے علاوہ "نے ابھی اپنے لشکر کی صرف تین حصوں کی بات کی ہے۔بی بی محترمہ اگر آپ پسند کریں تو چوتھا لشکر آپ میری کمانداری "دے دیں۔چوتھا لشکر جو میری کمانداری "ہوگا وہ آپ کے سارے لشکر کے پیچھے پڑاؤ "رہے گا۔اب ہمارے لشکر کی صورتحال دیکھتے ہوئے مظفر خان اندازہ لگائے گا کہ جس طرح اس نے خود اپنے لشکر کو تین حصوں "تقسیم کیا ہے اسی طرح اس کا بلہ کرنے کے لئے ہم بھی اپنے لشکر کو تین حصوں "تقسیم کر چکے ہیں۔

بی بی محترمہ: جب جنگ کی ابتدا ہوگی تو آپ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ دشمن سے ٹکرائیں۔جب مظفر خان کا پورا لشکر آپ سے ٹکرا جائے گا تو "اپنے کام کی ابتدا کروں گا۔ "پشت کی طرف سے حرکت "آؤں گا جو لشکر امداد خان کی سرکردگی "کام کر رہا ہوگا اس کے پیچھے سے ہوتا ہوا "بڑی تیزی اور برق رفتاری سے مظفر خان کے لشکر کے پہلو کا رخ کروں گا۔اب اُس سمت یا تو شہباز خان کا لشکر ہوگا یا خلیل وغیرہ کا۔جس کا بھی ہوا بی بی محترمہ "آپ کو یقین دلاتا ہوں "لمحوں کے اندر اس کی صفیں درہم برہم کرتے ہوئے اور انہیں کاٹتے ہوئے اور ان کی تعداد ایک طرح سے کم کرتے ہوئے مظفر خان کے لشکر کے وسطی حصے کی طرف بڑھنا شروع کروں گا۔

بی بی: اگر "ایسا کرنے "☒ب ہوگیا تو پھر یاد رکھیئے گا لمحوں کے اندر اس رزم گاہ "مظفر خان کے لئے شکست،ہزیمت،بدنامی اور ذلت کے در کھلتے چلے جائیں گے۔

بہا کوخان جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک بی بی الاحئ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

جو کچھ تم نے کہا ہے یوں جانو 🕐 آخری ہے۔اب میرے اور دوسرے سالاروں کے ساتھ مل کر لشکریوں کی تقسیم کا کام سرانجام دو۔

اس کے ساتھ ہی بہاکو خان اور دوسرے سالاروں کے ساتھ مل کر بی بی الاحئ اپنے لشکر کو چار حصوں "تقسیم کرنے لگی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے رات کی تاریکی "لشکر کو چار حصوں "تقسیم کر دیا گیا۔ایک حصے کو لے کر بہاکو خان پیچھے چلا گیا۔باقی تین حصوں کو دشمن کے سا ♦صف آراء کرنے کے لئے میدان جنگ " چھوڑ دیا گیا

آغازِ کار: رات تیزی سے گزرتی چلی جارہی تھی۔جونہی صبح سورج کی کرنیں رات کی تاریکی کو عبا پہناتا ہونمودار ہوئی اور ہر شے دن کی روشنی "نہلا گیا تو دونوں طرف کیلشکریوں نے اپنی اپنی صفیں درست کیں۔اور دونوں لشکروں " جنگ کے لئے طبل اور دفیں زور زور سے بجنی شروع ہوگئیں اور دونوں لشکروں کے سرداراپنے اپنے لشکریوں کا جذبہ بھڑکانے "٧وف تھے۔

بی بی الاحئ نے اپنے رُفقاء سے مشورے کے بعد اپنے لشکر کو چار حصوں "تقسم کیا تھا۔قلب کو اپنے پاس رکھا اور اس "بنگش کے لشکر کو شامل کیا تھا میمنہ کو رامداد خان کی کمانداری " دے دیا تھا اور میسرہ "افریدیوں اور اورکزئی کے لشکروں کو رکھا تھا۔جبکہ بہاکو خان کی سربراہی "ایک لشکر پڑاؤ "رکھا تھا۔

دوسری طرف کابل کے گورنر مظفر خان نے بھی اپنے لشکر کو تین حصوں "تقسیم کیا۔قلب کو اپنے پاس رکھا میمنہ "شہباز خان خٹک کے لشکر کو جبکہ پشاور سے آئے ہوئے قبائل خلیل، مو□، چمکنی اور داؤ دزئی کے لشکروں کو میسرہ "رکھا تھا۔

ایک طرف بی بی الاحئ جنگی لباس "گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کے سا ♦ کھڑی تھی اور اپنے لشکریوں کا جذبہ بڑھارہی تھی تو دوسری طرف کابل کا گورنر مظفر خان بھی اپنے اپنے سرداروں کے

ساتھ لشکر کے اندر جنگی حکمت عملی ترتیب دینے "" وف تھا۔

جونہی دونوں لشکروں "" جنگ کے سائرن بج گئے دونوں لشکر ایک دوسرے پر زوردار طریقے سے حملہ آور ہونے کے لئے چڑھ دوڑے۔ جنگ کی ابتدا گورنر مظفر خان نے کی۔ اپنے لشکر کو اس نے بڑھایا۔

کابل کے گورنر مظفر خان نے بڑا لشکر رکھنے کی وجہ سے جنگ کی ابتدا بڑی خوشی اور بڑے ولولے "" کی تھی۔ اپنے لشکر کو اس نے آگے بڑھایا اور پھر وہ گزرتے وقت کے پیمانے "" وحشی ہواؤں کی یورش، تنہائی کی تند لہروں "" مٹتی ہواؤں "" بپھرتے شعلوں اور نظر نظر "" سراب بکھیرتے طبقاتی تصادم کی طرح بی بی الاحیٔ کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

بی بی الاحیٔ نے بھی اس کے جواب "" دفاعی حالات اختیار نہیں کی۔ اس کے حملوں کو روکنے کے بعد وہ بھی اپنے لشکر کے تینوں حصوں کے ساتھ جارحیت پر اُتر آئی اور ایک دم جاگ اُٹھنے والے صحرا کے خوبیدہ جھکڑوں، قطرہ قطرہ زہر برسا دینے والے دکھوں کے بادلوں، بدنوں کو زخم زخم، دل و نظر کو آشفتگی "" ڈبو دینے والے وقت کی ان گنت لہروں سے اُٹھتی بے روگ اور خونخوار جبلتوں کی طرح حملہ آور ہو گئی تھی۔

بی بی الاحیٔ اور اس کے سالاروں اور لشکریوں کا حملہ ایسا زوردار تھا کہ انہوں نے دشمن کی پختہ کاری کو نام کاری، بپھرے سورماؤں کی شجاعت کو ہولناک شکست خوردگی اور تیغ زنی کی شعلہ خیز ہنر□ی کو افسردہ سامان کرب "" تبدیل کرنا شروع کر دیا تھا۔

کابل کا گورنر مظفر خان بڑا بے فکر تھا کہ ایک تو اس کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ دوسرے گزشتہ جنگوں "" تحریک روشنائی والے مغلوں کو اپنے پہلے ہی حملے "" پیچھے دھکیلنے ""☒ب ہو جاتے تھے لیکن اس بار مظفر خان اور اس کے لشکری جم کر تحریک روشنائی والوں کا ● بلہ کر رہے تھے اس لئے انہیں ایک طرح کی تقویت تھی کہ ان کے لشکر کی تعداد زیادہ ہے اور روشنائیوں پر انہیں عددی فوقیت

حاصل ہے۔

جس وقت مظفر خان نے اپنی پوری طاقت اور قوت صرف کرتے ہوئے بی بی الاحیٰ اور اس کی سالاروں کے حملے کو روک دکھایا تب اسے اُ⌂ ہوگئی تھی کہ جوں جوں جنگ طول پکڑے گی، تحریک روشنائی کے لشکریوں کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی اور وہ انہیں اپنے سا ♦ سمیٹنے اور پھر ان پر ناکامی اور شکست مسلط کرنے "" ☒ ب ہو جائیں گے۔

لیکن یہ بات مظفر خان کے وہم و خیال "" بھی نہ تھی کہ ابھی ایک طوفان ایسا ہے جو چھپا ہوا اور اس کے خلاف حرکت "" آنے کے لئے پر تول رہا ہے۔ مظفر خان کی بدقسمتی کہ جس وقت بی بی الاحیٰ اپنے لشکر کے ساتھ اس کے لشکر پر حملہ آور ہوئی تھی اُس وقت گھبراہٹ "" مظفر خان یہ اندازہ نہ لگا سکا کہ آخر بہاکو خان کون سے حصے کی کمانداری کر رہا ہے۔

بہرحال جس وقت دونوں لشکر بُری طرح ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اسی وقت اپنے لشکر کی پشت کی جانب سے بہاکو خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شعلوں "" پنہاں آتشیں بے درد کی طرح حرکت "" آیا۔ خون کی کلیاں کروا دینے والے چلتے عذاب کی طرح وہ اپنے لشکر کی پشت سے نکل کر ایک کاوا کاٹتا ہوا مظفر خان کے لشکر کے پہلو کی طرف بڑھا تھا۔

اس کے بعد مظفر خان کے لشکر کے ایک پہلو "" خونی انقلاب برپا ہوا۔ اس لئے کہ بہاکو خان مظفر خان کے لشکر کے اس پہلو پر حملہ آور ہوا تھا جہاں خلیل، مو◻ وغیرہ کی لشکر رامداد خان کے لشکر سے اُلجھا ہوا تھا۔

اس لشکر کے پہلو "" پہنچتے ہی بہاکو خان اپنے لشکر کے ساتھ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ جسموں سے اُلجھتی اور ہر شے کو موت کے تھپیڑے مارتی برفانی ہواؤں، ماضی کے کرب کو حال کے ماتم "" تبدیل کر دینے والے خیموں کی طنابیں توڑتے بگولوں اور آئینوں کو سنگ روشنی کی ظلمات سے ٹکرا دینے واکے صاحبان عزم کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

بہاکوخان کی طرف سے مظفر خان کے لشکر کے پہلو پر یہ حملہ انتہا درجہ کا جان لیوا اور خوفناک تھا اور اس ""اُس وقت خوفناکی اور وحشت اور زیادہ ہوگئی جب دشمن کے پہلو کی ان گنت صفوں کو کٹاتے ہوئے زور زور سے تکبیریں بھی بلند کرنے لگا تھا اور تکبیروں کی ان صداؤں نے دشمن کے لشکریوں کے پاؤں تلے سے ز ""کھینچنا شروع کر دی تھی۔ بہاکوخان مظفر خان کے لشکر کے جس پہلو پر حملہ آور ہوا تھا اپنے پہلے ہی حملے ""وہ لاشوں کے ڈھیر لگانے شروع کر دیتا تھا۔ اب اس حصے کی بدقسمتی کہ بہاکوخان تو ان کے پہلو پر حملہ آور ہو چکا تھا۔ اگر وہ اپنا رُخ بدل کر بہاکوخان کا ⭘ بلہ کرنے کی کوشش کرتے تو سا ♦ کی طرف سے رامداد خان ان پر جان لیوا ضربیں لگانے لگتے تھے۔ اس بنا پر وہ ایک طرح سے دوہری مصیبت اور عذاب ""مبتلا ہو کر رہ گئے تھے۔

اس موقع پر بہاکوخان نے ایک اور اچھا قدم اُٹھایا۔ مظفر خان کے لشکر کے اس حصے کی جو اگلی صفیں تھیں ان کو اس نے نظر انداز کر دیا تھا کہ وہ رامداد خان اور اس کا لشکر اس سے اُلجھتے رہیں جب کہ وہ اسی لشکر کے پشتی حصے کی طرف گیا اور ایسے زوردار حملے شروع کئے کہ پشتی حصے کو اس نے بالکل فنا کر کے رکھ دیا اور جو لشکری وہاں سے بچے وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے مظفر خان کے لشکر کے پشتی حصے کی طرف بھاگنے لگے تھے جب کہ بہاکوخان ان کے پیچھے لگ گیا۔ اب ایک طرح سے بہاکوخان مظفر خان کے لشکر کے ایک پہلو کے پشتی حصے کو ختم کرنے کے بعد مظفر خان کے اپنے حصے کے لشکر کی پشت کی جانب بڑھنا شروع ہو گیا تھا۔

مظفر خان اس وقت اپنے لشکر کے وسطی حصے کی کچھ صفیں چھوڑ کر پیچھے اپنے لشکریوں کو ہدایت جاری کر رہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ جہاں دیکھتا تھا کہ اس کے لشکر پر دباؤ بڑھ رہا ہے وہاں وہ محافظ دستوں کے ساتھ حملہ آور ہوتے ہوئے ⭘ بلہ بھی کر رہا تھا۔ اتنے ""اسے یہ اطلاع دی گئی کہ روشنائیوں کے ایک لشکر نے اس کے لشکر کے پہلو کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے پہلو کی پشت کو صاف کرتے ہوئے اب اس کے لشکر کے پشتی حصے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ہے۔ اس خبر نے یقیناً مظفر خان کو

فکر□اور پریشان کر دیا تھا اور جب بتانے والوں نے مظفر خان پر یہ انکشاف کیا کہ پہلو کی طرف سے جو روشنائیوں کا لشکر حملہ آور ہوا ہے اس کی کمانداری بہا کو خان کر رہا ہے تب مظفر خان کی پریشانی اور اس کی فکر□ی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ یوں محسوس کر رہا تھا جیسے نہ رُکنے والے عذاب نے اس پر نزول کر دیا ہو یا اُس کے لئے ز "پر زلزلہ طاری کر دیا گیا ہو۔

مظفر خان اپنے لشکر کا ایک حصہ بہا کو خان کا◘ بلہ کرنے کے لئے علحدہ کرنا ہی چاہتا تھا کہ بہا کو خان نے ایک اور ہولناک اور خطرناک قدم اُٹھالیا۔ مظفر خان کے پچھلے کچھ لشکریوں کا خاتمہ کرنے کے بعد اچانک وہ بائیں جانب پلٹا اور مظفر خان کے پڑاؤ کی طرف بڑھا۔ بہا کو خان کی طرف سے یہ بڑا خطرناک اقدام تھا اس لئے کہ مظفر خان کے بہت سے لشکری پلٹ کر اسے پڑاؤ کے اندر گھیر سکتے تھے لیکن بہا کو خان نے اس سرعت اور تیزی سے کام لیا کہ پڑاو کے اندر جو مظفر خان کا حفا ⇦لشکر تھا اسے لمحوں کے اندر اس نے کاٹ کر رکھ دیا۔ سب کا صفایا کرنے کے بعد بہا کو خان پھر پلٹا اس وقت تک مظفر خان نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے مختص کر دیا تھا وہ اس کی طرف بڑھا تھا لیکن اب بہا کو خان نے اچانک اُٹھنے والے طوفان کی طرح ایک اور صورت اختیار کر لی۔

بڑی تیزی سے وہ پڑاؤ سے نکل کر مظفر خان کے لشکر کے دوسرے پہلو کی طرف بڑھا۔ اس پہلو "شہباز خان خٹک کا لشکر روشنائیوں سے برسر پیکار تھا۔ اور اس کے سا ♦افریدیوں اور بنگش وغیرہ کا لشکر تھا اس کی پشت کی جانب پر بہا کو پہلے حملہ آور ہوا۔ سینکڑوں لشکری جو پشت کی جانب تھے انہیں موت کے گھاٹ اُتارا جب اس نے دیکھا کہ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے مظفر خان نے جو لشکر جو لشکر مختص کیا ہے وہ اس کے پیچھے چلا آتا ہے تب بہا کو خان آگے بڑھا اور مظفر خان کے لشکر کے اس حصے کی پشت کو چھوڑ کر اس کے پہلو پر حملہ آور ہوا۔ وہاں بھی اس نے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار کر پیچھے چاروں طرف مظفر خان کے لشکریوں کی لاشیں ہی لاشیں بکھیر کر رکھ دی تھیں۔

اب بہا کو خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مظفر خان کے لشکر کے دوسرے پہلو کی طرف

آ گیا تھا وہ جس طرف بھی حملہ آور ہوتا اپنے پیچھے خون "نہائی شب اور خاک "تھڑے دن کا سا سماں پیدا کرتا چلا جاتا تھا۔

دوسرے پہلو کے بھی ایک خاصے بڑے حصے کو بہا کو خان نے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ اتنی دیر تک مظفر خان کا وہ لشکر جو مظفر خان نے خصوصیت کے ساتھ بہا کو خان پر حملہ آور ہونے کے لئے علحدہ کیا تھا وہ بھی اس کا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک آ گیا تھا۔ بہا کو خان کی حرکات واور سکنات سے لگتا تھا جیسے وہ تعاقب کرنے والے مظفر خان کے اس لشکر پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ جونہی تعاقب کرنے والا لشکر نزدیک آیا بہا کو خان آندھی اور طوفان کی طرح مڑا پھر تعاقب کرنے والے مظفر خان کے اس لشکر پر وہ بے خوابی کے جنگل "روشنی کے تازہ موسموں اور لمحوں کی زنجیر "محصوص کر دینے والی شفق کی سُرخ کرنوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

مظفر خان نے جو لشکر بہا کو خان کے تعاقب کرنے کے لئے بھیجا تھا اس لشکر کے سالار کا خیال تھا کہ وہ جب پشت کی جانب سے بہا کو خان پر حملہ آور ہوگا تو پہلو "جو ان کے لشکری برسر پیکا ہیں وہ بھی ایک طرف سے بہا کو خان پر حملہ آور ہو جائیں گے لیکن لگتا تھا بہا کو خان ان کے ان سارے منصوبوں کو نگاہ "رکھے ہوئے تھا۔ پہلو کے لشکر کو اس نے پہلے ہی کافی حد تک کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ اب وہ تعاقب کرنے والے لشکر پر اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ ضربیں لگا رہا تھا اور بڑی تیزی کے ساتھ انہیں پراگندہ اور پامال کرتا جا رہا تھا۔

اتنی دیر تک مظفر خان کے لشکر "ایک زبان سے دوسری زبان، ایک کان سے دوسرے کان تک یہ خبریں پہنچنا شروع ہو گئیں کہ روشنائیوں کا ایک لشکر جو کہیں گھات "بیٹھا ہوا تھا اچانک نمودار ہوا اور اس نے ان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر پڑاؤ کے اند جو لشکری تھے ان سب کا خاتمہ کر کے رکھ دیا ہے۔ لشکریوں کے ذہن "یہ بھی بات بیٹھنے لگی کہ روشنائیوں کے اس لشکر نے ان کے لشکر کے پہلے ایک پہلو کو کاٹا اس کے بعد دوسرے پہلو کو بھی کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ اس طرح یہ خبریں سننے کے بعد مظفر خان

کے لشکریوں " ایک طرح کی بددلی پھیلنا شروع ہوگئی تھی۔

بہاکوخان کے مختلف حصوں پر حملہ آور ہونے سے روشنائیوں کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ وہ مظفر خان کے لشکر کی عوامی فوقیت کو بالکل فراموش کرتے ہوئے دشمن پر جان لیوا حملے کر رہے تھے۔ کچھ دیر کی کشمکش کے بعد بہاکوخان نے مظفر خان کے اس لشکر کا بھی خاتمہ کر دیا جو اس کے تعاقب " نکلا تھا اور ایک بار پھر وہ مظفر خان کے لشکر کے ایک پہلو پر حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا اور اس طرح اس نے ایک طرح سے مظفر خان کے لشکر " نقب لگانی شروع کر دی تھی۔

اب لمحہ بہ لمحہ مظفر خان کے لشکر پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا جب کہ اس کے لشکر " اُسی لحاظ سے افراتفری اور بدنظمی بھی بڑھنا شروع ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ مظفر خان کے لشکر کو بدترین شکست اُٹھانا پڑی اور مظفر خان پسپائی کے بگل بجاتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ اپنے پڑاؤ کی ہر چیز کو فراموش کرتا ہوا مظفر خان اپنے لشکر کے ساتھ کابل کی طرف بھاگا تھا۔ بی بی الاحئ، بہاکوخان اور دوسرے سالاروں نے کچھ دیر تک بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب کیا۔ ان کی تعداد مزید کم کی اس کے بعد بی بی الاحئ کے حکم پر لشکر اس جگہ واپس آ گیا تھا جہاں جنگ ہوئی تھی۔

پہلے زخمیوں کی دیکھ بھال کی گئی۔ جنگ " مارے جانے والوں کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا گیا اس کے بعد مظفر خان کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کیا گیا۔ اس جنگ " بی بی الاحئ کے ہاتھ مال غنیمت کی صورت " بہت کچھ لگا اور اس نے وہ سب کچھ تمام لشکریوں " تقسیم کرتے ہوئے ایک طرح سے انہیں مالا مال کر کے رکھ دیا تھا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد تمام لشکریوں نے وہاں دو دن تک قیام کیا تمام سرداروں نے اپنے لشکریوں کو ستانے کا پورا موقع فراہم کیا اسی دوران بی بی الاحئ نے اپنے خیمے " تمام سرداروں کا اجلاس ﷺ کیا اور اس اجلاس " تمام سرداروں کا فرداً فرداً شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی اس جنگ " بہاکوخان کی کارکردگی کو تمام سرداروں نے سراہا جس کی وجہ جنگ " فتح ممکن ہوئی تھی۔

دو دن تک آرام کرنے کے بعد جنگ "شامل تمام لشکر ماسوائے بی بی الاحیٰ کے لشکر کے فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہوئے جب کہ بی بی الاحیٰ نے مغلوں کی نقل وحمل پر نظر رکھنے کے لئے اُنہی علاقوں "قیام کرنے کا فیصلہ کیا۔

پشاور کا محاصرہ

بی بی الاحیٰ نے جنگ خیبر کے بعد کئی مہینے علاقہ خیبر "قیام کیا اور یہاں سے حکمرانوں کے خلاف چھاپا مار جنگ لڑتی رہی۔ جنگ خیبر سے تقریباً چھ ماہ بعد بی بی الاحیٰ نے عالم گودر کے ○ م پر ایک بڑا لشکر تیار کرلیا اور حکمرانوں سے لڑنے کے لئے پشاور کی طرف کوچ کیا۔ پشاور کی حفاظت کے لئے جو لشکر تعینات تھا وہ ○ بلے کے لئے پشاور سے باہر نہ نکلی اور پشاور "قلعہ بند ہوگئی۔ بی بی الاحیٰ نے پشاور کا محاصرہ کرلیا اور یہ محاصرہ ایک مہینے تک جاری رہا۔ اس ☒ ب محاصرے کی وجہ سے لشکر نے شکست تسلیم کرلیا لیکن پشاور کے ارباب اور شہباز خان کی سازش کی وجہ بی بی الاحیٰ کے لشکر پر دھوکے سے اس وقت پیچھے سے حملہ کردیا جب وہ لشکر کے پشاور کے قلعہ پر سفید جھنڈا لہرانے کی وجہ سے بے فکر ہوگئے تھے۔

شہباز خان خٹک اور پشاور کے اربابوں نے رات کی تاریکی "روشنائیوں پر زبردست حملہ کیا۔ جس کی وجہ سے روشنائیوں کے کیمپ "ایک کہرام اور چیخ وپکار کا ایک نہ تھمنے والا طوفان برپا ہوگیا تھا۔ شہباز خان خٹک اور پشاور کے اربابوں کا یہ ناگہانی حملہ ایسا شدید تھا کہ روشنائیوں کے کیمپ "موجود لشکری ایسے دنگ اور ششدر رہ گئے تھے جیسے اس سے پہلے انہوں نے کبھی ویسا دکھ، ویسی محرومی، ویسا رنج اور ویسا سوز نہ دیکھا ہو۔

روشنائیوں کے کیمپ سے چیخ وپکار اُٹھتے ہی قلعہ "موجود لشکر نے بھی باہر آکر ان پر پیچھے سے حملہ کردیا اور اس طرح ان دوطرفہ حملوں بہت سے ہزاروں پختون قتل ہوگئے۔ بی بی الاحیٰ اور اس

کے سالاروں نے اپنے لشکر کو ترتیب "لانے اوران دوطرفہ حملوں کا◘ بلہ کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اس "□ب نہ ہوئے اور آخر کار بی بی الاحیٔ اوراس کے سالاروں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے اپنے حفا□ دستے کے ساتھ□ان چھوڑ کر بھاگے۔

پشاور کی اس شکست اور قتل عام کی وجہ سے تحریک روشنائی کا زور ٹوٹ گیا اوراس کے بعد وہ اس طرح کھلے□ان "جنگ کرنے کے قابل نہ رہے۔بی بی الاحیٔ بھی اس شکست سے بڑی فکر□ ہوئی لیکن اس نے پھر بھی □ نہ ہاری اوراس کے بعد بھی ایک سال تک چھاپا مار جنگ کرتی رہی۔ لیکن چونکہ اب حالات اس کی تحریک کے لئے موافق نہ تھے۔اس لئے افغان کمانڈر کے مشورے کو قبول کرتے ہوئے اپنے آپ کو مع اپنے بیٹے عبدالقادر اور بھائی رشید خان کے پشاور کے گورنر کے حوالہ کر دیا۔گورنر نے اُن بڑی عزت افزائی کی اور اُن کو ساتھ لے کر◘ "شاہ جہان بادشاہ ہند کو پیش کیا۔ بادشاہ ہند شاہ جہان بھی اُس کے ساتھ بڑی عزت اور احترام سے پیش آیا اور انہیں دکن " قیام کے لئے روانہ کر دیا۔عبدالقادر تھوڑے ہی عرصے بعد طبعی موت مر گیا۔ بعد "رشید خان فرح آباد "جا مقیم ہوا اور ۱۶۴۷ء "اس نے وہیں فرشتہ اجل کو لبیک کہا اوراس طرح اس منظّم تحریک کا خاتمہ ہو گیا۔

باب 8

یوسف زئیوں کا دوبارہ اتحاد

یوسف زئیوں "ایسے مخلص اور باے افراد کی کمی نہیں تھی جو اس باہمی جنگ و جدل کے باعث اپنی قوم کی تباہی دیکھ رہے تھے لیکن طرفین کی ہمہ گیر تحریکات کے سا ♦ بے بس تھے۔ اُن کے لئے سوائے اس کے کہ خاموشی سے موقع و محل کا انتظار کریں اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ انہی افراد " ملک کالوخان ولد علی خان جو یوسف زئی کے قبیلے رزڑ کی ذیل شاخ مانی زئی سے تھا قابل ذکر ہے واضح ہو کہ اس دوران ۷ی خان وفات پا چکا تھا اور یوسف زئیوں کا کوئی مشترکہ سردار نہ تھا اور یوسف زئی آپس "ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں ہو گئے تھے۔

1581ء "جنگ مینئی اور اُس کے بعد روخان درہ اور باڑہ "جب تحریک روشنائی کی طاقت ٹوٹ گئی اور اُس وقت کے قائدین بشمول ملا میرو بن سلیمان □ڑ^ان جنگ "کام آئے تو اس کے بعد ۔۔۔ لشکر نے یوسف زئیوں کے علاقوں پر یلغار کیا اور تمام علاقے کو تباہ و برباد کیا۔ ملک کالوخان اس حالات سے بہت پریشان تھے اور حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد اُس نے یوسف زئیوں کو دوبارہ منظّم کرنے کی کوشش شروع کی۔ اس نے اپنے رفقاء سے مشورہ کیا اور بشمول ایوب بن روسی، بابو بن سیفور اور میروس بن ملا میرو وغیرہ کا ایک جرگہ مرتب کیا۔ جس نے علاقہ یوسف زئی کا دورہ شروع کیا۔ لوگوں کو اتفاق و اتحاد قائم کرنے کی تعلیم و تلقین کرتے اور لوگوں کو اتفاق کے فوائد اور اختلاف کے سبب تباہی و بربادی کو سا ♦ رکھ کر اپنی قوم کو سمجھاتے ہے۔ چونکہ اراکین جرگہ اور ملک کالوخان کی حیثیت غیر جانبدارانہ تھی اس لئے قبائل □ڑ اور یوسف زئی دونوں نے اُن کی گفتگو کو بغور سنا۔ ملک کالوخان اور اراکین جرگہ نے اپنی خداداد ذہنیت کی بدولت جلد ہی عوام کو اپنا گردیدہ بنالیا ملک کالوخان کے مشیروں "میروس خان کا کردار نہایت ہی اہم تھا وہ نہایت عقل □ی

سے اکثر مات پر اپنے باپ کے افعال اور عقائد سے اتفاق نہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتا رہا اراکین جرگہ نے عوام کو بتایا کہ روشنائی اور غیر روشنائی کا جھگڑا عوام کا نہیں بلکہ علماء کا جھگڑا تھا۔ اس لئے ہمیں مذہبی جھگڑوں "نہیں پڑنا چاہیے بلکہ ہمیں اپنے اختلافات بھلا کر ایک قوم کی حیثیت سے اتفاق سے زندگی بسر کرنی چاہیے تاکہ بیرونی حملہ آور ہمیں مزید برباد نہ کریں لوگوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور اپنے اپنے اختلافات بھلا کر دوبارہ متحد ہو گئے۔

دریں اثناء 1581ء "اکبر اعظم کا اپنے بھائی مرزا عبدالحکیم جو کابل کا حکمران تھا سے رسہ کشی شروع ہوئی۔ یوسف زئیوں نے اس جرگہ ممبران کے ذریعے اس "حصہ لیا اور اکبر اعظم کو مرزا عبدالحکیم سے بہتر سلوک کرنے کی سفارش کی۔ جس سے ان دونوں بھائیوں کے تعلقات خوشگوار ہو گئے۔ چونکہ اکبر اعظم کو جرگہ ممبران کی مدبرانہ اور حکمت سے بھرپور فصیح باتیں پسند آئیں اور وہ واپس جاتے ہوئے جرگہ ممبران "سے ملک کالوخان کو نوشہرہ تھانے سے اپنے ہمراہ آگرہ لے گئے۔ جہاں اسے بڑی عزت اور احترام سے رکھا۔ آگرہ "اس کو ہر قسم کی آزادی دی لیکن قبیلہ "واپس لوٹنے کی اجازت نہ دی اور اس طرح کالوخان کی حیثیت ایک باعزت سیاسی نظر بند کی سی دکھائی دینے لگی۔ ملک کالوخان ان حالات سے مطمئن نہیں تھے اور موقع پا کر وہاں سے بھاگ نکلے راستہ "اٹک کے م پر پہچان کر اکبر اعظم کے کاردار شمس الدین خان خانی نے دوبارہ گرفتار کر کے واپس آگرہ بھیج دیا۔ اکبر نے دوبارہ حاضر ہونے پر بھی اسے عزت و احترام سے اپنے پاس مقیم رکھا لیکن وہ پھر موقع پا کر بھاگ گیا اور اپنے قبیلہ "پہنچا۔

ملک غازی خان

ملک کالوخان کی غیر موجودگی "یوسف زئیوں نے متفقہ طور پر ملک غازی خان بن الہ داد ملی زئی یوسف زئی کو ۱۵۸۱ء اپنا سردار منتخب کرلیا ملک غازی خان ۱۵۸۱ء سے ۱۵۸۶ء تک یوسف زئی کے سربراہ رہے وہ نہایت ہی مدبر اور جنگجو انسان تھے۔اس کی سرداری کا زمانہ حکمرانوں کے ساتھ کشمکش "گزرا۔اس کی سرداری "فوج کے ساتھ باجوڑ کے م پر ایک زبردست جنگ لڑی گئی غازی خان کی یوسف زئی کی سرداری کے دوران ہی ملک کالوخان اپنے قبیلہ "واپس پہنچ چکا تھا اور جنگ باجوڑ "غازی خان کے نائب کی حیثیت سے شریک تھا۔

باجوڑ کی جنگ

ہندوستان کے حکمران اکبراعظم نے اپنے محل "دربار لگایا ہوا تھا۔دربار "بادشاہ کے وزیر، مشیر، فوج کے سالار اعلیٰ اور دیگر اہم عہدیداران اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے۔اکبراعظم نے سب طب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

صاحبو: تم سب لوگوں کو یہاں آنے کی زحمت اس لئے دی ہے کہ ہمارے ملک کے شمال ب کے حالات یوسف زئی قبیلے کے لوگوں کی وجہ سے بہت خراب ہو گئے ہیں۔اب تک بابر، کامران اور ہمایون کوئی ایک بھی یوسف زئیوں پر اپنا اقتدار قائم نہ کرسکا جس کی وجہ سے ان کے حوصلے بہت بلند ہوگئے ہیں اور انہوں نے شاہراہ ہندو کابل پر دست درازیاں شروع کی ہیں۔چنانچہ سپاہی، شہری اور عوام ان کے ہاتھوں اپنی زندگی سے تنگ آچکے ہیں۔بداخلاقی، دست درازی اور دوسرے فسق و فجور کے کام ان کا پیشہ بن گیا ہے اور اتنے بدمست ہو گئے ہیں کہ کوئی بھی ان کو ٹیکس دئے بغیر ہندوستان سے کابل نہیں جاسکتا سارے راستے خواہ خیبر کا راستہ ہو یا باجوڑ کا راستہ یا مہمند کا راستہ سب ان کی وجہ سے غیر محفوظ ہوگئے ہیں۔کوئی اس کو روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ان کی ظلم وستم انتہا کو پہنچ گیا ہے وہ

اپنی مرضی کے مالک ہیں اور میری حکومت کی بھی پروانہیں کرتے اور نہ میرے احکامات کو خاطر " لاتے ہیں۔ اکبراعظم نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

اس سے پہلے ہم نے ان " مذہب کے نام پر نفاق پیدا کیا اور یہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ایک عرصہ تک لڑتے رہے اور ایک دوسرے کا قتل عام کرتے رہے جس کی وجہ سے یہ لوگ کمزور بھی ہوگئے اور ہمارے شاہراہ بھی ان سے محفوظ تھے پھر ان " کالوخان جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ایک جرگہ مرتب کیا اور اُس جرگے نے تمام یوسف زئیوں کو پھر اکٹھا کیا اور ان " اتفاق واتحاد قائم کیا پھر ہم نے جرگے کے سربراہ ملک کالوخان کو گرفتار کر کے یہاں لایا اور اس کو سودا بازی کے طور پر استعمال کرنا چاہا تا کہ اگر یوسف زئی بغاوت کریں تو ہم ان کے سربراہ کو قتل کریں لیکن افسوس کہ وہ ہماری نرمی اور مہمان نوازی سے غلط فائدہ اُٹھا کر یہاں سے بھاگ نکلا اور اپنے قبیلے " پہنچ گیا۔ اکبراعظم نے مزید کہتے ہوئے کہا کہ:

جب تک ملک کالوخان ہمارے ہاں نظر بند کی حیثیت سے تھا یہ لوگ خاموش تھے اب جبکہ وہ ہمارے ہاں سے فرار ہوا ہے تو ان لوگوں نے دوبارہ اپنا وہی پرانا روش اختیار کیا ہے اور ہندو کابل شاہراہ پر دست درازیاں شروع کی ہیں جس کی وجہ سے ہمارے عوام بھی پریشان ہیں اور ہمارے راستے بھی غیر محفوظ ہوگئے ہیں۔ اب ہم نے اپنی ساری طاقت اور جنگی قوت کے ساتھ ان صحرانشینوں پر ظلم کی تطہیر کے لمحوں، محرومیت کی رازدان مشیت، خاک صحرا چھانتے گرؤز، شب کے استراحت کے سلسلوں " سلگتی روح کا غم اور دھڑکتے دل کا درد بن کر حملہ آور ہونا ہے تا کہ ان کی طاقت کو اچھی طرح سے کچلا جائے اور یہ لوگ پھر ہماری حکومت کے لئے کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔ اکبراعظم نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

اب " نے آپ لوگوں کو اس لئے بلایا ہے تا کہ اس بات پر آپ لوگوں کی رائے لے سکوں جب کوئی نہ بولا تو بادشاہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا شکر ہے تم سب لوگ میری اس تجویز سے

اتفاق رائے رکھتے ہوسنو۔اس جنگ کو یوسف زئیوں کے خلاف اپنی بدترین جنگ سمجھ کرلڑنا۔اس جنگ کی فتح یا شکست ہم پر دوررس نتائج مسلط کرسکتی ہے۔اس جنگ "فتح حاصل کرنے اوراس جنگ کوجلد انجام تک پہنچانے کے لئے میرے ذہن "ایک ترکیب ہے اور وہ یہ کہ یوسف زئی ہمیشہ جنگ " پسپا ہوکر پہاڑوں " جاتے ہیں اس لئے اس دفعہ ہم ان کو پہاڑوں "چھپنے نہیں دیں گے بلکہ ان کو انی علاقوں "گھسیٹ لائیں گے اوران پر دوطرفہ حملہ کرکے ان کی بیخ کنی کرینگے۔اس کے بعد اکبراعظم نے جنگ کی منصوبہ بندی کے متعلق سب سے مشورہ کرلیا جب سب نے اتفاق کرلیا تو اکبراعظم نے سب جرنیلوں کے ساتھ مل کر منصوبہ بندی کو آخری شکل دے دی۔

سورج غروب ہورہا تھا ماحول نے اپنے چہرے پر تاریکی کا غلاف چڑھانا شروع کردیا تھا بلند اونچی نوکدار چٹانیں سربرآوریدہ صنوبر کی طرح کھڑی تھیں ۔ ہواؤں سے خلاؤں تک ، دریا سے کوہساروں تک کسی قدر گھمبیر ،مکڑی کے جالے کی طرح سنسان اورخزان زدہ درختوں جیسی مایوس کن خاموشی طاری تھی۔ ایسے "غازی خان اپنے رُفقاء کے ساتھ دمغار (سوات) کے م پر صلاح مشورے "وف تھا اور مغلوں کے ساتھ متوقع جنگ کے بارے "صلاح مشورہ ہورہا تھا کہ داروغہ نے مخبر کے آنے کی اطلاع دے دی۔مخبر کو جب حاضر کیا گیا تو اس نے بلند آواز سے سلام کیا غازی خان نے اس طب کرنے "پہل کی۔

میرے عزیز: کیا تم کوئی خاص خبر لے کرآئے ہو؟ جواب "وہ مخبر بول پڑا۔

اے خان میرے پاس دو بُری خبریں ہیں ایک یہ کہ اکبراعظم نے یوسف زئیوں کی بیخ کنی کرنے کا فیصلہ کیا ہے تا کہ ہندو کابل کی شاہراہ پران کی دست درازیوں کو روکا جاسکے۔اس سلسلے " اس نے جنرل زین خان کوکہ کو ایک بڑالشکر دے کر ہدایت کی ہے کہ کابل کے راستے سے ہوکر باجوڑ پر حملہ کرے اور جولوگ وہاں سے بھاگ کر انی علاقوں کی طرف آئے تو اٹک سے صوابی کے راستے

سے مزید فوج آ کر ان پر حملہ کرے گی اور اس طرح تمام یوسف زئیوں کی بیخ کنی ہو سکے گی اور ان کو پہاڑوں "چھپنے کا موقع نہیں مل سکے گا۔ اس تمام کاروائی کو اکبر خود اپنی نگرانی "انجام تک پہنچانا چاہتا ہے اور اس وجہ سے وہ خود اٹک قلعہ "مقیم ہو گیا ہے۔ اس وقت میرے پاس یہ دو خبریں ہیں۔ مخبر جب خاموش ہوا تو غازی خان نے فیصلہ کن انداز "کہا کہ

◆ جس طرح اکبر سوچ رہا ہے ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ ہم باجوڑ کے یوسف زئیوں کو اکبر کے سا تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ ہم جلد ہی ان مغلوں پر فطرت کے دستور، وقت کی فضاؤں کے سیل رواں، اڈھتے جوش وطغیاں، شورش بھری موجوں کے خروش کی طرح حملہ آور ہونگے تو ان کے لمحہ بہ لمحہ راحت جان کو سوز روح کا خمار بنا کر رکھ دیں گے۔ پھر ان کی نظر نظر "کوئی منظر، ان کے نفس نفس "کوئی خواہش، ان کے دل کے صحرا "کوئی نخل، ان کی شاموں "کوئی زہرہ اور پروین نہ ہوگی۔

ان کے لیے اب بھی وقت ہے کہ یہ ہوش "آئیں اور ہماری تاریخ پر نظر دوڑائیں کہ ہم نے ابھی تک نہ کسی کی غلامی کا طوق گلے "ڈالا ہے اور نہ ڈالیں گے بلکہ اس طرح ہمارے ساتھ ٹکرانے کے بعد ان کے شب کی مقطع پر کوئی سحر، ان کے صبح کے مقدر "کوئی مشرق، ان کے ماہ وسال "کوئی لمحہ کوئی ساعت، ان کی سلامتی کے خیام خیال عظمتوں کا کوئی حرف اور ان کی ابرو کے نخلستانوں "عزت کا کوئی استغارہ تک نہ رہے گا۔

اب بھی ان کے لئے وقت ہے کہ اس سوچ کو دل سے نکال دے ورنہ جب بلہ شروع ہوگا تو وقت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اس لئے کہ اُس وقت مہ ان پر دست کوزہ گر کی مشاقی، تجسس کے سمندر، لمبے سرابوں کے لا انتہا سلسلوں، درد کے کالے حبس اور ہجرتوں کی عذاب کی طرح حملہ آور ہونگے اور ان کی حالت کڑوی کسیلی رات، الم نصیب سایوں، اُڑتے یا تازیانوں، شوریدہ سری، دکھ کے کشک اور بیگانگی کے کھولتے دشت سے بھی بدتر کریں گے۔

سن میرے عزیزو : اگر چہ اپنے آپ کو دنیا بھر کی دلیر اور سرفروش قوم خیال کرتے ہیں

لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اُن کا پالا ان افغانوں سے پڑا ہے جو ز ""کو اس کے کمر بند سے پکڑ کر ہلا دینے کی جرأت اور حوصلہ رکھتے ہیں۔ ہمارے ساتھ ٹکرانے سے وہ ایسا محسوس کرینگے کہ گویا افغانوں نے اپنے سروں پر تانبے کا آسمان تان لیا ہے اور پاؤں تلے لوہے کی ز "" بچھالی ہے اور جب ہم ان پر جوابی حملہ کرینگے تو وہ ایسا محسوس کریں گے جیسے لہو کی ساری رگوں کو کاٹ دینے والے خوابوں کے فروں، برگ و دیار کی تقدیر ""جدائی کے زخم ثبت کرنے والے طوفانوں نے حرکت کی ہو۔ اور ہر شے پر چھا جانے کا عزم کر لیا ہو اور ہم جلد ہی ان پر غمگین شاموں اور اُداس صبحوں کی طرح بڑی تیزی سے چھا جائیں گے۔

غازی خان نے جب اپنی بات ختم کی تو مخبر سے کہا کہ اب آپ جا کر آرام کر لیں اور صبح سے اپنے کام ""دوبارہ لگ جانا اس کے بعد اس نے اپنے رُفقاء سے کہا کہ آپ زیرین علاقے ""مغلوں سے بلہ کے لیے لشکر تیار کریں تا کہ صوابی اور سدھم کی طرف سے مغلوں کو روکا جا سکے اور ""بذات خود اور کالو خان باجوڑ کی یوسف زئیوں کا لشکر تیار کر کے زین خان کوکہ کے بلے ""جائیں گے۔

زین خان کوکہ پہلے ولایت باجوڑ پہنچا اور ایک کھلے ان ""خیمے نصب کیے چونکہ اس کے مخبر اس کو یوسف زئی لشکر کی تیاری اور جنگ کے ارادے سے آگے بڑھنے کی اطلاع دے چکے تھے اس لیے وہ ان کا انتظار کرنے لگا اس دوران یوسف زئی کا لشکر غازی خان کی قیادت ""بڑھتا ہوا وہاں پہنچ گیا اور اس کھلے ان کی دوسری طرف خیمے نصب کر لئے ودنوں لشکروں کے د ن ایک میل کا فاصلہ تھا۔

آغازِ کار : رات ختم ہونے کو تھی تخ و ویران تاریکیاں ہر سو بکھری پھیلی تھی۔ سرد فضاؤں کا گہرا سکوت ہولناک سناٹے ""ڈوب گیا تھا ہر شے سماوی کی چنگاریوں کی طرح اُداس اور لب بستہ سی ہو کر رہ گئی تھی۔ ایک طرف غازی خان اپنے رفقاء کے ساتھ صبح کے متوقع جنگ کے بارے ""صلاح مشورہ کر رہا تھا اور دوسری طرف زین خان اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورے ""وف تھا۔ جونہی

سورج مشرقی اُفق کو منور کرتا ہوا طلوع ہو گیا دونوں طرف صفیں درست ہونے لگی اور دونوں لشکروں "
جنگ کے طبل بج گئے اور دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے۔

دونوں لشکر جب ایک دوسرے سے ٹکرائے تو ایسا سماں اُٹھ کھڑا ہوا جیسے تہذیب کے گونگے
اجسام "دھوپ کی □ یروں پر ایک فرض مسلسل کی دھن گونج اُٹھی ہو یا یہ کہ روز و شب کے زخموں "
بے حسی کا مرہم جوش مارنے لگا ہو اور گردش کے مقیاس "ویران شاہراہوں کی سانسوں کی سلوٹ
سلوٹ "آتے جاتے لمحوں کو رگیدتی لمحہ بہ لمحہ تھکتی آوازوں کا ایک کہرام کھڑا کر دیا گیا ہو۔

جنرل زین خان کو کہ غازی خان کے لشکر پر کچھ اس طرح حملہ آور ہوا جیسے بے حال بستی "
اندھیروں کے دیوزاد ٹوٹے آبگینوں "پیچ تخیلات کو سرنگوں کرتی درد کی نئی سوغاتیں داخل ہوتی ہیں۔
جنرل زین خان کو اکبر اعظم کی طرف سے سپہ سالار بننے کی ذمہ داریوں کا احساس تھا کہ شکست کی
صورت "وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا✹ اوہ سر پر کفن باندھ کر ایسی بے جگری سے حملہ
آور ہوا جیسے وقت کی راہ کے پُر اذیت سگر "ساعتیں موت کا زادِ سفر لے کر اُٹھی ہوں۔ یا یہ کہ ٹوٹتے
بکھرے اجڑے لوگوں "بارودی ہواؤں کی سانسیں گھٹنے لگی ہوں۔ زین خان کے اس حملے سے
⌂ان جنگ یتیمی کی اندھیری وادیوں، موت کی بیکراں گھاٹیوں کا منظر پیش کرنے لگا تھا۔

زین خان نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ غازی خان کے لشکر "دور تک گھس کر
اس کے لشکریوں کا قتل عام کر سکے لیکن ایسا ممکن نہ ہوا اس لئے کہ اس کا حملہ روکنے کے لئے اس کے
سا ◆خود غازی خان تھا زین خان جب غازی خان کے لشکر پر حملہ آور ہوا تو جواب "غازی نے بھی
کمال جرأت و سرفروشی کا ♌ ہرہ کرتے ہوئے جوابی حملہ کیا تھا۔ زین کے لشکر پر وہ کچھ اس طرح ٹوٹا تھا
جیسے نفس پرستی کے طوفان "ظلمت کی گھٹائیں اور کاسۂ بحر "وقت کے بدترین طوفان اُمڈ آتے ہیں۔

غازی خان کی کمانداری اور سرکردگی "اس کے لشکری اپنی رگوں "امرت گھولتے ہوئے
مغلوں کے لشکر پر حملہ آور ہوتے ہوئے رازِ صداقت کو عیاں اور خزاں "دفن سپنوں کو نازک ترین

احساسات سے مرصع کرنے لگے تھے۔غازی خان اوراس کے لشکریوں کے جوابی حملے سے ان

جنگ بری طرح گونج اٹھا تھا۔کچھ اس انداز "جیسے کے زرد صحرا کی کوکھ "اجنبی قدموں کی

چاپوں کا طوفان اور مقصد کی لکیروں کا جوش اُٹھ کھڑا ہوا ہو۔

غازی خان کی سرکردگی ،کمانداری اور رہبری اور رہنمائی "اس کے لشکری تہذیب کے

حروف ،علامات کمال ،بے صدا افغان بھک سے اُڑا دینے والے بارود، اور وحشی خوابوں را کھ کے انبار

اُڑانے والے طیور کی طرح گھسنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

دونوں لشکر اس جوش اور غضبنا کی کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے تھے کہ کوئی بھی

لف سمت "گھس کر آگے بڑھنے "ب نہ ہوسکا تھا۔زین خان نے اپنی طرف سے پوری

کوشش کی کہ وہ دشمن کے اندر گھس کر قتل عام کرےلیکن غازی خان نے کمال جرات ی کا ہرہ

کرتے ہوئے زین خان کے حملوں کو روکتے ہوئے جوابی حملے کئے۔دوسری طرف غازی خان نے بھی

اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ زین خان کے لشکر "گھس جائےلیکن زین خان نے بھی ایسا کرنے

کی اجازت نہیں دی اور بڑی جرأت ی کا ہرہ کرتے ہوئے غازی کے جارحانہ حملوں کو روک دیا

تھا۔اس طرح دونوں لشکر بڑی دلیری سرفروشی اور جانثاری کے ساتھ ایک دوسرے کو زیر و مغلوب کرنے

کی کوششوں "لگ گئے تھے۔

اس دوران غازی خان اپنے لشکریوں کو بڑی زور سے پکارا اور دشمن پر فیصلہ کن حملہ کے لئے

آگے بڑا اور اپنی حفا دستے کے ساتھ دشمن کی صفوں کو چھیرتا ہوا اپنے لشکر سے آگے گیا چونکہ زین

خان کے لشکری ان کے لشکر کو کوئی خلا نہیں دے رہے تھے اس لئے غازی خان بمعہ اپنے حفا دستے

کے دشمن کے صفوں کے اندر گھیرے "آ گیا اور بہادری سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔اس کے

شہید ہوتے ہی اس کے لشکر "کھلبلی مچ گئی اوراس کی اگلی صفیں جنگ سے جی چرانے لگے اس موقع پر

کالو خان نے جو اس کے نائب کی حیثیت سے جنگ "شریک تھا لشکر کی قیادت اپنے ہاتھ "لے لی

اور لشکر کو بحفاظت لڑتے لڑتے ⌂ان جنگ سے ایک طرف لے گیا اور قرا قر کی پہاڑی "آ کر مقیم ہو گیا۔

اگر چہ اس ♍ کے "یوسف زئیوں کو شکست ہوئی تھی لیکن کالو خان نے حسن تدبر سے کام لے کر اپنے لشکر کو مکمل طور ہلاک ہونے سے بچا لیا تھا۔ اس نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد قرا قر کی پہاڑی کی طرف پسپائی اختیار کی تھی، لیکن انتہائی نظم ضبط اور احتیاط کے ساتھ۔ وہ باجوڑ کی سرحد کے قریب ایک قصبے پر قابض ہو گیا اور تعاقب کرنے والی ⚹⚹⚹ فوج پر گھات "بیٹھ کر اس قدر تیز تیر اندازی کرائی کہ تعاقب کرنے والی ⚹⚹⚹ لشکر کو رُک جانا پڑا۔ تعاقب کرنے والے ⚹⚹⚹ لشکر کو روک کر رات کی تاریکی "کالو خان اپنے لشکر کے ساتھ قرا قر کی پہاڑی پہنچ گیا۔

⚹⚹⚹ فوج کو اگر چہ اس جنگ "فتح حاصل ہوئی تھی لیکن ان کو یوسف زئیوں کا تعاقب کرنے کی ⌂ نہ ہوئی تھی کیونکہ یوسف زئی ہر ● م پر زبردست مزاحمت کر رہے تھے اور چونکہ جنگ "اس کے بہت سے فوجی مارے گئے تھے اس لئے تعداد "کمی کی وجہ سے وہ آگے نہ بڑھ سکے بلکہ وہی پر کیمپ لگا کر ڈھیرے ڈال دئے اور زین خان نے بادشاہ سے جو کہ اٹک کے ● م پر مقیم تھا مزید فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ یہ جنگ 1586ء "لڑی گئی اور باجوڑ کی جنگ کے نام سے مشہور ہے

جنرل زین خان کو جب کمک مل گئی تو وہ باجوڑ سے حرکت کرتا ہوا چکدرہ تک آیا اور اس نے چکدرہ "جو کہ اس ولایت کے ⊠ن واقع ہے ایک قلعہ بنوایا تا کہ اپنی فوج کی حفاظت اچھی طریقے سے کر سکے اور اس طرح ولایت بونیر اور قرا قر کی پہاڑی کے علاوہ تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔

ملک غازی خان ۱۵۸۱ء سے ۱۵۸۶ء تک یوسف زئی کے سربراہ رہے۔ بہت ہی دلیر اور ملک کی خاطر ہر قسم قربانی دینے والے انسان تھے۔ اس کا پانچ سالہ دور مغلوں سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد "گزرا اور اسی جدوجہد کے نتیجے "باجوڑ کے ● م پر مغلوں سے لڑائی "جام شہادت نوش کیا۔

باب 9

کالوخان

ملک غازی خان کی سربراہی کے دوران ملک کالوخان دوبارہ آگرہ سے فرار ہوکر واپس اپنے قبیلے "پہنچ گیا تھا اور وہ بھی جنگ باجوڑ "ملک غازی خان کے ہمراہ شریک تھا۔ چونکہ اکبر اعظم کے اُسے آگرہ لے جانے سے قبل ہی وہ اپنے قوم کو اعتماد "لے چکا تھا۔ اور قوم کو یکجا کرنے "اس نے کافی تگ ودو اور محنت کی تھی اس کے علاوہ باجوڑ کے جنگ "بڑی بہادری کا مظاہرہ کرنے کے ساتھ ساتھ غازی خان کی شہادت کے بعد اپنے لشکر کو بہت عمدہ طریقے سے کم سے کم نقصان اُٹھاتے ہوئے ان جنگ سے نکال لایا تھا جو اس کی تدبر اور جنگی حکمت عملی کا اعلیٰ نمونہ تھا اور مغلوں پر ایسا رُعب طاری کیا تھا کہ وہ تعاقب کرنے سے گھبرا رہے تھے۔ لشکر کے تمام لوگ اس کے اس حکمت عملی پر بڑے خوش ہوئے تھے اور اس پر فخر کرنے لگے تھے۔ اس لئے غازی خان کی شہادت پر جنگ کے دوران ہی بمقام دمغار (سوات) ایک عام اجتماع ہوا جس سے خطاب کرتے ہوئے ملک میروس خان ڑ نے کہا کہ:

میرے رفیقو: آج یہاں یہ اجتماع اس لئے ہو رہا ہے کہ یوسف زئی قوم کی سرداری کے لئے ہم کسی کو منتخب کریں تو اس کے لئے میرے ذہن "ایک ہی نام آتا ہے جو ہم "سب سے زیادہ مدبر، سب سے زیادہ عقلمند اور سب سے زیادہ سرداری کے لائق ہے اور وہ ہے کالوخان۔ کالوخان کا نام سنتے ہی سب نے خوشی کا اظہار کیا ملک میروس نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

میرے دوستو : ملک کالوخان ہدایت کے جگمگاتے جزیروں "وقت کو اپنے قدموں کی دھول بنا دینے والے آتشی نعروں کو سرسام جیسا شجاع، سمتوں کو بے سمت کر دینے والی عذاب علیم کی اذیتوں جیسا دلیر اور اعصاب شکنی طاری کرتی شوریدہ مزاجی اور درہم برہم کر دینے والی خودداری جیسا

Feb.2020\Pictures\Malak Kalu Khan.jpg not found.

ملک کالو خان

جرأت ❑ ہے۔

میروس خان نے اپنی بات بڑھاتے ہوئے کہا کہ کالوخان قہرمانیوں کی بے کرانیوں "آتشی بگولوں جیسا طاقتور، آفاق کی وسعتوں "آزم کی گرد اُڑا دینے والے آندھیوں کے مہیب جھکڑوں جیسا زورآور اور صحراؤں سے اُٹھتی قضا کی طرح تشدد اور تباہ کاری جیسا پرُقوت ہے۔

میروس خان نے اپنی بات مزید بڑھاتے ہوئے کہا کہ میرے دوستو: میرا دل کہتا ہے کہ یہ کالوخان ایک نہ ایک روز دشت و دریا، کوہ وصحرا "ہوا کے جھونکوں سے شعلہ وشرر، نخل خشک کی مردہ جڑوں، اُدھڑی ہوئی زندگی کے خوابوں کی کرچیوں اور خواہشوں کے ریزہ ریزہ بگولوں سے روشنی کا رنگ، بہاروں کا خواب نوخیز اور شگوفوں کے گیتوں کا لحن بن کر نمودار ہوگا۔ یہ کالوخان یقیناً ان اشخاص "سے ایک ہے جو سمندر کی بے ترتیب لہروں کو تنظیم زندگی کی دوامی قدروں کو حیات نو عطا کرنے کا فن جانتے ہیں۔ جو اس کارگاہ شیشہ گری "سناؤں کو آوازوں "ڈھالنے اور رات کی پھیلتی چادر " اندھیروں کے ◑ فروں کی آنکھوں کو چکا چوند کرتی روشنی عطا کر جاتے ہیں۔

سن میرے دوستو: ملک کالوخان پیاسے نفس کو سیراب کرنے والا ایک فرزند، بے چین روحوں کو سکون فراہم کرنے والا بیٹا، آندھیوں کو تلپٹ کر دینے والا طوفان، ننگ و ناموس کے شبستانوں "نغمہ عبودیت الاپنے والا ⊕ ہد، آندھیوں کے خیموں "شمعوں کے احوال کی نگہبانی کرنے والا ایک پاسبان، چنگ و دف پر رقص کرتے بگولوں کو نطق دینے والا شہزور، جرم کی بنیادوں پر نیکی کی فصلیں گرانے والوں کی اور اجالوں کی لامحدود پروازوں پر پابندی لگانے والوں کے لئے راحیل اور بے روک آندھی ہے۔

ملک میروس خان نے جب اپنی تقریر ختم کی۔تو تمام مجمعے نے متفقہ طور پر کالوخان کو سربراہ مملکت منتخب کیا اور اس کی دستار بندی کی گئی

جب قوم کی قیادت ملی تو سردست مغلوں کی ✂ لفت "پیش پیش نظر آنے لگے۔ چونکہ اس کو

قوم کی سربراہی ایسے وقت "مل گئی جب یوسف زئی قوم مغلوں کے ساتھ برسر پیکار تھی اس لئے اس نے قوم "مغلوں کے خلاف جنگ کرنے اور اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے کئے ایک نیا جذبہ پیدا کیا۔ اس کے علاوہ اس کو ایسے ساتھی بھی مل گئے جو قوم کی خاطر تن من دھن کی بازی ہر وقت لگانے کو تیار تھے۔ ان کے رفقاء "ملک سرگند خان ڑ، ملک میروس خان ڑ، ملک محمد عمر خان ڑ، ملک اصغر خان ڑ، ملک کریم داد خان ڑ، ملک اللہ داد خان ڑ، ملک بوستان خان یوسف زئی، ابرا 2 خان یوسف زئی، خاتم علی ڑ، بابا علی ڑ، ملک ہندال ڑ وغیرہ وغیرہ نامی گرامی اشخاص شامل تھے۔

ملک میروس خان

ملک میروس خان ۱۵۳۹ء کو امان زئی قبیلے کے سربراہ اور اپنے وقت کے بہت بڑے عالم دین ملک میر والمعروف پیر حسن کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی "اپنے والد سے حاصل کی۔ اس کے بعد بڑے بڑے علماء سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۵۸۱ء "جنگ باڑہ کے دوران ملک میرو کی شہادت کے بعد امان زئی قبیلے کا سربراہ مقرر ہوئے۔ اسی سال یعنی ۱۵۸۱ء کو پختونوں کے آپس کے نفاق کی وجہ مغلوں نے پورے پختونخواہ پر قبضہ کر کے یوسف زئی قبیلہ کو غلام بنایا جو سینکڑوں سالوں سے آزاد زندگی بسر کر رہے تھے۔

جنگ باڑہ جو شیخ عمر بن بایزید انصاری سربراہ تحریک روشنائی کے معتقدین اور یوسف زئیوں کے ☒ن لڑی گئی تھی، "دونوں طرف سے پختون ایک دوسرے کے ساتھ لڑے تھے۔ اس جنگ ملک میروس خان کے والد ملک میرو جو شیخ عمر کے جرنیل تھے پندرہ سو نڑ جوانوں کے ہمراہ شہید ہوئے تھے۔ چونکہ جنگ "دونوں طرف سے پختون ایک دوسرے کے ساتھ لڑ رہے تھے اس لئے سارا نقصان پختونوں کا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے پختونوں کے آپس "اختلافات بہت زیادہ بلکہ انتہا کو پہنچ گئے تھے۔ پختونوں کے ☒ن اسی خانہ جنگی اور باہمی اختلافات کا فائدہ اُٹھا کر شہنشاہ

اکبراعظم نے ان پرحملہ کردیا تھااور یوسف زئی قبیلے کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی اور پورے پختونخواہ پرقبضہ کرکےان کوغلام بنالیا تھا۔

اگرچہ ملک میروس خان کاباپ ملک میروکااس لڑائی "بڑاکردار تھالیکن ملک میروس خان جوایک مدبراوردوراندیش انسان تھےان لڑائیوں "غیر جانبدار رہےاورکسی بھی فریق کی طرفداری نہیں کی۔ بلکہ وہ بڑےافسوس کےساتھ اس باہمی جنگ وجدل کے باعث اپنی قوم کی تباہی پرخون کے آنسورورہے تھے کیونکہ وہ طرفین کی ہمہ گیرتحریکات کےسا ♦ بےبس تھے۔

ملک میروس خان نے جنگ باڑہ کے بعد دوسرے غیر جانبدار سرداروں جن "ملک کالو خان،ایوب بن روسی،بابوبن سیفوروغیرہ شامل تھے کےساتھ مل کرایک جرگہ مرتب کیا۔جنہوں نے گھر گھر جاکر پختونوں کےاختلافات کوختم کرکےتمام پختون قبیلوں کوایک جھنڈے تلے متحد کیااور مغلوں کےخلاف پختون ایک بار پھ ان "کل آئے۔

ملک میروس نے اپنے وطن کی آزادی کی خاطر وقت کےفرعون شہنشاہ اکبر کے عظیم طاقت کو للکارجس کی وجہ سےجنگوں کےایک طویل سلسلے کا آغاز ہواجن کااختتام ملندری رُستم کے پہاڑی کے عظیم جنگ پرہوا۔جس "شہنشاہ اکبراعظم کےمشیرخاص بیربل سمیت چالیس ہزار فوجی ہلاک ہوئے۔اکبراعظم کاغرور پہاڑی درے کےخاک "ملادیا گیااور پختونوں کومغلوں کی غلامی سے آزادی مل گئی۔

ملک میروس اپنے وقت کے بہت بڑے عالم،جنگی سالاراور بہترین قائد تھے بڑے لاؤلشکر کے مالک اورجاہ وحشمت خان ہوئےآپ نے سادہ اورفقیری کی زندگی گزاری اوراپنی زندگی کووطن کی آزادی اوراسلام کی سربلندی کی خاطر وقف کی تھی

ملک میروس خان نے ۱۶۰۱ء "باسٹھ(62) سال کی عمر "داغی اجل کولبیک کہااورمردان شہرکے ب "مردان چارسدہ روڈ کےکنارےایک اونچے ٹیلے پرجواس کے نام سے میروس

Feb.2020\Pictures\Merwes Khan Mizar.jpg not found.

ملک میروس خان کا مزار (مردان)

ڈھیرئی کہلاتی ہے سپردخاک کر دئے گئے ملک میروس خان کا مزار شریف اورنگ زیب باچہ ولد سید ہارون باچہ ساکن اسپنڑ (دیر) جوکہ پیر بابا کی اولاد " سے تھے نے پختون قبیلوں کے لئے ان کی خدمات کے سلسلے "بطور ہدیہ 1980ء "تعمیر کیا اب بھی اس مزار شریف کی خدمت اس کے اولاد کے سپرد ہے ملک میروس خان کی اولاد ضلع مردان کے مواضعات گڑھی امان زئی، شہباز گڑھی، بھائی خان، چمڈھیری اور گجرات وغیرہ "مالکانہ حیثیت سے آباد ہیں۔

جنگ خدوخیل

رات بڑی تیزی سے بھیگتی اور گہری ہوتی چلی جا رہی تھی دمغار (سوات) کے نواح " سردی "ڈوبے تاریکیاں چاروں طرف پھیلنے بکھرنے لگی تھیں۔ پڑاؤ کے اندر پہرہ دینے والے سپاہیوں نے اپنے آپ کو گرم رکھنے کے لئے لشکر گاہ کے چاروں طرف آگ کے الاؤ روشن کر دیئے تھے گہری ہوتی رات اپنی آنکھوں کی ز " "ے، خواب خوشبو سے بھرپور سانسوں "تمناؤں کی شیشہ گری، گلابی چہرے پر کنواری خواہش لیے اپنے ندیمان شب کے لئے آرزوں کے چانداور ریزہ ریزہ وصال گھڑیاں چننے لگی تھیں۔ پڑاؤ کے اطراف "جلتے ہوئے آگ کے الاؤ سے ایسا لگتا تھا جیسے زمہریر قضاؤں "چاروں سمت ہجرت کی اپسرائیں رقص کناں ہوگئی ہوں۔

ایسے "کالوخان سوات (دمغار) کے م پر اپنے خیمے "اپنے رُفقاء کے ایک اجلاس کی صدارت کر رہے تھے تاکہ مغلوں کے ساتھ جاری جنگ "☒ بی کے لئے نئ حکمت عملی تیار کر سکے اور اس کے لئے بڑے پیانے پر لشکر اور اسلحے کا بندوبست کر سکے کہ دربان نے دو مخبروں کے آنے کی اطلاع دے دی۔ مخبروں کو جب حاضر کیا گیا تو انھوں نے بلند آواز سے سلام کیا کالوخان نے اس کو طب کرنے "پہل کی۔

میرے عزیز: کیا تم کوئی نئ خبر لے کر آئے ہو؟ جواب "دونوں مخبروں "سے ایک بول پڑا۔

سردار : جنرل زین خان کو کہ نے اکبر اعظم سے درخواست کی تھی کہ باجوڑ کی جنگ "اس کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا ہے اس لئے مزید فوج بھیجی جائے تا کہ ہم پیش قدمی کر سکیں۔اس کے جواب "اکبر اعظم نے دو تازہ دم لشکر روانہ کیے ہیں ایک حکیم ابوالفتح کی قیادت "اور دوسرا عریب خان بخشی کی قیادت "۔حکیم ابوالفتح کی قیادت "لشکر کو ہدایت کی ہے کہ وہ جنرل زین خان کو کہ سے مل لے اور پھر مشترکہ لشکر کہ تر کتاز کرتے ہوئے بونیر آجائے اور خدوخیل کے◘م پر پہنچ کر دوسرے لشکر کا انتظار کرے اور عریب خان بخشی کی قیادت "لشکر تیار کر کے اس کو ہدایت کی ہے کہ وہ صوابی سلیم خان کے راستے تر کتاز کرتے ہوئے خدوخیل پہنچ جائے اور پھر وہاں سے یوسف زئیوں پر کاری ضرب لگایا جائے مخبر سانس لے کر رُکا اور پھر اپنی بات بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

سردار : مغلوں سے نپٹنے کے لئے محمد عمر خان ◘ڑ یوسف زئی نے بونیر "اور کریم داد خان ◘ڑ نے صوابی "ایک ایک لشکر تیار کیا ہے۔ہم اُن سے بھی ملکر آئے ہیں اور وہ دونوں آپ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔مخبر نے جب اپنی بات ختم کی تو کالو خان نے ان سے کہا کہ آپ جا کر آرام کر لیں اور صبح سے پھر اپنی مہم پر نکل جانا۔مخبروں کے جانے کے بعد کالو خان نے اپنے سا ♦ بیٹھے ہوئے تمام رُفقا~~ء~~ طب کر کے کہنا شروع کیا۔

میرے دوستو: ان مغلوں نے ہمیں تباہ و برباد کرنے کے لئے پہلے ہم "مذہب کے نام پر اختلافات پیدا کئے اور ہمارا بہت زیادہ نقصان کیا جب ہم اس تباہی سے نکل آئے تو پھر ہم پر حملہ کر دیا۔ اُس وقت چونکہ ہم "اتفاق نہیں تھا اس لئے ہمارا بہت زیادہ نقصان کر دیا۔اب چونکہ بفضل خدا ہم اتفاق واتحاد قائم ہو گیا ہے جس کی ایک جھلک ہم نے ان کو باجوڑ کی جنگ "دکھائی ہے اس لئے اس دفعہ ہم جب ان پر جوابی حملہ کرینگے تو ان کو دن کے وقت تارے دکھائی دینے لگیں گے۔ہم ان کی حالت ایسے کریں گے جیسے لفظ و معانی کے ☒ن چھائی بےبسی اور لاچارگی ، جیسے ان خاکوں جیسی مایوس کن حالت جو پورے نہ ہو سکے ہوں ۔ہم ان مغلوں کو دکھ اور ملول کے حیرت کدے اور بیکراں

اندیشہ ہائے شب کے دوراہے پر لا کھڑا کر دیں گے اوران کے لشکر کی حالت ہمارے سا◆ انگارہ جذبوں اور دل کی راہگذر پر نقش پیاس کی شدتوں جیسی ہو کر رہے گی۔

میرے دوستو: اس دفعہ ہم ان کے اعصاب کو خستہ اور مضمحل، ان کے دلوں کو شکستہ اوران کی روحوں کو لخت لخت کر کے رکھ دینگے۔اس دفعہ ہم پوری قوت کے ساتھ مارنے مرنے یا فتح حاصل کرنے یا جان دینے کا عہد محکم اور پختہ ارادہ لیکر⌂ان جنگ "اُتریں گے اوراب جو انہیں اپنے تیور اوراپنی دلیری، اپنی شجاعت، اپنی سرفروشی پر ناز ہے تو پھر یہ اپنے آپ کو ہمارے سا◆ انتہائی سراسیمگی، بدحواسی اور لاچارگی کے عالم "پائیں گے۔

سن میرے دوستو : "سمجھتا ہوں کہ ہمارے○ بلے "جنرل زین خان اور عرب بخشی کبھی بھی آپس "اتفاق نہیں کر پائیں گے۔ان کے⊠ن اکبر کے دربار "جو اختلافات چلے آرہے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے ان کا آپس "مصالحت کرنا ناممکن دکھائی دیتا ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ انھوں نے آپس کے اختلافات کو ختم کر کے ہمارے○ بلے "منظّم ہونے کا ارادہ کر ہی لیا ہے کیونکہ وہ دونوں اکبر کی نظروں "اپنی حیثیت منوانے کے لئے کوشاں ہیں۔

سنو میرے ساتھیو! مغلوں سے لڑنے کے لئے ہم تین لشکر تیار کریں گے ایک ملک عمر خان کا لشکر ہوگا دوسرا لشکر کریم داد کا لشکر ہوگا اور تیسرا لشکر میرا ہوگا کریم داد کا لشکر عرب بخشی کے لشکر کیساتھ چھاپہ مار جنگ کرتے ہوئے آگے بڑھے گا اوراپنے عوام کو اُس کے ترکتاز سے بچائے گا اوراس کی فوج اور سامان رسد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔میرا لشکر جنرل زین، حکیم ابوالفتح اور راجہ بیربل کے لشکر کے سا◆ فیصلہ کن جنگ سے پہلے ہر درے "ان کے ساتھ چھاپہ مار جنگ کرے گا اورانہیں نقصان پہنچانے کیساتھ ساتھ ان کے حوصلے بھی پست کرے گا جبکہ ملک عمر خان کا لشکر خدو خیل کی پہاڑی پہنچ کر کیمپ قائم کرے گا اوراس کی حفاظت کرے گا۔کیا تم "سے کوئی میری اس تجویز کے خلاف رائے رکھتا ہے۔جب کوئی نہ بولا تو کالو خان نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

خدُا کا شکر ہے کہ تم سب لوگ میرے ساتھ اتفاق رائے رکھتے ہو۔سنو اس جنگ کو مغلوں کے خلاف اپنی آزادی کی بدترین جنگ سمجھ کر لڑنا۔اس جنگ کی فتح یا شکست ہم پر دوررس نتائج مسلط کر سکتی ہے اس جنگ "اگر ہمیں شکست ہوتی ہے تو مغلوں کے حوصلے بلند ہونگے اور وہ پختونخواہ کی اس سرز " "کہیں بھی ہمارے قدم جمنے نہ دیں گے۔اور ہم ذلیل و رسوا ہو کر گلے "طوق غلامی پہننے پر مجبور ہونگے۔کالو خان نے مزید کہا کہ:

اگر اس جنگ "ہم مغلوں کو بھاگ جانے اور شکست اُٹھانے پر مجبور کر دیتے ہیں تو " تمھں یقین دلاتا ہوں کہ اس کے بعد کہیں بھی ہمارے سا ♦ جم نہ لڑسکیں گے۔ایسی صورت " ہماری آزادی مکمل آزادی ہوگئی اور کوئی بھی ہماری آزادی کو سلپ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔اب تم سب اُٹھو صبح تک آرام کرو اور سورج طلوع ہوتے ہی اپنے اپنے لشکر کو حرکت "لانے کی تیاری شروع کرو۔کالوخان کا حکم ملنے کے بعد سارے رُفقاء اس کے خیمے سے نکل گئے۔

کالوخان کا حکم ملتے ہی اگلے دن سب سے پہلے محمد عمر خان اپنے لشکر کو لے کر خدوخیل کے ایک پہاڑی پر پہنچ کر (جسے اس نسبت سے کالو درہ پکارا جاتا ہے) اپنا کیمپ بنالیا اور دور دور تک اپنے مخبر اور طلایا گرد دستے پھیلا دئے اور اُنہیں ہدایت کی کہ دشمن کا اگر کوئی جاسوس نظر آئے تو اُسے فی الفور قتل کر دیا جائے تا کہ دشمن کو یوسف زئیوں کی صحیح پوزیشن کے بارے "معلومات نہ پہنچ سکیں جبکہ کریم داد نے اپنے لشکر کو چھاپہ مار حملوں کے لئے جگہ جگہ گھات "بٹھا دیا۔

اُدھر غریب خان بخشی اور دوسرے سرداران قرا بیگ وضیاء الملک اور فرید خان بخشی کا لشکر جب سلیم خان صوابی کی طرف سے خدوخیل جارہا تھا تو کریم داد کی کمانداری "یوسف زئیوں نے اس پر بہت زیادہ چھاپہ مار حملے کئے اور اس کو جانی نقصان پہنچانے کے علاوہ ان کے رسد کے سارے سامان کو لوٹ لیا جس کی وجہ سے ان کی پیش قدمی بڑی سست رفتاری سے جاری رہی اور ساتھ ہی شاہی کیمپ اٹک سے مزید کمک کی درخواست بھی کی۔

چنانچہ اٹک سے سعید خان اور ملک الشعرآء فیضی کی قیادت "مزید فوج بھیجی گئی یہ کمک غریب خان بخشی کے فوج سے مل کر خدوخیل پہنچ گئی اور یوسف زئیوں کے کیمپ کے سا ◆ دوسرے پہاڑی پر اپنا کیمپ بنالیا (جسے اس نسبت سے ﷼ درہ کہتا ہے)۔ان دونوں پہاڑی دروں کے ☒ ن ایک اور درہ ہے جس پر جنگ ہوئی تھی اُسے جنگی درہ کہتے ہیں دونوں لشکروں نے ایک دن آرام کیا

دوسرے دن سورج طلوع ہوتے ہی دونوں لشکروں نے اپنی صفیں درست کیں اور پھر دونوں لشکر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی جنگ کی ابتدا ہوگئی۔⌂ ان جنگ "چاروں سمت خطاؤں کی کہانیاں ، ♌ لم کی رواداروں ، عذاب لمحوں کا ایک رقص شروع ہو گیا تھا۔چشمے، جھرنے ، کوہ و بیابان اور دشت و دمن ، ساغر و مینا ، آنکھ و عارض ، کاکل و زلف ، نغمہ وخوشبو ، پیا و محبت ، رقص و تبسم ۔گویا زندگی کے جاری سفر عمر کی موج رواں "ہر شے لہولہو ہوگئی تھی ۔

زندگی کی زنجیریں ٹوٹ رہی تھیں ۔غلامی کے عناصر بکھر رہے تھے نبضوں کی جنبش رک رہی تھی ۔تیز بارش کی بوچھاڑ کی طرح انسانی لہو بہہ رہا تھا۔شروع شروع "مغلوں نے جوش وجذبے کا اظہار کرتے ہوئے عمر خان کی طوفانی یلغار کو روکنے کی کوشش کی لیکن جب عمر خان نے اپنے لشکر کے ساتھ مغلوں کے لشکر پر تکلیف دہ جراحتوں کا عمل شروع کیا اور جب ﷼ لشکری عمر خان کے سا ◆ لرزاں شیش محل کی طرح گرنے اور ٹوٹ کر بکھرنے کے عمل کا شکار ہونے لگے تو غریب خان بخشی کے جذبات کے طوفان کی دوپہر ڈھلنے لگی ۔ ذہن وخواس پر اوس پڑنے لگی اور اس کی سوچوں ، اس کے خیالات کے اندر عمر خان ایسے سنگ بہ دست دشمن جان کے ☸ اق نظر آنے لگا۔حالات کی تلخیوں اور مستقبل کے اندیشوں کے باعث غریب خان بخشی کو اپنی ہستی تک خطرے "نظر آنے لگی۔اپنی ساری عسکری طاقت اور جنگی قوت کو یکجا کرنے کے بعد غریب خان بخشی نے عمر خان کے لشکر پر ظلم کی تطہیر کرتے لمحوں ، محرومیت کے رازدان مشیت ، خاک صحرا چھانتے گراؤ ز ، شب کے استراحت کے سلسلوں "بلکتی روح کا غم اور دھڑکتے دل کا درد بن کر حملہ آور ہوا تھا۔

غریب خان بخشی کا یہ حملہ ایسا خوفناک اور زبردست تھا کہ اس حملے نے عمر خان کے لشکر کی صفوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔عمر خان نے پوری دلیری اور حوصلے کے ساتھ غریب خان بخشی کی اس نئی یلغار اور حملے کو روکا۔ زبردست جنگ ہوئی اور طرفین کے بے شمار آدمی زخمی اور ہلاک ہوئے۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے آ ◆سا ◆زبردست جنگ کرنے لگے تھے۔ ہولناک اور خون ریز جنگ تھی تیروں کی بوچھاڑیں بارش کی طرح گر رہی تھیں۔ سر کٹ رہے تھے اور دھڑ گر رہے تھے۔ چاروں طرف موت اور مرگ کا بازار گرم تھا۔ ہر طرف زخمیوں کی کراہیں آسمان کو سر پر اُٹھائے ہوئے تھیں۔لگتا تھا ان جنگ "قیامت کا سماں برپا ہو کر رہ گیا ہو۔

اس جنگ "عمر خان نے کمال شجاعت اور دلیری کا زبردست ہرہ کیا۔ وہ اس قدر تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ دشمن پر تیر اندازی کر رہا تھا کہ بار بار اس کا ترکش خالی ہوتا رہا اور بار بار وہ تیروں سے بھرا ہوا ترکش کرتا رہا۔ اس نے اپنی طرف بڑھنے والے غریب خان بخشی کے کئی سپاہیوں کا سینہ چھید کر رکھ دیا تھا۔ بہر حال عمر خان ہر طرف سے بے پروا ہو کر پورے عزم اور ثبات کے ساتھ جنگ "وف تھا۔

ایسے "غریب خان بخشی کی بدقسمتی کہ کریم داد جو اپنے لشکر کے ساتھ چھاپہ مار جنگ کرتا ہوا رہا تھا، عین اُسی وقت اس نے فوج پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ جب جنگ پورے عروج پر تھی کریم داد کا پیچھے سے یہ حملہ ایسا زوردار تھا کہ اُس نے ایک طرح سے لشکر کو اد کر رکھ دیا۔ کریم داد نئے گرد باد رقص کرتے بگولوں، نادید ظر "ماحول کی تلخی کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اپنے اس زوردار حملے "کریم داد نے لشکر کی حالت اس طرح کر دی تھی جیسے سماعت پر جمی چپ اور مردہ لمحات کے ڈھیر "تند خو طوفانوں کے سائے برہنہ شاخوں کو چیخنے چلانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

جس وقت کریم داد لشکر پر جان لیوا ضربیں لگا رہا تھا اسی وقت سا ◆ سے عمر خان لشکر پر بے ثمر یادوں، بدعہدی کی خونی روداد۔ شام کے اُجالوں کو نگلتی بے نام راتوں کی طرح حملے کر رہا

تھا اپنے زوردار حملوں سے عمر خان [illegible] لشکر "اس طرح گھسا تھا جیسے دارفتہ سیل محشر "فشار آتش یا خرمن ہستی "بکھرتی راکھ گھس آتی ہے۔

□ان جنگ "مرنے اور زخمی ہونے والوں کی چیخیں، گرد وغبار، بہتے خون اور اٹھتی کراہوں کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ خدوخیل کی وادیاں کچھ اس طرح کا منظر پیش کر رہی تھیں گویا سمندر کے سکوت "□ فرت کی گرد ساحلوں کی ہواؤں "ہر پل کا پیغام مرگ، فکر کے تازہ بابوں "زرد پتوں کی کہانیاں، زمستانی موجوں کی تھکی موجوں "تن من گھائل کرتا عالم برزخ اور ان گنت جسموں کی ارواح "خود پرستی کا آشوب گھس آیا ہو۔

اب سا ♦ سے عمر خان کے حملے اور پیچھے سے کریم داد کی ضربوں نے غریب خان بخشی کے لشکر کی حالت ابر کی ان آوارہ قاشوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی جو ملتجی آبنوسی روشنی "پلکوں پر آبی موتی اور برف لب لئے پناہ کی تلاش "ادھر اُدھر ماری ماری پھرتی ہیں۔

تھوڑی دیر تک دونوں لشکروں کے د⊠ن گھمسان کا رن پڑا۔ غریب خان بخشی نے اندازہ لگا لیا کہ اگر اسی طرح جنگ جاری رہی تو اس کے لشکر کا مکمل صفایا ہو جائے گا۔ لھذٰا وہ اپنے حفا◇ دستے کے ساتھ بمشکل □ان جنگ سے بھاگ نکلا کیونکہ اب ان کے لشکریوں کے لئے بھاگنے کا راستہ بھی مسدود ہو گیا تھا۔ غریب خان بخشی کے □ان سے بھاگنے پر اس کے لشکری جنگ سے جی چرانے لگے اس موقعہ پر عمر خان اور کریم داد نے اپنے اپنے لشکروں کو پکارا اور دونوں نے آگے پیچھے سے بھرپور حملہ کر دیا اور اس طرح [illegible] لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور وہ اردگرد کے علاقوں نوگرام، نارنجی، اور شیر درہ وغیرہ کی پہاڑوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اس موقع پر عمر خان اور کریم کے لشکروں خونخواری کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور غریب خان بخشی اور اس کے حفا◇ دستے کے علاوہ جو ملندری کی طرف بھاگنے "⊠ب ہوئے، سارے [illegible] لشکر کو تہہ تیغ کر دیا گیا اس کے بعد افغانوں نے [illegible] کیمپ کو تخت وتاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا یہ جنگ 26 فروری 1586ء کو لڑی گئی اور جنگ خدوخیل

کے نام سے مشہور ہے۔

جنگ ملندری

جونہی سورج ہواؤں کو رنگین قبا پہنا تا ہوا مشرقی اُفق سے نمودار ہوا تو کالو خان نے محمد عمر خان اور کریم داد کو خدو خیل محاذ کے متعلق ہدایات دینے کے بعد خود بھی دمغار سوات سے اپنے لشکر کا پڑاؤ اُٹھا لیا۔اپنے لشکر کو کالو خان نے پانچ حصوں "تقسیم کر دیا پہلے دستے کی کمانداری ملک سرگند خان ڑ دوسرے دستے کی کمانداری ملک میروس خان ڑ تیسرے دستے کی کمانداری ملک اصغر خان ڑ چوتھے دستے کی کمانداری ملک اللہ داد خان ڑ اور پانچواں دستہ اپنے پاس رکھا اور قراقر کی پہاڑی سے لیکر خدو خیل تک ہر پہاڑی پر ایک ایک دستے کو متعین کر دیا تا کہ جب لشکر ان دروں سے گزرے تو یہ ان پر حملہ کرے اور گوریلا جنگ کرتے ہوئے انہیں نقصان پہنچائے۔

اپنے لشکر کی روانگی سے قبل محتاط طریقہ اپناتے ہوئے کالو خان نے بھی اپنے جاسوس اور طلایہ گرد دستے اپنے اطراف "پھیلا دیئے یہ طلایہ گرد دستے اور جاسوس ایسے خونخوار تھے کہ جہاں کہیں بھی انہیں دشمن کا کوئی جاسوس یا مخبر ملتا اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیتے تھے جس کی وجہ سے مغلوں کو صحیح خبریں نہیں پہنچ پا رہی تھیں ان کو صرف خبر ہونے پائی تھی کہ کالو خان یوسف زئیوں کا لشکر لیکر ان کے بلے کے لئے آ رہا ہے۔

چنانچہ جب جنرل زین خان، حکیم ابوالفتح اور راجہ بیربل کا لشکر قراقر کی پہاڑی کے راستے بونیر روانہ ہوئے تو ہر تنگ درے "یوسف زئیوں سے جنگ ہوئی اور فوج کا سامان لوٹ لیا جاتا تھا اور انہیں بہت نقصان بھی اُٹھانا پڑتا تھا کیونکہ یوسف زئیوں نے ہر طرف سے ان پر تیر اور پتھر برساتے تھے۔ جب وہ ملندری کی پہاڑی کی طرف آئے تو زین خان کو کہ فوج کے آخری حصے کا سردار تھا افغانوں نے ان پر ہر طرف سے تیر اور پتھر برسا کر بلہ کیا جس سے وہ پریشان ہو کر پہاڑ کی بلندی سے نیچے اُتر آئے اس افراتفری "ہاتھی اور گھوڑے ایک دوسرے سے مل گئے اور گر پڑے اور بہت سے لوگ ضائع ہو گئے۔

اُدھر کالوخان نے بھی اپنی قوت کو یکجا کیا اور مغلوں کے آنے سے ایک دن پہلے ملندری کے ○م پر پہنچ کر اپنا کیمپ لگا لیا جونہی کالوخان ملندری کے ○م پر آیا تو سودھم سے یوسف زئیوں کا ایک بڑا لشکر آ کر اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔

آغاز، کار: رات اپنے آپ کو جاوداں کرنے کی خاطر سر بہ سر رقص ناز کرتی بھاگ رہی تھی۔ ہر شے سر چشمہ، نجوم اور گم آسمان کی طرح پُر اسرار ہو گئی تھی۔ ہر شے لفظوں کے داؤ پر لگا کر رات نے نیند کے تشدد "" اضافہ کر دیا تھا آسمان پر بکھرے ستارے کسی معصوم بیٹی کے اُجلے تبسم کی طرح برف سے آراستہ پربتوں اور صدیوں سے سعی کرتے انسان کو تک رہے تھے۔ اوس کے موتی زندگی کا روپ دھار کر سورج کی پہلی اور موت کا پیغام دینے والی کرن کا انتظار کرنے لگے تھے۔

جونہی سورج طلوع ہوا دونوں طرف سے لشکر کی صفیں درست کی گئیں اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی جنگ کی ابتدا ہوئی۔ جنگ کے ابتدا "" لشکر کو تین حصوں " تقسیم کر دیا گیا۔ ایک حصے کی کمانداری ابوالفتح دوسرے کی سرداری راجہ بیربل اور محفوظہ کی کمانداری جنرل زین کے پاس تھی اس کو دیکھتے ہوئے کالوخان نے اپنے لشکر کو دو حصوں "تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ اپنے پاس رکھا اور ایک حصے کی کمانداری ملک میروس خان کے سپُرد کی۔ چونکہ یوسف زئی لشکر کے پیچھے پہاڑ تھا اس لئے محفوظہ کے طور پر لشکر کا کوئی حصہ نہیں رکھا گیا۔

راجہ بیربل کا خیال تھا کہ ان کے ○ بلے "" کالوخان ابھی ناتجربہ کار ہے اس لئے وہ کالوخان کو دیر تک ان "" جمنے نہیں دے گا اور اسے شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا لیکن یوسف زئیوں کو ان "" خونخواری سے لڑتے دیکھ کر اس کی ساری اُ وں پر پانی پھر گیا۔

جب جنگ کی ابتداء ہوئی تو کالوخان نے بڑے منجھے ہوئے جرنیل کی طرح اپنے لشکر کی کمانداری کی۔ اور وہ فراموش زمانوں اور گھنے جنگل کے اجاڑ "" خواب اسودگی "" چھپی دل کی آوارہ خرامی کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ کالوخان نے بیربل کی نسبت ناتجربہ کار ہونے کے باوجود لشکر کی اگلی

صفوں پر خزاں کے کھیتوں پر چھائی دھوپ اور آہنی گرفت رکھنے والے سرد ہیولوں کی طرح چھانا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف راجہ بیربل نے بھی اپنی تمام تر تجربہ کاری کو استعمال کرتے ہوئے کالوخان کے حملوں کو نہ صرف روک لیا بلکہ وہ بکھرے آسمان پر جھاگ اُڑاتے ابر کے پیکروں اور خوابوں کے تہہ در تہہ جہان "ویران فلک سے سورج کے کرنوں کے تیروں کی طرح اپنے لشکریوں کے ساتھ کالوخان کے لشکر "گھستا چلا گیا تھا۔

دونوں طرف کی زوردار حملوں کی بنا پر□ان جنگ عجیب سی کیفیت اختیار کر گیا تھا۔ لگتا تھا آسمان کی گردش۔ دھواں زدہ ز "کی کراہ اور لرزتے کانپتے سانسوں "فضا کی زنجیریں کھڑکھڑانے لگی ہوں۔□ان جنگ یوں خون آلود ہونے لگا تھا جیسے صبح کی رگ رگ سے خون رس پڑا ہو۔ ہر کوئی یوں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کا درپے تھا گویا ز "کے ہاتھ خلاف معمول آسمان کی طرف دراز ہونا شروع ہو گئے ہوں۔□ان جنگ "چاروں طرف ایک شور، ایک واویلا مچ گیا تھا۔ کوئی بھی آواز صاف سنائی نہ دے رہی تھی۔ چیخیں، پکاریں اور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں ایسا سماں باندھ گئی تھیں جیسے راہوں کے□ جات "رگ رگ کو چستی صلیبیں اور کاہنوں کے نیاز "وقت کی ہولناک آوازیں گھسنا شروع ہو گئی ہوں۔

کافی دیر تک یہ ہولناک جنگ جاری رہی۔□ان جنگ جہل مرکب کا فتور بنا رہا۔ صحرا کا سکوت، قبر کی خاموشیاں انسانی جسموں کو کاٹتی رہیں تھیں۔ کہکشاؤں کی چپ، فضاؤں کا سراسیمہ حصار، روحوں کو آواز دیتا رہا۔□ان جنگ تلاطم کا ایک خروش بنا رہا۔ ماہ و سال کے بہتے سیلاب "اجالوں کے جنازے نکلتے رہے۔ وقت کی اُٹھتی بساط "آند□ں کی دستک کے سا◆تمدن کے سفینے غرق ہوتے رہے۔ ابن آدم لہولہو اور اس کے عزائم خون خون ہوتے رہے تھے۔

جو اپنی تیغ زنی اور اپنی شجاعت اور اپنی تہور "اپنے آپ کو بے✝ل اور ناقابل تسخیر

خیال کرتے تھے ان کا ارادہ تھا کہ وہ وقت کے دام "کسی کوزہ گر کی طرح طوفانی انداز "حرکت کرتے ہوئے کالوخان اور اس کے لشکریوں کو اپنے سا ◆ مار بھگائیں گے لیکن ان کی ہر ، ہر تمنا ناکام و نامراد ہوئی تھی۔ اس لئے کہ کالوخان نے ان پر زندگی کے سفیر، اجالوں کے ضمیر، صبح کے بشیر کی طرح ضربیں لگاتے ہوئے بہت جلد ان کی حالت ظلمتوں کے سیل "صدیوں کی خاموشی ، حادثوں اور آندھیوں "نمناک آنکھوں کی نمی اور بجلیوں اور زلزلوں "زخموں کے فراش جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

ایسے "مغلوں کی بدقسمتی کہ پیچھے سے کریم داد اور بائیں طرف سے عمر خان اپنے اپنے لشکر کے ساتھ دھکتی کی حکمت ، تمدن کے دھوئیں ، خونی ہیولوں ، بے خودی اور بیداری کے ایک طوفان اور وقت کی اقامت "آندھیوں کے سلگتے سایوں کی طرح ان پر حملہ آور ہو گئے جو خدوخیل کے محاذ پر مغلوں کو شکست دینے اور بچے کچے مغلوں بمع غریب خان بخشی اور اس کے حفاظتی دستے کے لشکریوں کو ہانکتے ہوئے آئے تھے۔ دوسری طرف جب کالوخان نے دیکھا کہ مغلوں کی پشت پر کریم داد اور عمر خان نے اپنے لشکر کے ساتھ خوفناک طریقے پر حملہ کر دیا ہے تو اُس نے بھی اپنے حملوں " زبردست تیزی پیدا کی۔ پھر وہ کالوخان نہ رہا تھا ایک طوفان بن گیا تھا ماتھے "شکنوں پر ایک انقلاب ، عصے "رقص فرما حیات ، ایک سجود والہانہ ، ایک رکوع بے قیام اور آنسوں سے تبسم کا انتقام لیتے جذبوں کی طرح حرکت "آیا اپنے لشکر کی تنظیم اس نے درست کی خود لشکر کے سا ◆ آ کے اگلی صفوں کو خوب یکجا کیا اس کے بعد وہ فکر و نظر کی گہرائی ، فطرت کی تسخیر ۔ وقت کی بدترین حدت اور تلوار کے ساز پر رقص کرتی لیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ راجہ بیر بل جو یہ توقع رکھتے تھے کہ وہ جلد ہی کالوخان اور اس کے لشکر کو بدترین شکست دینے "ب ہو جائیں گے ، اب وہ سا ◆ سے کالوخان کی بے رحم حملوں جو زلزلوں کے آوازوں کے بڑکاؤ ، اپنے دوش پر دیئے اٹھائے طوفانوں ، اپنے شانوں پر ظلمت اُٹھائے تہذیب کیا آندھیوں ، رقص رگ جاں اور سامراجی طوفان کو توڑتے وقت کے بدترین سیلاب کی

Feb.2020\Pictures\Medan Jang Malndri Map.jpg not found.

نقشہ جنگ ملندری

طرح تھے اور پیچھے سے کریم داد اور عمر خان کے سردیوں "دہکتے دوزخ، رات کے اُٹھتے بکھرتے لمحوں "قید ظلمات۔تاریک شہر کے بت خانہ۔تخیل "دام صلیب حلقہ زنار، رات کے ماتھے کی سیاہی پر رقص کرتے خدائے ظلم وستم اور خارزاروں کے گلستانوں "گناہوں کی آگ نشیمن کی طرح جان لیوا حملوں کی زد "تھے جو بُری طرح سے ان کا قتل عام کر رہے تھے۔

راجہ بیربل چاہتا تھا کہ وہ اپنے زوردار حملوں سے کالوخان کی اگلی صفوں کو درہم برہم کرے اس لئے لگتا تھا کہ اس نے تیمور کی خونی عبا اور چنگیز خان کی وحشت انگیز کلاء پہن لی ہو۔اس لئے وہ کالوخان اور اس کے لشکروں پر گرداب "موج بلا،قوموں کے لہو سے کلیاں کرتی عفریت،شام کے تالاب "تلاطم کے اضطراب کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

لیکن کالوخان نے راجہ بیربل کی ساری ⌂وں پر پانی پھیر دیا۔اس لئے کہ وہ تو راجہ بیربل سے بھی پہلے سلگتی قیامت، جلتے غذاب،کوہستانوں کے جھنم "غسل آتش،اور صحرائے احساس "موج بیتاب کی طرح حرکت "آیا تھا اور قدرت کے بدترین احتساب،شعلوں "پنہاں غضبنا کی ضمیر کے پیچ وتاب "ایک آتش بے درد کی طرح راجہ بیربل کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔کالوخان کو اس انداز "حملہ آور ہوتے دیکھ کر اس کے لشکری بھی حملہ آور ہوتے ہوئے نبض نیل،رگ دجلہ وفرات نس جیہوں و سیحوں بنتے ہوئے اس طرح حملہ آور ہو رہے تھے جیسے تہذیب کے زخم ہرے کرتی بیداری کے شعور نے کسی پر نزول کر کے اس کی توڑ پھوڑ کا کام شروع کر دیا ہو۔

جلد ہی ⌂ان جنگ جلتے مستقبل،تازہ ہوتے ناسور اور آسمان سے ز "پر برستے عذاب کی سی صورت اختیار کر گیا تھا۔بدن شکن شکن ہونے لگے تھے حیات اپنی رفتگی کو آواز دینے لگی تھی،جب کہ مٹی سے خون کی بو آنے لگی تھی۔کالوخان نے سا ◆ سے اور عمر خان اور کریم داد نے پیچھے سے ،،، لشکریوں کو تھکا کر توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ،،، فوج کی اگلی صفوں کی آدھی سے زیادہ تعداد کو کالوخان نے اور پچھلی صفوں کی آدھی سے زیادہ تعداد کو عمر خان اور کریم داد نے موت

کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔

راجہ بیربل نے جب دیکھا کہ سا ♦ سے کالوخان اور پیچھے سے عمر خان اور کریم داد نے ان کے لشکر کا قتل عام شروع کررکھا ہے تو اُسے اپنی عافیت اسی " دکھائی دی کہ جنگ ترک کرکے ان جنگ چھوڑ کر بھاگیں۔ لہٰذا بیربل نے جنگ کے دوران ہی ابوالفتح، غریب خان بخشی اور زین خان کوکی طرف قاصد بھیجے اور اُسے بائیں طرف نکل بھاگ جانے کا حکم دیدیا۔ یہ حکم ملتے ہی لشکر کے تمام سرداران ایک ساتھ شکست کا داغ اُٹھاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جبکہ کالوخان، عمر خان اور کریم داد نے لشکر کے کچھ دستے پیچھے چھوڑے تاکہ وہ لشکر کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کرلیں اور باقی لشکر کے ساتھ کالوخان، عمر خان اور کریم داد تینوں نے بڑی تندی اور بڑی خونخواری کے ساتھ لشکر کا تعاقب شروع کردیا۔

سات آٹھ میل تک یہ خونخوار تعاقب جاری رہا اور اس تعاقب کے دوران کالوخان، عمر خان اور کریم داد نے بیربل، ابوالفتح اور عریب خان بخشی کے تمام لشکر کو تباہ و برباد کردیا اس تعاقب کے دوران لشکر کی بدقسمتی کہ وہ اندھیرا ہونے کی وجہ سے پہاڑی دروں " راستہ بھول گئے اور دروں " گر پڑے صرف زین خان کوکہ اور حکیم ابوالفتح اپنے محافظ دستے کے ساتھ بھاگ نکلے۔ چونکہ رات کی تاریکی کی وجہ سے کالوخان نے تعاقب صبح تک ملتوی کردیا اور صبح سویرے پھر تعاقب کا حکم دے دیا اور اس طرح دوسرے روز وہ لوگ جو راستہ بھول گئے تھے، ہلاک اور ختم کردئے گئے راجہ بیربل بہت سے آدمیوں کے ساتھ جن " سے پانچ سو آدمی بادشاہ کے روشناس تھے، بے راہ روی " مارا گیا اور اُس کی لاش تک کسی کو نہ ملی اکبر بادشاہ بیربل کی موت سے اس قدر رنجیدہ ہوا۔ کہ اُس نے ایک دن اور ایک رات کھانا نہیں کھایا اور دو دن تک ابوالفتح اور زین خان کوکہ کو باریاب تک نہ کیا۔ بادشاہ کو اس کے برابر کسی امیر کے مرنے کا غم نہ ہوا وہ افسوس کرتا تھا کہ اس کا جسم بھی ہاتھ نہ لگا کہ آگ " جلایا جاتا مگر اپنے دل کو اس طرح تسلی دیتا تھا کہ وہ سب قیود سے آزاد اور مجرد تھا اس کیلئے نیر اعظم (سورج) کی

تابش پاک کرنیوالی کافی ہے

اس تاریخی جنگ جو بڑے بڑے سردار قتل ہوئے ان "راجہ بیربل کے علاوہ جنرل حسن خان بیٹنی، خواجہ عریب خان بخشی، کمانڈر جان محمد بخشی، جنرل شیخ جنید، کمانڈر ملا عیوری، کمانڈر فرملی، جنرل مرزا بہادر، کمانڈر امانُ اللہ بیگ، جنرل سعید خان، کمانڈر گدا بیگ، جنرل راجہ دھرم کندھ شنکر، کمانڈر ملا شیری، کمانڈر شیخ مہمند شامل ہیں جن کا اکبر بادشاہ کو بہت صدمہ ہوا اور بہت زمانہ تک اُن کو یاد کرکے افسوس کرتا رہا۔

یہ تاریخی جنگ ۲۷ فروری ۱۵۸۶ء کو لڑی گئی اور کہ ملندری کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تاریخی جنگ ۱۵۸۱ء سے جاری جنگ آزادی کا آخری کہ تھا جس "مغلوں کو تاریخ کے بدترین شکست کا سا کرنا پڑا۔ اور بہادر یوسف زئی قوم کو فتح نصیب ہوئی اور اباسین تک اپنی ریاست کو مغلوں سے دوبارہ آزاد کیا جس پر اکبر اعظم نے ۱۵۸۱ء کو اس وقت قبضہ کیا تھا جب افغان قوم تحریک روشنائی کی وجہ سے اختلافات کا شکار تھے

پانچ سال کے طویل عرصہ تک پہاڑوں اور انوں "جاری اس جنگ آزادی "یوسف زئی اور نڑ کے بھادر جانثار جوانوں نے سربازی اور شجاعت کے وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ دشمن مؤرخین بھی انہیں داد شجاعت دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ آزادی کی ان جنگوں "۲۰ ہزار سے زائد یوسف زئی اور ڑ جانبازوں نے وطن کی آزادی کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور غیر جانبدار مبصروں کے بق ۵۲ ہزار لشکریوں کو ہلاک کیا

ابھی حال ہی "مارچ ۲۰۱۱ء کو مردان کے مشہور محقق اور تاریخ دان فرہاد علی خاور کی کوششوں سے فرزند ڑ قبیلہ اور سابق وفاقی وزیر اور عوامی نیشنل پارٹی کی مرکزی رہنما جناب محمد اعظم خان ہوتی نے رُستم ملندری روڈ کے چوک پر ان شہدا کی یاد "ایک یادگا تعمیر کیا گیا ہے۔ جنہوں نے ۲۷ فروری ۱۵۸۶ کو ملندری کے م پر وطن کی آزادی کی خاطر مغلوں سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا تھا۔

ملک کالوخان کی وفات

ملک کالوخان ولد علی خان ولد✋رک خان یوسف زئی قبیلہ کی ذیلی شاخ مانی زئی سے تعلق رکھتا تھا۔ ۱۵۸۶ء "مغلوں کو♍ کہ ملندری "شکست دیکر سارے پختونخواہ کوان کے تسلط سے آزاد کرایا اور بلاشرکت غیرے اس کے سربراہ بن گئے۔جنگوں سے فراغت کے بعد اس نے علاقے کی ترقی پر توجہ دے دی اس وقت علاقے کے لوگوں کو سب سے بڑا مسئلہ پانی تھا جس کو کالوخان نے بڑی خوش اسلوبی سے حل کیا۔ اس نے ملکی ضروریات کے♉بق ذخیرہ ہائے آب کے سلسلہ "بہترین انتظامات کئے اور پورے علاقے "ضروریات کے♉بق پانی جمع کرنے کے تالاب بنائے جو آج اس کے نام سے موسوم ہیں مثلا کالوخان ڈھنڈ جس کے قریب "اس نام کی نسبت سے موضع کالوخان آباد ہوا۔ اس قسم کی دوسری ڈھنڈ موضع طوطالئی سے پنجتار کی طرف بدری نالہ کے قریب واقع ہے۔ پھر چنگلئی کے قریب کالوڈھنڈ، اس کے علاوہ رُستم (علاقہ سدھم) سے جانب مشرق کالوڈھیرئی، موضع مینئی کے قریب کالوگاہ، چھچھ "موضع کالو اور جس جگہ وہ خود مدفن ہے وہ کالوڈھیر کہلاتا ہے۔ کالوڈھیر موضع ترُ لاندی اور چکنودہ کے سرحد پر واقع ہے۔

ملک کالوخان ایک بہت بڑے مدبر اور دانش❑ رہنما تھے۔ سرداری کی خوبیاں اس " کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں اس نے تحریک روشنائی کی وجہ سے منتشر قوم کو ایک دفعہ پھر متحد کیا اور اس قوم نا قابل تسخیر بنا دیا جو اپنی نا اتفاقی کی وجہ سے ۱۵۸۱ء سے مغلوں کے غلام چلے آرہے تھے اس کو ۱۵۸۶ء "آزاد کرایا اس کے ہی دور "سارے علاقے سڑکوں کا سلسلہ قائم ہوا۔

ملک کالوخان ۱۵۸۶ء سے ۱۶۲۵ء تک یوسف زئی قوم کے سربراہ رہے ۱۶۲۵ء " آپ نے وفات پائی اور موضع ترُ لاندی اور چکنودہ کے سرحد پر واقع کالوڈھیر کے❍م پر دفن کئے گئے۔

Feb.2020\Pictures\Malak Kalu Khan Mizar.jpg not found.

ملک کالوخان کا مزار

Feb.2020\Pictures\Malak Kalu Khan Outside.jpg not found.

ملک کالوخان کے مزار کا بیرونی منظر

باب 10

ملک بہا کو خان

ملک بہا کو خان ۱۶۲۵ء ""ملک کالو خان کی وفات کے بعد یوسف زئی کا متفقہ سربراہ منتخب ہوئے۔آپ کے والد کا نام مامون بن عثمان تھا بہا کو خان کا تعلق خدو خیل □ڑ کی ذیلی شاخ عثمان خیل سے تھا۔ بہا کو خان نہ صرف یوسف زئی بلکہ تمام خخی قبائل کا قائد تھا بہا کو خان کے اقتدار ""تقریبا وہ تمام علاقہ شامل تھا جو خان گجو کے دور ""اس کے زیر اثر تھا یعنی باجوڑ سوات سے لیکر دوابہ، ہشت نگر اور چھچھ ہزارہ تک کا علاقہ شامل تھا۔اراکین مملکت ""ظریف خان، حمید خان، کچے خان، کاچو خان، اور حبیب خان اس کے مشیر اور کمانڈر تھے۔

ہندوستان ""اکبر اعظم کی وفات کے بعد عنان اقتدار شہزادہ سلیم نے اپنے ہاتھ ""لی اور وہ نورالدین محمد جہانگیر کے نام سے حکومت کرنے لگا۔ وہ ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۸ء تک حکمران رہا۔اس کی حکومت کے دوران حالات جوں کے توں رہے۔اس کے ابتدائی دور ""ملک کالو خان نے وفات پائی تو یوسف زئیوں کا اقتدار ملک بہا کو خان کے ہاتھ آیا۔

جہانگیر کی وفات پر اس کے لڑکے شاہجہان نے حکومت اپنے ہاتھ ""لی۔اس کے عہد "" بلتا امن رہا۔اور شاہجہان نے یوسف زئیوں سے خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کی ☒ب کوشش و سعی کی جس ""وہ ☒ب رہا اور یوسف زئی سردار بہا کو خان نے امن کا جواب امن سے دیا۔مغلیہ حکومت نے بہا کو خان کا یوسف زئی کے علاقہ کی دھڑت وصول کرنے کا اختیار تسلیم کر لیا جس کی وجہ سے تعلقات اس حد تک خوشگوار ہو گئے کہ ایک موقع پر بابو ڈھیری گڑھی امانزئی ""یوسف زئیوں نے شاہجہان کی دستار بندی کرتے ہوئے اُسے اعزازی طور پر اپنے قبیلہ ""شامل کر لیا تھا۔

جب بہا کو خان نے شاہجہان کی کا اعزاز قبول کیا تو شاہجہان نے فرمان تقرر کے ساتھ ایک

Feb.2020\Pictures\Malak Bahaku Khan.jpg not found.

ملک بہاکو خان

اعلیٰ قسم کا گھوڑا جس کی زین پر سونے کی گلگاری کی گئی تھی بطورِ تحفہ ارسال کیا۔ ان حالات کے پیشِ نظر عہد شاہجہان ”مغلوں اور یوسف زئیوں کے تعلقات بڑی حد تک خوشگوار ہو گئے تھے۔ جس کا بانی اور محرک شاہ جہان کا بیٹا دارا شکوہ تھا۔ جس نے بہاکو خان سے بڑے گہرے تعلقات استوار کیے تھے۔

بہاکو خان کے رُفقاء

اخوند سالاک واخون سباک:

اخوند سالاک ایک افغان بزرگ تھے جو اصل ”طوغہ کے تھے۔ طوغہ افغان اصل ”ترین ہیں ان کے والد ماجد علاقہ خٹک ”مقیم تھے اور وہیں ان کی زیارت ہے اخوند سالاک اکثر ان کی زیارت کے لئے وہاں جاتے تھے۔ اخوند سالاک نے اُس وقت مذہب کے نام پر اپنے معتقدین کی ایک جماعت پیدا کر لی تھی جس وقت علاقہ یوسف زئی ” بہاکو خان اور ہندوستان ” جہانگیر کی حکومت تھی۔ اور پھر جذبہ جہاد سے سرشار قبائل جوق در جوق اس کی جمیعت ”شامل ہونا شروع ہوئے حتیٰ کہ ایک پورا لشکر دکھائی دینے لگا۔

اخوند سالاک کے چار بیٹے☒ ں بابا، شیخ بابا، پاچا بابا اور سیری بابا کے ناموں سے مشہور ہیں ☒ ں بابا کی اولاد کابل گرام ”اور کچھ کلالئی علاقہ پورن ”آباد ہیں شیخ بابا کی اولاد دریائے سندھ پار مشرقی جانب دوڑ میرہ ”آباد ہیں پاچا بابا کی اولاد سیری، علاقہ پورن ”آباد ہیں جب کہ سیری، بابا کی اولاد سیری، نزد مارتونگ اور کچھ کابل گرام ”آباد ہیں اخوند سالاک کی کچھ اولاد میر احمد خیل کے ساتھ مرغز ”آباد ہیں جو اخون خیل سے مشہور ہیں۔ اور ان کے کچھ گھرانے مواضعات چینی، علاقہ گدون اور مہابن کے اوپر اور کچھ موضع جلالہ تپہ بائی زئی اور موضع درہ صوابی ”مقیم ہیں اور ان کا ہم نسل خاندان طوغہ موضع جنگدرہ ”خدو خیل کے ساتھ رہتے ہیں اخوند سالاک کی قبر کابل گرام ” ہے۔ جیسا کہ وہ ایک مشہور غازی و⊕ہد تھے۔ اس طرح وہ صاحب تصانیف بھی تھے۔ اخوند سالاک کی

Feb.2020\Pictures\Shah Jahan Threer.jpg not found.

شاجہان کا فرمان بہا کو خان کے نام

تصانیف "فتاویٰ غربیہ، بحرالانساب، غزوہ او□ قب زیادہ مشہور تھے۔

اخون سالاک اور اخوند سباک دونوں اخون پنجو بابا کے مرید تھے۔ دونوں بزرگان دین اور تبلیغ و جہاد اور آزادی کے شیدائی تھے۔ لہذا ان ◘ صد کے حصول کے لئے ان کو علاقہ یوسف زئی پسند آیا اور اخون پنجو بابا اور کاکا صاحب کے مشورے سے انہوں نے اس آزاد علاقہ "جو مغلوں کے اثر سے پاک تھا جینے مرنے کا مصمم ارادہ کیا وہ بہاکو خان کے دوست تھے اور مغلوں اور ان کے حمایتیوں کے سخت لف تھے۔ اسی وجہ سے اخوند سالاک علاقہ یوسف زئی "آئے اور غازیوں کے ساتھ جہاد " شامل ہوگئے۔ شب وروز ⏲ شغل رہتا تھا۔ بہت سے علاقے اور قلعے اُن کی برکت سے کفار سے خالی ہوگئے۔ ان کی اس جذبہ جہاد اور ⊠ بیوں کو دیکھ کر شاہجہان نے اخوند سالاک کے نام ایک پیغام بھیجا جسمیں یہ آیت تحریر تھی۔

' اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اُولو الامر منکم'

مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ باغی ہیں۔ اس "آپ قیام نہ کریں بلکہ شاہی علاقہ "آ کر بسیں۔ غرض یہ تھی کہ وہ علاقہ یوسف زئیوں کا تھا اور یوسف زئی چونکہ بہادر قوم ہے۔ کہیں انہیں اپنا بادشاہ نہ بنالیں۔ اخوند سالاک نے جواب "لکھا کہ یہ لوگ اگرچہ آپ کے باغی ہیں مگر خدا سے باغی نہیں ہیں۔ "اور یہ شب وروز کفار کے ◘ بلہ اور غزا "♈ وف رہتے ہیں۔ آپ بادشاہ ہیں اگر امداد دے سکو تو فبہا ورنہ مجھے کیوں دور لے جاتے ہو۔

اخون سالاک کے بعد اخون سباک بھی اخون پنجو بابا کے مشورے سے بہاکو خان کے پاس آئے اور ڈوما کے تاتاریوں سے جہاد کرنے کے لئے ⌖ ھدین "شامل ہوگئے اور اس علاقے سے تاتاریوں کے اخراج تک ان کے ساتھ رہے۔

اخون سباک کی اولاد موضع بھڑ وچ "اور چملہ کے مواضعات جنگئی، کوریا، کدال اور کلائی پورن "آباد ہیں اور موضع بھڑوچ سے کچھ گھرانے ہجرت کر کے گوجر گڑھی "آباد ہو چکے ہیں۔

اخون سباک کا ذاتی اسلحہ تلوار اور ڈھال وغیرہ اور چارپائی جو وہ استعمال کرتے تھے اس وقت بھی موضع کوریا "ان کے لواحقین کے پاس موجود ہیں اور لوگ انہیں تبرک کے طور پر دیکھنے آتے ہیں

ڈوما کی تاتاریوں سے پہلی جنگ

اخون پنجو بابا اور اخوند سالاک ایک کمرے "بیٹھے تھے اور دین کی اشاعت کے سلسلے" مشورہ کررہے تھے کہ خادم نے بہا کو خان کے قاصد کے آنے کی اطلاع دے دی۔ قاصد کو جب بلایا گیا تو سلام کلام کے بعد اخون پنجو بابا نے اس سے پوچھا کہ آپ کے خان نے آپ کو کس مقصد کے لئے ہمارے پاس بھیجا ہے۔

قاصد نے آداب بجالاتے ہوئے کہنا شروع کیا کہ:

اے بابا : بہا کو خان نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ اس کے علاقے بونیر سے متصل ڈوما کا علاقہ ہے (جو اس وقت حسن زئی، اکازئی، مداخیل☎ زئی، چغرزئی، بابوزئی، جنکی خیل، عزی خیل، چوگا، کانا، غوربند، بشام، چکیسر، اور پورن کا موجودہ پہاڑی ہے) جہاں تاتاری نسل کے کافر لوگ رہتے ہیں اور یہ لوگ اکثر ان علاقوں سے نکل کر بونیر کے علاقے "آتے ہیں۔ قتل و غارت کرتے ہیں اور لوٹ مار کر کے مسلمانوں کے گھروں تک کو جلاتے ہیں اور مال مویشیوں کو ہانک کر لے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ کافی منظّم اور جنگجو ہیں اور ان سے نپٹنا ہمارے خان کے لئے اکیلے مشکل ہے اس لئے میرے خان نے آپ سے اسلام کے نام پر ان کے ساتھ جہاد کے لئے مدد کی درخواست کی ہے۔

قاصد مزید کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اخون پنجو بابا نے ☒ن "بولتے ہوئے قاصد سے سوال کیا یہ بتاو کہ ڈوما کا فر کون ہیں اور یہ کہاں سے آکر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ جواب "قاصد کچھ توقف کے بعد سوچ کر کہنے لگا کہ:

اے بابا ڈوما کافر قدیم عہد سے اس سرز "پر آباد اقوام "سے ہیں۔ عرب مورخین نے ابومہلب کے حملے کے وقت دریائے سندھ کے کنارے عربوں کا راستہ روکنے والے ترک شہسواروں کا

ذکر کیا ہے محققین کا خیال ہیں کہ شاید یہ وہ کافر تھے جنھوں نے چودہ سو سال قبل عربوں کا راستہ روکا تھا یا یہ ترک شاہیہ یا کابل شاہیہ کی نسل سے تھے یا راجپوتوں "سے تھے بہر حال ڈومار یاست کی راجہ کی شجر نسب کی حوالے سے اب تک کوئی تحریری ☸قہ معلومات حاصل نہ ہو سکی بس صرف اتنا معلوم ہے یہ لوگ عہد قدیم سے یہاں آباد چلے آ رہے ہیں۔

قاصد نے مزید کہا کہ اے بابا یہ لوگ بہادر بھی ہیں اور تنے بدمست بھی، کہ کسی کو خاطر " نہیں لاتے اور نہ کسی سے ڈرتے ہیں اس لئے ہر وقت دینگا فساد پر اُتر آتے ہیں قاصد نے اپنی بات مزید بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

اے بابا اگر اس موقع پر آپ نے تاتاریوں کے خلاف بہاکو خان کی مدد نہ کی تو یہ لوگ بے دھڑک اس طرح کی لوٹ مار کرتے ہوئے پوری ریاست پر قابض ہو جائیں گے۔ اور اس طرح نہ صرف ان کی قوت "اضافہ ہو جائے گا بلکہ ان کے حوصلے بھی بلند ہو جائیں گے۔ اس طرح اس پختونخواہ کے اندر آپ نے اسلام پھیلانے اور تبلیغ کرنے کا جو سلسلہ شروع کی ہے وہ رُک جائے گا اور مسلمانوں کے اتحاد اور یگانت کا جو پودا آپ اس سرز " "لگانا چاہتے ہیں یہ کفار انہیں جڑ سے اُکھاڑ پھینکے گے

اخون پنجو بابا جواب تک قاصد کی بات کو سر جھکائے عور سے سن رہے تھے نے یک دم جلال "آ کر سر اُٹھا لیا اور فیصلہ کن انداز "کہا' جس طرح تم سوچ رہے ہو ایسا ہر گز نہیں ہوگا۔ ہم بہاکو خان کو ان کفار کے سا ◆تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ ان کفار نے جو لوٹ مار کر کے مسلمانوں پر عرصہ حیات کیا ہے اور جو مسلمانوں کے علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ہم ان کی اس کوشش کو☒ب نہیں ہونے دیں گے۔ "جلد ہی اپنے اس دوست اخوند سالاک سے مشورہ کر کے اس کو اس کے لشکر سمیت بہاکو خان کی طرف بھیج دونگا۔

بہاکو خان کے سفیر نے فکر☐ لہجے "کہا۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ خود ان کفار کی پیش قدمی

روکنے کے لئے اپنے پورے لشکر کے ساتھ روانہ ہوں ۔اصل "یہ کفار زہریلے اور خوفناک انسان ہیں اور اُن کے پاس جو لشکر ہے وہ آپ کے لشکر اور بہاکو خان کے لشکر کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ ہے پھر کس طرح اکیلا اخوند سالاک ان بھڑیوں کی ترکتاز کو روکنے "☒ب ہوگا

اخون پنجو بابا نے اخوند سالاک کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرا یہ تیر میرے ترکش کا سب سے کڑا، مضبوط اور زہریلا تیر ہے۔ "نے جب کبھی اسے کسی پر چلایا ہے اس نے ہمیشہ☒ب اور حوصلہ افزا نتائج دیئے ہیں ۔ڈوما کے کفار تو کیا اگر ہندوستان کا بادشاہ کئی ایسے لشکر اس مہم پر بھی بھیج دے تو بخدا میرا یہ ساتھی اتنی ☐ رکھتا ہے کہ ان سب کو بساط کی طرح اُلٹ دے گا اور اپنی تلوار کی ضربوں سے انہیں اپنے سا ♦جھکنے پر مجبور کر دے گا۔

یاد رکھو ہم صرف اللہ کے دین کی خاطر لڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اور کبھی اپنی عددی کثرت پر بھروسہ نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ اپنے او پر بھروسہ کرنے اور اپنے دین کی خاطر لڑنے والوں کو ہمیشہ☒ب و کامران کرتا ہے اخون پنجو بابا نے بات ختم کرتے ہوئے قاصد سے کہا کہ ٹھیک ہے اب تم جاو۔ ہم جلد اپنا خادم بہاکو خان کے پاس بھیجیں گے اور انہیں تمام صورتحال سے اگاہ کر کے خوشخبری دیں گے۔

⬭

بہاکو خان اپنے حجرے کے ایک کمرے "اپنے رفقاء کے ساتھ موجود تھا جب سب مشیر اور کمانڈر اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہو گئے تو بہاکو خان نے کہنا شروع کیا کہ:

میرے رفیقو: آج تک ہمارے تعلقات مغلوں سے کشیدہ چلے آرہے تھے جس کی وجہ ہم ہر وقت مغلوں سے جنگ "اُلجھے رہے تھے اور دوسرے علاقوں کی طرف توجہ نہ دے سکے اب جبکہ ہمارے تعلقات مغلوں سے خوشگوار ہو گئے ہیں اور اُن کی طرف سے ہمیں خطرہ باقی نہیں رہا اس لیے "نیا اس لئے تمہیں بلایا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم ڈوما کے علاقے "آباد تاتاری نسل باشندوں

کے خلاف جہاد کا علم بلند کریں اور یہ علاقہ ان کفار سے خالی کرا دیں۔ بہا کو خان نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

اس سلسلے "، " نے اخون پنجو بابا کے پاس اپنا قاصد بھیجا ہوا ہے کہ وہ اخوند سالاک کو (جس کے پاس ⌖ ہدین کی ایک بڑی جماعت ہے جو ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہتے ہیں) ہمارے ساتھ شامل ہونے پر امادہ کرلیں تا کہ مشترکہ طور پر ان کفار کے خلاف جہاد ہو سکے۔ اصل "یہ تاتاری لوگ بہت منظّم ہیں اور ان کو شکست دینا اکیلے ہمارے لئے مشکل ہے اس لئے اخوند سالاک اور اس کے لشکر کی اغانت ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ بہا کو خان نے جب بات ختم کی تو دربان نے اخون پنجو بابا کے خادم کے آنے کی اطلاع دے دی۔

جب خادم کو حاضر کیا گیا تو خادم نے اونچی آواز سے سب کو سلام کہا سب نے سلام کا جواب دے دیا اس کے بعد بہا کو خان نے خادم سے پوچھا کہ بابا نے کس غرض سے آپ کو بھیجا ہے۔

خادم نے بہا کو خان کو تعظیم دی پھر اس نے کہنا شروع کیا کہ:

اے خان۔ بابا نے آپ کی درخواست کے ♉ بق اخوند سالاک سے بات کی ہے اور اُسے اس بات پر آمادہ کرلیا ہے کہ علاقہ ڈوما کے کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے آپ کے ساتھ شامل ہو جائے اس سلسلے "اخوند سالاک نے حامی بھر لی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ہمارا کام ہی اسلام کی تبلیغ اور اسلام کے لئے جہاد کرنا ہے اس لئے وہ جلد اپنے مریدوں کا ایک لشکر تیار کر کے ڈوما کے علاقے کی طرف پیش قدمی کرے گا لیکن اتمام حجت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے آپ اپنا لشکر لیکر ڈوما پہنچ جائے اور ان لوگوں کو پہلے اسلام کی دعوت دے اگر وہ قبول نہ کریں تو پھر جزیہ ادا کرنے کا کہیں اور اگر وہ یہ بھی نہ مانیں تو تیسری صورت "پھر ہمارا اور ان کا فیصلہ ⌂ ان جنگ "ہوگا

خادم کی بات سن کر بہا کو خان بہت خوش ہوا اور خادم سے کہا کہ آپ آج آرام کرلیں اور کل جا کر بابا کو میرا سلام کہنا اور ساتھ ہی عرض کرنا کہ آپ کے منشاء پر من وعن عمل کیا جائے گا اور ہم جلد لشکر

لیکر ڈوما پہنچ جائیں گے اور اخون صاحب کو پیغام دینا کہ وہ چند روز کے بعد ڈوما پہنچ جائیں تا کہ وہاں کفار کے خلاف مشترکہ جہاد کیا جائے۔

خادم کے جانے کے بعد بہا کو خان نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

میرے رفیقو: اخوند سالاک کی شکل "" ہمارے پاس اللہ کی مدد پہنچ رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اب اپنے اپنے قبیلوں "" جا کر اپنا اپنا لشکر تیار کریں اور اخوند سالاک سے پہلے ڈوما پہنچ جائیں اور وہاں پر اس کا شاندار استقبال کریں۔

⬭

سورج غروب ہوتے ہی گہری تاریکیاں ز "" کی عصمت، خلاؤں کی عظمت پر ہتھیلی کی لکیروں، صحرؤں کی بیکرانی، ہواؤں کی لامکانی پر نوشت فساد، برف کو ترستے کوہستانوں، کائنات کے ہر ذرے پر شبنم فشاں فطرت، فراز خاک اور دشت و بیابان اور کوچہ و بازار "" تضاد کردار اور دروغ دل و دانس کی طرح چھا گئی تھیں۔ علاقہ ڈوما کے لوگ گہری نیند سوئے ہوئے تھے جبکہ بہا کو خان اپنے خیمے "" اپنے رُفقاء بمعہ اخوند سالاک اور ان کے چند معتقدین کے ساتھ صلاح مشورے ""♈وف تھا۔ بہا کو خان نے کہا کہ:

میرے دوستو ؛ سب سے پہلے "" اپنی طرف سے اور اپنے رُفقاء کی طرف سے اخوند سالاک اور اس کے معتقدین کو خوش امدید کہتا ہوں یہ ہمارے لئے نہایت خوشی کا◘م ہے کہ اخوند صاحب جیسی مقدس ہستی ہمارے ☒ن موجود ہے اور آئندہ کے حالات ""اُس کے مشورے یقیناً ہمارے لئے مشعل راہ ہونگے اور مجھے ⌂ ہے کہ وہ ہر سطح پر ہماری رہنمائی کرتے رہیں گے۔ بہا کو خان نے اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

میرے دوستو: "" نے آپ لوگوں کو اس لئے یہاں آنے کی زحمت دی ہے کہ "" نے اخون پنجو بابا کے ہدایت کے♉بق اتمام حجت کے لئے اپنا سفیر علاقہ ڈوما کے سردار کے پاس بھیجا تھا

اور وہ آج ہی واپس آ گیا ہے اور یہ پیغام لایا ہے کہ علاقہ ڈوما کے سردار نے ہماری دونوں تجویزیں مسترد کیں ہیں اور ساتھ ہی کہا ہے کہ ہم نہ آپ کے رعایا ہیں اور نہ ماتحت کہ آپ اس قسم کے لبات ہم سے کرتے ہیں اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی ہے کہ ہمارے تلواریں ابھی زنگ آلود نہیں ہوئیں اور نہ ہم نے چوڑیاں پہن لیں ہیں کہ ہم آپ کے سردار کی اس قسم کی توہین آمیز لبات تسلیم کریں اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر آپ لوگوں "اگر اتنی قوت اور سکت ہے کہ ہم سے اپنے لبات منوالو تو پھر ان " آکر ثابت کرو ہماری تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے عہد قدیم سے اس سرز " پر کسی کو ٹکنے نہیں دیا ہے۔ بڑی بڑی اور طاقتور اقوام جو وسطی ایشیا سے یا ب کی دوسری اقوام جو ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے آتے تھے اُنہوں نے بھی ہمارے طرف دیکھنے کی جرأت نہیں کی اور نہ ہم نے اُن کی شرط مانی ہے بلکہ ہم نے ہمیشہ اُن کا راستہ روکا ہے اور اُن پر اپنی شرائط منوا کر ہی اُن کو آگے جانا دیا ہے۔

مرے دوستو: " نے اس تمام علاقے "اپنے جاسوس پھیلائے ہیں جو مجھے پل پل کی خبریں پہنچا رہے ہیں لہٰذا ہم سے لڑنے کے لئے ڈوما کا سردار ایک لشکر لیکر روانہ ہوا ہے اور اس کی آمد کل تک یہاں متوقع ہے اس لئے میرا ارادہ ہے کہ ان کے پہنچنے سے پہلے ہم اپنی صفوں کی ترتیب کو درست کریں اور ان کے آتے ہی ان پر حملہ کریں تاکہ ان کو آرام کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

جب سب رُفقا نے اس کی بات سے اتفاق کر لیا تو پھر بہا کو خان نے اپنے لشکر کو دو حصوں "تقسیم کر دیا ایک حصہ پر خوند سالاک کو کمانداد مقرر کر دیا اور دوسرا حصے کو اپنے پاس رکھا اور سب ساتھیوں کو ہدایت کی کہ صبح سویرے اپنے اپنے لشکروں کی صفوں کو درست کرو اور ان کے آنے کا انتظار کرو اس کے بعد اخوند صاحب کی اختتامی دعا کے ساتھ سب اپنے اپنے خیموں " چلے گئے۔

آغازِ کار: رات اپنے آپ کو جاوداں کرنے کی خاطر سر بہ سرُ رقص ناز کرتی بھاگ رہی تھی۔ ہر شے چشمۂ نجوم اور گم آسمان کی طرح پُر از اسرار ہو گئی تھی۔ ہر شے لفظوں کے داؤ پر لگا کر رات نیند کے تشدد "اضافہ کر دیا تھا۔ آسمان پر بکھرے ستارے کسی معصوم بیٹی کے اُجلے تبسم کی طرح برف سے

آراستہ پربتوں اور صدیوں سے سعی کرتے انسان کو تک رہے تھے۔ اوس کے موتی زندگی کا روپ دھار کر سورج کی پہلی اور موت کو پیغام دینے والی کرن کا انتظار کرنے لگے تھے۔

جونہی سورج مشرقی اُفق کو چمکدار بناتا ہوا طلوع ہوا اور کائنات کی ہر شے تاریکی کی کڑی قید سے آزاد ہوگئی، بہاکو خان اور اخوند سالاک نے اپنے اپنے لشکر کی صفوں کو درست کیا اور جنگ کے طبل بجنے کے ساتھ ہی دشمن کی طرف خونخواری سے بڑھنے لگے۔

دوسری طرف ڈوما کے سردار نے جس کو اُس کے مخبر پل پل کی خبریں پہنچا رہے تھے وہ ایک جرار لشکر لیکر◘ بلے کے لئے روانہ ہوا تو□ ان جنگ "پہنچنے سے پہلے اپنے لشکر کو بہاکو خان کی طرح دو حصوں "تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصے کو اپنے پاس رکھا تھا اور دوسرے حصے پر ایک اور سردار کو کماندار مقرر کیا تھا اس لئے وہ بھی جنگ کا طبل بجتے ہی بہاکو خان اور اُس کے لشکر کی طرف خونخواری سے بڑھنے لگے۔

ڈوما کے اس کھلے□ انوں "دونوں لشکر بڑے زور سے آپس "ٹکرائے اور گھمسان کی جنگ کی ابتداء ہوگئی۔ اپنے پہلے زوردار حملے "تاتاری سردار نے بہاکو خان کے لشکر کو ایک طرح سے اد✧ کر رکھ دیا تھا اور بہاکو خان پسپا ہونے پر مجبور ہوا تھا۔ لیکن جلد ہی بہاکو خان نے اپنے لشکر کو سنبھال لیا اور جوابی حملہ کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے مدد کے لئے آنے والے اخوند سالاک کو بھی حملہ آور ہونے کے لئے چوکس کر دیا تھا پسپا ہونے والے بہاکو خان نے اپنے لشکر کو سنبھالا ۔لشکر کی ترتیب درست کی پھر وہ نئے گرد بار رقص کرتے بگولوں، نادید□ ظر "ماحول کی تلخی کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اپنے اس زوردار حملے "بہاکو خان نے تاتاری لشکر کی اگلی صفوں کی حالت کچھ اس طرح کر دی تھی جیسے سماعت پر جمی چپ اور بردہ لمحات کے ڈھیر "تند خو طوفانوں کے سائے برہنہ شاخوں کو چیخنے چلانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اپنے زوردار حملوں سے بہاکو خان نے تاتاری لشکر کی اگلی صفوں کی حالت ظلمت شکست غم شدہ غبار رہ جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

جس وقت بہا کو خان تا تاری لشکر پر جان لیوا ضربیں لگا رہا تھا اُسی وقت خوند سالاک دائیں پہلو کی طرف سے تا تاری لشکر پر بے ثمر یادوں، بدعہدی کی خونی روداد، شام کے اُجالوں کو نگلتی بے نام رتوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اپنے زوردار حملوں سے اخوند سالاک تا تاری لشکر "اس طرح گھسا تھا جیسے دارفتہ سیل محشر "فشار آتش گھس آتی ہے۔

تا تاری لشکر کا سردار یہ خیال کر رہا تھا کہ اس کے تجربے کے سا ♦ بہا کو خان چونکہ ابھی جنگی چالوں "نا تجربہ کار ہے لہذٰا وہ اسے زیادہ دیر تک[□] ان "نہیں جمنے دے گا اور اُسے شکست دیکر بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا لیکن تا تاری سردار کی ساری اُ[□]وں پر پانی پھر گیا تھا۔

اس لئے کہ بہا کو خان نے جنگ " بڑے منجھے ہوئے جرنیل کی طرح اپنے لشکر کی کمانداری کی اور وہ فراموش زمانوں اور گھنے جنگل کے اُجاڑ "خواب آسودگی "چھپی دل کی آوارہ خرامی کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ بہا کو خان نے تا تاری سردار کے ◉ بلے "نا تجربہ کار ہونے کے باوجود تا تاری لشکر کی اگلی صفوں پر خزاں کے کھیتوں پر چھائی دھوپ اور آہنی گرفت رکھنے والے سرد ہیولوں کی طرح چھانا شروع کر دیا تھا۔ تا تاری سردار نے بہترین کوشش کی کہ بہا کو خان اور اس کے لشکریوں کو روک دے لیکن بہا کو خان بکھرے آسمان پر جھاگ اُڑاتے ابر کے پیکروں اور خوابوں کے تہہ در تہہ جہان "ویران فلک سے سورج کے کرنوں کے تیروں کی طرح اپنے لشکریوں کے ساتھ تا تاری لشکر "گھستا چلا گیا تھا۔

تا تاری لشکر کی اگلی صفوں کا صفایا کرنے کے بعد بہا کو خان اپنے لشکر کے ساتھ روح کے جھلسا دینے والے طوفانوں، نا آسودگی کے گرم موسم، صداؤں کے بے انت جان لیوا رہگزاروں اور دستک دینے والے اجل کے بھیانک لمحوں کی طرح پچھلی صفوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ جلد ہی بہا کو خان نے اپنے تیز اور سخت حملوں سے تا تاری لشکر کی پچھلی صفوں "بھی ابتری پھیلانا شروع کر دی تھی۔

دوسری طرف اخوند سالاک نے اپنے جان لیوا حملوں سے تا تاری لشکر کے دائیں حصے کی اگلی

صفوں کو مکمل طور پر اد✧ کر رکھ دیا تھا۔ اپنے اگلی صفوں کی تباہی کی وجہ سے دائیں حصے کے تاتاری لشکر کی پچھلی صفوں "ایک طرح کی پژمردگی اور بددلی ❼ گئی تھی۔ جبکہ اخوند سالاک اور اس کے لشکریوں کے حملوں "کسی ادیب کے روپیلی تخیلات، صوفی کے سنہرے تصورات اور شاعر کی سندر سوچوں جیسی پنہائی، رنگین رعنایوں، انگڑائی لیتی عشرتوں، اڑان کی رتوں جیسی شادابی وعورلب، برہنہ ترغیب اور لزت لمس جیسی کشش تھی۔

اپنے تیز حملوں سے اخوند سالاک نے تاتاری لشکر کے دائیں حصے کی اگلی صفوں کو روند اور کچل کر رکھ دیا تھا۔ اگلی صفوں کا صفایا کرنے کے بعد اخوند سالاک بڑی تیزی سے آفاق پر چھائے طوفان کی طرح تاتاری لشکر کے دائیں حصے کی پچھلی صفوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد تاتاری لشکر کی دائیں حصے کی حالت ٹوٹتی پھوٹتی آزادیوں، کرچی کرچی جوڑوں، بجی کھچی سمٹتی سانسوں، گرتے برباد ہوتے محل میناروں، گلیوں، محلوں اور دھندلے آفاق "ٹمٹماتی، جلتی بجھتی روشنیوں جیسی ہونے لگی تھی۔ دائیں حصے کے تاتاری لشکری اب اخوند سالاک اور اس کے لشکریوں کے سا ◆ اس طرح مغلوب اور زیر ہونے لگے تھے جیسے دشت امکان "باغی دھارے بہتے چشموں "نگوسار ہو کر رہ گئے ہوں۔

اخوند سالاک نے جب اندازہ لگایا کہ دائیں حصے کی تاتاری لشکر اب جنگ سے جی چُرانے لگے ہیں تو اس نے بڑے زور سے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر اپنے لشکریوں کو پکارا جس کے جواب "اس کے لشکری کچھ اس طرح خونخواری سے حملہ آور ہوئے کہ اس کا◯ بلہ کرنے والے تاتاری لشکر کے سردار جی چھوڑ بیٹھے۔ انہوں نے اس موقع پر سب سے بڑی حماقت یہ کی کہ پسپا ہوتے ہوئے اپنے دوسرے حصے کی لشکر کی طرف جانے کے بجائے⌃ان خالی چھوڑ دیا او⌃ان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کی اس حماقت اور بے وقوفی سے اخوند سالاک نے پورا فائدہ اٹھایا اور اس نے بھاگتے ہوئے لشکر کے اس حصے کا تعاقب کیا اور پورے لشکر کو اس نے تہہ تیغ کر دیا۔

لشکر کے اس حصے کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اخوند سالاک اپنے لشکر کو لیکر مڑا اور اُس تا تاری لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گیا جو بہاکو خان سے نبرد آزما تھا۔ اب تا تاری لشکر پر دو طرفہ حملے شروع ہو گئے تھے۔ سا ◆ کی طرف سے بہاکو خان بڑی خونخواری سے حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا اور پشت کی طرف سے اخوند سالاک اپنے لشکر کے ساتھ کبھی نہ ختم ہونے والے دکھ ” آنے والی رتوں کے سکھ، یادوں کے منظر پاکیزہ چاہتوں کے شناسا سایوں اور نہ جانے کتنی صدیوں سے آند◇ں کے آگے اُڑنے والے ◎ فر پرندوں اور کواڑوں کی چھپی درزوں سے نکل کھڑی ہونے والی ٹھنڈی یخ ہواؤں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس دو طرفہ حملوں کے باوجود تا تاری سردار اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کے سا ◆ کافی دیر تک عبارتوں کے بطن سے نکلنے والے صریر، عطش، جرات □ی کی طلا رنگ کرنوں، امنگوں کے بہتے دھاروں اور ساحل وقت پر حرکت کرتے بے پناہ تشدد اور تاریخ کے آسمان پرورش امروز پر اُڑتے ماضی کے غبار کی طرح جما رہا۔ کافی دیر تک وہ پشت کی طرف سے اخوند سالاک اور سا ◆ کی طرف سے بہاکو خان کے حملوں کو روکتا رہا۔

لیکن لمحہ بہ لمحہ ساعت بہ ساعت حالات تا تاری سردار کی گرفت سے نکلتے جا رہے تھے اس لئے کہ اس کے لشکر کو پہلے ہی اخوند سالاک نے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ جبکہ دو طرفہ حملوں سے تا تاری لشکر کو مزید نا قابل تلافی نقصان پہنچ رہا تھا۔ جس کے باعث اس کے لشکری بھی لمحہ بہ لمحہ .جی چھوڑتے جا رہے تھے۔

پھر وہ لمحہ بھی آیا کہ اخوند سالاک اور بہاکو خان نے اندازہ لگا لیا کہ اب تا تاری لشکری ⌂ ان چھوڑ کر بھاگنے ہی والے ہیں ✹ انہوں نے اپنے حملوں ” تیزی پیدا کر لی اور وہ حقارت کے نشے ” ڈوبی امارت، ز “ کے سبز آئینوں دھوئیں کے پھیلتے چشموں اور سایہ سایہ بستیوں ” رات کی سیاہ بیلوں کی طرح بڑی تیزی سے تا تاری لشکر پر چھانے لگے تھے۔ جلد ہی اس دو طرفہ حملوں سے تا تاری

لشکر "ابتری ❼ گئی اورتا تاری لشکری دشمن کا س□ کرنے کے بجائے ادھر اُدھر بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

اس صورتحال سے بہاکوخان اوراخوندسالاک نے پورا پورا فائدہ اُٹھایا اورانہوں نے بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے بھاگنے والے تاتاری لشکریوں کا قتل عام شروع کردیا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے تاتاری سرداراپنے حفا ⇦ دستے کے چند لشکریوں کے ساتھ بڑی مشکل سے جا بچا کر بھاگنے " ⊠ب ہوسکا۔اس کے باقی لشکریوں کو بہاکوخان اوراخوندسالاک کے لشکریوں نے تہہ تیغ کردیا۔

اس کے بعد بہاکوخان اوراخوندسالاک اُسی جگہ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی تمام شہداء کی تدفین کردی اورزخمیوں کی مرہم پٹی کرادی گئی اور پھر کئی دن تک وہیں پر لشکر کو آرام کرنے کا موقعہ دیا۔

ڈوما کی تاتاریوں سے دوسری جنگ

بہاکوخان اوراخوندسالاک نے تاتاریوں کو پہلی جنگ "شکست دینے کے بعد اُسی جگہ کئی دن تک آرام کیا۔ اس کے بعد بہاکوخان اوراخون سالاک اپنے اپنے لشکروں کولیکر ترکتاز کرتے ہوئے آگے بڑھے اورکئی قلعوں اورگاؤں پر قبضہ کرلیا ایک دن جب بہاکوخان اپنے لشکر کے ساتھ آگے جارہا تھا کہ اس کے دومخبر دکھائی دیئے جواس کی طرف آرہے تھے۔ بہاکوخان نے لشکرکو رُکنے کا اشارہ کیا اور پورالشکر اپنی جگہ پر رُک گیا وہ دونوں مخبر گھوڑے دوڑاتے ہوئے سیدھے بہاکوخان کے پاس آکر رُک گئے۔اس سے پہلے کہ وہ بات شروع کرتے بہاکوخان نے ان سے پوچھا میرے دوستو کیا آپ کوئی خاص خبر لے کر آئے ہو۔ان "سے ایک بول پڑا۔

اے سردار! تاتاریوں کا ایک بڑالشکر مکمل تیاری کے ساتھ یہاں سے کوئی دس میل کے فاصلے پر موجود ہے اور وہ آپ سے ٹکرانے اوراپنے گزشتہ شکست کا بدلہ لینے کے لئے بڑی تیزی کے ساتھ اس طرف آرہے ہیں اورجس رفتار سے وہ آرہے ہیں وہ کل شام تک یہاں پہنچ جائیں گے سردار

فی الحال ہمارے پاس ایک خبر ہے۔

مخبر نے جب بات ختم کی تو بہا کو خان نے اسے کہا کہ اب آپ جا کر آرام کر لیں اور صبح سے پھر اپنے کام لگ جاؤ اور اس لشکر کے متعلق مکمل معلومات فراہم کرنا اس کے بعد ایک کھلے ان " جس کے ایک طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں بہا کو خان نے تمام لشکر کو خیمہ زن ہونے کو کہا جب سارا لشکر خیمہ زن ہو گیا تو پہا کو خان نے ظریف خان کی قیادت ایک لشکر ہراول کے طور پر علحدہ کیا اور ان کو قریب پہاڑوں " چھپنے کو کہا تا کہ جنگ کے دوران تا تاریوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوں اور باقی لشکر کو دو حصوں "تقسیم کر دیا ایک حصہ اخوند سالاک کی قیادت "اور دوسرا حصہ اپنے زیر کمان رہنے دیا اور خیمے بھی دونوں لشکروں کے الگ الگ نصب کئے گئے اور لشکر کو آرام کرنے کو کہا

دوسری طرف تا تاری لشکر بڑی تیزی سے حرکت کرتی ہوئی شام کے وقت اس کھلے ان کی دوسری طرف خیمہ زن ہوگئی۔ دونوں لشکروں "تقریبا ایک میل کا فاصلہ تھا انہیں بھی ان کے مخبر پل پل کی خبریں دے رہے تھے اس لئے انہوں نے بھی اپنے لشکر کو دو حصوں "تقسیم کر دیا تھا۔

آغازِ کار : فضاؤں "ابھی اندھیرا تھا چاند کی چاندنی ہر سو ہمہ جہت بکھری کائنات کی ہر شے کو اپنے نور سے نہلا رہی تھی ہر طرف ایک سکوت تھا جیسے چپ ہی طریق جہاں رہ گیا ہو۔ لوگ سو رہے تھے تاہم مشرق سے سحر کے آثار واضح ہونے لگے تھے جونہی سورج طلوع ہوا۔ دونوں طرف کے لشکروں نے اپنی صفیں درست کیں اور پھر دونوں لشکروں " جنگ کے طبل بج گئے اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی جنگ کی ابتدا ہوگئی۔

لشکر کی تعداد کم ہونے کے باوجود بہا کو خان تا تاریوں پر وحشی ہواؤں، رگوں کو چوس لینے والے دکھ کے عفریت، چھاؤں کو ترستے دشت اور خون کے بہتے جھرنے کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ تا تاری بھی جواب "ان جنگ "سینہ تان کر کھڑے ہوئے تھے۔ تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے حوصلے بلند تھے۔ او بھی جواب "فرقت کی تیرہ شی، سلگتے دھاروں کے پانی، کرب و

آفرینش "دیومالا کے طلسم اور فضائے دہر کی بیگانگی کی طرح بہاکوخان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے۔

دونوں لشکر جب ایک دوسرے سے ٹکرائے تو ان جنگ یوں لگنے لگا تھا گویا سیاہ پوش فضاؤں "منجمد سایوں، شاخساروں سے اُبھرتے نوحوں "ڈوبے کہریلے راستوں اور دیدہ تر "ڈوبی سرمئی شاموں کی فضاؤں "ایک کہرام ایک انقلاب برپا ہوکررہ گیا ہو۔

کافی دیر تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے سا ◆ جم کر لڑتے رہے۔ تاتاری شاید عزم کر چکے تھے کہ وہ اب بہاکوخان کے سا ◆ ہرگز پسپا نہ ہونے پائیں گے لیکن جوں جوں وقت گزرنے لگا بہاکوخان نے تاتاریوں کی اگلی صفوں کے اندر خونخواری اور قتل و غارت گری کا ہرہ کرتے ہوئے اس طرح دشمن کے اندر گھسنے لگا جیسے تاتاریوں کی مزاحمت دم توڑنے لگی ہو۔

اُدھر تاتاریوں کا دوسرا سردار دشت جنون "آند ں کے حریف، تعصّبات کی صرصر، موت کی کھلی آغوش کی طرح اخوند سالاک اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔ وہ اخوند سالاک کی اگلی صفوں پر زہر بھری فضاؤں "معصیان "ڈوبی ہوئی انسانیت کی عریانی اور فرغل پوش اژدھے کی طرح ٹوٹ پڑے تھے بڑی تیزی سے حملہ کرتے ہوئے انہوں نے فکر کے قاتل اور جذبات کے جلاد بن کر اخوند سالاک کے لشکر کے اندر دور تک گھسنے کی کوشش کی تھی۔

لیکن اخوند سالاک بھی اپنے لشکر کے ساتھ بڑا محتاط اور مستعد تھا۔ اس نے تاتاریوں کے اس حملے کو کمال جرأت ی کا ہرہ کرتے ہوئے روکا۔ اس نے جوابی حملہ نہیں کیا بلکہ حوادث " ایک حادثہ، حلقہ خود ساز کی تقدیر، ز "کا جگر نا آسودہ اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر وہ تاتاریوں کے حملوں کو روکتا رہا۔ تاتاری اخوند سالاک کے بلے "تعداد "بہت زیادہ تھے لہٰذا اخوند سالاک کسی طریقے، کسی جنگی چال کے تحت انہیں اپنے سا ◆ زیر اور مغلوب کرنے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔ اخوند سالاک نے جب اندازہ لگایا کہ حملہ آور ہونے "تاتاریوں نے اپنا پورا زور صرف کر دیا ہے اور یہ کہ اپنی پوری قوت لگانے کے باوجود بھی وہ اس کے صفوں کے اندر گھسنے "ب نہیں ہوئے۔

تب اخوند سالاک نے اپنے چہرے سے صبر و تحمل کی کرنوں کا نقاب اُتار پھینکا۔ بحر کے طوفان، سیل بلا خیز، فطرت کے مرقع، وقت کے دھارے ""حوادث کے لہروں کی طرح وہ حرکت ""آیا۔ دفاع سے نکل کر وہ جارحیت پر اُتر آیا اور تا تاریوں پر وہ دہکتی ہواؤں، سلگتی فضاؤں، وقت کے کرب مسلسل، ہزاروں ساعتوں کی مکروہ آوازوں، صحرا ""نفرتوں کے سیلاب اور اس آگ کی طرح حملہ آور ہوا تھا جس ""بحر و بر سبھی اُبل اور پگھل پڑیں۔

ایسے ""تا تاریوں کی بدقسمتی کہ جنگ کے بالکل عروج ""ظریف خان اپنی گھات سے نکلا اور اپنے لشکر کے ساتھ قوموں کی سرنوشت ""قدرت کے قہرت، برق فلک تاب، صحرا کے صرصر اور دل ""اُٹھنے والے کہر ""صحرا کی طرح حرکت ""آیا اور تا تاری لشکر پر پیچھے کی طرف سے حملہ آور ہوا اور تا تاری لشکر پر وہ رینگتے اژدھے، زہر آگین سایوں، آدمیت کے رگ رگ سے خون چوس لینے والے قاتلوں کے قبیلوں اور سینے ""دوزخ کی آگ بھر دینے والے غلاموں کے غول کی طرح حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ ظریف خان کے حملوں سے یوں لگتا تھا جیسے وہ وقت کے دھارے ""ہر شے کو چشم تعصب ""سمیٹ کر احساس کی سولی پر چڑھا دینے کا عزم کر چکا ہو۔

تا تاری سردار نے جب دیکھا کہ جنگ اگر اسی طرح جاری رہی تو اُسے شکست ہو جائے گی لہذا اُس نے فوراً لشکر کو تین حصوں ""تقسیم کیا اس لئے کہ اس کے لشکر کی تعداد بہا کو خان اور اخوند سالاک کی لشکر سے تین گنا زیادہ تھی ایک حصہ سا ◆ رکھا اور ایک حصہ اخوند سالاک سے لڑنے کے لئے اور ایک حصہ پشت کی طرف ظریف خان کے حملوں کو روکنے کے لئے۔

دوسری طرف بہا کو خان نے بھی کمال دانشمندی کا ♌ ہرہ کیا اُس نے ظریف خان اور اخوند سالاک کو پیغام بھیجا کہ اپنے حملوں ""تیزی پیدا کرو اور خود بھی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ تا تاریوں کے سا ◆ والے حصے پر وہ ٹوٹ پڑا تھا۔ لمحوں کے اندر بہا کو خان نے اپنے لشکر کے ساتھ تا تاریوں کے سا ◆ والے حصے کی حالت کائی لگے دل، عکس لرزاں اور نیند کے پھندوں ""کھنڈر

اُجڑی پناہ گاہوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔تا تاریوں کے سا ◆والے حصے نے جب دیکھا کہ مسلمان پوری طرح ان پر حاوی ہوتے جا رہے ہیں تو اُنہوں نے پیچھے ہٹنا اور کھسکنا شروع کیا اس سے بہا کو خان نے پورا فائدہ اُٹھایا اپنی پوری قہر مانیت سے حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ یہ قتل عام دیکھتے ہوئے تا تاری بھاگ کھڑے ہوئے۔بہا کو خان نے ان کا تعاقب نہیں کیا بلکہ بڑی تیزی سے پلٹا اور اپنے حصے والے لشکر کو فوراً دو حصوں "تقسیم کر کے اس نے دائیں اور پشت پر ابھی تک جنگ "٧وف تا تاریوں پر جان لیوا حملے شروع کر دیے تھے۔

بہا کو خان کے ان تیز حملوں کے باعث دائیں اور پشت پر لڑنے والے تا تاریوں کی حالت بھی کئی کئی آوازوں، چتا کے دھوئیں، موت کے قہقہوں، پتھر لب اور اپاہج جذبوں جیسی ہوگئی تھی تا تاری کوئی زیادہ دیر تک بہا کو خان کے سا ◆ٹھہر نہ سکے۔ پھر وہ بھی اپنے سا ◆والے حصے کی پیروی کرتے ہوئے ان سے بھاگ کھڑے ہوئے اب بہا کو خان نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ پوری توانائی پوری خونخواری اور درندگی کے ساتھ تا تاریوں کا تعاقب کیا۔ دس میل تک یہ تعاقب جاری رہا اس تعاقب "تا تاریوں کا ایک کماندار بھی بہا کو خان کے ہاتھوں مارا گیا۔ اپنے بچے کچھے لشکریوں کو لیکر تا تاریوں کا سردار کوہستانی سلسلوں "روپوش ہو گیا۔اس کے بعد بہا کو خان واپس اس جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی تا تاریوں کے مستقر کو لوٹا جس "بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور یہاں پر کئی دن تک قیام کیا اس دوران اس نے اپنے شہدا کی تدفین کی اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام سرانجام دیا

اس کے بعد بہا کو خان اپنے لشکر کو لیکر مشرق کی طرف بڑھا اور دریائے سندھ تک چلا گیا اور بہت سے قلعے اور گاؤں کو تا تاریوں سے خالی کیا اور اس طرح ڈوما کا تمام انی علاقہ تا تاریوں سے خالی کیا اور اپنی تصرف "لے آیا انی علاقہ "بہا کو خان اور اخوند سالاک نے اپنی لشکر کو ایک ماہ تک آرام کرنے دیا اور اس دوران علاقے کے نظم و نسق کو ٹھیک کیا اور پھر ڈوما کی پہاڑی علاقوں (ضلع شانگلا) جن "پورن، چکیسر اور بشام کا علاقہ شامل ہے کی طرف متوجہ ہوا جہاں پر تا تاری لشکر اور بچے

کچے تاتاری چھپے ہوئے تھے یہاں پر تاتاریوں نے بہاکوخان کے ساتھ چھاپہ مار جنگ شروع کیا وہ رات کوحملہ کرتے اور نقصان پہنچا کے بھاگ جاتے ۔اس کے جواب "بہاکوخان اوراخوند سالاک کے⊕ھدین بھی جگہ جگہ پرحملہ کرتے اورتاتاریوں کا زبردست نقصان کرکے واپس آجاتے اس طرح یہ چھاپہ مار جنگ چھ مہینے تک جاری رہی اس دوران بہاکوخان اوراخوند سالاک نے بہت سے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔

ڈوما کی تاتاریوں سے تیسری جنگ

شام ہوگئی تھی تاریکیاں اپنے سیاہ نوکیلے پنجے ز"کی کوکھ "گاڑنے لگی تھیں۔مکانوں اور حویلیوں "چراغ روشن ہوگئے تھے۔اندھیرا ہر شے کواپنی زلف زنجیر "جکڑرہاتھاایسے "بہاکوخان کے خیمے "اس کے تمام رُفقاء بمعہ اخوند سالاک کے جمع ہورہے تھے۔جب سب لوگ آگئے تو بہاکوخان نے کہنا شروع کیا۔

میرے دوستو: ہم گزشتہ چھ مہینے سے ان کفار کے ساتھ چھاپہ مار جنگ "اُلجھے ہوئے ہیں۔اگرچہ ہم نے کچھ☒ بیاں حاصل کی ہیں لیکن وقت کے لحاظ سے یہ☒ بیاں بہت کم ہیں جب ہم ان لوگوں پر غالب آنا شروع ہوتے ہیں تو یہ بھاگ کر پہاڑوں "🕐 جاتے ہیں اور چھاپہ مار جنگ شروع کر جاتے ہیں اوراس طرح اس پر غالب آنے کے لئے ہمیں بہت زیادہ وقت اورقوت صرف کرنا پڑتا ہے۔اب ہم ایک ایسے طریقہ کار پر عمل کریں گے کہ ایک طرف ان کے قلعوں کی سختی کے ساتھ محاصرہ بھی کریں گے اور ساتھ آگے بڑھ کران کے⌂انی علاقوں "ان کے لشکروں کا● بلہ بھی کریں گے تاکہ جتنی جلدی ہوسکے ہم ان سے ان علاقوں کوخالی کردیں۔بہاکوخان جب بات کررہا تھا تواس کے دربان نے مخبر کے آنے کی اطلاع دے دی جب مخبر کوحاضر کیا گیا تو قبل اس کے کہ وہ کچھ کہتا بہاکوخان نے اس سے پوچھا کہ میرے عزیز :کیا تم کوئی خاص خبر لے کر آئے ہو۔اس پر قاصد نے کچھ جھک کرسلام کہا اور کہنے لگا۔

سردار "ہشام کی طرف سے آرہا ہوں وہاں پر تاتاریوں کا ایک بڑا لشکر جمع ہورہا ہے اور اُن "دریائے سندھ پار کے تاتاری بھی شامل ہیں اور وہ ان تاتاریوں کی مدد کو آرہے ہیں جو آپ سے لڑ رہے ہیں اور آپ ان کو شکست پہ شکست دے رہے ہیں وہ نہ صرف آپ کی پیش قدمی کو روکنے بلکہ آپ سے ڈوما کے وہ تمام علاقے واگزار کرنے کا عزم کئے ہوئے ہیں جو آپ نے اُن سے خالی کئے ہیں مخبر نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ :۔

سردار وہ لوگ بہت زیادہ مشتعل ہیں اور بڑی خونخواری سے آگے بڑھ رہے ہیں وہ یہاں سے کوئی بیس میل کے فاصلے پر ہیں اور دو دن بعد وہ یہاں پہنچ جائیں گے اس جنگ کو جیتنے کے لئے تمام تاتاریوں نے اپنی ہر شے کو داؤ پر لگایا ہوا ہے۔ وہ ہر صورت "یہ جنگ جیتنا چاہتے ہیں بہت سے لوگ سروں پر کفن باندھے ہوئے تھے اور انہوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ یا تو مر جائیں گے یا بہاکو خان کے لشکر کو یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کریں گے۔اس وقت تک میرے پاس 🕛 خبر ہے۔

مخبر نے جب بات ختم کی تو بہاکو خان نے کہا کہ:۔

ٹھیک ہے تم جا کے آرام کرو اور کل سے پھر اپنے کام "لگ جاؤ۔اس کے بعد بہاکو خان نے اپنے رُفقاء سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اس دفعہ لشکر تین حصوں "تقسیم ہوگا ایک حصہ ظریف خان کی قیادت "دس ہزار سواروں پر مشتمل ہوگا جو ہراول کے طور پر کل یہاں سے کوچ کرے گا جبکہ باقی لشکر دو حصوں "تقسیم ہوگا ایک حصے کی کمانداری اخوند سالاک کرے گا اور ایک حصہ میرے زیر کمان ہوگا ظریف خان کے بعد لشکر کے باقی دو حصے پرسوں یہاں سے کوچ کرینگے اور چلیسر کے قریب کھلے ⌃ ان "پڑاو کریں گے اوران کے آنے کا انتظار کریں گے

بہاکو خان نے بات ختم کرنے سے پہلے سب رُفقاء سے پوچھا کہ اگر میری منصوبہ بندی " آپ کوئی تبدیلی کرنا چاہیں تو بتا دیں۔ جب کوئی نہ بولا تو بہاکو خان نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اللہ کا شکر ہے کہ آپ سب میرے ساتھ اتفاق رکھتے ہو اس لئے اب سب اپنے اپنے خیموں "جا کر

آرام کریں اور کل سے کاروائی کا آغاز ہوگا۔

آغازِ کار : صبح صادق طلوع ہوتے ہی روشنی اپنی امد کا اعلان کرنے لگی تھی۔ بگلے، قازیں اور دیگر کوہستانی م☐انی پرندے اپنے اپنے ٹھکانوں "رات بھر کی آرام کرنے کے بعد اُڑان کی تیاری کرنے لگے تھے اوس کے موتی زندگی کا روپ دھار کر سورج کی پہلی کرن کا انتظار کرنے لگے تھے۔ جونہی سورج مشرقی اُفق کو چمکدار بنا کر طلوع ہوا ظریف خان نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ چکیسر کی طرف کوچ کر گیا۔

ظریف خان ابھی راستے ہی "تھا کہ اس کے مخبروں نے اس کو اطلاع کر دی کہ تاتاری لشکر اس☐ان کے مشرق "خیمہ زن ہوگیا ہے جس کو وہ جانا چاہتا ہے چنانچہ تاتاریوں کی اچانک حملے کو روکنے کے لئے اس نے وہی سے لشکر کو جنگ کی ترتیب "کر دیا اور اُسی ترتیب سے آگے بڑھنے لگا۔☐ان جنگ کے♍ب کی طرف پہنچ کر اس نے بمشکل خیمے لگائے ہی تھے کہ تاتاری اس کی طرف حملے کے ارادے سے حرکت "آئے۔ تاتاریوں کو بھی ان کے مخبروں نے اطلاع کی تھی کہ ظریف کا یہ لشکر بہاکو خان کا ہراول ہے اور بڑا لشکر ابھی دور ہے اس لئے بڑے لشکر کے آنے سے پہلے وہ اس ہراول کا صفایا کرنا چاہتے تھے تاکہ بڑا لشکر بھی حوصلہ ہار بیٹھے۔

دوسری طرف ظریف خان نے بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کیں اور برق کی قاش، لہو کی جوالا، الاؤ کی اُجلی تمازت اور دھوئیں کے سندیسوں کی طرح حرکت "آیا اور تاتاریوں کے لشکر پر اس طرح حملہ آور ہوا کہ جس طرح پھیلے ہوئے ہست کے گوشوں پر سُرخ لاوے اور قرطاس وقت پر زور طوفان کی کدورت نزول کرتا ہے۔

ظریف خان کے حملہ آور ہوتے ہی دونوں لشکر کے م☒ن جنگ زور پکڑ گئی تھی۔ دوسری طرف تاتاریوں کا سردار جو بہ نفس نفیس اپنے لشکر کی کمانداری کر رہا تھا نے ظریف خان کے حملوں کو بڑے تحمل سے روکا۔ کافی دیر تک اس نے اپنے لشکر کو دفاع تک ہی محدود رکھا۔ جارحیت پر اُترنے کی

اس نے کوئی کوشش نہ کی ۔ جب اس نے دیکھا کہ ظریف خان اپنا پورا زور صرف کر چکا ہے اور اب مزید اس کے پاس کوئی حربہ نہیں رہا کہ وہ تاتاریوں کو پسپا ہونے پر صرف کر دے تو تاتاری سردار نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا اس لئے کہ وہ دفاع سے نکل کر جارحیت پر اُتر آیا تھا۔

پھر ایسا ہوا کہ تاتاری ہیولے ہیولوں کے عکسوں کے طوفان کی طرح حرکت ""آئے اور جس طرح مردہ سمندر کے گونگے لبوں پر کالی رات کی پر چھائیاں پھیلتی ہیں اور جس طرح بارش کے بعد اندھی ز "" اپنے ہونے کا ادراک پیش کرتا ہے ایسے ہی تاتاری جنگل کے کسی فتنے کی طرح ظریف خان کے لشکر پر طوفانی انداز ""حملہ آور ہوئے تھے۔ تاتاریوں کا یہ حملہ ایسا زوردار اور ایسا ہولناک اور خونخوار تھا کہ ظرلف خان کے لشکر کی اگلی صفیں مکمل طور پر درہم برہم ہوکر رہ گیئں تھیں۔ جب کہ تاتاری اس موقع سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ظریف خان کی اگلی صفوں کو بکھیرتے منتشر کرتے اور دائیں بائیں سمٹنے پر مجبور کرتے ہوئے پچھلی صفوں پر حملہ آور ہوگئے تھے۔

تاتاریوں کے اس طرح حملہ آور ہونے سے ظریف خان کے ہاتھوں سے اس کے اپنے لشکر کی تنظیم نکل گئی تھی۔ اس نے بہت کوشش کی کہ اپنی بکھرتی بگڑتی صفوں کو درست کر کے ایک بار پھر تاتاریوں کے سا ♦ جم جائے لیکن وہ ایسا کرنے ""☒ب نہ ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تاتاریوں کے ◘ بلے ""ظریف خان کو بدترین شکست ہوئی لہذا اپنے لشکر کو مزید نقصان سے بچانے کے لئے اس نے پسپائی کا حکم دیا اور بھاگتے ہوئے وہ بہا کو خان سے جا ملا جو⌂ان جنگ سے اب صرف چند میل کے فاصلے پر پہنچ چکا تھا۔

ظریف خان نے اپنے گھوڑے کو بہا کو خان کے سا ♦ جا روکا اور اس لمحہ ظریف خان جبر کی صورت طویل ہوتی خاموشی جیسا افسردہ، دروازوں پر جمی دست سیاح کی متلاشی آنکھوں جیسا اداس اور کھوکھلے پیڑ اور سناٹوں ""بجھتے چراغوں جیسا لُٹا لُٹا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ بہا کو خان کے سا ♦ خاموش

رہا۔ اس کی گردن جھکی رہی پھر وہ خوف کے کنوئیں "آوازوں کی بکھرتی قاشوں کی طرح بولا اور کہنے لگا۔

سردار "شر☐ہ ہوں کہ تاتاریوں کے سا ◆ مجھے پسپا ہونا پڑا ہے۔ اپنی اس پسپائی اور شکست کے لئے "کوئی بہانہ تراشی نہیں کروں گا بلکہ صاف اور کھلے دل سے یہ بات تسلیم کروں گا کہ تاتاری مجھے شکست دینے "☒ب رہے ہیں۔ گو اس کے لشکر کی تعداد بھی ہمارے لشکر سے زیادہ تھی لیکن "سمجھتا ہوں کہ میری نسبت تاتاری سردار نے لشکر کو میرے خلاف زیادہ بہتر طور پر استعمال کیا ہے۔ جس کی بناء پر وہ میرے خلاف☒ب اور کامران رہے۔

بہاکو خان اپنے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھیرتے ظریف خان کے اس گفتگو کو سنتا رہا۔ جب ظریف خان خاموش ہوا تو بہاکو خان بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ظریف خان تجھے پریشان، خجل اور شر☐ہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔⊕ ہد کی زندگی "کبھی شکست اور کبھی فتح تو مقدر کا کھیل ہے ہر جنگجو تخلیق کے نیزے کی انی سے تاریخ کے ماتھے پر اپنے ضمیر کی تحریروں کو ثبت کرتا ہے۔ کبھی وہ شبنم بن کر کلی کلی کے نفس اور گل گل کے جگر "اُتر جاتا ہے اور کبھی تخلق کی ⌚ انی اسے خود اپنے ہی جگر "اُتارنی پڑتی ہے۔

ظریف خان⊕ ہد اور صراف "یہ فرق ہے۔ کہ⊕ ہد⌂ان جنگ "خون کے پیالوں کا کھل کھیلتا ہے جبکہ کاسہ زر کا صراف صرف اپنے نفع کو دیکھتا ہے۔ نقصان ہمیشہ پس پشت ڈالتا ہے۔ جبکہ⌂ان جنگ "⊕ ہد کو دونوں ہی باتیں اپنے دامن "سمیٹنا پڑتی ہیں۔⊕ ہد کبھی کاہن کی☐ جات، راہب کا نیاز بت خانے کا ساز بن کر ساکت اور مہر بلب فضاؤں "شہرت کے تکبر، عظمت کے پندار اور اقوام کی تقدیر پر ضرب لگا جاتا ہے اور کبھی وقت کے سینوں کا مکر و فریب خود اس کی عالی خوہشوں کے اسفل، زندگی کے سازاں کو بدترین دھوپ اور نگاہ ظاہر کر کے اُجالوں کو باطن کے ظلمت زندان " تبدیل کر دیتا ہے۔ ظریف خان تمہیں پریشان اور مغموم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

ظریف خان پریشان تو تم اس وقت ہو جاتے، جب تا تاریوں کے○ بلے "ہمیں مکمل طور پر شکست کا سا□ کرنا پڑا ہو۔ابھی تو ہم نے اپنا ایک تیر آزمایا ہے۔ابھی میرے ترکش "بہت سے ایسے تیر ہیں۔ظریف خان اگر تم تا تاریوں کے خلاف ناکام رہے ہو تو قسم خداوند کی مجھے اس کا کوئی افسوس اور دکھ نہیں ہے کیونکہ تم کو تو "نے جنگ کے لئے نہیں بلکہ راستہ صاف رکھنے کے لئے آگے بھیجا تھا۔اب "اور اخوند سالاک حرکت "آئیں گے اور پھر "دیکھتا ہوں کہ یہ تا تاری کیسے ہمارے سا ◆ ٹکتے ہیں پھر اس نے اخوند سالاک کو اشارہ کیا اور پھر دونوں لشکروں نے یک بار پیش قدمی شروع کیں یہاں تک کہ وہ چلیسر کے نواح "ان□ان "پہنچ گئے جہاں تھوڑی دیر پہلے تا تاریوں اور ظریف کان کے□ ان خون ریز♍ کہ ہوا تھا۔

تا تاری ظریف خان کو شکست دینے کے بعد ابھی تک□ان جنگ "ہی قیام کئے ہوئے تھے۔بہا کو خان جب اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا تو تا تاری سردار اس کے ساتھ بھی جنگ کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفیں درست کر چکا تھا۔بہا کو خان کی پیش قدمی سے متعلق تا تاریوں کے مخبروں نے اسے بروقت اطلاع کر دی تھی۔جونہی بہا کو خان اپنے لشکر کے ساتھ تا تاریوں کے لشکر کے سا ◆ نمودار ہوا تو تا تاری سردار اس کے لئے بھی ظریف خان کی طرح حدیث حشر اور حساب، حکم طوق وسل، برق تپاں کی قہرمانی، چراغوں سے آندھیاں پیدا کرنے کے جذبوں، ز "پر آسماں پیدا کرنے کے سے انداز "حرکت "آیا اور بہا کو خان کے لشکر پر وہ رقصندہ اور رخشندہ لمحات کی بھوکی اور گرسنہ نگاہوں، تخیل کی نگینہ کاری، اندھیروں کی گھنی موجوں "موت و مرگ کی رقصاں انگلیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

تا تاری سردار کے اس حملے سے ایسا لگتا تھا کہ گویا کائنات کے اندھیرے کی تہوں " جاگتے لمحوں کی انگڑائی وقت کی نغمگی کے سیلاب، غم انگیز سکوت اور فضاؤں "رقصاں جگنو کے کھوجنے کی حدت اور پر کھنے کی لذت برپا ہو کر رہ گئی ہو۔تا تاری سردار چاہتا تھا کہ جس طرح پہلے خونخوار انداز

""ظریف خان کے لشکر پر حملہ آور ہو کر اس نے ظریف کے لشکر کی اگلی صفوں کو درہم برہم کر کے پچھلی صفوں پر ضرب لگائی تھی وہ بہاکو خان کے لشکر کی حالت بھی ایسی ہی کرے لیکن بہاکو خان نے یہاں مختلف انداز اپنایا تھا۔ اس لئے کہ جوں ہی تا تاری بہاکو خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے بہاکو خان نے اپنے محافظ دستوں کے ساتھ زوردار تکبیریں بلند کیں جس کے جواب "" بہاکو خان کی پہلے سے دی ہوئی ہدایت کے ➰ بق اخوند سالاک کا لشکر بڑی تیزی سے اپنے گھوڑوں کو بھگاتا ہوا دائیں جانب ہٹ گیا تھا۔ اس طرح تا تاریوں کے لشکر کے تھوڑے حصے کا ٹکراؤ بہاکو خان کے لشکر سے ہوا تھا جبکہ باقی لشکر کے سا ◆ سے اخوند سالاک نے اپنے لشکر کو مکمل طور ہٹالیا تھا اس طرح گویا تا تاریوں کا پہلا حملہ رائیگان گیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی بہاکو خان نے اپنے ردعمل کا اظہار کیا تھا جونہی اخوند سالاک اپنے لشکر کو لیکر دائیں طرف ہٹا بہاکو خان نے پھر اپنے مخصوص انداز ""تکبیریں بلند کیں اور ساتھ ہی اس کا لشکر مشینی انداز "" دو حصوں ""تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ تا تاریوں کے لشکر کے سا ◆ کی طرف سے حملہ آور ہوا جس کی کمانداری بہاکو خان خود کر رہا تھا جبکہ دوسرے حصے کو لیکر اخوند سالاک نے تا تاریوں کے لشکر کے بائیں پہلو پر مرمر کے تالاب ""رقص کرتے سرخ دھبوں، شبنم کے قطروں ""گھستی سورج کی تیز شعاعوں، دھان کی بالیوں پر اترتی پرندوں کی ڈھاروں کی طرح نزول کیا تھا۔ پھر وہ یوں حملہ آور ہوا تھا جیسے ابد تک نہ تھمنے والے سمندر، لفظوں کے اضطراب، ناچتے حروف کی سیاہ آندھیوں، دشت بے اماں ""فاصلوں کی ڈور سے الجھتی ساعتوں، بے نام اور بے رنگ قصوں ""ایک جلوہ صد رنگ نے جوش مارنا شروع کر دیا ہو۔ بہاکو خان اور اخوند سالاک اور ان کے ماتحت لڑنے والے ان کے لشکری اب تا تاریوں کے لشکر کے سا ◆ اور پہلو کے حصے پر ریگ ساحل پر برسوں کے نقوش ♠ تی آندھیوں، پرانے سال خوردہ گیتوں ""برہم ہوا کے تازیانوں اور سموں کی ضربوں سے خیموں کی دھجیاں بکھرتے وقت کے بدترین طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔ اس دو طرفہ حملے نے تا تاری سردار کو ایک

اُلجھن اور تفکرات ”ڈال کر رکھ دیا تھا۔

تا تاری سردار اپنی توجہ اخوند سالاک کے حملوں کو روکنے پر منعکس کرتا تو سا ◆ سے حملہ آور ہونے والا بہا کو خان کا لشکر اس کے لشکر کی اگلی صفوں کو اد✧ نا شروع کر دیتا تھا اور جب تا تاری سردار اس لشکر کی طرف دھیان دیتا تو پہلو پر آندھی اور طوفانوں کی طرح حملہ آور ہونے والا اخوند سالاک اس کے لشکر کو موت کی تہہ جمانے لگ جاتا۔ اس طرح تا تاری سردار مکمل طور پر بٹ کر رہ گیا تھا۔

تاہم تا تاری سردار جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا۔ جنگ کے دوران اس نے بڑی تیزی سے اپنے لشکر کو دو حصوں ”تقسیم کر کے علحدہ علحدہ ● بلہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس طرح جنگ کی بھٹی پوری طرح بڑھک اُٹھی تھی او⌂ ان جنگ ”چاروں طرف موت اور مرگ کا ایک شور اور واویلا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اُدھر اخوند سالاک اپنے لشکر کے ساتھ تا تاریوں کے دائیں پہلو پر اس طرح حملہ آور ہو گیا تھا کہ اس حصے کے تا تاریوں کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے ان پر کسی نے بھڑکتی ہوئی آگ اور کھولتا پانی ڈالنا شروع کر دیا ہو۔ اخوند سالاک اپنے لشکر کے ساتھ تا تاریوں کے اندر دور تک گھستا چلا گیا تھا اور جس طرف سے وہ گزرا اپنے پیچھے تا تاریوں کے لاشوں کے ڈھیر لگا تا رہا اور سا ◆ سے بہا کو خان شدید نفرتوں کی گرم رو، ہیجان آفرین سمندر، رفتار دینے والی وحشت اور زندگی کے تہوں ”پوشیدہ اور فضاؤں کے ذروں ”نفور کر جانے والی بے انت حدت اور ماورائے فطرت حقیقتوں پر تباہی کی غم انگیزی دینے والی عفریتوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جنگ اپنے پورے شباب پر تھی اور دور دور تک اخوند سالاک اور بہا کو خان نے تا تاریوں کی لاشیں بکھیر دی تھیں۔ تا تاری سردار نے جب دیکھا کہ دو طرف سے اس کے لشکر کا قتل عام شروع ہو چکا ہے تو وہ پہلے پسپا ہوا اور پھر پیٹھ پھیر کر ایسا بھاگا کہ واپس مڑ کر نہ دیکھا اخوند سالاک اور بہا کو خان نے بڑی خونخواری سے اس کا تعاقب کیا۔ اور دور دور تک انہوں نے تا تاریوں کے لشکر کی پشت پر حملہ

Feb.2020\Pictures\Doma Mahrani.jpg not found.

ڈوما کی مہارانی

آور ہوتے ہوئے لحہ بہ لحہ ان کے لشکر کی تعداد کم کرتے رہے۔ بہا کو خان اور اخوند سالاک نے دس میل تک تا تاریوں کا تعاقب کیا اور دریائے سندھ کے قریب پھر انہوں نے تا تاریوں کو جا لیا۔ بھاگتے تا تاریوں کا اُنہوں نے خوب قتل عام کیا۔ اس دوران تا تاریوں کا سردار بھی بہا کو خان کے ہاتھوں مارا گیا تا تاری اس قتل عام کی وجہ سے ایسے خوف زدہ ہوئے کہ وہ سر پر سینگ رکھ کر بھاگے اور یہاں تک کہ دریائے سندھ کو پار کر کے ہزارہ کے علاقے "پہنچ گئے۔ اس کے بعد بہا کو خان اور اخوند سالاک اپنے اپنے لشکر کے ساتھ واپس اس جگہ آئے جہاں جنگ ہوئی تھے تا تاریوں کو شکست دینے اور ان کا تعاقب کرنے سے بہا کو خان اور اخوند سالاک کو بہت سا مال غنیمت بھی ہاتھ آیا جس "تین ہزار اونٹ، ایک ہزار گھوڑے اور بہت سے سونے چاندی کے سکے ہاتھ لگے اور قیدیوں "ملکہ ڈوما سمیت بہت سی عورتیں اور مرد شامل تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈوما کا تمام علاقہ کفار سے خالی ہو گیا۔

ڈوما کی شکست پر اس قبیلے کی حکمران کی ملکہ (مہارانی) بھی قیدیوں "شامل تھی۔ مہارانی نہایت ہی حسین اور ❖ب خاتون تھی۔ اخون سالاک نے اس کو اسلام کی تعلیم دی اور اس کے ہاتھ اسلام قبول کیا اس کے بعد بہا کو خان نے اُس سے نکاح کیا اخون سالاک نے اس کا نکاح پڑھایا۔

نکاح کے بعد آپ کی سخاوت، اخلاق اور کردار کی تعریفیں ان کی وجہ شہرت بنی بہا کو خان کو مہارانی بہت عزیز تھی اور بڑھاپے اور بیماری کی زندگی مہارانی کے گھر پر گزاری۔

مہارانی سے بہا کو خان کا ایک فرزند بہائی خان اور دو لڑکیاں تھیں۔ بہائی خان کے دو فرزند احمد خان اور محمد اصلاح تھے۔ احمد خان کے فرزند کا نام خان زمان اور محمد اصلاح کے فرزند کا نام ایمل خان تھا۔ اس کی اولاد اس وقت بونیر "موضع انی خانا نو ڈھیری کوز کلے اور بر کلے اور چملہ وغیرہ "مالکانہ حیثیت سے آباد ہیں۔ یہ سب خوانین مہارانی کی اولاد ہیں انی ڈھیری مہارانی کی نام سے منسوب ہیں مہارانی صاحبہ کا قبر بھی کنکوئے کے قریب بی بی ڈھیرئی "بہا کو خان کے مقبرے "ہے لیکن ابھی نشان دہی باقی ہے جس کیلئے مردان کے مشہور محقق فرہاد علی خاور کی سربراہی "ایک

ٹیم تحقیق کر رہی ہے اور عنقریب اس کی نشان دہی ہو جائیگی۔

ڈوما کے فتح کے بعد اس علاقے کو یوسف زئیوں نے اپنے جرگہ کے فیصلے کے♉بق اس طرح تقسیم کر لیا کہ جنوب مشرق کا علاقہ خدوخیل کو ملا تو اس قبیلہ کے♐ب " ڈوما کا مشرقی علاقہ قبیلہ حسن زئی، مداخیل اور اکازئی کے حصے "آیا جن کی سرحدیں تناول سے جاملت ہیں۔ پھر شمالی حصہ "بسی خیل اور نصرت خیل اور جنوب اور♐بی حصہ "کی خیل سنڈر خیل آباد کئے گئے۔ مہابن کے شمال کی طرف کا علاقہ آمان زئی (❑ڑ) کو ملا جو چملہ سے نقل مکانی کرتے ہوئے اس طرف کوچ کر آئے تھے۔

باب 11

بہا کو خان اور ﷺ حکومت

ڈوما کے فتح کے بعد بہا کو خان نے بہت شہرت حاصل کی اور دربار ⓿ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ بہا کو خان نے شاہ جہان کے بیٹے داراشکوہ سے قریبی تعلقات پیدا کیئے اور انہی تعلقات کی بناء پر اسے دربار "عزت ووقعت سے دیکھا جانے لگا۔ بدین وجہ خوشحال خان خٹک سے جواس وقت دربار مغلیہ سے منسلک تھا کشمکش پیدا ہوئی۔ خوشحال خان خٹک یہ سوچ رہا تھا کہ اگر بہا کو خان کو دربار " قربت حاصل ہوئی تو ہوسکتا ہے کہ یوسف زئیوں کے جس علاقے پر وہ اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتا ہے اس "کمی آجائے۔ چنانچہ اس نے شاہ جہان کو یوسف زئیوں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ اسی دوران جب ۱۶۴۹ء "حبیب خان نے جو بہا کو خان کا رفیق کار تھا نے شورش پیدا کی تو خوشحال خان نے کابل جا کر شاہ جہان کواس طرف متوجہ کیا اور شاہ جہان کواس پر امادہ کیا کہ وہ اُسے یوسف زئیوں کے علاقے پر اقتدار بخش دیں۔ شاہ جہان نے اُسے یوسف زئیوں کے علاقہ کے نظم ونسق سنبھالنے کے فرائض تفویض کردئے اور اُس نے واپس آکر تگ ودوشروع کی۔ مگر کوئی خاطرخواہ ☒ بی نہ ہوئی۔ اور جب شاہ جہان افغانستان سے واپس لوٹا۔ اور حقیقت حال دریافت کی تو خوشحال خان نے بتایا کہ یوسف زئی بہت منظّم ہیں اور ان کی طاقت بھی بہت زیادہ ہے۔ ان کو قابو کرنے کے لئے کم ازکم ایک سال کا عرصہ درکار ہے اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ بہا کو خان، حبیب خان، کاچو خان، ظریف خان، حمید خان اور کچے خان جو سرداران یوسف زئی تھے کی سرکوبی کے لئے شاہی لشکر کی امداد کی ضرورت ہے۔ شاہجہان نے وعدہ کیا مگر بعد "داراشکوہ نے ﷺ لفت کرتے ہوئے کوئی عسکری امداد نہ دی بلکہ شہزادہ داراشکوہ نے بہا کو خان کی حمایت یا طرف داری کرتے ہوئے بلاق اور تری خٹک کا علاقہ یا جاگیریں خوشحال خان سے واپس لے لیں اس پر یوسف زئی اور خٹک قبائل "دشمنی بڑھ گئی۔

خوشحال خان خٹک کی مخالفت کی دوسری وجہ تری خٹک اور بلاق خٹک کے ☒ن جنگ تھی جس کی وجہ سے بلاق خٹک نے جلاوطن ہوکر علاقہ یوسف زئی " پناہ حاصل کی جس کی وجہ سے تری خٹک ناراض ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یوسف زئی اور تری خٹکوں "مسلسل ⌂ان کارزار گرم رہا بلکہ ایک موقع پر شاہ جہان نے کابل جاتے ہوئے خوشحال خٹک سے دریافت کیا کہ وہ کیوں ہر وقت یوسف زئیوں کے خلاف نبرد آزما رہتا ہے۔ جس کے جواب "خوشحال خان خٹک نے بتایا کہ دربار مغلیہ کے باغی ہونے کے ناطے یوسف زئیوں کی سرکوبی لازمی ہے۔

شاہ جہان کے بیمار ہونے پر اس کے اولاد "حصول اقتدار کے لئے خانہ جنگی شروع ہوئی۔ اس لڑائیوں "بہاکو خان نے داراشکوہ کی حمایت کی جبکہ خوشحال خان نے اورنگ زیب کی حمایت کی چونکہ اس خانہ جنگی "اورنگ زیب ☒ب ہوا اور داراشکوہ مارا گیا اس لئے اورنگ زیب کے اقتدار "آنے یوسف زئیوں سے مغلوں کے تعلقات ایک بار پھر خراب ہو گئے

جنگ اٹک

بہاکو خان نے اپنے رُفقاء کا ایک اجلاس بمقام حضرو ⊠ کیا تھا (حضرو چھچھ کے ⌂انی علاقہ کے زیادہ آبادی والے حصے "ایک بڑا شہر ہے یہ پٹھانوں نے آباد کیا اور قبیلہ یوسف زئی کا صدر○م رہا ہے) تاکہ ہندوستان کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور علاقہ پختونخواہ پر اس کے ممکنہ اثرات کا جائزہ لیا جائے چنانچہ جب سب رُفقاء اپنے اپنے نشستوں پر بیٹھ گئے تو بہاکو خان نے بات شروع کی۔ اس نے کہا کہ:

میرے رفیقو: آج کل ہندوستان "شاہ جہان کے بیٹوں کے ☒ن اقتدار کی جنگ شدت اختیار کر چکی ہے۔ ایک طرف اورنگ زیب ہے اور دوسری طرف داراشکوہ۔ دونوں ایک دوسرے سے کسی بھی قسم کی مصالحت پر امادہ نظر نہیں آتے۔ اب تک کی اطلاعات کے ⊠بق دونوں بھائیوں کے ☒ن صلح کی آخری کوشش بھی ناکام ہو چکی ہیں۔ ان حالات "ہمارے لئے خاموش

تماشائی بن کر رہنا ممکن نہیں۔اگر چہ ہم نے شاہ جہان کے ساتھ بہت اچھے تعلّقات استوار کئے تھے اور ہم نے ان کو اپنے قبیلے کا اعزازی رکن بھی بنایا تھا لیکن ان سب تعلقات کا محرک شاہ جہان کا بیٹا داراشکوہ تھا اور کئی موقعوں پر جب شاہجہان کو خٹک قبیلے کے سربراہ خوشحال خان نے ہمارے خلاف بھڑکایا اور اس نے ہمارے خلاف لشکرکشی کا فیصلہ بھی کرلیا تھا لیکن داراشکوہ کی لفت کی وجہ سے وہ ایسا نہ کرسکا۔اس لئے داراشکوہ کے ہمارے اوپر بہت سے احسانات ہیں اوراب چونکہ اس پر بُرا وقت آن پڑا ہے اوراُس کو مدد کی ضرورت ہے تو ایسے "پختونوں کی اعلٰی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ہمیں اس کے ساتھ اپنی دوستی کا خیال رکھنا ہے ایسے حالات "ہم اسکی مدد سے منہ نہیں موڑ سکتے۔بلکہ ہمیں اس کی بھرپور مدد کرکے پٹھانوں کے اعلٰی روایات کا پاس رکھنا ہوگا اگر چہ یہ راستہ اختیار کرنے سے ہمیں بہت زیادہ مالی اور جانی نقصان پہنچنے کا خدشہ بھی ہے لیکن ہم نے ان مغلوں پر ثابت کرنا ہے کہ پٹھان جب ایک دفعہ کسی کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں تو مرتے دم تک اس ہاتھ کو نہیں چھوڑتے خواہ اس کے لئے کتنی ہی قربانی دینا پڑے یہ ہمارے بزرگوں کے روایات ہیں اور ہم ان روایات کے ا " ہیں۔بہاکو خان نے اپنی بات مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

میرے رفیقو: کل داراشکوہ کا ایلچی آیا تھا اوراس نے یہ پیغام دیا ہے کہ داراشکوہ کے لئے ہندوستان کے حالات موافق نہیں ہیں اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے علاقے "آنا چاہتا ہے تاکہ یہاں سے وہ ہماری مدد کے ساتھ اورنگ زیب کے ساتھ اپنی بقا کی جنگ لڑ سکے۔اس لئے " نے آپ لوگوں کو یہاں بلایا ہوا ہے تاکہ آپ کے مشورے سے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جاسکے۔بہاکو خان نے جب اپنے رُفقاء سے مشورہ کیا تو اس پر سب سے پہلے ظریف خان نے بولتے ہوئے کہا۔

سرداراس صورتحال "ہمیں جلد سے جلد اپنا لشکر تیا کرکے داراشکوہ کی مدد اور اس کے استقبال کے لئے اپنے علاقے کی سرحد تک جانا چاہیے اوراُس کو بہت دھوم دھام کے ساتھ اپنے علاقے "لانا چاہیے اوراسُ کی ہر قسم کی مدد اور اعانت کرنے کے لئے کمربستہ رہنا چاہیے کیونکہ

ہمارے پٹھانوں کے روایات ہیں اور ہم اپنی روایات کا پاس رکھیں گے۔

ظریف خان جب خاموش ہوا تو حبیب خان بولا اور بہا کو خان کو طب کر کے کہنے لگا۔ سردار "ظریف خان کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں فورا لشکر کی تیاری کا کام کرنا چاہئے تا کہ کہ اگر اورنگ زیب اس کا پیچھا کرتے ہوئے ہمارے علاقے تک آ جائے تو ہم اس کا بلہ بھی کر لیں اس کے علاوہ سردار ہمیں فل فورا ایک اور کام بھی کرنا چاہئے اور وہ یہ دریائے لنڈا کے جنوب "چونکہ خٹک قوم آباد ہے اور اس کے ہمارے ساتھ دشمنی چلی آ رہی ہے اس کے علاوہ وہ اورنگ زیب کی حمایت بھی کرتے ہیں لھذا ہمیں اٹک کے م پر تمام کشتیوں پر پہلے قبضہ کرنا چاہیے تا کہ دارا شکوہ کے بحفاظت یہاں سے گزرنے کا راستہ صاف ہو سکے۔

یہاں تک کہنے کے بعد حبیب خان خاموش ہو گیا۔ بہا کو خان کو شائد اس کی تجویز پسند آئی تھی اس لئے کہ اس لمحے اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی۔ پھر بہا کو خان نے کچھ سوچا اس کے بعد فیصلہ کن انداز "بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے رفیقان دیرینہ: حبیب خان نے جو تجویز پیش کی ہے وہ قابل عمل بھی ہے اور میرے دل کو لگی بھی ہے۔ لہذا اب میرا فیصلہ بھی سنو کل حبیب خان پانچ ہزار کا ایک لشکر لیکر ہراول کے طور پر جائے گا اور اٹک کے م پر تمام کشتیوں پر قبضہ کرے گا اور دو دن بعد ہم تمام ایک بڑا لشکر ترتیب دیکر میری کمانداری "چھچھ کے علاقے کی سرحد تک جائیں گے تا کہ دارا شکوہ کا استقبال کر سکیں اس کے بعد اجتماعی دعا کے ساتھ وہ اجلاس برخاست ہوا۔

اگلے دن حبیب خان کی کمانداری "ہراول لشکر روانہ ہوا اور اٹک کے م پر پہنچ کے کیمپ لگایا اور تمام کشتیوں کو اپنے قبضے "لے لیا اور اس کے دو دن بعد بہا کو خان نے بھی ایک بڑا لشکر ترتیب دیکر چھچھ کے علاقے "اپنے سرحد تک گیا اور وہاں تمام لشکر کو خیمہ زن کرایا۔

دوسری طرف اورنگ زیب اور دارا شکوہ کے لشکروں کے ☒ ن حصول اقتدار کے لئے

شہر سے باہر ایک خونریز جنگ ہوا۔ جس میں اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی اور داراشکوہ شکست کھا گیا۔ داراشکوہ اپنا بچا کچا لشکر لیکر اٹک کی طرف بھاگ کھڑا ہوا لیکن اورنگ زیب نے اس کا سختی سے تعاقب کیا اور اس کے لشکر کا خوب قتل عام کیا جس میں داشکوہ بھی مارا گیا اور اس کی باقی لشکریوں نے بڑی مشکل سے بھاگ کر اپنی جان بچائی

اورنگ زیب کو اس کے مخبر بہاکو خان کے لشکر کے متعلق برابر معلومات فراہم کر رہے تھے۔ اس لئے داراشکوہ سے نمٹنے کے بعد اورنگ زیب نے بہاکو خان سے بھی نمٹنے کا فیصلہ کرلیا۔ اسی مقصد کے لئے اُس نے ایک لشکر اپنے ایک جرنیل کے حوالے کر کے اٹک کی طرف روانہ کیا تاکہ بہاکو خان اور اس کے لشکر سے نمٹ سکے اور اس مقصد کیلئے اس نے خوشحال خان کو بھی جو اس کا اتحادی تھا ایک قاصد کے ذریعے ہدایت کی کہ وہ بھی اپنا لشکر لیکر اٹک پہنچ جائے

خوشحال خان جو پہلے ہی سے یوسف زئیوں کو نیست و نابود کرنے اور ان کے علاقوں پر اپنا اقتدار قائم کرنے کی فکر میں تھا نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بہت بڑا لشکر تیار کر کے اپنے چچا فیروز خان کے شاہی لشکر کی مدد کے لئے اٹک کی طرف روانہ ہوا۔

ز ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کے بدن سے نور چھین گیا تھا کہ سورج غروب ہونے کے بعد اندھیرا چھا گیا تھا اور ہر شے موت کے ہیولوں کی شکل اختیار کرنے لگی تھی۔ اُجالوں کی مسکراہٹیں اپنی ذات کے شعور میں گم ہوگئی تھیں ہر طرف محاط و محیط تاریکیوں کا رقص شرر شروع ہوگیا تھا۔ دشت و کہسار کی وسعتیں تاریکیوں میں ڈوب گئیں تھیں۔ ہر شے کی آنکھوں میں ویرانی اور روح میں پریشانی گھل گئی تھی ایسے میں چھچھ شہر کے مضافات میں بہاکو خان کے خیمے میں اس کے تمام رُفقاء جمع تھے اور ہندوستان کی بدلتی ہوئی صورتحال پر تبادلہ خیال کر رہے تھے کہ دربان نے دو مخبروں کے آنے کی اطلاع دی۔

مخبروں کو جب حاضر کیا گیا تو اُنھوں نے بلند آواز میں سب کو سلام کیا اور پھر بہاکو خان کو

تعظیم دیتے ہوئے ان " سے ایک نے کہنا شروع کیا:

سردار! کے نواح " اورنگ زیب اور داراشکوہ کے ان زبردست جنگ ہوئی ہے جس " داراشکوہ کو شکست ہوئی ہے اور وہ اس جنگ " مارا گیا ہے اورنگ زیب فتح یاب ہوا ہے اور اُس نے سلطنت کی بھاگ ڈور سنبھال لی ہے۔ اس کے مخبر چونکہ اس کو آپکے لشکر کے متعلق پل پل کی خبریں دے رہے تھے لھذا اقتدار سنبھالتے ہی اس نے آپ کے خلاف فوج کشی کا فیصلہ کیا ہے تاکہ آپ کو داراشکوہ کی حمایت کرنے کی سزا دیا جائے۔ اس سلسلے " اس نے خوشحال کو بھی ہدایت کی ہے کہ وہ بھی اپنا لشکر لیکر اٹک پہنچ جائے اور ساتھ ہی شاہی لشکر کو اپنے ایک سپہ سالار کی کمانداری " اٹک روانہ کیا ہے۔ فی الحال ہمارے ساتھ خبریں تھیں مخبر جب خاموش ہوا تو بہاکو خان نے اس سے کہا کہ ٹھیک ہے اب آپ دونوں جا کر آرام کریں اور صبح سے پھر اپنے کام " لگ جاؤ۔

مخبروں کے جانے کے بعد بہاکو خان نے اپنے رُفقاء سے کہا کہ:

سُن میرے رفیقو: اب ہم پر مشکل گھڑی آ پہنچی ہے لیکن زندہ قو " ہمیشہ مشکلات کا بلہ اپنے قوت بازو سے کرتی ہیں۔ یہ ہمارے لئے پہلا موقع نہیں ہے کہ ہم مغلوں کی شاہی فوج سے ٹکرلیں گے بلکہ اس سے پہلے بھی ہمارے پیش رو انہی مغلوں کی شاہی فوج کو کئی بار بار نیست و نابود کر چکے ہیں اور اگر ہم بھی سے کام لے لیں تو ان کی لشکر کو تس نس کر دینگے اور ان کو پھر ہماری طرف بُری آنکھ سے دیکھنے کی جرأت بھی نہیں ہوگی اور اگر خدانخواستہ ہمیں شکست ہوئی تو پھر یہ ہمارے علاقوں پر قبضہ کرنے اور ہمارے گلے " غلامی کی طوق پہنانے کے لئے ہم پر بار بار چڑھ دوڑیں گے اور پھر اورنگ زیب کے سلطنت کے خاتمے تک ہمارے ساتھ جنگوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہے گا۔ بہاکو خان نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

رفیقان دیرینہ : اس بار ہم اپنے لشکر کو تین حصوں " تقسیم کریں گے ایک حصہ حبیب خان کی قیادت " ہوگا جو خوشحال خان کی لشکر سے ٹکرائے گا دوسرا حصہ ظریف خان کی قیادت " ہوگا جو

لشکر کے پیچھے گھات "بیٹھے گا اور جب جنگ عروج پر آ جائے تو اس وقت یہ جنگ "شامل ہو کر مغلوں کے ایک پہلو پر حملہ کرے گا اور اپنے لئے فوائد حاصل کرے گا جبکہ تیسرا حصہ میری کمانداری "براہ راست مغلوں سے ٹکرائے گا

اس کے بعد بہا کو خان نے اپنے رُفقاء سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اگر کوئی اس تجویز "تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو بتا دیں جب کوئی نہ بولا تو بہا کو خان نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ آپ سب لوگ میرے ساتھ متفق ہیں۔اس کے بعد بہا کو خان نے حبیب خان کو جو اس اجلاس "موجود تھا ہدایت کی کہ وہ اٹک سے اپنے کیمپ کو اُٹھا کر چھچھ آ جائے اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔اس کے بعد بہا کو خان نے لشکر کو تین حصوں "تقسیم کر کے اُسی انداز "الگ الگ خیمہ زن کرایا۔

دوسری طرف شاہی لشکر بڑی تیزی سے حرکت کرتا ہوا چند دن بعد چھچھ پہنچ گیا اور خیمہ زن ہو گیا۔اس دوران خوشحال خان کا لشکر بھی ان سے آملا اب دونوں لشکروں کے ☒ن پانچ میل کا فاصلہ تھا۔اور دونوں طرف کے لشکر جنگ کی تیاریوں "وف ہو گئے تھے۔تین دن تک اکا دُکا جھڑپوں کے علاوہ کوئی خاص جنگ نہ ہوئی۔

آغازِ کار : چوتھے دن جب سورج ہواؤں کو رنگین اور چمکدار بناتا ہوا مشرقی اُفق سے نمودار ہوا تو دونوں طرف کے لشکروں نے اپنی اپنی صفیں درست کیں لیکن ابھی جنگ کے طبل نہیں بجے تھے اس لئے ایک دوسرے پر ابھی حملہ آور نہیں ہوئے تھے۔دوپہر تک دونوں لشکر اسی حالت "رہے اسی دوران دونوں لشکروں کے ☒ن صلح کے لئے پیغام رسانی ہوتی رہی لیکن جب صلح کی کوششیں ناکام ہوئیں تو دوپہر کے وقت جب سورج اپنے پورے عروج پر پہنچ گیا اور گرمی کی تمازت بڑھنے لگی اور ہر شے پسینہ پسینہ ہونے لگا تو پہلے شاہی لشکر اور پھر بہا کو خان کے لشکر "جنگ کے طبل بج گئے اور دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف خونخواری سے بڑھنے لگے اور بڑے زور کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے اور گھمسان کے جنگ کی ابتدا ہو گئی۔

شاہی لشکر کے سپہ سالار نے بھی بہا کو خان کی ترتیب کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر کو دو حصوں "تقسیم کر دیا تھا۔ایک حصہ خوشحال خان اور دوسرا حصہ اپنی کمانداری "ترتیب دے دیا تھا شاہی فوج کے سپہ سالار نے جنگ کی ابتدا خوشحال خان کے لشکر کو کرنے کا حکم دیا۔شاہی فوج کے سپہ سالار کا حکم ملتے ہی خوشحال خان اپنے دل کی تمنا آرزوؤں ،روح کی وں ،اپنی تمام شیطانی آورشوں کے ساتھ آگ کی لپٹوں کے گورکھ دھندوں ،خون کی لہروں سے اُٹھتے تاثرات ،دہکتی آتش کے الاؤ اور شب کے سایوں کی لمبی فت کی طرح آگے بڑھا اور ایک عذاب دردناک ،تشنہ دہن ز "پر گرجتے بادلوں اور حشر برپا کرتی طغیانیوں کے ساتھ حبیب خان کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔

خوشحال خان شاید حبیب خان کو کانٹوں کی چٹان سمجھ کر تاریکی "روشنی کی متلاشی کی طرح حبیب خان کے لشکر پر ٹوٹا تھا وہ چاہتا تھا کہ حبیب خان کو پسپا ہونے پر مجبور کرے لیکن حبیب خان خوشحال خان کے بلے "پتھر و فولاد کی سنگینی ،کڑی دھوپ "جلتی صحرا کا نوحہ ،دھواں دھواں غبار "تلملاتی مضطرب لہروں جیسا ثابت ہوا۔خوشحال خان کے بلے "حبیب خان نے پسپا ہونے کے بجائے ایک جگہ جم کر خوشحال خان کے حملے کو روکا تھا۔اس کے بعد حبیب خان لہو "طوفان اُٹھاتے انداز "اپنے لشکر کو للکارتے ہوئے جوابی حملہ کرنے لگا تھا۔پھر تھوڑی دیر بعد حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ خوشحال خان کے لشکر پر تنہائی کے تہہ خانوں "ٹھنڈی گہری کہر کی چادر ،وحشت کے ہیولوں ،چنگھاڑتے ناچتے شعلوں اور درد والم کی آگ کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔اس طرح خوشحال خان کا لشکر اور حبیب خان کا لشکر بری طرح ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہو گئے تھے۔

حبیب خان اور خوشحال خان کے ٹکرانے کے بعد شاہی فوج کا سپہ سالار بھی طاقت اور قوت کے خزانے اور حرکت کرتے ناگ پھنی کے دیو کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا۔اس کے کہنے پر لشکر "جنگ کے طبل بجنے شروع ہوئے اور پھر لشکر حملہ آور ہونے کے لئے آہستہ آہستہ بڑھتا رہا شاہی فوج کے سپہ سالار نے اپنے لشکر کو بلند آواز " طب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے ہم وطنوں ان حملہ آوروں کی زندگی کی دیواریں گرادو آگے بڑھ کر ان پر حملہ آور ہو دکھ کے بھورے سائے بن کر ان کے جیون کو دھواں دھواں تاریکی بنا کر رکھ دو۔ چتا کی سلگتی آگ کی طرح آگے بڑھ کر حملہ آور ہونا اور بہاکو خان اور اس کے لشکریوں کے دل کی کٹھورتا کو درد والم "تبدیل کر کے رکھ دینا۔ ان حملہ آوروں کی حالت اپنے تیز اور جان لیوا حملوں سے کائی لگی دیواروں، لکھوری اینٹوں، پاگل کا□ؤں کی اندھی ہواؤں، یادوں کے اجڑے بھیانک کھنڈروں، اندھیری راتوں کے سناٹے "یادوں کے پرانے گنبدوں جیسی بنا کر رکھ دینا۔

سپہ سالار کے یوں اشتعال دلانے پر اس کے لشکری عداوت کے ریتیلے جھکڑوں، نفرت کے طوفان، وقت کے لامحدود سمندر "دردناک سموں، لامتناہی فضاؤں "گھنے بھیانک اندھیروں اور ناختم ہونے والے اضطرابوں کے بھنور کی طرح آگے بڑھ کے بہاکو خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے۔

یہ حملہ ایسا تیز اور جان لیوا تھا کہ لگتا تھا کہ شاہی فوج کے لشکری گناہوں کے سیاہ ہیولوں، مشکل دردناک سموں، نامرادیوں کے دھندلے سسایوں کی طرح بہاکو خان کے لشکر "گھستے چلے جائیں گے لیکن بہاکو خان نے بڑی جوان مردی بڑی ✍ و پامردی کا ∩ ہرہ کیا اور شاہی فوج کے اس ہولناک حملے کو روک کر رکھ دیا لیکن چونکہ شاہی لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لئے بہاکو خان کو اس حملے کی وجہ سے تھوڑا سا اپنی جگہ سے پسپا ہونا پڑا۔ اس کا پسپا ہونا تھا کہ گھات "چھپے ظریف خان کے لشکر "ایک انقلاب اور ایک خوفناک کروٹ نمودار ہوئی اور وہ اس طرح کہ ظریف خان اچانک تلاطم اور ولولوں، ہیجان وارمان کرنوں کے نشتر، خونی انگڑائی اور تیز ابی تلخیوں کی طرح اپنے بائیں طرف بڑھا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ شاہی لشکر کے قلب کے وسطی حصے پر بجھی بجھی شام، سہمی سہمی پرچھایوں "موت کے پیغام اور مرگ کی حشر سامانیوں "ہنگامہ آہ وفغاں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

ظریف خان کے اس اچانک حملے کی وجہ سے شاہی لشکر کے وسطی حصے "کھلبلی مچ گئی اور ان کا زور بہاکو خان پر کم ہو گیا۔ لھذا بہاکو خان پر زور کم ہوتے ہی وہ بھی شاہی لشکر پر سیل آتش و آہن،

بحرِخون کے طغیانیوں ،فضا کی برہم نبض ،جمود وخموشی کی تہوں سے جھوم کے اُٹھنے والے تند وطوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔اپنے اس حملے ” بہا کو خان نے شاہی لشکر کو سر سے لیکر پاؤں تک ہلاتے ہوئے خون آلود کرنا شروع کر دیا تھا۔

لیکن شاہی لشکر کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے سپہ سالار نے ظریف خان کے حملے ساتھ ہی فوراً اپنے قلب کو دو حصوں ” تقسیم کر دیا ایک حصہ ظریف خان کا حملہ روکنے اور ایک حصہ بہا کو خان سے لڑنے کے لئے۔تا کہ جنگ ” اپنے صفوں کو ظریف خان کے حملے کی وجہ سے اد✧ نے سے بچائے۔

ظریف خان کے جنگ ”کودنے کے ساتھ حبیب خان بھی خوشحال خان کے لشکر پر پُرانے بتگروں کو گراتی نظروں کی بجلیوں ،طوفانوں کا کلیجہ ہلاتی برق کو ہسار اور ضمیر آدم پر ضرب لگاتے شعلہ نگاہ کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

دونوں لشکروں کی پوری طرح ایک دوسرے سے ٹکرانے اور سارے حصوں کے جنگ ” کودنے کی وجہ سے⌂ان جنگ وحشت کے مہیب جنگل ،کرب آلود چہروں کے ہجوم ،غموں کی نایافت شہر ،سراسیمگی کی آماجگاہ کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

ظریف خان کے⌂ان جنگ ”کودنے اور مغلوں کے قلب کے پہلو پر حملہ آور ہونے سے بہا کو خان کو موقع مل گیا۔اس نے اپنے لشکر کو سنبھالا صفیں درست کی اور لشکر کے وسطی حصے پر ظلمت واستبدادہ سرگوشیاں کرتی خونی فطرت ،بغض وعداوت شرانگیزی کے طوفان ،غیض وغضب اور قہر مانی کی تصویر اور حرص وطمع کی آند⌂ں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔پہلے تو شاہی لشکر کے قلب ” سراسیمگی کے اثار پیدا ہوئے کیونکہ بہا کو خان کا حملہ اتنا شدید تھا کہ وہ اس کی زور کو برداشت نہ کر سکے لیکن تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے شاہی سپہ سالار نے بڑی جرأت □ی کا♌ ہرہ کرتے ہوئے بہا کو خان کے اس خوفناک اور درندہ صفت حملے کو روک دیا تھا۔کافی دیر تک دونوں لشکر کے وسطی حصے ایک

دوسرے کے خلاف خون ریز جنگ کرتے رہے۔ شاہی سپہ سالار نے بہا کو خان کے خوفناک حملے کو روکنے کے بعد بہا کو خان کے لشکر پر سمندر کی گہرائی، فلک کی بلندی، بیداری کے پیغام، انقلاب کے بھنور، ہنگامہ آرائیوں کے طوفان کی طرح جوابی حملے کرنے شروع کئے تھے۔

بہا کو خان کا لشکر کم ہونے کے باوجود وہ شاہی لشکر کے حملوں کو کمال جرأت سے روکے ہوئے تھا اس دوران اس کی بدقسمتی کہ شاہی لشکر کے خوفناک حملوں کی وجہ سے اس کے اگلی صفوں کی ترتیب خراب ہوگئی۔ اگلی صفوں کی ترتیب کو درست کرنے کے لئے اور◸ان جنگ ""شکست سے بچنے کے لئے وہ اپنی حفا◇ دستے کے ساتھ اگلی صفوں ""لڑنے لگا اس کو دیکھتے ہی اس کے لشکریوں ""جو تھوڑی دیر پہلے اگلی صفوں کی ترتیب اُدھڑنے پر حوصلہ ہار گئے تھے، ◇ پیدا ہوگئی اور وہ بڑے زور سے انحطاط وزوال کے جھکڑوں، فراق وہجر کے لمحوں، زادگئی کے اسرار سے بھرپور جذبوں کے ساتھ شاہی لشکر پر حملہ آور ہوئے۔

لیکن بدقسمتی جوان کی جان وقلب کے درپے تھی نے یہاں بھی ان کو آلیا۔ ہوا یوں کہ بہا کو خان کا بھائی سید خان جو آگے بڑھ چڑھ کر حملے کر رہا تھا اور اپنے لشکریوں کو پکار پکار آگے بڑھنے کی ترغیب دے رہا تھا اچانک خوشحال خان کے چچا فیروز خان کی تلوار کی زد ""آ کر شہید ہوگیا اور مغلوں کے اس جوابی حملے ""بہا کو خان کے حفا◇ دستے کے بہت سے لشکری قتل ہوگئے اور بہا کو خان بھی زخمی ہوکر گر پڑا اس کے حفا◇ دستے کے کچھ لشکریوں نے جان پر کھیل کر اس کو اُٹھایا او◸ان جنگ سے دور محفوظ جگہ پر لے گئے اس طرح سید خان کے مرنے اور بہا کو خان کے زخمی ہونے کی وجہ سے اس کے لشکریوں کے حوصلے پست ہوگئے اور وہ جنگ سے جی چرانے لگے اور اُنہوں نے پیچھے ہٹنا اور کھسکنا شروع کیا۔ مغلوں نے جب دیکھا کہ بہا کو خان کے لشکر کے سا ◆ کے حصے کے لشکری جنگ سے جی چرانے لگے ہیں تو انہوں نے اس سے پورا فائدہ اُٹھایا اور اپنی پوری قہر مانیت سے حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ یہ قتل عام دیکھتے ہوئے بہا کو خان کے لشکری بھاگ کھڑے

ہوئے۔ سپہ سالار نے ان کا تعاقب نہیں کیا بلکہ بڑی تیزی سے پلٹا اور اپنے حصے والے لشکر کو فوراً دو حصوں "تقسیم کر کے اس نے دائیں اور بائیں اطراف پر ابھی تک جنگ "وف حبیب خان اور ظریف خان کے لشکریوں پر جان لیوا حملے شروع کر دیے تھے تا کہ ان کو کھلی شکست ہو جائے۔

دوسری طرف جب حبیب خان اور ظریف خان کو سید خان کے شہید ہونے اور بہا کو خان کے زخمی ہونیکی اطلاع مل گئی تو وہ بہت غمگین ہو گئے اور انہوں نے قاصدوں کے ذریعے ایک دوسرے کو پیغام بھیجا کہ آہستہ آہستہ منظّم پسپائی اختیار کرو اور شام تک لڑتے رہنا ہے تا کہ مغلوں کو تعاقب کا موقع نہ ملے

اسی طرح جب مغلوں نے ان کو پسپا ہوتے دیکھ لیا تو انہوں نے اپنے حملوں "مزید تیزی پیدا کی لیکن حبیب خان اور ظریف خان کمال جرأت سے کام لیتے ہوئے ان کے حملوں کو روکتے رہے۔ یہ منظّم پسپائی تقریباً ایک میل تک جاری رہی یہاں تک کہ رات ہو گئی اور دونوں لشکریوں نے اندھیرا ہونے کی وجہ سے جنگ بند کر دی لشکری واپس اس جگہ پر آئے جہاں جنگ شروع ہوئی تھی۔ جب کہ یوسف زئی کا لشکر ان جنگ سے ایک میل دور ٹھہر گیا وہاں پر انہوں نے رات کے وقت اپنے شہیدوں کی تدفین کی اور زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کی اور پھر رات کی تاریکی "وہاں سے منتشر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

صبح کو جب لشکریوں نے دیکھا کہ یوسف زئی کا لشکر اپنے گھروں کو لوٹ چکا ہے تو وہ بھی فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے واپس ہو گئے۔ اگرچہ اس جنگ "یوسف زئیوں کو شکست ہو گئی تھی لیکن ان کے کمانداروں حبیب خان اور ظریف خان کی تدبر اور دانشمندی کی وجہ سے وہ مزید قتل عام سے بچ گئے۔

اس کے بعد کچھ عرصہ تک کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی اور اس دوران بہا کو خان علاقہ چھچھ "مقیم رہا اور اپنے زخم کا علاج کراتا رہا یہاں تک کہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اپنی علاج کے ساتھ ساتھ وہ

مغلوں کے ساتھ ایک اور متوقع جنگ کی تیاری بھی کرتا رہا۔

جنگ ہارون آباد (چھچھ)

بہا کو خان کو اٹک کی جنگ ""یوسف زئیوں کی شکست کا بڑا درد تھا اور وہ اپنے علاج کے دوران بھی ہر وقت مغلوں سے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لیے بے تاب تھا اور ہر وقت اس فکر ""لگا رہتا تھا کہ کس طرح اپنے اس شکست کا داغ دھوئے

جونہی اس کے زخم ☐ل ہو گئے اس نے اپنے دارُلا خلافہ حضرو (علاقہ چھچھ) ""اپنے رُفقاء کا ایک اجلاس بلا لیا تا کہ مغلوں سے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے صلاح مشورہ کر سکے جب سب لوگ اپنی اپنی نشست پر بیٹھ گئے تو بہا کو خان نے کہا کہ:۔

رفیقان دیرینہ: سب سے پہلے تو ""آپ لوگوں کو پچھلی جنگ اٹک ""بہادری سے جنگ لڑنے پر☞رک باد دیتا ہوں۔ اگرچہ ہم جنگ جیتنے کے قریب تھے لیکن بدقسمتی سے سید خان کے مرنے اور میرے بُری طرح زخمی ہونے پر ہمارے لشکر کے وسطی حصے ""کھلبلی مچ گئی جس سے مغلوں نے پورا پورا فائدہ اُٹھایا اور ہمیں شکست سے دوچار کیا۔ لیکن میرے دوستوں جس انداز سے آپ لوگ خصوصا حبیب خان اور ظریف خان اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ سید خان کے مرنے اور میرے زخمی ہونے کے بعد جنگ لڑی اور جس بہادری کا♌ہرہ کیا اور اپنے لشکر کو مکمل تباہی سے بچا لیا وہ جذبہ یقیناً ہمارے لئے باعث فخر ہے اور تاریخ کے اوراق ""سنہری خروف سے لکھا جائے گا۔ بہا کو خان نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

⌖ہدکی زندگی ""کبھی شکست اور کبھی فتح تو مقدر کا کھیل ہے ہر جنگجو تخلیق کے نیزے کی انی سے تاریخ کے ماتھے پر اپنے ضمیر کی تحریروں کو ثبت کرتا ہے۔ کبھی وہ شبنم بن کر کلی کلی کے نفس اور گل گل کے جگر ""اُتر جاتا ہے اور کبھی تخلق کی 🕒انی اسے خود اپنے ہی جگر ""اُتارنی پڑتی ہے۔ اس ""شرم کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ ہمیں اپنے⌖ہدانہ جذبے کو ہر وقت توانا اور جوان رکھنا چاہے۔ بہا کو خان

مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس دوران دربان نے دو مخبروں کے آنے کی اطلاع دے دی جب دونوں مخبروں کو حاضر کیا گیا تو اُنہوں نے بہا کو خان کو تعظیم دی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے بہا کو خان نے ان سے پوچھا کہ:

میرے دوستو: کیا آپ کوئی خاص خبر لے کر آئے ہو جواب "ان دو " سے ایک نے جواُن "امیر معلوم ہوتا تھا کہا کہ:

سردار۔ ہندوستان کے بادشاہ اورنگ زیب نے اقتدار پر اپنا قبضہ مضبوط کرلیا ہے اور ارد گرد کے علاقوں کی بغاوتوں کو رفع کرنے کے بعد اس نے یوسف زئیوں پر لشکر کشی کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور یوسف زئیوں کو مکمل شکست دینے اور ان کے علاقوں کو تخت و تاراج کرنے کے لئے اس نے اس بار کابل سے بھی لشکر لانے کا فیصلہ کیا ہے۔اس کے علاوہ اٹک پار سے بھی لشکر کشی کا فیصلہ کیا ہے اور پشاور کے راجہ مان سنگھ کو بھی لشکر تیار کرنے کی ہدایت کی ہے اس کے علاوہ مرکز سے بھی فوجی امداد مہیا کرنے کا فوری طور پر کا بندوبست کیا گیا ہے۔فی الحال ہمارے پاس ⌚خبریں تھیں مخبر کی بات سن کر بہا کو خان جوش "آ گیا اور کہنے لگا کہ:

ہرگز ایسا نہیں ہوگا جس طرح اورنگزیب سوچ رہا ہے یوسف زئیوں نے اب تک نہ ان کے آبا و اجداد کی غلامی برداشت کی ہے اور نہ اورنگزیب کی غلامی برداشت کرینگے ہم زندہ قوم ہیں اور زندہ قو "کسی کی غلامی نہیں کیا کرتیں بلکہ ہمیشہ اپنی آزادی کے لئے سر بہ کفن ہوتے ہیں ہم⌖ ہد ہیں اور⌖ ہد ہمیشہ⌂ ان جنگ "خون کے پیالوں کا کھیل کھیلتا ہے۔نفع و نقصان سے بے نیاز ہو کر جنگ کی دھکتی شعلوں "کودتا ہے⌖ ہد ہمیشہ کا ہن کی☐ جات ، راہب کی نیاز بت خانے کا ساز بن کر ساکت اور مہر لب فضاؤں "شہرت کے تکبر اور اقوام کی تقدیر پر ضرب لگا تا ہے۔اس نے مزید کہا کہ:

سن میرے دوستو: اس دفعہ اس♍ کوں کو غلامی اور آزادی کے♍ کے سمجھ کر لڑنا ہے اور بہا کو خان کے زخمی ہونے یا مرنے پر اس کو معطل نہیں کرنا بلکہ بہا کو خان کے مرنے پر حبیب خان پھر ظریف

خان پھر حمید خان پھر کاچو وغیرہ وغیرہ نے جنگ "سرداری کا پرچم اٹھانا ہے اور آخری لشکری کے مرنے تک لڑنا ہے اوران مغلوں پر ثابت کرنا ہے کہ: (اس موقعہ پر اس نے پشتو کا یہ شعر پڑھا)

پختون که غلامی کڑی بس د یو الله غلام دے

که دا نه وی بیا لاسو ته بنگڑی اچول غواڑی

ترجمہ :۔ پختون اگر غلامی کرتا ہے تو وہ صرف ایک اللہ کا غلام ہے۔اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہاتھوں "چوڑیاں پہننا بہتر ہے۔

اس کے بعد بہاکو خان نے کہا کہ اس دفعہ لشکر چار حصوں "تقسیم ہوگا۔ ہراول کا کماندار حبیب خان ہوگا اور کاچو خان اس کے نائب کے طور پر کام کرے گا اور وہ سب سے پہلے حرکت "آئے گا ظریف خان میمنہ اور حمید خان میسرہ پر کماندار ہوگا۔ جبکہ قلب میری کمانداری "ہوگا اس کے بعد اس نے اپنے رفیقوں سے رائے [illegible] کی کہ اگر کوئی اس ترکیب "تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو اپنا مشورہ دے دے جب کوئی نہ بولا تو بہاکو خان نے کہا کہ ٹھیک ہے اب آپ لوگ تیاری کریں اور جونہی مخبروں نے مغلوں کے لشکر کی روانہ ہونے کی اطلاع دی تو اس وقت ہم بھی کوچ کریں گے۔

دو دن بعد یعنی یکم اپریل ۱۶۶۷ء کو مخبروں نے اطلاع دی کہ پشاور سے راجہ مان سنگھ ایک بڑا لشکر لیکر روانہ ہوا ہے جو [illegible] سے آنے والے لشکر کے ساتھ لارنس پور کے قریب دریائے ہرو پر ملے گا۔ بہاکو خان نے اُسی وقت حبیب خان کو اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کرنے اور اس کا راستہ روکنے کا حکم دے دیا۔

بہاکو خان کا حکم ملتے ہی حبیب خان خزان پوش کڑے وقت ،لفظوں کے بھڑکتے شعلوں ، صدیوں کے دھواں دھواں اندیشوں "× وادراک کے نشتر کی طرح حرکت "آیا اور آندھی اور طوفان کی طرح کوچ کرتا ہوا موضع ہارون آباد کے قریب کھلے [illegible] ان کی طرف چلا گیا حبیب خان کا لشکر جب ابھی موضع ہارون آباد سے کچھ دور تھا تو راستے "اُس نے اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دیا

اور اپنے پہلو "کا چوخان کے پاس آیا اور بڑی راز داری "اُ✂طب کر کے کہنے لگا۔

کا چوخان میرے محترم میرے بزرگ اگر جنگ کے سلسلے "کوئی اچھا مشورہ دوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔ اس پر کا چوخان بڑی عاجزی اور انکساری سے کہنے لگا۔

حبیب خان میرے بھائی! آپ اس متحدہ لشکر کا سالار اعلیٰ ہے بھائی اس جنگ کے دوران تو مجھ سے تجویز نہیں ✎ کر سکتا بلکہ مجھے حکم دے سکتا ہے کہو میرے بھائی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ "ہر کام تمہاری مرضی اور تمہاری خواہش کے ♉بق کروں گا۔ "جانتا ہوں کہ تمھارے لڑنے کا اور جنگ کرنے کا انداز بڑا منفرد ہے اور تم دشمن کو شکست دینے کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکال لو گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد کا چوخان جب خاموش ہوا تو حبیب خان بولا اور کہنے لگا۔

کا چو میرے محسن۔ میرے مربی۔ ایسا کرتے ہیں کہ لشکر کو دو حصوں "تقسیم کرتے ہیں تم آدھے لشکر کے ساتھ یہیں رُک جاؤ اور جس شاہراہ پر ہم سفر کر رہے ہیں اس پر اپنے لشکر کو مزید دو حصوں "تقسیم کر کے دائیں بائیں پھیلا دو لیکن جب تم اپنے لشکر کو دو حصوں "تقسیم کرو تو لشکریوں کو دمدموں اور ٹیلوں کے پیچھے اس طرح گھات "بٹھانا کہ دونوں حصوں کے د☒ن کم از کم آدھے میل کا فاصلہ ہو۔

"کچھ دور آگے جا کر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لوں گا۔ ظاہر ہے کہ راجہ مان سنگھ جب پیش قدمی کرتے ہوئے میری طرف آئیں گے تب میرے سا◆ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کریں گے۔ میرے لشکر کی تعداد کم دیکھتے ہوئے وہ فی الفور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے "کچھ دیر ان کے سا◆ جم کر لڑتا رہوں گا پھر کچھ اس انداز "پسپا ہوں گا کہ راجہ مان سنگھ یہ خیال کرے گا کہ شاید "شکست کا سا☐ کرتے ہوئے پسپا ہونے لگا ہوں۔ لھذٰا "پیچھے ہٹتے ہوئے تمھارے گھات "بیٹھے ہوئے لشکر کے دونوں حصوں کے بیچ "سے گزر جاؤں گا۔

جب تم دیکھو کہ راجہ مان سنگھ بھی میرا تعاقب کرتے ہوئے تمھارے لشکر کے دونوں حصوں

کے بیچ سے گزر گئے ہیں تو تم فوراحرکت ""آ نا اپنے لشکر کے دونوں حصوں کولیکرتم راجہ مان سنگھ کے لشکر کی پشت پر حملہ آور ہو جانا عین اس موقعے پر سا ◆کی طرف سے ""بھی پسپائی ترک کر کے دشمن پر ٹوٹ پڑوں گا اس طرح ہم دوطرفہ حملہ کر کے انہیں یوں پیس دیں گے جیسے چکی کے دو پاٹ اناج کو پیس کرآٹا بنادیتے ہیں۔

کاچوخان میرے محسن ۔میرے مُربی۔ مجھے اُ☐ ہے کہ میری اس تجویز سے تم اتفاق کروگے اس پر کاچوخان نے بڑی خوشی اور بڑے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛ حبیب خان میرے بھائی یہ ایسی تجویز ہے جس پر عمل کرتے ہوئے ہم سو فیصد راجہ مان سنگھ کو اپنے سا ◆شکست دینے ""☒ب ہو جائیں گے اور اگر ایک بار ہم ان کی پشت اور ان کے سا ◆کی طرف سے حملہ آور ہو گئے تو پھر مجھے قوی ☐ ہے کہ ہم انہیں☐ان جنگ ""قدم جمانے کا موقع فراہم نہیں کریں گے۔ میرے بھائی تم ایسا ہی کرو جیسے تم نے تجویز پیش کی ہے ""ابھی اپنے حصے کے لشکر کو شاہراہ کے دونوں طرف گھات ""بٹھاتا ہوں۔

حبیب خان کاچوخان کی گفتگو سن کرخوش ہو گیا۔اُس نے اُسی وقت لشکر کو دو حصوں ""تقسیم کر دیا آدھا حصہ اپنے پاس رکھا اور آدھا حصہ کاچوخان کے حوالے کر دیا اس کے ساتھ کاچوخان بھی حرکت ""آیا اور آدھ میل کا فاصلہ رکھ کر شاہراہ کے دونوں کنارے اپنے لشکر کو گھات ""بٹھانے لگا جبکہ حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھ گیا اور موضع ہارون آباد کے قریب کھلے☐ان "" ایک☐سب جگہ پر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا۔

دوسری طرف راجہ مان سنگھ جو موضع ہارون آباد سے ایک دن کی ☐ فت پر تھا کو اس کے مخبروں نے اطلاع دے دی کہ بہاکو خان کا رفیق حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ ہارون آباد کے قریب اس کا راستہ روکنے کے لئے پڑاؤ کئے ہوئے ہے لھذا وہ وہاں سے جنگی ترتیب ""کوچ کرتا ہوا موضع ہارون آباد تک آ پہنچا اور حبیب خان کے لشکر کے سا ◆نمودار ہوا۔حبیب خان کے ساتھ اس

وقت جس قدر لشکر تھا۔ راجہ مان سنگھ کا لشکر اس سے کسی بھی صورت چار گنا سے کم نہ ہوگا حبیب خان کی کم تعداد کو دیکھ کر راجہ مان سنگھ حبیب خان کو شکست دینے کے لئے ایسے بیتاب ہو رہا تھا کہ جیسے شاہین پرندوں کے غول کو دیکھ کر ان پر جھپٹنے کے لے بے تاب ہو رہا ہو۔ اس لئے حبیب خان کے سا ♦ آتے ہی اس نے جنگ کے لئے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ راجہ مان سنگھ بے حد خوش تھا کہ اس کے ✪ بلے "حبیب خان کے لشکر کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

وقت ضائع کیے بغیر راجہ مان سنگھ نے اپنی صفیں درست کیں وہ حملہ آور ہونے "پہل کرنے کے لئے بڑے بے چین ہو رہا تھا۔ لہٰذا جوں ہی ان کے لشکر کی صفیں درست ہوئیں، انہوں نے سردیوں "دہکتے دوزخ، رات کے اٹھتے بکھرتے لمحوں "قید ظلمات، تاریک شہر کے بت خانہ تخیل "دام صلیب وحلقہ زنار، رات کے ماتھے کی سیاہی پر رقص کرتے خدائے ظلم وستم اور خارزاروں کے گلستانوں "گناہوں کی آگ کے نشیمن کی طرح حبیب خان کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا۔

حبیب خان نے تھوڑی دیر تک راجہ مان سنگھ کے حملوں کو روکے رکھا۔ راجہ مان سنگھ خوش تھا کہ حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ صرف دفاع تک محدود ہے جارحیت پر نہیں اُتر رہا۔ اس کے بعد حبیب خان نے پہلے سے کاچو خان کے ساتھ طے شدہ لائحہ عمل کے ♉ بق آہستہ آہستہ پسپا ہونا شروع کر دیا۔ راجہ مان سنگھ مزید خوش ہوا کہ اپنے پہلے ہی حملے "وہ بہاکو خان کے بہترین جرنیل حبیب خان کو پسپا ہونے پر مجبور کر رہے ہیں۔

حبیب خان کی اس طرح پسپائی کو دیکھ کر راجہ مان سنگھ کو یقین ہو گیا تھا کہ تھوڑی دیر تک مزید پسپا ہونے والا حبیب خان اپنے لشکر کو لیکر اُلٹے پاؤں بھاگے گا اور وہ ان کا بدترین تعاقب کرتے ہوئے بڑی تیزی سے ان کا قتل عام کرے گا لیکن اُسے یہ خبر نہیں تھی کہ حبیب خان بڑی تدبر اور بڑی دانشمندی سے مغلوں کو جہنم کی طرف گھسیٹا لئے جا رہا تھا۔

جوں ہی پسپا ہوتے ہوئے حبیب خان کا لشکر کاچو خان کے لشکر کے دونوں حصوں کے بیچوں

نیچ ہوکر گزر گیا اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے راجہ مان سنگھ کا لشکر بھی آگے نکل گیا تو کا چو خان نے سُرخ رنگ کا ایک علم فضا "بلند کیا۔ اُس کا ایسا کرنا تھا کہ شاہراہ کے دونوں اطراف "گھات "بیٹھے ہوئے اس کے لشکری دھکتی کی حکمت، تمدن کے دھوئیں، خونی ہیولوں، بے خودی اور بیداری کے ایک طوفان اور وقت کی اقامت "آندھی ں کے سلگتے سایوں کی طرح حملہ آور ہو گئے۔ دوسری طرف جب حبیب خان نے دیکھا کہ راجہ مان سنگھ کے لشکر کی پشت کی طرف سے کا چو خان نے حرکت " آتے ہوئے خوفناک طریقے پر حملہ کر دیا ہے تو وہ بھی پسپا ہوتے ہوئے رُک گیا پھر حبیب خان حبیب خان نہ رہا تھا بلکہ ایک طوفان بن گیا تھا۔ ماتھے پر شکنوں "ایک انقلاب، غصے "رقص فرما حیات، ایک سجود والہانہ، اایک رُکوع بے قیام اور آنسو سے تبسم کا انتقام لیتے جذبوں کی طرح حرکت "آیا۔ اپنے لشکر کی تنظیم اس نے درست کی خود لشکر کے سا ◆ آ کے اگلی صفوں کو خوب یکجا اور گھٹا ہوا بنایا۔ اس کے بعد وہ فکر ونظر کی گہرائی، فطرت کی تسخیر، وقت کی بدترین حدت اور تلوار کے ساز پر رقص کرتی بجلیوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ راجہ مان سنگھ جو تھوڑی دیر پہلے تک بڑی خوشی اور شادمانی کا اظہار کرتے ہوئے حبیب خان کا تعاقب کر رہا تھا اور توقع رکھتا تھا کہ تھوڑی دیر کی مزید تعاقب کے بعد وہ حبیب خان کے لشکر کو بدترین شکست دینے "☒ ب ہو جائیں گے۔ وہی حبیب خان اب پلٹ کر زلزلوں کے آوازوں کے بھڑ کاؤ، اپنے دوش پر دیئے اُٹھائے طوفانوں، اپنے شانوں پر ظلمت اٹھائے تہذیب کی آندھی ں، رقص رگ جاں اور سامراجی طوفان کو توڑتے وقت کے بدترین سیلاب کی طرح حملہ آور ہور ہا تھا۔

راجہ مان سنگھ نے جب دیکھا کہ حبیب خان ایک جنگی چال کے تحت پیچھے ہٹتے ہوئے انہیں اپنے لشکر کے دوسرے حصے کی گھات "لے آیا ہے اور یہ کہ سا ◆ اور پشت دونوں جانب سے اس پر حملہ آور ہو گیا ہے تو اُس نے فی الفور اپنے لشکر کو دو حصوں "تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے نائب سردار راجہ شان سنگھ کے حوالے کیا اور راجہ شان سنگھ اپنے آدھے حصے کے لشکر کے ساتھ کا چو خان کے

خلاف برسر پیکار ہو گیا۔ جب کہ باقی آدھے لشکر کی کمانداری راجہ مان سنگھ نے اپنے پاس رکھی اور وہ حبیب خان اور اُس کے لشکریوں کے سا ◆ جم گیا۔

جنگ پورے زور وشور سے شروع ہو گئی تھی۔ راجہ شان سنگھ جسے اپنی بہادری پہ ناز تھا اور وہ ہر قیمت پر کاچو خان کو شکست دینا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ آوازوں کی گلیوں سے گزرتے کسی دہکتے خیال، شب خون انسانیت کے گنا⑤ رالفاظ و معنی کے نسب "سلگتے فاقوں کی طرح کاچو خان پر حملہ آور ہوا تھا

دوسری طرف کاچو خان بھی بڑا تجربہ کار اور جہاندیدہ انسان تھا۔ اس نے پہلے راجہ شان سنگھ کے حملوں کا دفاع کیا۔ جب اس نے پوری طرح شان سنگھ کے حملوں کے زور کو روک دیا تب وہ دفاع سے نکل کر جارحیت پر اُترا اور شان سنگھ اور اس کے لشکریوں پر وہ فضا کی بیکرانی "اعجاز الفاظ کے جذبوں، جیب ظلمات "جوش مارتی روشنی، خطہ تاریک کو روشن کرتی کرنوں، شب کی کٹتی زنجیروں کی آوازوں کی تحلیل کرتے انتقام کی طرح شان سنگھ اور اس کے لشکریوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

راجہ شان سنگھ کو کاچو خان پر حملہ آور ہونے کا حکم دے کر خود راجہ مان سنگھ لگتا تھا کہ تیمور کی خونی عبا اور چنگیز خان کی وحشت انگیز کلاء پہن لی ہو۔ اس لئے وہ حبیب خان اور اس کے لشکریوں پر گرداب "موج بلا، قوموں کے لہو سے کلیاں کرتی عفریت، شام کے تالاب "تلاطم کے اضطراب کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ راجہ مان سنگھ چاہتا تھا کہ زوردار حملے کر کے حبیب خان کی اگلی صفوں کو درہم برہم کرنے کی کوشش کرے اس طرح اگر وہ حبیب خان کے لشکر "افراتفری کا عالم برپا کرنے "☒ب ہوتا ہے تو اُسے حبیب خان کو شکست دینے "دیر نہیں لگے گی۔ اُس کے بعد وہ اپنے جرنیل راجہ شان سنگھ کی مدد کو بھی پہنچ سکتا ہے۔

لیکن حبیب خان نے راجہ مان سنگھ کے سارے ارادے ساری اُ⌂وں پر پانی پھیر دیا تھا۔ اس لئے کہ وہ تو راجہ مان سنگھ سے بھی پہلے سلگتی قیامت، جلتے عذاب، کوہستانوں کے جہنم "نسل آتش اور صحرائے احساس "موج بے تاب کی طرح حرکت "آیا اور آتش بے درد کی طرح راجہ مان سنگھ

کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ حبیب خان کو اس انداز "حملہ آور ہوتے دیکھ کر اس کے لشکری بھی حملہ آور ہوتے ہوئے نبض نیل، رگ دجلہ و فرات، نس جیہوں وسیہوں بنتے ہوئے اس طرح حملہ آور ہو رہے تھے جیسے تہذیب کے زخم ہرے کرتی بیداری کے شعور نے کسی پر نزول کر کے اس کی توڑ پھوڑ کا کام شروع کر دیا ہو۔

جلد ہی□ان جنگ جلتے مستقبل، تازہ ہوتے ناسور اور اسمان سے ز "پر برستے عذاب کی سی صورت اختیار کر گیا تھا۔ بدن شکن شکن ہونے لگے تھے حیات اپنی رفتگی کو آواز دینے لگی تھی۔ جب کہ مٹی سے خون کی بو آنے لگی تھی۔

حبیب خان نے اپنے سا ◆ راجہ مان سنگھ کے لشکریوں کو تھکا تھکا کر توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ پھر جب اُس نے اپنی تلوار بلند کرتے ہوئے اپنے لشکریوں کو زوردار حملے کرنے کا حکم دیا تو اس کے لشکری تکبیریں بلند کرتے ہوئے راجہ مان سنگھ کے اگلی صفوں کے اندر روزن اور سوراخ کرتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد راجہ مان سنگھ کی اگلی صفوں کی کم از کم آدھی تعداد کو حبیب خان اور اس کے لشکر نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی بچنے والوں کی صفیں اس نے منتشر کر کے پچھلی صفوں پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ اس طرح اب حبیب خان کے حملہ آور ہونے کا زور اور اضطراب راجہ مان سنگھ کے لشکر کے وسط تک پہنچنا شروع ہو گیا تھا۔

اس صورت حال "راجہ مان سنگھ کو اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ دوسری طرف کاچو خان نے بھی شان سنگھ اور اس کے لشکریوں کو مکمل طور پر ہلا کر رکھ دیا تھا اور وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ راجہ مان سنگھ اور شان سنگھ نے جب دیکھا کہ ایک طرف سے حبیب خان اور دوسری طرف سے کاچو خان انہیں پسپائی پر مجبور کر رہے ہیں تو انہیں اپنی خیریت اسی "دکھائی دی کہ جنگ ترک کر کے□ان جنگ چھوڑ کر بھاگیں۔ لہٰذا راجہ مان سنگھ نے شان سنگھ کی طرف جنگ کے دوران ہی قاصد بھجوائے اور اُسے بائیں طرف سے بھاگ نکلنے کا حکم دیدیا یہ حکم ملتے ہی راجہ مان سنگھ اور شان

سنگھ ایک ساتھ شکست کا کا داغ اُٹھاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جبکہ حبیب خان اور کا چو خان نے اپنے لشکر کے کچھ دستے پیچھے چھوڑے تا کہ وہ لشکر کے پڑاو کی ہر چیز پر قبضہ کرلیں اور باقی لشکر کے ساتھ حبیب خان اور کا چو خان نے بری تندی اور بڑی خونخواری کے ساتھ راجہ مان سنگھ اور راجہ شان سنگھ کے لشکروں کا تعاقب شروع کردیا تھا۔

سات آٹھ میل تک یہ خونخوار تعاقب جاری رہا اور اس تعاقب کے دوران حبیب خان اور کا چو خان نے راجہ مان سنگھ اور راجہ شان سنگھ کے لشکروں کے ایک بہت بڑے حصے کو تباہ و برباد کردیا تھا۔ حبیب خان اور کا چو خان نے جب دیکھا کہ راجہ مان سنگھ اور راجہ شان سنگھ کا لشکر بے ضرر ہو گیا ہے تو وہ تعاقب ترک کر کے واپس ان جنگ کی طرف آئے جہاں وہ اپنے چند دستے راجہ مان سنگھ کے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے لئے چھوڑ آئے تھے پڑاؤ کی ہر چیز کو انہوں نے سمیٹا اور فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے واپس خضرو کی طرف چل دئے

بہاکو خان کو مخبروں نے حبیب خان اور کا چو خان کی فتح کی خبر دی تھی۔ اس لئے وہ بمعہ اپنے سارے رُفقاء کے ان کے استقبال کے لئے لشکر گاہ سے آگے آیا تھا جونہی ان کا لشکر فتح کے شادیانے بجاتا ہوا آیا بہاکو خان اور تمام رُفقاء نے ان کا شایان شان استقبال کیا۔ بہاکو خان اور تمام رُفقاء نے آگے بڑھ کر دونوں کو باری باری گلے لگالیا۔ اس کے بعد تمام لشکر کو لشکر گاہ کی طرف رُ کردیا اور حبیب خان اور کا چو خان بمعہ تمام رُفقاء کے بہاکو خان کے ساتھ اس کے خیمے "آئے جہاں پر انہوں نے اکٹھے کھانا کھایا اور پھر اپنے اپنے خیموں " جانے سے پہلے کافی دیر تک وہ جنگ کے حالات پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔

جنگ حضرو (چھچھ)

حضرو چھچھ کے انی علاقہ کے زیادہ آبادی والے حصہ ”بڑا شہر ہے یہ شہر پٹھانوں نے آباد کیا تھا اور بہا کو خان کے زمانہ ”یوسف زئی کا صدر م رہا ہے۔ موضع ہارون آباد ” جرنیل راجہ مان سنگھ اور اس کی فوج کو زبردست شکست دینے کے بعد بہا کو خان اور اس کے رُفقاء شاہی فوج سے لڑنے کے لئے بڑے زور و شور سے تیاریوں ”وف ہو گئے تھے اور اس نے پورے علاقے ”اپنے مخبر پھیلا رکھے تھے جو اس کو شاہی لشکر کے نقل و حرکت کے بارے ”پل پل کی خبریں دے رہے تھے جو لارنس پور ”دریائے ہرو کے قریب خیمہ زن تھا۔

اُدھر ہندوستان کے بادشاہ اورنگ زیب نے اپنے شاہی محل کے ایک کمرے ”دربار لگایا ہوا تھا اجلاس ”اس کے وزیروں مشیروں کے علاوہ فوج کے اعلیٰ عہدیدار بھی موجود تھے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اورنگ زیب نے ہندوستان کی مختلف علاقوں ”شورشوں کو دبانے اور باغیوں کو قرار واقعی سزا دینے کے بارے ”بات کرتے ہوئے کہا کہ:

میرے ساتھیوں : اب تک ہندوستان کے مختلف علاقوں ”جو شورشیں پیدا ہوئیں تھیں اس ”زیادہ تر کو ہم نے اپنے بہترین حکمت عملی اور فوجی قوت کے ذریعے ختم کر دیا ہے اور ان کا زور توڑ دیا ہے۔ اب صرف شمال بی ہندوستان ”یوسف زئیوں کا شورش باقی ہے اس کے لئے بھی ”نے انتظامات کر لئے ہیں۔ اس شورش کو ختم کرنے کے لئے ”نے کابل سے بھی فوج بلا لیا ہے اور پشاور اور اٹک پار سے بھی لشکر بلا لئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مرکز سے بھی شاہی فوج روانہ کیا تھا اور ہو سکتا ہے کہ اب تک وہ یوسف زئیوں کی بغاوت کو روند چکے ہوں گے اورنگ زیب یہاں تک کہنے پایا تھا کہ دربان نے یوسف زئیوں کی شورش کو کچلنے کے لئے جانے والے شاہی لشکر کے کماندار کی جانب سے قاصد کے آنے کی اطلاع دے دی اورنگ زیب دل ”خوش ہو گیا کہ یوسف زئیوں کو کچلنے کی خوشخبری لایا ہوگا۔ اس لئے قاصد کو فوراً حاضر کیا گیا قاصد نے دربار ”آتے ہی اورنگ زیب

کو تعظیم دی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اورنگ زیب نے اس سے پوچھا کیا تم کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو؟ جواب "قاصد نے ایک بار پھر اورنگ زیب کو تعظیم دی اور کہا کہ:

بادشاہ سلامت میرے پاس کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی اورنگ زیب کا ماتھا ٹنکا اور غصے "پوچھا تو پھر کس قسم کی خبر ہے جلدی سے بتا دو قاصد نے ایک بار پھر جھک کر اورنگ زیب کو تعظیم دی اور کہا کہ:

بادشاہ سلامت : ہمارا مرکز سے جانے والا لشکر ابھی پنجاب کی حدود "داخل ہوا ہی تھا کہ ہمیں یہ بُری خبر مل گئی کہ افغانستان، پشاور اور اٹک پار سے راجہ مان سنگھ کی کمانداری "آنے والا متحدہ لشکر جب موضع ہارون آباد پہنچا تو وہاں پر بہا کو خان کے ایک جرنیل حبیب خان نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔ راجہ مان سنگھ نے فوراً اپنی صفیں درست کیں اور ان پر حملہ اور ہو گیا۔ کئی گھنٹے کی خوفناک جنگ کے بعد راجہ مان سنگھ نے حبیب خان کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا اور قریب تھا کہ وہ شکست کھا کر بھاگ جاتے کہ اتنے اس کا ایک اور لشکر نے جو گھات "چھپا ہوا تھا کاچو خان کی قیادت "راجہ مان سنگھ کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ جس سے ہماری فتح شکست "تبدیل ہو گئی۔ راجہ مان سنگھ کے تقریباً تمام لشکریوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا صرف مان سنگھ اور شان سنگھ بمعہ اپنے حفا ⇦ دستے اور کچھ لشکریوں کے بمشکل جان بچا کر پشاور کی طرف بھاگ گئے جبکہ یوسف زئیوں کا لشکر ابھی تک وہیں حضرو (چھچھ) کے ● م پر پڑاو کیے ہوئے ہیں قاصد نے اپنی بات مزید جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

بادشاہ سلامت : ہمارے مرکز کی جانب سے جانے والے لشکر نے لارنس پور "دریائے ہرو کے قریب پڑاؤ کیا ہوا ہے اور شاھی لشکر کے کماندار نے یوسف زئیوں کی تیاری کو دیکھتے ہوئے مزید کمک بھیجنے کی درخواست کی ہے تا کہ اچھی طریقے سے ان کی سرکوبی کی جا سکے۔ قاصد نے جب بات ختم کی تو اورنگ زیب نے اس سے کہا کہ ٹھیک ہے اب تم جا کر آرام کر لو اور پھر تاسف کرتے ہوئے اور غصے "اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے دربار "بیٹھے اُمرا، وزراء اور فوجی عہدیداروں ~~کو~~ طب کرتے

ہوئے کہا کہ:

’’ان یوسف زئیوں کی اس شورش نے تمام حدیں عبور کی ہیں۔ پتہ نہیں یہ لوگ کس قسم کے مٹی سے بنے ہوئے ہیں یہ ہمارے پردادا ظہیر الدین محمد بابر کے وقت سے ہر وقت ہمارے لئے دردسر بنے ہوئے ہیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ اس دفعہ ان کا واسطہ اورنگ زیب سے پڑا ہے جو خاک ناچتے ذروں، تعصب کے مرض لاعلاج اور تحریف ابلیس کی طرح شمشیر و تمدنی او بام، کھنڈروں کی بھربھری ز ""حلقہ در حلقہ خونی رقص اور طوفانی انداز ""اپنے دشمن پر حملہ آور ہوتا ہے اور لمحوں کے اندر اس کو پیس کر لکڑی کے برادے کی طرح رکھ دیتا ہے۔ شاہ ہند اورنگ زیب نے اپنی بات مزید بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

میرے دوستو: راجہ مان سنگھ کی شکست پر ""اتنا پریشان نہیں ہوں جتنا ہونا چاہیے پریشان تو ""اس وقت زیادہ ہوں گا جب مجھے یوسف زئیوں کے◉ بلے ""مکمل طور پر شکست کا سا□ کرنا پڑے۔ ابھی تو ہم نے اپنا ایک تیر آزمایا ہے ابھی میرے ترکش ""بہت سے ایسے تیر ہیں جن کو "" ٓزماؤں گا تو ان یوسف زئیوں کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ جائیں گے۔ اگرچہ راجہ مان سنگھ یوسف زئیوں کے◉ بلے ""ناکام رہا تو قسم خداوند کی مجھے اس کا کوئی افسوس اور دکھ نہیں ہے۔ اس دفعہ ""ان کے ◉ بلے اپنا ایسا تیر آزماؤں گا جو ان کے سینوں ""گھس کر ان کے دل اور جگر کو چھید کر رکھ دے گا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ایک سالار زربخت کو اشارہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ کل تم ایک بڑا لشکر لے کر لارنس پور روانہ ہو جاؤ اور یوسف زئیوں کے ایک ایک فرد کو اس کے اس حکم عدولی کی قرار واقعی سزا دے دو‘‘۔

جواب ""زربخت اپنی جگہ سے اُٹھا شاہ ہند کو تعظیم دی اور پھر بڑے پُراثر انداز ""کہا کہ:

بادشاہ سلامت ایسا ہی ہوگا ""اپنے تئیں خون کے آخری قطرے تک لڑوں گا اور ان سرکش اور باغی یوسف زئیوں کو تلوار کے زور پر آپ کے حکم کے♉ بق سرنگوں کروں گا

اس کے بعد شاہ ہند اورنگزیب نے دربار برخاست کیا اور صبح طلوع آفتاب کے وقت

زر بخت ایک بڑا لشکر لے کر لارنس پور کی طرف کوچ کر گیا۔

دوسری طرف حضرو " بہا کو خان نے مغلوں سے متوقع جنگ کے متعلق منصوبہ بندی اور مشاورت کے لئے اپنے رُفقاء کا ایک اجلاس اپنے خیمے " بلایا تھا۔ جب سب لوگ آ گئے تو بہا کو خان نے بات شروع کرتے ہوئے کہا کہ:

میرے رفیقو: موضع ہارون آباد کی جنگ کو تقریباً دو مہینے ہو چکے ہیں اس دوران ہم سب مکمل تیاری کے ساتھ شاہی لشکر کا انتظار کر رہے ہیں لیکن ہارون آباد کی جنگ " آپ لوگوں نے جرأت اور شجاعت کے جو بے ل کارنامے رقم کئے ہیں اس کی وجہ سے شاہی لشکر ابھی تک لارنس پور " دریائے ہرو کے قریب پڑاؤ کئے ہوئے ہیں اور ان کو آگے آنے اور ہم پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہو رہا ہے۔ اب ہمارے مخبروں نے اطلاع دے دی ہے کہ سے ایک بڑا لشکر جرنیل زر بخت کی قیادت " روانہ ہو چکا ہے اور عنقریب اس لشکر سے آ ملے گا جو لارنس پور " پڑاو کیا ہوا ہے اور پھر وہ متحدہ لشکر آگے بڑھ کر ہم سے ٹکرائے گا

بہا کو خان نے اپنی بات مزید بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

اس دفعہ ہم یہ جنگ اپنے علاقے کے حدود " یعنی حضرو کے مضافات " لڑیں گے تا کہ پیچھے سے ہمیں کمک کی کمی کا سا نہ کرنا پڑے۔ آج ہی تھوڑی دیر بعد ہم یہاں سے کوچ کر کے حضرو کے مضافات " ایک کھلے ان " جا کر پڑاو کریں گے اور اپنی پوزیشن کو مستحکم کر کے مغلوں کے آنے کا انتظار کریں گے۔ لشکر کی ترتیب جو " نے تجویز کی ہے وہ کچھ اس طرح ہوگی جو لشکر اس سے پہلے حبیب خان کے ماتحت کام کر رہا تھا وہ مقدمتہ الجیش اور ہراول لشکر کہلائے گا۔ جو لشکر میرے ساتھ ہوگا وہ قلب لشکر ہوگا۔ حمید خان کے ماتحت لڑنے والا لشکر میسرا اور ظریف خان کا لشکر میمنہ ہوگا۔ ایک اور لشکر کاچو خان کے ماتحتی " ہوگا جو دوسرے لشکروں کی نسبت تعداد " چھوٹا ہوگا اور یہ لشکر عقبی لشکر کہلائے گا یہ محفوظ دستوں کے طور پر بھی کام کرے گا اور جہاں کہیں بھی جنگ کے دوران کمک کی

ضرورت پیش آئی کاچو خان اس حصے "پہنچ کر اپنے لشکر کی تقویت کا باعث بنے گا۔اس کے بعد بہا کو خان نے اپنے رفقاء سے پوچھا کہ اگر اس سلسلے "تم " سے کسی کو اعتراض ہو تو بولے۔

بہا کو خان تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر سارے ساتھیوں کے جواب کا انتظار کرتا رہا۔جب سب خاموش رہے کسی نے کچھ نہ کہا تب بہا کو خان پھر بولا اور کہنے لگا۔تمھاری خاموشی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ تم میری تجویز سے متفق ہو۔اس سلسلے " "تم سب کا شکر گزار ہوں۔اب تم اُٹھو اور لشکر کے کوچ کا انتظام کرو۔اس کے ساتھ ہی سارے رُفقاء اُٹھ کر بہا کو خان کے خیمے سے نکل گئے تھے۔

جس وقت بہا کو خان حضرو سے کوچ کر رہا تھا اس وقت زر بخت کی کمانداری "شاہی فوج کا کمک دریائے ہرو کے قریب لارنس پور پہنچ چکا تھا۔جہاں دوسرا شاہی لشکر پہلے ہی پڑاؤ کئے ہوئے تھا زر بخت کو جب خبر ہوئی کہ بہا کو خان حضرو سے کوچ کر گیا ہے اور ان کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو لارنس پور پہنچنے کے بعد اس نے ایک لشکر جو اس کا ہراول کہلاتا تھا حضرو کی طرف آگے بھجوایا تا کہ بہا کو خان کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روک دیا جائے۔بہا کو خان کو بھی زر بخت کے اس ہراول لشکر کی پیش قدمی کی خبر ہو گئی تھی لہذا اس نے خود حضرو کے مضافات "کھلے□ان "پڑاؤ کیا اور اس لشکر سے نپٹنے کے لئے بہا کو خان نے حبیب خان کو ہراول لشکر کے طور پر اس کی راہ روکنے کے لئے آگے روانہ کر دیا تھا۔

بہا کو خان کا حکم پاتے ہی حضرو کے مضافات سے حبیب خان لفظوں کے بھڑکتے شعلوں، صدیوں کے دھواں دھواں اندیشوں "× وادراک کے نشتر کی طرح مغلوں کے ہراول کا راستہ روکنے کے لئے بڑھا۔دوسری طرف مغلوں کا ہراول لشکر یہ□بھی نہیں کر سکتا تھا کہ بہا کو خان کا کوئی لشکر اس قدر برق رفتاری اور تیزی سے حسن ابدال کے ان کھلے□انوں "اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کرے گا۔مغلوں کا وہ لشکر اپنی دھن "مست حسن ابدال کے□انوں "پڑاؤ کئے ہوئے تھا کہ حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ مغلوں کے اس ہراول لشکر پر تقدیر کے دکھ کے کانٹوں،

بھاگوں ”لکھی راکھ، موت کے بستر پر انگڑائیاں لیتے آتش فشاں کی طرح حملہ آور ہوا۔ مغلوں کے مقدمتہ الجیش کے اگلی صفوں کی حالت حبیب خان نے ننگ و بدکاری کے جہنم، بیوہ کی بدنصیبی، یتیم کی لاچارگی، بدبختوں کی آہوں، غم زدوں کی سسکیوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

حبیب خان کا یہ حملہ ایسا خوفناک، ایسا جاندار اور اایسا خونخوار اور اچانک تھا کہ حسن ابدال کے ان انوں ”حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ بادلوں کی طرح بلند پروازی ”مست، ہواؤں کی سی شہ زوری، کوہستانوں کی سی سنگینی کی طرح مغلوں کے اس ہراول لشکر کے اندر گھستا چلا گیا تھا اور اس کو قتل عام کرتے ہوئے اس نے مغلوں کے دل کا سکون اور چین اور مغلوں کا صبر و تحمل، اضطراب و عتاب ”تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ حسن ابدال کے انوں ” حبیب خان نے اپنے مقدمتہ الجیش کے ساتھ مغلوں کے اس ہراول لشکر کو بدترین شکست دیتے ہوئے دور تک اس کا تعاقب کیا۔ آدھے سے زیادہ لشکر کو حبیب خان نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ باقی بچے کھچے اور زخمی بڑی مشکل سے لارنس پور ”خیمہ زن اپنے بڑے لشکر تک پہنچ سکے تھے۔ حبیب خان حسن ابدال کے انوں ” مغلوں کے ہراول لشکر کے پڑاؤ کی ہر شے کو سمیٹتا ہو واپس حضرو ” اپنے لشکر ”پہنچ گیا تھا۔ حبیب خان کے ہاتھوں مغلوں کے ہراول لشکر کی بدترین شکست سے بہاکو خان کے لشکریوں کے حوصلے مزید بلند ہو گئے تھے۔

دوسری طرف جب زربخت کو حبیب خان کے ہاتھوں اپنے ہراول لشکر کی شکست کی خبر پہنچی تو اُس نے فوراً لارنس پور سے کیمپ اُٹھا کر حضرو کی طرف کوچ کیا اور حضرو ”اس کھلے ان ”داخل ہوا جہاں بہاکو خان پہلے ہی پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ زربخت نے بہاکو خان کے پڑاؤ سے پانچ میل کے فاصلے پر اپنے لشکر کو خیمہ زن کر لیا تھا۔

آخر کار حضرو کی اس تاریخی ان ” بہاکو خان اور شاہی لشکر کے سالار اعلیٰ زربخت پختونخواہ کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کے بلے ”صف آرا ہونے کے لئے بڑی

تیزی سے تیاریاں کرنے لگے تھے۔

مغلوں کی قوت اوران کے طریقہ جنگ کا اندازہ لگانے کے لئے بہاکوخان نے یہ ترکیب نکالی کہ اپنے لشکریوں اور اپنے سپہ سالاروں کواس نے یہ ہدایات جاری کر دیں کہ اپنا پڑاؤ نہ چھوڑا جائے اوراس قدر آگے بڑھ کر دشمن پر ضرب نہ لگائی جائے کہ کمک پہنچانا مشکل ہو جائے۔

مغلوں نے بہاکوخان کے اس طریقہ کار کواس کی بزدلی پر معمول کیاان کا خیال تھا کہ بہاکو خان ان سے ٹکرانے سے جی چرا رہا ہےاور کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر کے و⌂ان جنگ چھوڑ کر بھاگنے پر تیار ہو جائے گا۔اس کے علاوہ مغلوں کو یہ بھی غلط فہمی ہوگئی تھی کہ شاہی فوج ہونے کے ناطے ان کے حوصلے بلند ہیں جبکہ بہاکوخان کے لشکریوں کے حوصلے انتہائی پستی "ڈوبے ہوئے ہیں۔درحقیقت ﷺ یہ غلط طور پر توقع کرنے لگے تھے کہ بہاکوخان ان سے لڑے بغیر چپکے سے⌂ان جنگ سے کھسک جائے گالیکن ان کی آنکھیں اس وقت کھلیں جب ان کے مخبروں نے ان کو یہ خبریں دیں کہ بہاکوخان بڑی تیزی سے اپنے پڑاؤ کے سا ◆طویل جنگ کرنے کے لئے مورچہ بندیاں کر رہا ہے۔

اپنے پڑاوکو مستحکم اور مضبوط کرنے کے بعد بہاکوخان نے اپنے لشکر کواس طرح ترتیب دیا جس طرح جنگ لڑی جاتی تھی۔قلب کے طور پر بہاکوخان خود رہا۔حمید خان کے ماتحت لڑنے والا لشکر میسرہ اورظریف خان کالشکر میمنہ ہوگا۔کاچوخان کے حصے "جولشکر آیا تھا اسے بہاکوخان نے اپنی پشت پر ناگہانی مدد کے لئے رکھا جب کہ حبیب خان کی کمانداری "ایک بڑالشکر دے کر میمنہ کے کماندار ظریف خان کے ایک طرف صف آرا کر دیا گیا تا کہ مقدمتہ الجیش کی حیثیت سے جہاں بہاکوخان چاہے وہاں بوقت ضرورت کارگر ضرب لگا سکے۔

مغلوں کو جب یہ غلط فہمی ہوگئی کہ بہاکوخان ان کے ساتھ جنگ کرنے سے جی چُرا رہا ہے اور یہ کہ و⌂ان جنگ "نہیں نکلنا چاہتا توانہوں نے چھوٹے چھوٹے لشکر ترتیب دے کر بہاکوخان کے لشکر پر شب خون مارنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔سب سے پہلا شب خون جو بہاکوخان کے لشکر پر

مارا گیا وہ کوئی اتنا کارگر ثابت نہ ہوا تاہم یہ شب خون اس حصے "مارا گیا تھا جہاں حمید خان تھا پھر کچھ دن کا◉ ڈال کر اس حصے پر مغلوں نے ایک زوردا شب خون مارا۔حمید خان نے پوری قوت سے اس شب خون کا⭘ بلہ کیا۔حمید خان کے کچھ لشکری اس جنگ کام آئے جب کہ کئی لشکری☐ان جنگ "کھیت رہے تھے۔

اس کے بعد بہاکو خان نے مغلوں کے ساتھ اپنی جنگ کی ابتدا کی۔یہ جنگ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب وغریب،نرالی اورانوکھی تھی۔اس لئے کہ یہ جنگ وقفے وقفے سے لڑی جاتی پھر دونوں لشکر پیچھے ہٹ جاتے۔بہاکو خان کا طریقہ کار یہ تھا کہ سا ♦ کی طرف سے وہ کاچو خان کے ساتھ مغلوں پر خود ضرب لگاتا۔میمنہ کو ساتھ لے کر مغلوں کے دائیں جانب ظریف خان نزول کرتا اور مغلوں کے بائیں بازو پے حمید خان پوری قوت کے ساتھ ٹوٹ پڑتا۔پہلے جب بہاکو خان نے جنگ کا یہ طریقہ کار شروع کیا اور جوں ہی جنگ اپنے عروج پر آئی حبیب خان بھی اپنے ہراول لشکر کے ساتھ حرکت "آیا

☐ان جنگ سے دور ہی دور رہتے ہوئے حبیب خان نے اپنے لشکر کے ساتھ ایک لمبا چکر لگایا پھر اس نے بڑے خونخوار انداز "اپنا رُخ بدلا اور پھر وہ مغلوں کی لشکر کی پشت پر ان کے پڑاؤ قریب جا کر نمودار ہوا تھا۔

مغلوں کا پورا لشکر اس وقت سا ♦ کی طرف سے بہاکو خان ایک طرف سے ظریف خان اور دوسری طرف سے حمید خان کے ساتھ☐ان جنگ "بُری طرح ♈ وف تھا۔وہ گمان بھی نہیں کر سکتے تھے کہ بہاکو خان کا پسندیدہ جرنیل حبیب خان ان کے ➢ "ان کے پڑاؤ کو بھی نیست ونابود کر سکتا ہے۔

مغلوں کے پڑاؤ کے نزدیک نمودار ہونے کے بعد حبیب خان نے اپنے لشکر کی صفوں کو خوب ایک دوسرے کے نزدیک کر لیا تھا پھر اس نے اپنے لشکریوں کو مخصوص اشارہ کیا اس کے بعد وہ

خیالات کی گہرائی، معانی کی رقت وجدت، آہنگ کے طلسم اور رات کے سکوت " پھیلتے موت کے سیاہ نقاب کی طرح مغلوں کے پڑاؤ پر وارد ہوا تھا۔

حبیب خان نے اپنے لشکر کے ساتھ مغلوں کے پڑاؤ پر طوفان خیز بادلوں، کائنات کے سکوں کو ایک ہیجان " بدلتے باد و باران کی تیز طوفانوں، زندگی کی راحت واطمینان " آندھیوں کے تھپڑوں، موت کے کرب کی ایک فعال قوت اور نیستی کی تاریکیوں " جوش مارتے بے آب و گیاہ صحراؤں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ پڑاؤ کی حفاظت کے لئے مغلوں نے جو لشکر مقرر کیا تھا حبیب خان نے لمحوں کے اندر اس کا قتل عام کر دیا۔ پڑاؤ کے اندر خوراک اور ہتھیاوں کی صورت " جس قدر ذخیرہ تھا حبیب خان نے لوٹ لیا۔ اس کے بعد اس نے پڑاؤ کو آگ لگا دی۔ حبیب خان پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹ کر اپنے لشکر کی طرف واپس ہو لیا جبکہ چند ہی لمحوں " مغلوں کا وہ پڑاؤ جلتے تپتے ریگستان کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

مغلوں کا سردار زربخت چونکہ اس وقت بہاکو خان کے ساتھ جنگ " بُری طرح مصروف تھا لہٰذا وہ اپنے لٹتے ہوئے اور جلتے پڑاؤ کی حفاظت کے لئے کچھ نہ کر سکا اور حبیب خان بڑی کامیابی کے ساتھ اس کے پڑاؤ کی ہر شے لوٹ کر واپس اپنے لشکر آ گیا تھا۔ حبیب خان کے اس کارنامے سے بہاکو خان اور اس کے لشکریوں کو بڑی تقویت ہوئی۔ جہاں اس سے پہلے بہاکو خان اپنے لشکر کے لئے خوراک اور دیگر ضروریات کی کمی محسوس کر رہا تھا۔ وہاں اب وہ مطمئن تھا اس لئے کہ مغلوں کے پڑاؤ سے انہیں وہ ہر چیز میسر آ گئی تھی جس کی وہ کمی اور ضرورت محسوس کرتے تھے۔ تاہم اُس روز جنگ شام تک بغیر کسی فیصلے کے جاری رہی اور دونوں لشکروں نے سورج غروب ہوتے ہی جنگ بند کر دی تاہم بہاکو خان نے اپنے چھوٹے چھوٹے لشکر مغلوں کے لشکر کے اطراف " پھیلا دیے تھے تاکہ انہیں باہر سے کسی قسم کی رسد اور کمک نہ پہنچ پائے۔

گزشتہ دن کی جنگ " اپنی قوت کا اندازہ کر لینے کے بعد مزید یہ کہ اپنے پڑاو' کی ہر شے

لٹنے اور باہر سے رسد کو پڑاؤ تک پہنچانے "تاخیر کی وجہ سے مغلوں کے سالار زر بخت کا حوصلہ کسی قدر پست ہو گیا تھا۔اس صورت حال "مغلوں کے تمام بڑے بڑے سالار اور سردار اپنے سپہ سالار زر بخت کے پاس جمع ہوئے اور اسے اپنی حالت زار سے اگاہ کیا انہوں نے زر بخت کو یہ بھی بتایا کہ مرکز سے اناج پہنچنے "بڑا وقت لگے لگا جبکہ ارد گرد کے علاقوں سے اناج ملنے کی کوئی اُ⌂نہیں کیونکہ ایک طرف ان علاقوں "اناج کی کمی ہے اور دوسری طرف بہا کو خان نے ہمیں رسد کی فراہمی کو بندر کھنے کے لئے اپنے چھوٹے چھوٹے لشکر ہمارے اطراف "پھیلا رکھے ہیں۔اس طرح اگر چند روز تک معا■ یونہی رہا تو فوج بھوکوں مرنے لگے گی ۔ سرداروں نے زر بخت کو یہ بھی مشورہ دیا کہ فاقہ کشی کی موت سے تو لڑ کر مر جانا بہتر ہے۔بہر حال ہونا تو وہی ہے جو تقدیر "لکھا ہے۔

اس صورتحال سے مجبور ہو کر زر بخت نے جنگ لڑنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔دوسری طرف بہا کو خان نے بھی اپنے لشکر کو جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا اور صف بندی شروع کر دی تھی۔شاید وہ ہر صورت "مغلوں کے ساتھ دو دو ہاتھ کر کے پختونخواہ "ان کی تر کتاز اور یلغار کو ختم کر کے امن قائم کرنے پر تُلا ہوا تھا۔

بہا کو خان نے اپنے لشکر کی ترتیب "کچھ تبدیلی کرتے ہوئے اس بار قلب یعنی لشکر کا ☒نی حصہ ظریف خان کے کمان "دیا۔لشکر کے بائیں حصے کی کمانداری حبیب خان کے سپرد کی گئی اور جبکہ دایاں حصہ حمید خان کی کمانداری "رکھا گیا تھا۔خود بہا کو خان اپنے لشکر کے حصے کے علاوہ کا چو خان کے لشکر کے ساتھ پشت "قیام کئے رہا۔شاید لشکر کی یہ ترتیب تبدیل کر کے بہا کو خان حضرو کے ⌂انوں "اپنے پیدائشی سپاہی ہونے کا ثبوت دے کر مغلوں کو بدترین شکست دینے پر تلا ہوا تھا

دوسری طرف سپہ سالار زر بخت نے بھی اپنے لشکر کو قلب، میمنہ ارمیسرہ "تقسیم کر دیا تھا لشکر کے قلب کو اپنے پاس رکھا اور میمنہ اور میسرہ دوسرے کمانداروں کی کمانداری "دے دیا اور جنگ کی ابتدا اس نے اپنے بائیں حصے کے کماندار کو کرنے کا حکم دے دیا زر بخت کا حکم ملتے ہی میسرہ کا

کمانداراپنے دل کی تمنا آرزوؤں، روح کی اُ⌂وں، اپنی تمام شیطانی آورشوں کے ساتھ آگ کی لپٹوں کے گورکھ دھندون، خون کی لہروں سے اُٹھتے تاثرات، دہکتی آتش کے الاؤ اورشب کے سایوں کی لمبی ⓵ فت کی طرح آگے بڑھا اورایک عذاب دردناک، تشنہ دہن ز " پر گرجتے بادلوں اور حشر برپا کرتی طغیانیوں کے ساتھ حمید خان کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔

شاہی کماندار شاید حمید خان کو کانٹوں کی چٹان سمجھ کر تاریکی " روشنی کے کسی متلاشی کی طرح حمید خان کے لشکر پر ٹوٹا تھا اور چاہتا تھا کہ حمید خان کو پسپا ہونے پر مجبور کرے لیکن حمید خان اس کے بلے " پتھر وفولاد کی سنگینی، کڑی دھوپ " جلتے صحرا کا نوحہ، دھواں دھواں غبار " تلملاتی مضطرب لہروں جیسا ثابت ہوا۔حمید خان نے پسپا ہونے کے بجائے ایک جگہ جم کر⌂⌂ کماندار کا حملہ روکا تھا۔اس کے بعد حمید خان لہو "طوفان اُٹھاتے انداز " اپنے لشکر کو للکارتے ہوئے جوابی حملہ کرنے لگا تھا۔پھر تھوڑی دیر بعد حمید خان اپنے لشکر کے ساتھ⌂⌂لشکر پر تنہائی کے تہہ خانوں " ٹھنڈی گہری کہر کی چادر، وحشت کے ہیولوں، چنگھاڑتے ناچتے شعلوں اور دردوالم کی آگ کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔اس طرح ⌂⌂لشکر کا بایاں پہلو اور بہاکو خان کے لشکر کا دایاں حصہ بُری طرح ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہوگئے تھے۔

حمید خان کے لشکر اور⌂⌂لشکر کے میسرہ کے ٹکرانے کے بعد خود مغلوں کا سپہ سالار زربخت طاقت اور قوت کے خزانے اور حرکت کرتے ناگ پھنی کے دیو کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا اور جنگ کے طبل بجاتا ہوا بلند آواز " اپنے لشکر کو اشتعال دلاتے ہوئے کہنے لگا

سنو میرے ہم وطنو ان حملہ آوروں کی زندگی " درد کے گولے بھر دو۔آگے بڑھ کر ان پر حملہ آور ہو کر ان کے جیون کو تاریکی " بدل دو۔آگ کی طرح آگے بڑھ کر حملہ آور ہونا اور ان حملہ آوروں کی حالت اُجڑے بھیانک کھنڈروں جیسی بنا کر رکھ دینا۔

زربخت کے یوں اشتعال دلانے پر اس کے لشکری عداوت کے ریتیلے جھکڑوں، نفرت کے

طوفان، وقت کے لامحدود سمندر ”دردناک سموں، لامتناہی فضاؤں ”گھنے بھیانک اندھیروں اور نا ختم ہونے والے اضطرابوں کے بھنور کی طرح آگے بڑھ کر ظریف خان اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے۔

یہ حملہ ایسا تیز اور جان لیوا تھا کہ لگتا تھا کہ زربخت اور اس کے لشکری گناہوں کے سیاہ ہیولوں بمشکل دردناک سموں، نامرادیوں کے دھندلے سایوں کی طرح ظریف خان کے لشکر ”دور تک گھستے چلے جائیں گے لیکن ظریف خان نے بڑی جوانمردی بڑی ☝ و پامردی کا ♌ ہرہ کیا اور زربخت کے اس ہولناک حملے کو روک کر رکھ دیا۔ زربخت کا ظریف کے لشکر پر حملہ آور ہونا تھا کہ بہا کو خان کے لشکر ”ایک انقلاب اور ایک خوفناک کروٹ نمودار ہوئی اور وہ اس طرح کہ حبیب خان جسے دشمن کے میسرہ سے ٹکرانا تھا اچانک وہ تلاطم اور ولولوں، ہیجان و ارمان، کرنوں کے نشتر، خونی انگڑائی اور تیزابی تلخیوں کی طرح اپنے دائیں طرف بڑھا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ مغلوں کے قلب لشکر جس کی کمانداری زربخت کر رہا تھا اس کے وسطی حصے پر بجھی بجھی شام، سہمی سہمی پرچھایوں ”موت کے پیغام اور مرگ کی حشر سامانیوں ”ہنگامہ آہ وفغاں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مغلوں کے میمنہ کے کماندار نے جب دیکھا کہ حبیب خان اس کے ساتھ ٹکرانے کے بجائے قلب لشکر پر حملہ آور ہو گیا ہے تو اس نے اس موقع کو غنیمت جانا وہ چاہتا تھا کہ حبیب خان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر اس کے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے لیکن لگتا تھا بہا کو خان نے سارے انتظامات خوب سمجھ کر کئے تھے اور وہ ہر صورت ”جنگی بصارت اور عسکری مماثلت ”دشمن کو اپنے سا ◆ زیر اور مغلوب کر لینے پر تُلا ہوا تھا۔

جوں ہی حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ مڑتے ہوئے مغلوں کے قلب پر حملہ آور ہوا اور مغلوں کے میمنہ کے کماندار نے چاہا کہ حبیب خان کی پشت پر حملہ آور ہو عین اُس وقت پشت پر انتظار ”کھڑے بہا کو خان نے ایک زبردست قدم اُٹھایا وہ اس طرح کہ اپنے لشکر کو بڑی تیزی کے ساتھ لیکر اس جانب بڑھا جس جانب جنگ سے پہلے حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ صفیں درست کئے کھڑا تھا۔

پھر وہاں آتے ہی بہا کو خان دشمن کے میمنہ پر سیل آتش و آہن، بحر خون کی طغیانیوں ،فضا کی برہم نبض ، جمود و خموشی تہوں سے جھوم کے اٹھنے والے تند و طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ اپنے پہلے ہی حملے " بہا کو خان نے ﷽لشکر کے میمنہ کو سر سے پاؤں تک ہلاتے ہوئے خون آلود کرنا شروع کیا تھا۔

بہا کو خان کے یوں جنگ "کودنے ساتھ ہی کاچو خان بھی حرکت "آیا اور اپنے لشکر کے ساتھ ایک لمبا چکر کاٹتے ہوئے وہ اس سمت آیا جہاں پر حمید خان دشمن کے میسرہ سے برسر پیکار تھا۔ پھر وہ دشمن کے میسرہ کے لشکر کے وسطی حصے پر پرانے بتگروں کو گراتی نظروں کی بجلیوں ،طوفانوں کا کلیجہ ہلاتی برق کو ہسار اور ضمیر آدم پر ضرب لگاتے شعلہ نگاہ کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

دونوں لشکروں کے پوری طرح ایک دوسرے سے ٹکرانے اور سارے حصوں کے جنگ " کودنے کی وجہ ⌂ ان جنگ وحشت کے مہیب جنگل ،کرب آلود چہروں کے ہجوم ،غموں کے نایافت شہر ،وحشت و سراسیمگی کی آماجگاہ کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ ایسے "حبیب خان اپنے جان فروش محافظ دستوں کے ساتھ مغلوں کے قلب لشکر کے اس حصے کی طرف بڑھا جہاں مغلوں کا سپہ سالار زربخت چلا چلا کر اپنے لشکریوں کے حوصلے بڑھا رہا تھا۔ حبیب خان خواہشوں کی عفریت ،حسرتوں کے تلاطم ، ریزگی کے عذاب اور گریز پا ساعتوں کی طرح اپنے سا ◆ آنے والے مغلوں کے دستوں کو کاٹتا اور چیرتا ہوا زربخت کے سر پر پہنچ گیا اور اس پر جان لیوا حملہ کیا۔ زربخت نے حبیب خان کے حملے کو اپنی ڈھال پر روکا لیکن حبیب خان نے بڑی تیزی کے ساتھ اپنی تلوار علیحدہ کرتے ہوئے دوسرا وار کیا دوسری دفعہ تیزی سے گرتی ہوئی حبیب خان کی تلوار کے سا ◆ زربخت اپنا دفاع نہ کر سکا اور حبیب خان کی تلوار مغلوں کے سپہ سالار زربحت کی گردن کاٹتی چلی گئی تھی۔ زربخت کا دھڑ اور سر علیحدہ ہو کر ز "پر گر گئے تھے۔ اس موقع پر بہا کو خان کے کسی منچلے سپاہی نے اپنے گھوڑے سے کود کر زربخت کا سر اپنے نیزے پر بلند کرتے ہوئے مغلوں کو دکھانا شروع کیا پھر وہ سر اس نے جا کر بہا کو خان کے سا ◆ جا کر پھینک دیا تھا۔

اس موقع پر زر بخت کے نائب سالار نے حرکت "" آتے ہوئے قلب لشکر کو سنبھالنا چاہا لیکن بہا کو خان کا ایک گمنام لشکری اس پر ٹوٹ پڑا اور اپنے پہلے ہی حملے ""اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ اپنے سپہ سالار اور نائب سپہ سالار کے مرنے کی وجہ سے مغلوں کے اندر ایک طرح کی سراسیمگی اور کم حوصلگی کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔

زر بخت اور اس کے نائب کے مرنے کے بعد لشکری جی چھوڑ بیٹھے تھے۔ تھوڑی دیر اور تک انہوں نے جنگ کی اور پھر وہ ان جنگ سے شکست اٹھاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ بہا کو خان نے دور تک اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کرتے ہوئے جی بھر کر ان کا قتل عام کیا۔

اس جنگ ""مغلوں کو بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ ان جنگ ""ہزاروں کام آئے اور ہزار ہا ان جنگ کے باہر فرار ہوتے ہوئے مارے گئے۔ اس کے علاوہ بہا کو خان کے ہاتھ بے انتہا مال غنیمت آیا۔

مغلوں کا تعاقب ترک کرنے کے بعد بہا کو خان واپس حضرو کے ان ""یا وہاں پر اس نے اپنے شہداء کی تدفین کیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام انجام دیا اس کے بعد مال غنیمت کو اپنے لشکریوں ""تقسیم کر دیا اور پھر فتح کے شادیانے بجاتا ہوا واپس حضرو ""اپنے قیام گاہ کی طرف کوچ کر گیا۔

بہا کو خان نے حضرو پہنچ کر اپنے لشکر کو چند دن سستانے کا موقع دیا اور پھر آئندہ کی حکمت عملی پر مشاورت کرنے کے لئے اپنے رُفقاء کا اجلاس بلا لیا۔ جب سب لوگ اپنے اپنے نشستوں پر براجمان ہو گئے تو بہا کو خان نے بات شروع کرتے ہوئے کہا کہ:

میرے رفیقو : ""آپ سب لوگوں کو گزشتہ جنگ ""بی پر رک باد دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے زبردست بہادری کا ہرہ کرتے ہوئے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے اور غلامی کی طوق پہننے

سے بچنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی۔آپ لوگوں کی اس [illegible]بی پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے تاریخ "آپ لوگوں کی یہ قربانیاں سنہری حروف سے لکھی جائے گی اور مؤرخ آپ کی کارناموں کو لکھ کر عش عش کر اُٹھے گا کہ ایک چھوٹے سے علاقے کے لوگوں نے اپنی آزادی اور خودمختاری کی خاطر ہندوستان کے بڑے فوج کو شکست سے ہمکنار کیا تھا۔ بہاکو خان نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

میرے دوستو: ہندوستان کا بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر جس کی بادشاہی کے جھنڈے بنگال سے لیکر کابل تک کے علاقوں پر لہرا رہے ہیں وہ اس شکست کا داغ دھونے کے لئے عنقریب ایک بڑا لشکر بھیجے گا اور ہم سے اپنے شکست کا بدلہ لینے کی کوشش ضرور کرے گا۔اس کے لئے " نے د[illegible] سے کابل تک کے علاقوں " اپنے مخبر پھیلا رکھے ہیں جو ہمیں پل پل کی خبریں پہنچا رہے ہیں۔ہوسکتا ہے ہم کو شکست دینے کے لئے اس دفعہ ان کا حملہ کابل، پشاور اور د[illegible] تین اطراف سے ہوگا۔اس لئے " نے آپ صاحبان کو یہاں مشاورت کے لئے [illegible] کیا ہے کہ ایک تو ہم آرام سے نہ بیٹھ جائیں بلکہ اپنی جنگی تیاریوں "مزید تیزی پیدا کریں اور دوسرا یہ کہ جنگی لحاظ سے محفوظ علاقے کا انتخاب کیا جائے۔

بہاکو خان نے جب سب کو پوری صورت حال سے آگاہ کیا اور ان سے مشورہ [illegible] کیا۔تو سب سے پہلے ظریف خان نے بولتے ہوئے کہا:

سردار اس سلسلے "میری تجویز یہ ہے کہ اس دفعہ ہمیں اپنی لشکر کو تین حصوں "تقسیم کرنی چاہیے ایک حصہ اس محاذ پر دشمن سے لڑے گا، لشکر کا کچھ حصہ شہباز گڑھی کی طرف اقدام کرنے کے لئے مقرر کرنا ہوگا اور تیسرا حصہ باجوڑ کی طرف سے مغلوں کا اقدام روکھنے کے لئے مقرر کرنا ہوگا۔

ظریف خان جب خاموش ہوا تو حبیب خان بولا اور بہاکو خان [illegible] طب کر کے کہنے لگا سردار ظریف خان کی تجویز بہت [illegible] سب ہے کہ ہمیں تینوں محاذوں پر لڑنا ہوگا لیکن اس " یہ مشکل پیش آئے گی کہ چونکہ ہمارا لشکر ان تینوں محاذوں کا بوجھ برداشت کرنے سے کمزور ہو جائے گا اور دشمن کو ہمیں روندنے کا موقع ہاتھ آئے گا۔اس لئے میری تجویز ہے کہ اس لشکر کو یہاں رہنے دیں بلکہ ہم اپنے

آپ کو محفوظ بنانے اور لشکر کی کاروائی کو مزید موثر بنانے کے لئے ہمیں چھچھ کا یہ علاقہ خالی کر دینا چاہیے اور دریائے سندھ کے ✗ بی طرف اپنے لشکر کے لئے مورچہ بندیاں کرنی چاہیے تاکہ ہمارا لشکر دشمن کے یلغار کے سا ◆ مستحکم حالت "ہو اور اس کے علاوہ ہو سکتا ہے یہ جنگ طول پکڑ جائے تو ابھی سے باجوڑ اور سوات کے یوسف زئیوں اور دوسرے پٹھان قبیلوں کو اس جنگ "اپنی اپنی لشکر بھیجنے کی دعوت دی جائے اور ساتھ ساتھ کابل سے مغلوں کی متوقع اقدام کے پیش نظر باجوڑ کے یوسف زئیوں اور دوسرے معاون قبائل کا ایک لشکر وہاں پر تیار کیا جائے تاکہ ○ می سطح پر وہ لوگ ان کا ○ بلہ کر سکیں اور ہمیں یہیں سے لشکر بھیجنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد حبیب خان خاموش ہو گیا۔ بہا کو خان کو شائد اس کی تجویز پسند آئی تھی اس لئے کہ اس لمحے اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی پھر بہا کو خان نے کچھ سوچا اس کے بعد وہ فیصلہ کن انداز "بولا اور کہنے لگا۔

سنو رفیقان دیرینہ : حبیب خان نے جو تجویز پیش کی ہے اُس پر عمل کر کے ہماری پوزیشن مستحکم ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اب میرا فیصلہ سنو ہم کل سے اپنا لشکر گاہ حضرو علاقہ چھچھ سے دریائے سندھ کے پار صوابی کے علاقے "منتقل کریں گے اور وہاں بمقام تور ڈھیر، جلسئ، لاہور اور ہنڈ وغیرہ "ڈیرے جمائیں گے اور وہاں پر اپنی پوزیشن مستحکم کریں گے اس کے علاوہ ایک وفد سوات کے یوسف زئیوں اور دوسرے معاون قبائل کو لشکر "شامل ہونے کی دعوت دے گا اور ایک دیر اور باجوڑ "یوسف زئیوں اور دوسرے معاون قبائل کا لشکر تیار کرنے کے لئے جائیگا۔ اس کے علاوہ تیراہ "ہمارے کچھ دوست آفریدی اور مھمند ہیں انہیں بھی اس جنگ "شامل ہونے کی دعوت دی جائے گی بہا کو خان کے بات ختم کرنے پر اجتماعی دعا کی گئی اور سب رُفقاءاپنے اپنے خیموں کی طرف چل دئے۔

اُدھر شاہ ہندوستان اورنگ زیب عالمگیر جب اپنے دوسرے زر بخت کے لشکر کی شکست اور زر بخت کے ⌂ ان جنگ "قتل ہونے کا علم ہوا تو وہ براسیخ پا ہو گیا اور اس نے اپنے دل "تہیہ کر لیا

کہ جب تک ان باغی یوسف زئی قبائل کو سبق نہیں سکھاؤں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا۔اس لیے اس نے یوسف زئیوں کی سرکوبی کے لئے ایک بڑا لشکر شمشیر خان کی قیادت " ترتیب دے دیا اور ساتھ ساتھ کابل کے گورنر محمد آ " خان کو ہدایت کی کہ وہ بھی ایک بڑا لشکر لیکر ان کی مدد کے لیے آجائے۔شمشیر خان کے لشکر کو د⓿ سے ر ⓵ کرنے کے بعد اورنگ زیب خود بھی ایک بڑے لشکر کے ساتھ حسن ابدال کی طرف روانہ ہوا تا کہ بوقت ضرورت ان کو بروقت کمک پہنچایا جا سکے۔

شمشیر خان اپنے لشکر کو لیکر ہنڈ کے⓿ م دریائے کابل کے مشرقی کنارے پر خیمہ زن ہو گیا کچھ عرصہ تک دونوں لشکروں کے د⊠ ن اکا دکا جھڑپیں ہوتی رہیں اور ساتھ ہی دونوں طرف اپنی اپنی تیاریوں " ٧ وف رہے آخر کار ــــ لشکر نے دریا پار کر کے بہا کو خان کے لشکر پر بڑی شدت سے حملہ کر دیا بہا کو خان کو اس کے مخبروں نے پہلے ہی مطلع کر دیا تھا اس لئے وہ اس کے لئے مکمل طور پر تیار تھا۔اس نے ــــ لشکر کے لئے ہنڈ کو خالی کر دیا تھا تا کہ شمشیر خان اپنے لشکر کے ساتھ دریا پار کر سکے اور پھر ⌂ ان جنگ " دونوں کے د⊠ ن فیصلہ ہو سکے۔

شمشیر خان نے دریائے سندھ پار کرنے سے پہلے اپنے لشکر کو تین حصوں میمنہ، میسرہ اور قلب " تقسیم کر دیا تھا۔قلب کو اپنے پاس رکھا اور میمنہ اور میسرہ کو دوسرے جرنیلوں کے حوالے کیا اور اسی ترتیب " دریا پار کر کے ⌂ ان جنگ پہنچ گیا۔دوسری طرف بہا کو خان نے بھی اپنے لشکر کو تین حصوں " تقسیم کر دیا تھا قلب کو اپنے زیر کمان رکھا میمنہ حبیب خان اور میسرہ ظریف خان کے کمان " دے دیا۔

شمشیر خان اپنے لشکر کے ساتھ ہڈیاں چٹخاتے لاوے، شعلوں اور شراروں کی طرح بہا کو خان کے لشکر پر حملہ آور ہوا بہا کو خان نے پہلے اپنے آپ کو دفاع تک محدود کیا اور شمشیر خان کے جان لیوا حملوں کو روکتے رہے شمشیر خان نے اپنا پورا زور لگایا کہ وہ بہا کو خان کے لشکر کو پہلے ہی حملے " پیچھے دھکیلتے ہوئے اپنے لئے فوائد حاصل کر سکے لیکن وہ ایسا کر نے " ⊠ب نہ ہو سکے کیونکہ

بہا کو خان اپنے لشکر کے ساتھ چٹان کی طرح اس کے سا ◆ کھڑا تھا۔

بہا کو خان نے جب اندازہ لگایا کہ حملہ آور ہونے ”شمشیر خان نے اپنا پورا زور صرف کر دیا ہے اور یہ کہ اپنی پوری قوت لگانے کے باوجود بھی وہ اس کی صفوں کے اندر گھسنے ”☒ب نہیں ہوئے۔ تب بہا کو خان نے دفاع کو ترک کیا اور وہ بحر کے طوفان، سیل بلا خیز، فطرت کے مرقع، وقت کے دھارے ”حوادث کے لہروں کی طرح حرکت کرتے ہوئے جارحیت پر اُتر آیا۔ اس نے حبیب خان اور ظریف خان کی طرف بھی قاصد بھیجے اور وہ بھی جارحیت پر اُتر آئے۔ تینوں نے اپنے اپنے لشکروں کو سنبھالا اور جس طرح افق کی نیلم افروز پنہائیوں پر مشرق سے ☒ب تک پھیلتے سرخ طوفان ایک ہنگامہ کھڑا کر دیتے ہیں اسی طرح وہ تینوں شمشیر خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور شمشیر خان کے لشکر کے تینوں طرف انہوں نے خون کا کھیل شروع کر دیا تھا۔ بہا کو خان اور اس کے ساتھیوں کے حملوں سے لگتا تھا جیسے ان کی لہو کی بوندیں لاوہ بن کر ابلنے لگی ہوں۔ اپنے پہلے ہی حملے ”انہوں نے شمشیر خان کے لشکر ”استبداد مردم بیزاری اور تشدد و تباہ کاری کا نہ ختم ہونے والا کھیل شروع کر دیا تھا۔

دونوں طرف سے زوردار حملوں کی بنا پر ہنڈ کے نواح ”⌂ان جنگ عجیب سی کیفیت اختیار کر گیا تھا۔ لگتا تھا آسمان کی گردش، دھواں زدہ ز “کی کراہ اور لرزتے کانپتے سانسوں ”قضا کی زنجیریں کھڑکھڑانے لگی ہوں۔⌂ان جنگ یوں خون آلود ہونے لگا تھا جیسے صبح کی رگ رگ سے خون رس پڑا ہو۔ ہر کوئی ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کا درپے تھا۔⌂ان جنگ ”چاروں طرف ایک شور، ایک واویلا مچ گیا تھا شام تک یہ ہولناک جنگ جاری رہی اور پھر اندھیرا چھا جانے کے بعد جنگ رک گئی دونوں فریق اپنے اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور قتل ہونے والوں کی لاشوں کو دفنانے لگے۔

ﮨﮨﮨلشکر کے کماندار شمشیر خان کا خیال تھا کہ وہ باآسانی بہا کو خان اور اس کے لشکر کو پیچھے ہٹنے اور بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے اور اس کے لئے اس نے ہر قسم کا جنگی حربہ بروئے کار لایا لیکن وہ بہا کو خان اور اس کے لشکر کو شکست دینے ”☒ب نہ ہوئے۔ دوسری طرف بہا کو خان اور اس

کے جرنیلوں کا خیال تھا کہ وہ لشکر کی اکثریت کو ان جنگ "نیست ونابود کر دینگے اور باقی کو دریا پار بھگا دیں گے لیکن وہ بھی ایسا نہ کر سکے اور اس طرح پورا دن بڑی زور کا رن رہا لیکن کسی بھی فریق کو واضح فتح حاصل نہ ہوئی البتہ پورے دن کی جنگ کے نتیجے "لشکر نے ہنڈ پر اپنا قبضہ مضبوط کیا اور بہا کو خان نے ہنڈ کے م پر موچوں کو خالی کر کے موضع پنج پیر، شاہ منصور اور مرغز کی ملحقہ آبادیوں "مورچہ بندیاں مضبوط کیں۔ اسی طرح دونوں لشکروں کے ن کئی ماہ تک شدید جنگ جاری رہی مگر دونوں کے جوش وخروش "کمی نہ آئی۔

اس دوران سوات اور باجوڑ سے اکوزئی، ترکلانی، اتمان خیل اور تیراہ اور خیبر سے افریدی اور مہمندوں کا مزید تازہ دم لشکر آ کر اس جنگ "کود پڑا۔ بہا کو خان کو جب سوات اور باجوڑ کا تازہ دم لشکر مل گیا تو اس سے اس کے لشکریوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور اس طرح وہ چاروں طرف سے گرجتی و دھاڑتی آندھ ں، ہزاروں گزندیتے طوفانوں کی طرح شمشیر خان اور اس کے لشکر پر ٹوٹ پڑے چاروں طرف سے بہا کو خان اور اس کے لشکری ویرانیاں پھیلاتے بگولوں، زندگی کے ہر حصار کو توڑتی قضا، ستم کی آگ اور موت کے خون کی بارش کی طرح شمشیر خان کے لشکر پر نزول کرتے ہوئے اس کا قتل عام کرنے لگے تھے۔ بہا کو خان اور اس کے لشکریوں کے حملوں اور ان کی پیش قدمی سے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے انہوں نے آندھ ں اور ہواؤں کی رفتار پر قابو پا کر اجل و مرگ کو اپنا غلام بنا کر رکھ لیا ہو۔

شمشیر خان اپنے لشکر کے ساتھ بڑی بے جگری سے بہا کو خان کا بلہ کرتا رہا لیکن بہا کو خان اور اس کے لشکری چاروں طرف سے شمشیر خان کے لشکر پر فاقہ کشوں کی گرسنگی، ہواؤں کے جنوں اور ظلم کی بہتات کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ وہ شمشیر خان کے لشکریوں کا یوں قتل عام کرنے لگے تھے جس طرح ستاروں کے جنوں "جبر کی ارزانیاں اور اجالوں کی آوازوں "شعلہ زن ظلمت وقت اپنا رنگ دکھانے لگتی ہیں اس زوردار حملوں کی وجہ سے شاہی لشکر کے پاؤں اُکھڑنے لگے اور پھر شمشیر خان

نے اندازہ لگایا کہ اگر جنگ اسی طرح جاری رہی تو بہت جلد اس کے لشکر کا خاتمہ ہو جائے گا لھذا اس نے اپنے ماتحت تمام کمانداروں کو پیغام بھیجا کہ جنگ ترک کر کے دریائے سندھ کے پار بھاگ جائیں۔ بہاکو خان اور اس کے لشکریوں نے دریائے سندھ تک ان کا پیچھا کیا اور ان کا مزید قتل عام کیا۔

شمشیر خان نے دریائے سندھ کے پار مشرقی کنارے پر اپنے بچے کچے لشکر کو اکٹھا کیا اور ایک قاصد کے ذریعے حسن ابدال سے جہاں پر اورنگ زیب بادشاہ ہندوستاں خود تشریف فرما تھا مزید لشکر بطور کمک بھیجنے کی درخواست کی جس کے جواب اورنگ زیب نے پہلے سے بھی زیادہ لشکر اس کی مدد کے لئے روانہ کیا لشکر کے وہاں تک پہنچنے "تقریبا پندرہ دن لگے اس دوران فریقین جنگ کی تیاریوں "Ʋوف تھے

شمشیر خان کو کمک ملتے ہی وہ دھوئیں کے ٹیڑھے مرغولوں، سیاہ رات کے پھیلاؤ، وقت کی غالب تہذیب "انقلاب کے اسباب وعلل کی طرح حرکت "آیا اور بہاکو خان کے لشکر حملہ آور ہوا دوسری طرف یوسف زئی کے سردار بہاکو خان نے بھی بگولوں کے رقص، جمال سحر، شوریدہ دریا کی طرح شمشیر خان اور اس کے لشکر پر جوابی حملہ کیا اور دونوں لشکروں کے ⊠ن ایک بار پھر گھمسان کا رن پڑ گیا۔

شمشیر خان کو کمک ملنے کی وجہ اس کے لشکریوں کے حوصلے بلند تھے اس لئے وہ زوال اور انحطاط کی لہروں کی طرح مڑے اور غلامی اور مجبوری کی علامتوں، شدید موسم کی پوری تحقیر و تذلیل کی طرح بہاکو خان کے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ ہنڈ کے نواح "ایک بار پھر ہولناک جنگ ہوئی اس دفعہ شمشیر خان کے حملوں "ایسی سختی، ایسا بھیانک پن، ایسی مہیب جراتمندی تھی کہ بہاکو خان اور اس کے لشکر شاہ منصور کے قریب موچوں کو خالی کرنے پر مجبور ہو گئے ان مورچوں پر شمشیر خان کی قیادت "شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا مگر جنگ جاری رہی اور دونوں طرف کے جوش وخروش "کوئی کمی نہیں آئی ایک طرف جنگ جاری تھی لیکن دوسری طرف شاہی دربار "مختلف حربے اور سازشیں چل

رہی تھیں۔ مغلوں نے یوسف زئیوں کو منتشر کرنے کے لئے لالچ اور انعام واکرام کے کئی حربے آزمائے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ لڑائی کے طول پکڑنے سے قبائل کے حوصلے خود بخود دم توڑ جائیں گے محمدا "گورنر کابل انعام واکرام، امن اور صلح کے لالچ "یوسف زئی کے ذیلی قبیلہ اتمان زئی کو جنگ سے جدا کرنے " ب رہالیکن اس کی یہ بی جزوی تھی اور اس کا یوسف زئی لشکر کے حوصلوں پر کوئی خاص اثر نہ ہوا اور جنگ بدستور جاری رہی۔

باجوڑ کا ذ

مغلوں کے جنگ کے دوران ایک دن بہا کو خان اپنے خیمے اپنے رفقا کے ساتھ جنگ کے بارے "صلاح مشورہ کررہے تھے کہ اس دوران دربان نے دو مخبروں کے آنے کی اطلاع دے دی۔ جب دونوں مخبروں کو حاضر کیا گیا تو اُنہوں نے بہا کو خان کو تعظیم دی بہا کو خان نے ان سے پوچھا کہ:

میرے دوستو: کیا آپ کوئی خاص خبر لے کر آئے ہو۔ جواب "ان دو "سے ایک نے جواُن "امیر تھا کہا کہ:

سردار:۔ ہندوستان کے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے کابل کے گورنرا "خان کو ہدایت کی ہے کہ کابل کی طرف سے یوسف زئیوں کے علاقے باجوڑ اور شہباز گڑھی پر حملہ کردے تا کہ ان کی طاقت تقسیم ہوجائے اور انہیں باآسانی شکست سے ہمکنار کیا جاسکے اور اس سلسلے "گورنر کابل ا " خان ایک بڑے لشکر کے ساتھ جلد ہی باجوڑ کا رُخ کرنے والا ہے تا کہ وہاں تخت وتاراج کر کے لوگوں کو نقصان پہنچائے اور اپنے لئے مالی فوائد حاصل کرسکے مخبر نے مزید بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

سردار:۔ اس سلسلے "ہم باجوڑ "سرکردہ یوسف زئیوں سے ملے ہیں اور انہوں نے آپ کی ہدایت کے بق ایک لشکر تیار کیا ہے لیکن انہوں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ جنگی تجربہ رکھنے والے اپنے جرنیلوں "سے ایک کو بھیج دیں تا کہ مغلوں کے ساتھ جنگ "ان کی قیادت کرسکیں اور ان کے لشکر کو بہترین طریقے لڑائے۔ فی الحال ہمارے پاس خبریں تھیں مخبر کی بات سن کر

بہا کو خان جوش "" آ گیا اور کہنے لگا کہ:

ہم ہر طریقے سے اپنے علاقے کا دفاع کریں گے ہم اس نازک موقع پر باجوڑ کے یوسف زئیوں کو کابل کے گورنرا "" خان کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے اور ان کی مدد کے لئے "" اپنے ایک ایسے جرنیل کو روانہ کروں گا جو دشمن کی صفوں "" گھس کر ان کا قتل عام کرنا اور ان کو نیست و نابود کرنا جانتا ہو اس کے بعد اس نے اپنے رفقا کے مشورے سے حبیب خان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے حفا دستے کے ساتھ باجوڑ کے لوگوں کی مدد کے لئے روانہ ہو جائے اور ساتھ ہی حمید خان کو ہدایت کی کہ جب مغلوں کا لشکر شہباز گڑھی کی طرف آئے تو آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جا کر ان سے ٹکر لے لیں۔

اس سے اگلے روز صبح سویرے حبیب خان اپنے حفا دستے کے ساتھ برق رفتاری سے باجوڑ کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچ کر باجوڑ کے یوسف زئیوں کے لشکر کی کمان سنبھال لی اور لشکر کو ترتیب "" کرتے ہوئے کابل کے گورنرا "" خان کے لشکر کی راہ روکنے کے لئے ان جنگ کیطرف چلا گیا اور ایک کھلے ان "" ایک طرف خیمہ زن ہو گیا

دوسری طرف کابل کے گورنرا "" خان کو بھی اس کے مخبروں نے اطلاع کر دی تھی کہ یوسف زئیوں کا لشکر حبیب خان کی قیادت "" اس کی راہ روکے ہوئے مستعد کھڑا ہے لھذا ا "" خان ترکتازکرتا ہوا اس ان کی طرف آ گیا جہاں حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھا او ان کے دوسری طرف وہ بھی خیمہ زن ہو گیا۔ اب دونوں لشکروں کے ن ایک میل کا فاصلہ تھا۔

آغازِ کار : صبح کا سورج جب مشرقی اُفق کو چمکدار کرتا ہوا طلوع ہوا تو دونوں طرف کے لشکروں نے اپنی صفیں درست کیں اور جنگ کے طبل بجنے شروع ہو گئے اور دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑی خونخواری سے بڑھنے لگے۔ حبیب خان اپنے لشکر کے ساتھ نادریافت ریت کی پیاس، سفاک موج آتش، صداؤں کے خلاؤں "" آنے والے موسموں کی نوحہ گری کی طرح آگے بڑا اور بے بسی کے زہر، کالے موسموں کی باسیوں، نیستی کے خوف اور دل کے جبر کی برستی زنجیروں کی طرح وہ لشکر

پرٹوٹ پڑے تھے۔

دوسری طرف کابل کا گورنر محمد ا ""بھی بے صداؤں کے عکس "" رات کے وقت بھاری کواڑوں پر دستک دیتی آندھیوں، پھڑ پھڑاتی دھوپ کی پیلی کرنوں کی طرح آگے بڑھا تھا اور درد کے خونی ہیولوں، تازہ لہو کے عکس، آئینوں ""اُبلتے جگنو کے جوش کی طرح حبیب خان کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا۔

باجوڑ شہر کے نواح ""دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے□ان جنگ لق ودق ریت کے کہرام، تعصب کی خونخواری کی آماجگاہ بن گیا تھا۔□ان جنگ کی مٹی خواہشوں کی پیاس کی طرح انسانی خون کی پروردہ ہونے لگی تھی۔ چاروں طرف لہو ملی دھول کے گردوغبار انسانی چیخوں کا ایک انقلاب سا ابل پڑا تھا۔

کابل کے گورنر محمد ا ""خان کی □وں کے خلاف یوسف زئی انتہائی جراتمند اور دلیر ثابت ہوئے۔ محمد ا ""خان کا اندازہ تھا کہ باجوڑ شہر کے باہر یوسف زئی زیادہ دیر تک اس کا● بلہ نہیں کرسکیں گے وہ اُلٹے پاؤں بھاگتے ہوئے شہر ""داخل ہونے کی کوشش کریں گے اور محمد ا ""خان ان کا تعاقب کر کے ان کا خوب قتل عام کرے گا لیکن یہاں معا■اس کی □وں کے برخلاف پڑ رہا تھا۔ یوسف زئی □ان جنگ ""یوں چٹانوں کی طرح جم گئے تھے جیسے انہوں نے پیچھے نہ ہٹنے کی قسم کھالی ہو۔ محمد ا ""خان نے بہتیرا زور لگایا کہ یوسف زئیوں کو پسپا کرنے کی کوشش کرے یا کم از کم ان پر اپنی برتری ثابت کرے لیکن یوسف زئیوں نے ایسا نہ ہونے دیا۔

پھر وہ لمحہ بھی آیا کہ یوسف زئی اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے جوش اور جذبے سے ایسے خونخواری اور درندگی سے محمد ا ""خان کے لشکر حملہ آور ہوئے کہ انہوں نے محمد ا ""خان کے لشکر کے اگلی صفوں کو اُلٹ کر کے رکھ دیا اور جنگ محمد ا ""خان کے لشکر وسطی صفوں ""ہونے لگی۔ اس طرح محمد ا ""خان کے لشکر کے صفوں کی ترتیب خراب کر کے یوسف زئی اس کے لشکر کا بے دردی اور

خونخواری سے قتل عام کرنے لگے اس زوردار حملے نے محمدا "خان اور اس کے لشکریوں کو مکمل طور پر ہلا کر رکھ دیا تھا اور وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے تھے

کابل کا گورنر محمدا "خان لشکر کے وسط "اپنے حفا ⌂ دستے کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھا اور جنگ کا جائزہ لے رہا تھا جب اس نے اندازہ لگایا کہ اگر جنگ اسی طرح کچھ دیر اور جاری رہی تو اس کا ایک لشکری بھی زندہ نہیں بچے گا تو اسے اپنی خیریت اسی "دکھائی دی کہ جنگ ترک کر کے ⌂ان جنگ چھوڑ کر بھاگیں ۔لہذٰ محمدا "خان نے اپنے ماتحت سرداروں کی طرف جنگ کے دوران ہی قاصد بھجوائے اور اُسے جنگ ترک کر کے بھاگ نکلنے کا حکم دیدیا۔ یہ حکم ملتے ہی محمدا "کے تمام ماتحت سردار ایک ساتھ شکست کا کا داغ اُٹھاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے ۔ساتھ ہی محمدا "بھی اپنے حفا ⌂ دستے کے ساتھ ان کے پیچھے بھاگ نکلا محمدا "خان کے ⌂ان چھوڑنے کے بعد ان کے لشکر "بھی افراتفری پیدا ہو گئی اور وہ بھی ⌂ان چھوڑ کر بھاگ گئے ۔محمدا "خان اور اس کے لشکر کے ⌂ان چھوڑنے کے بعد حبیب خان نے اپنے لشکر کے کچھ دستے پیچھے چھوڑے تا کہ وہ محمدا "خان کے لشکر کے پڑاو کی ہر چیز پر قبضہ کر لیں اور باقی لشکر کے ساتھ بڑی تندی اور بڑی خونخواری کے ساتھ اس نے محمدا "خان کے لشکروں کا تعاقب شروع کر دیا تھا

سات آٹھ میل تک یہ خونخوار تعاقب جاری رہا تھا اور اس تعاقب کے دوران حبیب خان نے محمدا "خان کے لشکر کے ایک بہت بڑے حصے کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔حبیب خان نے جب دیکھا کہ محمدا "خان کا لشکر اب بے ضرر ہو گیا ہے تو وہ تعاقب ترک کر کے واپس ⌂ان جنگ کی طرف آئے جہاں وہ اپنے چند دستے محمدا "خان کے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے لئے چھوڑ آئے تھے۔ پڑاؤ کی ہر چیز کو انہوں نے سمیٹا اور فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے واپس باجوڑ "اپنی لشکر گاہ کی طرف چل دئے۔

حبیب خان نے باجوڑ کی لشکر گاہ "تقریباً ایک ماہ قیام کیا اور اس دوران اس کے مخبر برابر

محمدا "خان کے بارے "اطلاعات بہم پہنچاتے رہے۔ جب محمدا "خان کی طرف سے کوئی خطرہ باقی نہ رہا تو حبیب خان نے تمام لشکریوں کو اپنے اپنے گھروں کو جانے کی اجازت دے دی اور خود بھی اپنے حفاظتی دستے کے ساتھ مال غنیمت اُٹھائے واپس صوابی کے کیمپ "آ گئے جہاں پر بہا کو خان اور دوسرے تمام سرداروں نے اس کا والہانہ استقبال کیا اور اُسے مغلوں کے خلاف باجوڑ "فتح حاصل کرنے پر رکبا دادی

محاذ شھباز گڑھی

حبیب خان ابھی باجوڑ "اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا کہ بہا کو خان کو اس کے مخبروں نے اطلاع دے دی کہ کابل کا گورنر محمدا "خان باجوڑ "حبیب خان کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد جب کابل پہنچا تو بڑے غصے "تھا اس لئے وہ شکست کا داغ دھونے اور یوسف زئیوں سے اپنی اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے وہ ایک بڑا لشکر لے کر شہباز گڑھی کی طرف روانہ ہوا ہے تا کہ یہاں سے یوسف زئیوں کے خلاف بڑا اقدم اُٹھایا جا سکے۔

بہا کو خان نے حمید خان کو ایک لشکر دے کر محمدا "خان کا راستہ روکنے کے لئے شھباز گڑھی کی طرف روانہ کیا۔ بہا کو خان کا حکم ملتے ہی حمید خان لشکر گاہ سے روانہ ہوا اور برق رفتاری سے شھباز گرھی کی طرف کوچ کر گیا۔ اُدھر کابل کا گورنر محمدا "خان نے یوسف زئیوں کو خوف زدہ کرنے کی خاطر شھباز گڑھی سمیت کئی دیہات کو برباد کر ڈالا یہاں تک کہ وہ لوگوں کے مویشیوں تک کو اپنے ساتھ لے گیا لیکن جب اُسے مخبروں نے یوسف زئیوں کے لشکر کی امد کی اطلاع دے دی تو وہ یوسف زئیوں کے حملے کی تاب نہ لاتے ہوئے گھبرا کر وہاں سے بمعہ اپنے لشکر کے بھاگ گیا اور براستہ اٹک ہنڈ کے کیمپ "پہنچ گیا۔

ہنڈ کے کیمپ پہنچ کر محمدا "خان اور دوسرے سرداروں نے یوسف زئیوں کے ساتھ صلح کرنے کا آپس "مشورہ کیا اس لئے کہ اس جنگ کو شروع ہوئے تقریبا ساڑھے چھ ماہ گزر چکے تھے

اور انہیں سوائے بربادی کے اور کوئی اثار نظر نہیں آتے تھے۔ اس طرح انہوں بادشاہ ہند اورنگ زیب کو یوسف زئیوں سے صلح کرنے پر امادہ کیا اورنگ زیب جو خود بھی اس جنگ سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی کوشش ” تھا چنانچہ اس نے طاقت و تدبیر سے کام لیتے ہوئے اس جنگ کو ختم کرنے کی کوششیں شروع کی۔ اکبر کر دور کی وہ بربادی بھی اس کے پیش نظر تھی جو زین خان اور بیربل کو پیش آ چکی تھی۔

چنانچہ انہوں نے یوسف زئیوں کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ [illegible] لشکر نقصان عظیم اٹھا کر دریائے سند اور دریائے کابل عبور کر کے واپس چلے گئے اور اس طرح [illegible] حکمرانوں کا یہ مقصد کہ جنگ طول پکڑنے سے انہیں شکست کا خطرہ لاحق تھا ٹل گیا۔

شاھی لشکر کو (حقیقتا) بہت ہی کم ☒ بی حاصل ہوئی اور آخر کار اورنگ زیب نے مجبور ہو کر پٹھانوں کی وہ شرائط تسلیم کر لیں کہ جن سے ان کی آزادی برقرار رہی اور اپنا لشکر واپس ہندوستان لے گیا یہ معاہدہ ۱۶۶۸ء ” ہوا تھا

جنگ کڑپہ (لواڑگی) :

بہاکو خان کے خوشحال خان خٹک کے خاندان کو اکوڑہ خٹک سے نکالنے اور اپنے ہاں پناہ دینے کی وجہ سے اورنگ زیب ایک بار پھر یوسف زئی کے ساتھ دشمنی پر اُتر آیا تھا اور ان کو دبانے اور [illegible] حکومت کے مطیع بنانے پر کمر بستہ ہو گیا تھا۔ اُس نے کابل کے گورنر کو ہدایت کی کہ وہاں سے یوسف زئیوں کی سرکوبی جاری رکھی جائے۔

اس دوران ایمل خان مہمند اور دریا خان آفریدی بھی مغلوں کے خلاف ⌂ ان ” نکل آئے تھے۔ بہاکو خان کے ایمل خان اور دریا خان دونوں سے قریبی تعلقات قائم تھے اور ہمیشہ مغلوں کے خلاف جنگوں ” ایک دوسرے کی شانہ بشانہ لڑتے رہے تھے

ایک دن بہاکو خان اپنے کمرے ” اپنے رُفقاء کے ساتھ بیٹھے ریاستی اُمور

نمٹانے پر مشورہ کر رہے تھے کہ دربان نے ایمل خان مہمند کے قاصد کے آنے کی خبر دیدی۔ قاصد کو جب حاضر کیا گیا تو بہا کو خان نے اس سے پوچھا کہ آپ کو ایمل خان نے کس مقصد کے لئے ہمارے ہاں بھیجا ہے۔ جواب "قاصد نے بہا کو خان کو تعظیم دی اور پھر کہا کہ:

سردار: جیسا کہ آپکو معلوم ہے ہم پٹھان ہمیشہ اپنی خواتین کے ساتھ ساتھ دشمن کی خواتین کی بھی عزت کرتے ہیں کیونکہ یہ ہماری غیرت کی نشانی ہے اور اگر کوئی ہماری عورتوں پر ہاتھ اُٹھائے یا ان کی بے عزتی کرے تو ہم لوگ مرنے اور مارنے پر آ جاتے ہیں کیونکہ ہم کسی کے ہاتھوں اپنے عورتوں کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتے۔ قاصد نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

سردار پچھلے دنوں ہمارے علاقے "کچھ ﷻ سپاہیوں نے افغان صافی خواتین کی بے حرمتی کی۔ اس پر صافی قبیلے کے لوگوں نے ان ﷻ سپاہیوں کو قتل کیا جس پر کابل کے گورنر محمد آ " خان نے ایمل خان سے لبہ کیا کہ قاتلوں کو اُن کے حوالے کیا جائے لیکن ایمل خان نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ہماری غیرت کا تقاضا ہے کہ جو کوئی بھی خواتین کی بے عزتی کرے ہم اُنہیں موت کے گھاٹ اُتار دیتے ہیں اس پر کابل کا گورنر محمد آ " خان سیخ پا ہوا اور وہ افغانوں کو سبق سکھانے کے لئے ایک بڑا لشکر لیکر روانہ ہوا ہے قاصد نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

سردار :اس سلسلے "ہمارے خان ایمل خان نے بھی خوب تیاری کی ہے اور آپ سے بھی مغلوں کے خلاف اس جنگ "شرکت کرنے کی دعوت دی ہے اور اس سلسلے "ہمارے خان نے دریا خان آفریدی کے پاس بھی قاصد بھیجے ہیں اور وہ بھی اپنا لشکر لے کر لواڑگی روانہ ہوا ہے۔ بس " ⏲ درخواست لے کر آپ کی خدمت "حاضر ہوا تھا۔ قاصد نے جب بات ختم کی تو بہا کو خان نے کہا کہ:

''ایمل خان ہمارا دوست اور اتحادی ہے۔ اُس نے مغلوں کے خلاف مختلف جنگوں " ہمارا ساتھ دیا ہے اور ہمارے شانہ بشانہ لڑے ہیں لہذا اب یہ ہماری غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم ایمل

خان کو مغلوں کے خلاف تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بعد بہا کو خان نے قاصد سے کہا کہ اب آپ جا کر آرام کر لیں اور کل صبح واپس جا کر ایمل خان سے کہنا کہ ایک دو دن بعد "" بذات خود یوسف زئیوں کا لشکر لے کر آپ کے پاس آؤں گا۔ بہا کو خان نے مزید کہا کہ:

ان مغلوں کو ہم نے ہر میدان "" نیچا دکھایا ہے اور اس دفعہ بھی ہم ان کو ایسے نیست و نابود کریں گے کہ یہ آئندہ ہمارے خلاف کوئی قدم اُٹھانے سے پہلے سو بار سوچیں گے اس کے بعد بہا کو خان نے اپنے رُفقاء سے کہا کہ دو دن "" آپ لشکر کو تیار کرے اور دو دن بعد ہم ہیاں سے کوچ کریں گے تا کہ بر وقت لواڑ گی پہنچ جائے۔''

اُدھر ایمل خان مہمند اور دریا خان افریدی بھی اپنے مخبروں کے ذریعے گورنر کابل محمد ا "" خان کے نقل و حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے اس لئے ان کو جب اپنے مخبروں نے محمد ا "" خان کے لشکر کے روانہ ہونے کی اطلاع دے دی تو وہ بھی حرکت "" آئے اور مہمند اور افریدی قبائل کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔

جب لشکر کی تیاری مکمل ہوئی تو ایمل خان اور دریا خان دونوں قبیلوں کا لشکر لیکر آگے بڑھے اور کڑپہ کے مقام پر ایک کھلے میدان "" خیمہ زن ہو گئے۔ بہا کو خان بھی یوسف زئی کا لشکر لے کر کڑپہ کے مقام پر انکے ساتھ شامل ہو گیا دراصل ایمل خان اپنے علاقوں کو محمد ا "" خان کے ترکتاز اور لوٹ مار سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا اس لئے اپنے علاقوں سے باہر آ کر کڑپہ کے مقام پر لشکر کا پڑاؤ کیا۔

اُدھر محمد ا "" خان کو بھی اس کے مخبر ایمل خان اور دریا خان کے لشکروں کے بارے اطلاعات بہم پہنچا رہے تھے لیکن چونکہ محمد ا "" خان کے ساتھ شاہی لشکر کی تعداد ایمل خان اور دریا خان کے مشترکہ لشکروں سے زیادہ تھی اس لئے اس نے اس باتوں کو زیادہ اہمیت نہ دی اور برابر سفر کرتا ہوا غریب خانہ کے مقام پر آ کر ایمل خان اور دریا خان کے لشکروں سے کچھ فاصلے پر خیمہ زن ہو گیا اور لشکر کو رات کو آرام کا موقع دے دیا۔ اس نے لشکر کے کچھ دستے رات کے لئے گشت پر مقرر کر دئے کہ اگر

ایمل خان کے لشکر نے شبخون ماری تو اس کا◉ بلہ کیا جا سکے۔ محمدا ”خان نے اپنے لشکر کو دو حصوں ”
تقسیم کر دیا ایک حصہ اپنے پاس رکھا اور ایک حصہ اپنے ماتحت جرنیل سردار خان کی کمانداری ”دے دیا
تا کہ جنگ ”اگر ایمل خان اور دریا خان کے لشکر الگ الگ ہو گئے تو پھر ان کا◉ بلہ الگ الگ سے
کیا جائے۔

ایمل خان نے اپنے لشکر کو تین حصوں ”تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ اپنے پاس رکھا ایک حصہ دریا
خان کو دے دیا اور ایک حصہ بہا کو خان کو دے دیا۔ ایمل خان نے بہا کو خان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے
حصے کے ساتھ لشکر کے پیچھے رہے اور جس حصے ”کمزوری نظر آ ہے اس کی مدد کے لئے پہنچ جائے اور
اگر ﷲلشکر کا کوئی حصہ پیچھے کی طرف سے حملہ آور ہو تو اس کو بروقت روکا جائے۔

رات کے پچھلے حصے ”اور صبح ہونے سے تھوڑی دیر قبل بہا کو خان نے محمدا ”خان کے لشکر
پر اس طرف سے شب خون مارا جس طرف لشکر کا سامان رکھا ہوا تھا۔ یہ ایک ایسا زوردار شب خون تھا کہ
محمدا ”خان کے لشکر ”بھگدڑ سی مچ گئی اور کے لشکر کے کچھ دستے◉ بلے کے لئے دوڑے لیکن بہا کو خان
آن کی آن ”دشمن کے ان گنت لشکریوں کو تہ تیغ کرنے کے بعد ڈھیروں سامان بھی چھین کر لے گیا۔

آغازِ کار: صبح کی روشنی جب ہر طرف ❼ گئی اور مشرق سے سورج ہر شے کو چمکدار بناتا ہوا
نمودار ہو گیا تو دونوں طرف کے لشکریوں نے اپنی اپنی صفیں درست کیں اور جنگ کے طبل بجتے ہی ایک
دوسرے پر خونخواری سے حملہ کرنے کے لئے دوڑ پڑے۔ محمدا ”خان نے سردار خان کو بائیں طرف
سے پہلے حملہ کرنے کا حکم دیا اس کے سا ◆ دریا خان کا لشکر تھا۔ سردار خان نوحہ کناں ہواؤں، آندﷵں
”نالہ و فریاد کی کیفیت اور ز ”کے سفاک عناصر کی قہرمانیوں کی طرح شور بلند کرتا ہوا اور فتح کے
نعرے لگاتا ہوا انجانے بے رحم راستوں، پرفریب وعدوں کے زہر، سیاہ کاروں کی خبیث روحوں، اور
ہوس کے صحرا کی طرح دریا خان کے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ دریا خان نے بھی اپنی پوری جلالت وصولت

سے سردار خان کے اس حملے کو روکا پھر وہ کاروانوں کی اُڑتی گرد اور موج طوفان کی طرح جوابی حملہ کرتے ہوئے سردار خان کی لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا۔ ایمل خان نے جنگ سے پہلے دریا خان کو نصیحت کی تھی کہ جنگ ”بے صبری اور بے تحملی کا♌ ہرہ نہ کرنا اور محمدا “خان کے لشکر سے لڑنے ”جلد بازی سے کام نہ لینا بلکہ اس کے سا ◆ چٹان کی طرح جمے رہنا۔ ان کو اپنی تیروں کی زد ”آنے دینا اور پھر انہیں اپنے تیروں کی باڑھ اور تلواروں کی دھار پر رکھ لینا۔

لیکن جذبہ جہاد سے سرشار دریا خان جنگ کے جذبے اور جوش ”ایمل خان کی نصیحت کو فراموش کرتا ہوا سردار خان کے لشکر پر چڑھ دوڑا۔ ایمل خان نے اپنے تیز رفتار قاصد دریا خان کی طرف بھجوائے اور اُسے نصیحت کی کہ سرادر خان پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی نہ کرے بلکہ اپنی جگہ جما رہے اور جو بھی اس پر حملہ آور ہوں اسے کٹتا اور موت کے گھاٹ اُتارتا رہے لیکن دریا خان نے ایک نہ سنی اور اپنے لشکر کے ساتھ سردار خان کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھ گیا۔ جونہی وہ آگے بڑھا سردار خان اپنے لشکر کے ساتھ بے روک آند☜ں اور نا تھمنے والے طوفانوں کی طرح اس کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔ دریا خان نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ اپنے سا ◆ سے سردار خان کو مار بھگانے ”⌧ب ہو جائے لیکن اُلٹا سردار خان نے اس کو بے بس کر دیا تھا۔ اس لئے کہ جس وقت دریا خان مغلوں کے ساتھ جنگ عروج پر لے آئے تھے سردار خان نے دانشمندی کا♌ ہرہ کرتے ہوئے اپنے لشکر کو دو حصوں ”تقسیم کیا۔ سا ◆ کی طرف وہ خود رہا اور دریا خان کو اس نے بُری طرح اپنے ساتھ جنگ ”♈وف رکھا جبکہ دوسرے لشکر کی کمنداری اس نے اپنے ماتحت سردار امیر خان کے سپرد کی اور یہ کہ امیر خان لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ دریا خان کے لشکر کی پشت کی طرف آیا اور اس پر بُری طرح حملہ کیا کہ دریا خان کا رابطہ ہی انہوں نے ایمل خان سے منقطع کر دیا۔ اب ᐰᐰلشکر نے ایک طرح سے دریا خان کو چاروں طرف سے گھیر کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ اس موقع پر ایمل خان بے حد پریشان اور فکر❑ ہو گیا وہ کوئی قدم اُٹھانا ہی چاہتا تھا کہ اُس وقت بہا کو خان حرکت

"آچکا تھا اور اُسے حرکت "آتے دیکھ کر ایمل خان کے چہرے پر پُرسکون مسکراہٹ اور طمانیت کی لہریں بکھر گئی۔

اپنے لشکر کو حرکت "لانے کے بعد بہا کو خان امیر خان کی طرف بڑھا جس نے دریا خان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر اس کا رابطہ ایمل خان سے منقطع کر دیا تھا۔ بہا کو خان امیر خان کے لشکر پر تصور خانہ، حیرت "رقص لافانی، دشت خاموشی "فراز شوق اور جرم وسزا کی دنیا "ذوق خیر خواہی کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ بہا کو خان کے اس حملے "حیات نو کے جذبے، بیباک کرنوں کے تبسم کی لو، بوسوں سے محروم لبوں جیسی تازگی، خنجر کی چمک جیسی آبداری، روح کے تاروں پر مضراب کے رقص جیسا ایک تسلسل تھا۔ اپنے پہلے ہی حملے "بہا کو خان نے امیر خان کے لشکر کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور اپنے سا ♦ آنے والے دشمن کے لشکریوں کا قتل عام کرتے ہوئے وہ امیر خان کے لشکر "کچھ اس طرح گھسا تھا جیسے وصال وہجر کے قصوں "رقص برق، باراں نزول کرتا ہے۔

امیر خان نے ہر طرح سے پوری کوشش کی کہ پوری قوت اور طاقت کے ساتھ بہا کو خان کا ◘ بلہ کرے اور اس کے حملے کو پسپا کر کے دریا خان کا رابطہ کسی صورت ایمل خان کے لشکر سے نہ ہونے دیں لیکن بہا کو خان نے اس کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ وہ لگاتار اپنی لشکریوں کو پکارتا ہوا امیر خان کے لشکر پر ٹوٹ پڑتا تھا اور اس کے لشکری اُسی جیسا ☊ ہرہ کرتے ہوئے امیر خان کے لشکر پر بھڑکتے شعلوں کی طرح نزول کر رہے تھے۔ امیر خان نے کچھ دیر تک بہا کو خان کا جوان مردی سے ◘ بلہ کیا لیکن جب اس نے دیکھا کہ بہا کو خان پوری طرح اپنے لشکر کے ساتھ ان پر حاوی ہوتا جا رہا ہے تو اس نے پسپا ہونے کی کوشش شروع کی بہا کو خان نے جب دیکھا کہ امیر خان پسپا ہونے کی کوشش کر رہا ہے تو اُس نے اپنے حملوں "مزید تیزی پیدا کرتے ہوئے ایک طرح سے امیر خان کے لشکر کا قتل عام کر دیا تھا۔ اس قتل عام "بہا کو خان نے امیر خان کے لشکر کے تقریباً تیسرے حصے کا خاتمہ کر دیا تھا۔ امیر خان نے جب دیکھا کہ بہا کو خان بڑی تیزی سے اس کے لشکر کا خاتمہ کرتے ہوئے ان پر حاوی ہوتا

چلا جا رہا ہے تو وہ اپنے لشکر کو سمیٹ کر بائیں طرف ہٹے اور اپنے لشکر کے دائیں حصے کے سالار سردار خان سے جا ملے۔

امیر خان کو بدترین شکست دینے اور اسے پسپا کرنے کے بعد بہا کو خان نے دریا خان کا رابطہ ایمل خان سے بحال کر دیا تھا۔ پھر بہا کو خان اپنے لشکر کو دائیں طرف لایا اور سردار خان کے لشکر کے پہلو پر اس نے ناقابل تلافی ضرب لگاتے ہوئے حملہ کیا بہا کو خان کا یہ حملہ ایسا زوردار تھا کہ سردار خان اس دوطرفہ حملے کو برداشت نہ کر سکا۔ اس لئے کہ سا ◆ کی طرف سے پہلے ہی دریا خان اس پر ضربیں لگا رہا تھا۔ جب دریا خان کو یہ خبر پہنچی کہ پشت کی طرف سے بہا کو خان نے حملہ آور ہو کر اس کے لشکر کو محفوظ کر دیا ہے تو اس نے اپنے حملوں "اب مزید تیزی پیدا کی۔

جبکہ سردار خان کے ایک پہلو پر بہا کو خان اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ حملہ آور ہو چکا تھا اس طرح سا ◆ کی طرف سے سرادر خان پر دریا خان کا دباؤ تھا اور پہلو سے بہا کو خان کا۔ اس دباؤ " سردار خان کا لشکر ایک طرح سے پس کر رہ گیا تھا۔ اس نے فوراً اس دباؤ سے بچنے کے لئے اپنے لشکر کو پیچھے ہٹنے کا حکم دے دیا۔ محمدا " خان نے جب دیکھا کہ اس کے لشکر کے بائیں حصے کا کماندار پسپا ہونا چاہتا ہے تو اس نے عام حملے کا اعلان کر دیا۔ دوسری طرف ایمل خان نے بھی اپنے لشکریوں کو محمدا " خان کے لشکر پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا دونوں طرف کے لشکر ایک دوسرے کے ساتھ جم کر لڑتے رہے۔

جنگ لمحہ بہ لمحہ سختی اور تندی اختیار کرتی چلی جا رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ انسانیت کے شعور اور لاشعور "ایک تہلکہ مچ گیا ہو۔ پختونخوہ کی اس وادی "ایک کہرام، ایک شور اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور انسانی خون ندی نالوں کی پتلی گزرگاہ کی طرح بہہ نکلا تھا۔ ⌂ان جنگ "ہر طرف بے وفا لمحوں کے کالے تابوت کی طرح موت و زیست کے دھند لکے نظر آنے لگے تھے۔

ایمل خان نے جنگ کے دوران دریا خان اور بہا کو خان کی طرف قاصد دوڑائے کہ اپنے حملوں "مزید تیزی پیدا کرو تا کہ دشمن کو آگے بڑھنے کا موقع نہ مل سکے اور خود ایمل خان نے اپنے

حملوں " بادوباراں جیسی سختی اور آتے جاتے بادلوں جیسا تسلسل پیدا کر دیا۔ ایمل خان کے لشکریوں نے محمدا " خان کے لشکریوں کو کچی رسدار سبزی کی طرح کاٹنا شروع کیا تھا۔ ایمل خان کے حملوں کی تیزی اور حدت سے رزم گاہ " ایک طوفان، ایک آندھی، ایک سیلاب، ایک طغیانی، ایک چڑھاؤ، ایک شدت، ایک غسل، ایک شور، ایک ہنگامہ، ایک واویلا، ایک آفت ار ایک کہرام اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

جس کی وجہ سے کابل کا گورنر محمدا " خان ان حملوں کی سختی کی تاب نہ لا سکا۔ اس کے لشکر پر لرزش و تزلزل طاری ہوتا گیا اور پھر اس کے لشکر " پھیلی افراتفری، کھلبلی اور سراسیمگی بھگدڑ اور فرار " بدل گئی۔ ہر کوئی جنگ سے منہ موڑ کر فرار ہونے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ ایمل خان نے چند میل تک ان کا سختی کے ساتھ تعاقب کیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ اس جنگ " گورنر کابل محمدا " خان اپنے چند لوگوں کے ساتھ بھاگنے " ☒ب ہوا تھا اور باقی سب ایمل خان کے لشکریوں کے ہاتھوں تہہ تیغ ہو گئے۔ جب ان کی تعداد کم ہو کر بے ضرر رہ گئی تو ایمل خان نے تعاقب کو ختم کیا اور واپس اُس جگہ پر آ گیا جہاں جنگ ہوئی تھی۔ دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹا اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کی اور مرنے والوں کی لاشوں کو عزت و احترام کے ساتھ دفنا دیا اور پھر تینوں لشکر فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

اس جنگ " مغلوں کے چالیس ہزار جوان ہلاک ہوئے۔ مغلوں کا تمام خزانہ، ہاتھی، گورنر کی ماں، بیوی اور بیٹی سمیت افغانوں کے قبضہ " آئیں بعد " بہا کو خان کی سفارش پر گورنر کی ماں، بیوی اور بیٹی کو رہا کر دیا گیا لیکن گورنر کی غیرت ☐ بیوی نے غیرت کے مارے واپس جانے سے انکار کیا اور تارک الدنیا ہو گئی۔

لواڑگی کی شکست کا شاہ ہند اورنگ زیب کو بہت زیادہ صدمہ ہوا اور اس نے محمد آ " خان کو کابل کی گورنری سے ہٹایا اور اس کی جگہ شجاعت خان کو کابل کا گورنر مقرر کر دیا اور اُس کو ہدایت کی کہ افغان قبائل سے لشکر کی تباہی کا بدلہ ضرور لے لیں۔

شاہ ہنداورنگ زیب کی طرف حکم ملتے ہی شجاعت خان لشکر لے کر ترکتاز کرتا ہوا لواڑگی کی طرف بڑھا شجاعت خان نے بہت سے گاؤں کو برباد کیا لیکن جونہی وہ پہاڑی سلسلے "داخل ہوا تو افغانوں نے ان پر دونوں طرف سے حملہ کر دیا اس کے رسد کے سامان کو لوٹا اور اس کے بہت سے لشکریوں کا قتل عام کیا۔ شجاعت خان نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اپنے لشکر کو اس چھاپہ مار جنگ سے باہر نکال لائے لیکن افغانوں نے اس کو ہر طرح سے بے بس کر دیا تھا اور اس کے لشکر کو تتر بتر کر دیا تھا افغان قبائل اس کے لشکر پر رات کو بھی شب خون مارتے اور اُس کا نقصان کر کے واپس پہاڑوں کی طرف بھاگ جاتے اور دن کو بھی اس کے لشکر کے کسی حصے پر حملہ آور ہو کر اس کو نقصان پہنچاتے تھے۔ آخر کار مجبور ہو کر شجاعت خان بچے کچے لشکر کو لے کر واپس کابل چلا گیا اور افغانوں کو سبق سکھانے سے تو رہا اُلٹا اپنا نقصان کر لیا۔

♍ کہ باجوڑ (۱۶۷۵)

شاہ ہنداورنگ زیب عالمگیرؒ "اپنے محل کے ایک کمرے دربار لگا کر بیٹھا تھا۔ اس کے سارے وزیر و مشیر اور فوجی کماندار دربار "بیٹھے تھے دربار سے خطاب کرتے ہوئے اونگ زیب نے افغان قبائل کی مسلسل دست درازیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ:

میرے ساتھیوں: ہندوستان "ہم نے تمام شورشوں کو اپنے بہترین حکمت عملی سے دبا کر ختم کیا ہے۔ صرف ایک شورش افغان قبائل کا ابھی باقی ہے جس کی وجہ سے ہمارا بہت نقصان ہو رہا ہے اور اس کو ختم کرنا وقت کا تقاضا ہے ابھی حال ہی "ان افغان قبائل نے کابل کے گورنر کے ساتھ جنگ "ہمارا بہت زیادہ نقصان کیا ہے جس کے نتیجے " "نے کابل کے گورنر محمد ا "کو اس کے عہدے سے سبکدوش کیا اور اس کی جگہ شجاعت خان کو گورنر مقرر کیا ہے اور اُسے ہدایت کی ہے کہ جلد سے جلد ان افغان قبائل کو ترکتاز کرتے ہوئے تباہ و برباد کیا جائے جو ہمارے لئے دردسر بنے ہوئے

ہیں۔شجاعت خان نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ کابل سے کوچ کیا ہے اور ہوسکتا ہے اب تک اُس نے ان افغان قبائل کا قلمع قطع کیا ہوگا اور اُن کی ہر چیز کو سمیٹ کر واپس کابل روانہ ہوا ہوگا۔اورنگ زیب یہاں تک کہنے پایا تھا کہ دربان نے افغان قبائل کی شورش کو کچلنے کے لئے جانے والے شاہی لشکر کے کماندار کی جانب سے قاصد کے آنے کی اطلاع دے دی۔ جب قاصد کو حاضر کیا گیا تو قاصد نے دربار "آتے ہی اورنگ زیب کو تعظیم دی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اورنگ زیب نے اس سے پوچھا کیا تم شجاعت خان کی طرف سے کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو جواب "قاصد نے ایک بار پھر اورنگ زیب کو تعظیم دی اور کہا کہ:

بادشاہ سلامت: میرے پاس کوئی اچھی خبر نہیں ہے یہ سنتے ہی اورنگ زیب کا ماتھا ٹنکا اور غصے سے لال پیلا ہو گیا اور قاصد سے پوچھا تو پھر کس قسم کی خبر ہے جلدی سے بتا دو قاصد نے ایک بار پھر جھک کر اورنگ زییب کو تعظیم دی اور کہا کہ:

بادشاہ سلامت :شجاعت خان کا لشکر کابل سے روانہ ہو کر جب لواڑگی کی طرف جارہا تھا تو وہ راستے "ترکتاز کرتا ہوا کئی گاؤں کو مسمار کیا اور مکینوں کو قتل کیا لیکن جب لشکر لواڑگی کے پہاڑی سلسلے "داخل ہوا تو افغان قبائل جو وہاں گھات "بیٹھے تھے انہوں نے اچانک زوردار حملہ کیا شجاعت خان نے بہت کوشش کی اس کے حملے کو ناکام بنانے اور اپنے لشکر کا دفاع کرنے کی۔لیکن وہ کا☒ب نہ ہوسکا اور افغان قبائل ہمارے بہت سے سپاہیوں کو تہہ تیغ کرنے اور رسد کا سامان لوٹ کر لے گئے اور پہاڑوں "روپوش ہوئے۔قاصد نے رُک کر سانس لیا اور پھر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

بادشاہ سلامت :اس طرح شجاعت خان ان پہاڑوں "افغان قبائل کے ساتھ تقریبا دس دن تک برسرپیکار رہا لیکن ہر روز ہمارا نقصان زیادہ اور اُن کا کم ہوتا تھا یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے پورے لشکر کو تتر بتر کر دیا اور شجاعت خان نقصان عظیم اُٹھا کر واپس کابل جانے پر مجبور ہو گیا۔قاصد نے

جب اپنی بات ختم کی تو اورنگ زیب نے اس سے کہا کہ ٹھیک ہے اب تم جا کر آرام کرلو اور پھر غصے " ہونٹ کاٹتے ہوئے دربار " بیٹھے اُمراء ، وزراء اور فوجی عہدیداروں کو طب کرتے ہوئے کہا کہ:

ان افغان قبائل نے تو ہمارے ناک " دم کر رکھا ہے۔ اب " اپنی حکمت عملی تبدیل کروں گا اور ان کی مکمل بیخ کنی تک چین سے نہیں بیٹھوں گا اور بھرپور طاقت کے ساتھ ان کے ساتھ ٹکراؤں گا اور اپنے لشکر کو بروقت امداد مہیا کروں گا۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

میرے دوستو :اس کائنات کے شب و روز بھی عجیب و غریب ہیں یہاں کہیں سراب ہونٹوں کے ساتکین "قطرہ قطرہ زہر برساتا ہے، کہیں نور کے جال بنتی کرنیں ریزہ ریزہ اپنے ملبوس سے دُکھ کے شگوفے بنتی ہیں، کہیں خزان کے طوفانی جھونکے چیختے ہیں کہیں سرما کے ابتدائی چاند کی وحشی روشنی رقص کناں ہوتی ہیں کہیں ضوفشاں خواب آمیز□ ظر کو لالہ گوں روشنیاں ساقط کرتی ہیں اور کہیں سیاہ پوش فضاؤں اور نیلگوں وسعتوں "شاخساروں سے اُبھرتے نوحے جنم لیتے ہیں۔

میرے دوستوں :ان حالات "☒ب انسان وہی ہے جو وقت کو اپنی گرفت "رکھتا ہے۔ یاد رکھنا وقت ز " کے لئے نقش گر شب و روز بھی ہے اور صورت گر تبسم فروش بھی۔ وقت دہر کی رسوم کی قیود سے آزادرہ کر بقا آفریں منزلوں کا تعین بھی کرتا ہے اور کبھی کبھی بصیرت کی راہیں مسدود بھی کردیتا ہے اس لئے ہمیں وقت کو بھی آگے سے پکڑنا ہے اور ان افغان قبائل پر اپنی حکومت کی دھاک بھی بٹھانا ہے اور ان کے دست درازیوں کو ہر حالت "روکنا ہے۔

اس کے بعد اونگ زیب نے کابل کے گورنر شجاعت خان کو اس کے عہدے سے سبکدوش کرنے اور اُس کی جگہ مکرم خان کو کابل کا گورنر بنانے کے احکامات جاری کئے اور مکرم خان کو ہدایت کی کہ وہ باجوڑ کی طرف سے اقدام کرتے ہوئے ان افغان قبائل کو ان کے دست درازیوں کی سزا دے دے

جواب "مکرم خان نے بادشاہ کو تعظیم دی اور پھر بڑے پُراثر انداز "کہا کہ:

بادشاہ سلامت : "اور میرا تمام خاندان اپنے باپ دادا کے وقت سے آپ کے نمک خوار اور تابعدار ہیں اور رہیں گے اور "اپنے خون کے آخری قطرے تک آپ کے حکم کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا اور کبھی نمک حرامی نہیں کروں گا۔

اس کے بعد شاہ ہند اورنگزیب نے دربار برخاست کیا اور صبح طلوع آفتاب کے وقت مکرم خان اپنے حفا دستے کے ساتھ کابل کی طرف کوچ کر گیا۔

اس طرح جون ۱۶۷۵ء "مکرم خان نے کابل پہنچ کر حکومت کی بھاگ ڈور سنبھالی اور کچھ دنوں بعد ایک لشکر جرار لے کر یوسف زئیوں کو قرار واقعی سزا دینے کے لئے باجوڑ کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف یوسف زئیوں کا سردار بہاکو خان اس وقت اس دار فنا سے رحلت کر چکا تھا اور ان کا کوئی مشترکہ سردار نہیں تھا لیکن ہر علاقے "ان کا ایک بزرگ (مشر) ہوتا تھا اور اس کے ساتھ آراکین جرگے ہوتے تھے جو قبیلے کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتے تھے اور قبیلے کو بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ رکھنے کا کام سرانجام دیتے تھے۔ قبیلے "ان کی بات کی بڑی قدر و منزلت ہوتی تھی اور قبیلے کا ہر فرد اس کی بات بلا چوں و چراں مانتا تھا اس کے علاوہ بہاکو خان کے رُفقاء بھی زندہ تھے جن کی تمام یوسف زئی قبیلہ "بڑی قدر و منزلت تھی لہذا حکومت کی لشکر کشی کی اطلاع ملتے ہی بہاکو خان کا مشیر حمید خان اور بیٹا زین خان صوابی کے علاقے سے ایک بڑا لشکر لیکر باجوڑ کی یوسف زئیوں کی مدد کے لئے پہنچے۔ باجوڑ کے یوسف زئیوں نے بھی اپنا لشکر تیار کیا تھا لہذا دونوں لشکر بہاکو خان کے بیٹے زین خان کی قیادت "آگے بڑھے اور لشکر کا راستہ روکنے کے لئے باجوڑ سے باہر ب کی طرف ایک کھلے ان "خیمہ زن ہو گئے۔

اُدھر کابل کے گورنر مکرم خان کو بھی یوسف زئیوں کے لشکر کی اطلاع اس کے مخبروں نے دی تھی اس لئے وہ بھی کوچ کرتا ہوا اس ان "آ گیا جہاں یوسف زئی خیمہ زن تھے اور ان کی

دوسری طرف خیمہ زن ہو گیا۔

آغازِ کار : اگلی صبح سورج طلوع ہوتے ہی دونوں لشکروں "جنگ کے طبل بج گئے۔ دونوں نے اپنی اپنی صفیں درست کیں اور ایک دوسرے پر خونخواری کے ساتھ چڑھ دوڑے۔ کابل کے حکمران مکرم خان نے حملے کی ابتدا بڑے زوردار انداز سے کی۔ وہ یوسف زئیوں کے لشکر پر دشت کرب وابتلاء سے اُٹھنے والی سیاہ آندھیوں، سُرخ سیلابوں، تیرہ شی کی ردا پھیلا دینے والے طوفان برق و باراں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ اپنے پہلے حملے "اُس نے یوسف زئیوں کی لشکر کو کچھ پیچھے دھکیل دیا تھا کیونکہ زین خان نے اپنے لشکر کو ابھی تک دفاع تک محدود کیا تھا۔ مکرم خان نے بہت زور لگایا کہ وہ یوسف زئیوں کے لشکر کے اندر گھس کر ان کے صفوں کی ترتیب کو اُلٹ دے اور اُنہیں بھاگ جانے پر مجبور کرے لیکن زین خان نے اُس کے سارے لاوں پر پانی پھر دیا تھا کیونکہ زین خان اپنے لشکر کے ساتھ اس کے سا ♦ چٹان کی طرح کھڑا رہا اور اس نے اُن کو اپنے لشکر "گھسنے نہیں دیا۔

جب زین خان نے دیکھا کہ مکرم خان اپنا پورا زور صرف کر چکا ہے تو پھر اُس نے اپنے سالاروں کو مخصوص اشارہ کر دیا۔ اشارے کے ساتھ ہی یوسف زئی کے تمام سالاروں نے دفاع کو ترک کیا اور جارحیت پر اُتر آئے۔ زین خان نے اپنے لشکر کو پکار پکار کر آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ جوابی کاروئی کرتے ہوئے مغلوں پر چشم و نظر کو شکستہ، بدن زخم زخم، زیست کی تمکنت و ناموس کی تشخیص اور وجود سے بے نیاز کر دینے والے انداز "حملہ آور ہو گئے تھے۔ یوسف زئی تکبیروں کی آوازیں بلند کرتے چیختے چلاتے ہوئے زوال وفناہ طاری کر دینے والی بربادی کی لامتناہی پرچھائیوں کی طرح مغلوں پر چھانہ شروع ہو گئے تھے۔

باجوڑ کے نواح "یوں دونوں لشکروں کے ٹکرانے کے باعث موت ہر شے کو ضبط کے آنچلوں سے نکال کر خود نا آشنا کرنے لگی تھی ۔ان جنگ کے اندر وقت کی بدترین عقوبت گاہیں کرب جاں کے مضمرات خون کو چاٹتی خواہش اور حلقہ در حلقہ قضاء کے بے عکس ظر اپنا رنگ دکھانے

لگے تھے۔ایسا لگتا تھا کہ جیسے لشکریوں ،تلواروں ،ڈھالوں کی بپھری صداؤں کے اندر نفرتوں اور عقوبت بھری کشمکش چاروں طرف جاری وساری ہوگئی ہو۔

ایسے "زین خان کے زوردار حملوں کی وجہ سے مغلوں کی اگلی صفیں اُلٹ گئی اور جنگ ان کے وسطی صفوں "ہونے لگی بلکہ ایک طرح سے زین خان نے مغلوں کے لشکر کا قتل عام شروع کیا تھا اور لشکری جنگ سے جی چُرانے لگے تھے۔مکرم خان نے جب دیکھا کہ اس کے لشکری جنگ سے جی چُرانے لگے ہیں اور اگر اسی طرح ان کا قتل عام مزید کچھ دیر جاری رہا تو پھر□ان جنگ "اس کا کوئی لشکری زندہ نہیں بچے گا۔لہٰذا اس نے شکست قبول کرتے ہوئے اپنے کمانداروں کو□ان جنگ سے بھاگ جانے کا اشارہ کیا۔اشارہ ملتے ہی لشکر کے تمام کماندار بمعہ مکرم خان□ان چھوڑ کر بھاگے۔

زین خان نے اپنے لشکر کے ساتھ مغلوں کا سختی کے ساتھ تعاقب کیا اور ان کا خوب قتل عام کرتا رہا اس قتل عام کی وجہ سے مکرم خان کا بھائی شمشیر خان اور اس کا بہنوئی میر عزیز اللہ خان بھی مارے گئے اور مکرم بمشکل اپنی جان بچا کر کابل کی طرف بھاگ نکلے جب ان کی تعداد بے ضرر ہوگئی تو زین خان نے تعاقب ختم کیا اور واپس اُس جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی۔مغلوں کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹا اور واپس روانہ ہوئے۔

اس شکست کے بعد اورنگ زیب کو اپنے مشیروں نے مشورہ دیا کہ یوسف زئیوں کو رام کرنے کے لئے اس کے ساتھ جنگ کی بجائے نرمی سے کام لیا جائے کیونکہ یہ لوگ نہ پہلے حکومت کے سا◆ جھکے ہیں اور نہ اب ہار ماننے والے ہیں بلکہ ان پر سختی کرنے سے یہ اور بھی بپھر جاتے ہیں اور حکومت کے لئے مزید نقصان کا باعث بنتے ہیں۔چنانچہ اورنگ زیب بھی جو یوسف زئیوں سے پے در پے شکستوں کی وجہ سے تنگ آچکا تھا نے اپنی مشیروں کی مشوروں پر عمل کرتے ہوئے اپنی حکمت عملی بدلی اور سیاسی جوڑ توڑ سے کام لینا شروع کیا اس کی سیاسی جوڑ توڑ کی حکمت عملی کا☒ب رہی اور اُس نے سرداران یوسف زئی اور دوسرے افغان قبائل کو شاہی حمایت پر رضا□ کرلیا۔انعام واکرام کی

بارش ہوئی اور بہت سے سرداروں کو جاگیریں ملیں ۔اور بہت سے سرداروں کو لشکر "عزت و احترام کے عہدے ملے۔

بہاکوخان جو اُس وقت وفات پاچکا تھا اس کے لڑکے زین خان کو بھی دربار "اظہار وفاداری کرتے دیکھا گیا۔

بہاکوخان کی وفات :

ملک بہاکوخان ۱۶۲۵ء "ملک کالوخان کی وفات کے بعد یوسف زئی کا متفقہ سربراہ منتخب ہوئے۔آپ کے والد کا نام مامون بن عثمان تھا بہاکوخان کا تعلق خدوخیل □ڑ کی ذیلی شاخ عثمان خیل سے تھا۔ بہاکوخان نہ صرف یوسف زئی بلکہ تمام خی قبائل کا قائد تھا بہاکوخان کے اقتدار "تقریباوہ تمام علاقہ شامل تھا جو خان گجو کے دور "اس کے زیراثر تھا یعنی باجوڑ سوات سے لیکر دوابہ، ہشت نگر اور چھچھ ہزارہ تک کا علاقہ شامل تھا۔اراکین مملکت "ظریف خان، حمید خان، کچے خان، کاچو، اور حبیب خان اس کے مشیر اور کمانڈر تھے۔

سید محمود شاہ ولد م شاہ علاقہ گدون موضع گندف نے اپنی قلمی تصنیف بفاتح الاسباب "لکھا ہے کہ:

یوسف زئی کے ملک "ایک راجہ پیدا ہوا جس کا نام بہاکوخان تھا اور باجوڑ سے دریائے سندھ تک اس کے فوجی قلعے تھے ۔جن "باقاعدہ فوج اور چوکیدار رہا کرتے تھے ۔اور اپنے تمام مقبوضہ مما لک سے باقاعدہ مالیہ اور حقوق حکمرانی وصول کرتا تھا۔علاقہ گدون کے لوگوں نے جب مالیہ کی ادائیگی سے انکار کیا تو بہاکوخان نے اس علاقے پر حملہ کر دیا۔نتیجہ "بے شمار گدون قتل ہوئے اور آخر کار ان لوگوں نے اس کا رعیت تسلیم کرلیا۔

بہاکوخان اور مغلوں کے ☒ن لڑائیوں کی تعداد شمار سے باہر ہے۔پختونخوا کی سرز "پر

لڑی جانے والی ہر جنگ "بہاکو خان نے یوسف زئی لشکر کی قیادت کی۔آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کا اندازہ اس وقت ہوا جب شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر بذات خود افغانوں کی سرکوبی کے لئے حسن ابدال "خیمہ زن ہوا اور تین اطراف سے علاقہ یوسف زئی پر یلغار کیا ایسی حالت "ایک منظّم شاہی لشکر اور تربیت یافتہ جرنیلوں اور سپاہیوں کے جن کے پاس جدید ولایتی ہتھیاروں کی بہتات، اور ہاتھیوں کی لمبی قطاریں تھیں۔ان کا بلہ روایتی قدیمی ہتھیاروں تلواروں، تیروں اور نیزوں سے کرنا بہاکو خان جیسے عظیم بہادر سپہ سالار ہی نے کر دیا اور ایسی حالت "جب اورنگ زیب نے تجوریوں کے منہ کھول کر ہوتی، مردان، طورو، گھڑی آمازئی، اسماعیلہ، رزڑ اور سدھم کی کئی خوانین کو خرید کر لڑائی سے باہر کیا جبکہ خٹک قبیلہ تو پہلے ہی مغلوں کی حمایت "کر رہا تھا۔ بہاکو خان کے حوصلے بلند ہمتی اور شجاعت کو سلام کہ ایک قدم بھی لڑائی سے پیچھے نہیں ہٹے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی عزت سے نوازہ۔

بہاکو خان انتہائی قوم پرست انسان تھے وہ نہ صرف یوسف زئیوں کے ناموس بلکہ پختونخواہ "آباد دوسرے افغان قبیلوں کے ناموس پر بھی مر مٹتے تھے اور ؟ وجہ تھی کہ مغلوں کے خلاف جنگوں "وہ ایمل خان مہمند اور دریا خان افریدی کے ساتھ بھی شریک ہوتے تھے۔اس کے علاوہ مغلوں کے خلاف خیبر اور کڑپہ کی جنگ "بذات خود یوسف زئیوں کے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے شریک ہوئے۔مغلوں کے ساتھ یہ جنگیں ایمل خان مہمند اور تحریک روشنائی کے روح رواں بایزید انصاری کے نواسے اعداد خان کی بیوی بی بی علائی کی زیر قیادت لڑی گئیں تھیں۔

بہاکو خان تقریباً پچاس سال تک وطن کی آزادی کی خاطر مغلوں اور ان کے چیلوں خٹک قبیلے کے سربراہان سے لڑتے رہے اور آخر کار بہاکو خان نے ۱۶۷۲ء "لواڑگی جنگ کے بعد بوجہ بیماری اپنے گھر واقع بی بی ڈھیرئی نزد کوگا چملہ "داغ' اجل کو لبیک کہا اور بمقام چملہ موضع کنکوئی کے ب "مدفون ہوئے۔ بہاکو خان کے مرنے کے بعد اس کے خاندان سے دربار مغلیہ کے

Feb.2020\Pictures\Bahaku Khan Mizar.jpg not found.

بہاکو خان کا مزار

تعلقات استوار ہونے لگے اور اس کا بیٹا زین خان دربار شاہی ” منسلک دکھائی دینے لگا اور پھر پشت ادر پشت اس کیخا ندان کو جا گیریں اور انعامات ملتے رہے۔

بہا کو خان ایک [illegible] ب سربراہ مملکت یوسف زئی رہے تھے۔ سب لوگ اس کے عہد ” امن وامان سے رہے اور خوشحال تھے۔ بہا کو خان یوسف زئیوں کا آخری سربراہ تھا اُس کی وفات کے بعد کسی سربراہ مملکت کے انتخاب کے بارے ”یوسف زئی متفق نہ ہو سکے گویا یہاں سے زوال شروع ہوا۔

بہا کو خان کی وفات کے بعد یوسف زئیوں ”رفتہ رفتہ انفرادی قیادت کا مرض پیدا ہوا۔ ہر شخص نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علحدہ مسجد تعمیر کرنے کی فکر کی۔ وہ لوگ جنہوں نے تاتاریوں کو ڈوما کے علاقے سے نکال باہر کیا تھا اور [illegible] دربار سے بھی باعزت طریقہ سے نبرد آزما رہے تھے اب اس انفرادیت کی وجہ سے متحد نہ رہ سکے تو دشمن کے ہاتھوں روند ڈالے گئے اور قبیلہ کا وقار بھی اس انفرادیت پر قربان ہوگیا

علاقہ یوسف زئی ”جہاں ہمیشہ ایک منتخب سربراہ مملکت حکومت کرتا رہا تھا۔ بہا کو خان کے مرنے کے بعد خونین کی تعداد ۳۲ تک پہنچ کر ہر ایک نے اپنی اپنی الگ ریاست بنائی۔ اور اس طرح علاقہ یوسف زئی کے اندر ہر قبیلے کا اپنا اپنا الگ سربراہ اپنے علاقے کی حد تک حکومت کرنے لگا اگرچہ ہر علاقے کا سربراہ دوسرے علاقے کے سربراہ سے ملک کی دفاً ”تعاون کرتا تھا لیکن پھر بھی وہ اتحاد و اتفاق جو ایک قوم ”ہوتی ہے اس کا واضح فقدان نظر آ رہا تھا جس کی وجہ سے پہلے سکھوں نے اور بعد ”انگریزوں نے ان کو تخت و تاراج کیا اور یوسف زئیوں کے علاقے پر اپنی حکومت قائم کی۔

باب12

یوسف زئی اور خٹک

خٹک :۔ یہ افغان قبیلہ کرلانی کی ایک شاخ ہے اور دو ذیلی شاخوں ""تقسیم ہے ایک تورمان جس کی دو ذیلی شاخیں ہیں۔تری اور ترکی ،اور یہ دونوں مل کر تری کہلاتے ہیں جو خوشحال خان کا قبیلہ ہے دوسرا بلاق جو ساغری ،نندرک اور مروزئی کہلاتے ہیں پھر ان کی بھی بہت سی ذیلی شاخیں ہیں ابتدا ""خٹک جنوبی وزیرستان ""آباد تھے اور بعد ""علاقہ کوہاٹ اور موسیٰ درہ ""جا کر آباد ہوئے۔شیخ ملی کی تقسیم ""نوشہرہ سے خیر آباد تک کا علاقہ غوریا خیل یعنی خلیل ،مہمند اور داؤ ودزئی کا مشترکہ طور پر چراگاہ کی صورت ""رکھا گیا تھا اور اُن کی باقبضہ ملکیت تھی ۔مغلوں نے اُن کے اس علاقہ پر قبضہ کر کے خٹکوں کے حوالہ کیا۔واقعہ یوں تھا کہ ۱۵۸۱ء ""شہنشاہ اکبر نے پشاور کابل شاہراہ کی حفاظت ملک اکوڑہ خان بن چنجو کے سپرد کی اور اُس کو قبیلے کا سردار مقرر کیا۔ملک اکوڑہ خان اس وقت اٹک سے جانب جنوب ☒ب ایک پہاری ""مقیم تھا اور اس کا تعلق خٹک کے ذیلی قبیلہ تری سے تھا۔ حفاظت راہ کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے ملک اکوڑہ خان نے ایک مرکز قائم کیا جو بعد ""گاؤں بن گیا اور اب اس کے نام کی نسبت سے سرائے اکوڑی یا اکوڑی سرائے کہلاتا ہے۔

یوسف زئی چونکہ مغلیہ سلطنت کے سخت مخالف تھے اور خٹک مغلیہ کے وفادار بن گئے اسی سبب سے یوسف زئی اور خٹک کے ☒ن اختلافات پیدا ہوئے لیکن پھر بھی خاموشی سے وقت گزر رہا تھا۔اس وقت تری خٹک کا سردار ملک اکوڑہ خان اور بلاق خٹک کا سردار ملک نازو ساغری تھا۔بدقسمتی سے خٹک کے دونوں قبیلوں تری اور بلاق ""خانگی معاملات کے سلسلے ""کشمکش پیدا ہوئی جس کی وجہ سے بلاق قبیلے کے لوگوں نے ملک اکوڑہ خان کو اس کے بیٹے یوسف خان سمیت قتل کیا۔ملک اکوڑہ خان کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ خان قبیلے کا سربراہ بن گیا تو اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے اُس نے بلاقوں

پر حملہ کیا وہ ⦿ بلے کی تاب نہ لاتے ہوئے دریائے کابل کے پار یوسف زئی کے علاقوں کی طرف فرار ہو گئے وہاں پہنچ کر ان کا سردار ایک وفد لے کر اس وقت کے یوسف زئی سردار ملک کالو خان کی خدمت " حاضر ہوا اُسے اپنے قبیلہ کے لوگوں کے تری خٹک کے ہاتھوں قتل ہونے اور ان کے گھروں اور املاک پر قبضہ کرنے کی دردناک داستان بیان کی اور ساتھ ہی ملک کالو خان سے پناہ کی درخواست کی ۔ملک کالو خان اور ارکین جرگہ یوسف زئی نے ہمدردانہ طور انہیں پناہ دے دی اور اُن کو دو حصوں " تقسیم و آباد کر دیا۔ ایک حصہ کو علاقہ □ ڑ کے مواضعات لاہور عربی ،جلسئے ،جلبئے ،نندرک ، مانکی ، جہانگیرہ اور تور ڈھیر وغیرہ " آباد کیا گیا تو وہ علاقہ انہی کے نام سے بلاق نامہ پکارا گیا۔ دوسرے حصے کو علاقہ یوسف زئی " تپہ بائی زئی کے دیہات کٹی گڑھی، کاٹلنگ، جمال گڑھی، ساولڈھیر، کوٹکی ⊠ ل عیسیٰ، لوند خوڑ، الو، تازہ گرام، ✓ گڑھ، دوندھیا، شیر گڑھ، ڈاگئی، جنگی ڈھیر، سروبے، قاسمی وغیرہ " آباد کیا۔ جہاں پر وہ اس وقت تک آباد ہیں یوسف زئیوں کے لئے بلاق خٹک سے ⏲ ہمدردی تری خٹک اور یوسف زئیوں کے د⊠ ن دشمنی کا سبب بن گئی۔

جنگ نندرک

ملک کالو خان اپنے حجرے کے ایک کمرے " اپنے رفقاء اور یوسف زئی کے اراکین جرگہ سے کچھ اہم اُمور پر صلاح مشورہ کر رہا تھا کہ دربان نے مخبر کے آنے کی اطلاع دی۔ مخبر کو جب حاضر کیا گیا تو اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ملک کالو خان نے اس سے پوچھا میرے دوست کیا تم کوئی خاص خبر لے کے آئے ہو۔ جواب " مخبر نے کالو خان کو تعظیم دی اور پھر کہا کہ:

سردار: آپ نے اراکین جرگہ یوسف زئی کے مشورے سے ہمدردی کے طور پر بلاق خٹک کو جو پناہ دی تھی اور ان کو اپنے علاقوں " بسایا تھا اس پر تری خٹک کے سردار ملک یحیٰی بہت زیادہ برانگیختہ ہو گیا ہے اور اس نے بلاق خٹک سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کیا

ہے اور وہ عنقریب آپ کے علاقوں ”گھس کر اُن پر حملہ کرنے والا ہے۔ اس سلسلے ”اس نے شاہ ہند شاہ جہان سے بھی مدد کی ہے لیکن تا حال اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا ہے۔ سرادار فی الحال میرے پاس خبر ہے۔

مخبر نے جب بات ختم کی تو ملک کالو خان نے اس سے کہا کہ ٹھیک ہے اب آپ جا کر آرام کر لیں اور کل سے پھر اپنے کام ”لگ جاؤ مخبر نے کالو خان کو تعظیم دی اور باہر چلا گیا۔

مخبر کے جانے کے بعد ملک کالو خان نے اراکین جرگہ سے اس سلسلے ”رائے مانگی تو سب نے متفقہ طور رائے دی کہ چونکہ ہم نے بلاق خٹک کو اپنے علاقوں ”پناہ دی ہے اس لئے ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہماری ہے اور یہ ہمارے غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم اُن کی حفاظت کریں اور سب نے ملک کالو خان سے کہا کہ جلد ہی لشکر تیار کر کے ان کے بلے کے لئے جانا چاہیے تا کہ وہ ہمارے علاقوں ”گھس کر بلاق خٹک کو کوئی نقصان نہ پہنچائے

جب ارکین جرگہ نے بات ختم کی تو ملک کالو خان نے کہا کہ ٹھیک ہے بلاق خٹک اب ہماری پناہ ”ہیں اور اُن پر حملہ کرنا ہماری عزت پر حملہ کرنا ہے اور ہم اپنی عزت کی حفاظت کرنا جانتے ہیں اسکے بعد اُس نے اراکین جرگہ کو لشکر تیار کرنے کی ہدایت کی اور ساتھ ہی ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعے بلاق خٹک کے سردار ملک نازو ساغری کو پیغام بھیجا کہ تری خٹک جلد ان پر حملہ کرنے والے ہیں اس لئے وہ بھی بلے کے لئے اپنے قبیلے کا لشکر تیار کرے اور ہم بھی جلد ایک لشکر کے ساتھ آپ کی مدد کو آرہے ہیں

اُدھر تری خٹک کا سردار ملک یحیٰی ایک بڑا لشکر تیا کر کے بلاق خٹک کے گاؤں پر حملہ آور ہونے کے لیے چل پڑا اور دریائے کابل کو پار کر کے موضع نندرک کی جانب بڑھنے لگا۔ موضع نندرک سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر اس کے مخبروں نے اس کو اطلاع دی کہ بلاق خٹک کا سردار ملک نازو ساغری موضع نندرک سے باہر ایک کھلے ان ”اُس سے جنگ کرنے اور اُس کا راستہ روکنے کے لئے

خیمہ زن ہے۔ چنانچہ ملک یحییٰ بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس ◻ ان "" آ کر خیمہ زن ہو گیا۔

آغازِ کار : اگلی صبح جب سورج مشرقی اُفق کو کرنوں کی عبا پہناتا ہوا طلوع ہو رہا تھا تو دونوں لشکر جنگ کے لئے ایک دوسرے کے سا ◆ صف آرا ہوئے۔ دونوں لشکریوں کو جوش دلانے کے لئے اُن "" جنگ کے طبل زور زور سے پیٹنے لگے۔ چونکہ تری خٹک کا لشکر بلاق خٹک کے لشکر سے کہیں زیادہ تھا اس لئے اُس کے لشکری بلاق خٹک سے انتقام لینے کے لئے زور زور سے نعرے بلند کر رہے تھے۔ غصے اور غضب ناکی کا اظہار کر رہے تھے اور اسی غضب ناکی "" اپنی صفیں بھی درست کر رہے تھے

دوسری طرف بلاق خٹک کا سردار ناز و ساعری بھی اپنے لشکر کو استوار کر رہا تھا۔ اگرچہ تری خٹک کے لشکر کی تعداد زیادہ تھی لیکن وہ اُس سے ⚐ ثر نہیں ہوئے تھے بلکہ مسلسل اپنے لشکریوں کو جوش دلاتے رہے اور اُن کے جذبے کو اُبھارتے رہے۔

جب لشکروں کی ترتیب اور صفیں درست ہو گئیں تب اپنے لشکر کی عددی فوقیت کو سا ◆ رکھتے ہوئے ملک یحییٰ خان نے حملہ آور ہونے "" پہل کرنے کا حکم دے دیا۔ حکم ملتے ہی اُن کا لشکر صدیوں پرانے کھنڈروں کی تاریکیوں "" سیال لمحوں کی خوفناک حدت اور جسموں کی فصیلوں کو شکستہ کر دینے والے کرب کے ہولناک عذابوں کی طرح آگے بڑھا۔ پھر وہ بلاق خٹک پر وقت کی بدترین گھات بن کر نزول کرتی آلام کی کھولتی کثرت، زندگی کے دشت "" سرسراتی ہواؤں کی طرح ریزہ ریزہ کرتی بے روک بنجر پیاس، زیست کے قرینے، جذبوں کی شدت کو درہم برہم، قلب کو دردیدہ، جسموں کو لخت لخت، روحوں کو کرچی کرچی کر دینے والے ذلت کے مہیب بحرانوں، تقدیر کی بدترین علامتوں اور دکھ کی یخ بستہ ہواؤں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

بلاق خٹک نے بھی جوابی کاروائی کی اور وہ بھی خاموشی کے کاروانوں ""، حسد کے نگارخانوں "" موت کے کربناک ◻ ظر اور شعلوں کے لرزاں بگولوں کی طرح آگے بڑھے۔ پھر وہ تری خٹک پر آنکھوں کی راہداریوں "" اُبلتے بحر کے انقلاب، دل آشوب ◻ ظر کھڑے کرتے آتشی

طوفانوں، صداؤں کے خوفناک ارتعاش اور جذبوں کی محرابوں "واہموں کے آسے، یاسیت کے بے کراں سلسلے بھرتے مرگ و خون کے وحشت ناک تماشوں اور تشنہ لب آگ کے ساگر اور سانسوں کی گردش "صحرا کی تپتی ریت، روحوں کی پامالی تک بھر دینے والے عذابوں کے قلزموں اور اذیتوں کے بحر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اس طرح موضع ننذرک کے نواح "انِ جنگ کے اندر گناہ کے بگولے، قدرت کا قہر، تعصب کی میزان، خون آلود بے اماں فتنہ گری، جذبات کی حرارت اور محرومیوں کے سائے اپنا رنگ دکھانے لگے تھے وش اور شکستہ یں وقت کے دُھندلکوں "بدبختی کے غاروں اور ذلت کی آغوش اور دکھوں کے جال منہ کھول چکے تھے۔

جب جنگ اپنے پورے عروج پر پہنچ چکی اور ملک یحییٰ کا لشکر تعداد "زیادہ ہونے کی وجہ ملک نازو کے لشکر پر اپنا دباؤ بڑھاتا ہوا اُنھیں پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہا تھا تو ایسے "اُن کی بدقسمتی کہ ملک کالوخان مع اپنے لشکر کے ان جنگ "پہنچ گئے ان جنگ "پہنچتے ہی وہ ملک یحییٰ کے لشکر پر پیچھے سے کرم خوردہ ہنگاموں، خون پیتی شورشوں، بربادی کی پرچھائیاں پھیلاتے تند گام طوفانوں، انحطاط اور زوال بھرے قہر، ہوش اور دانش ضائع کرتے آندں کے حرں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

رزم گاہ اب پہلے سے زیادہ بُری طرح بھڑک اُٹھی تھی۔ رزم گاہ کے اندر بڑی تیزی سے زخموں کے عذاب، غم کے استعارے، دکھ کی تعبیریں، زندگی کی خونی گردشیں، ذلت کے دائرے اور موت کی تشنگی کا فریب ناچ اُٹھا تھا۔

یوسف زئیوں اور بلاق خٹک کے دوطرفہ حملوں سے تری خٹک کے لشکر کی ترتیب درہم برہم ہو گئی۔ تری خٹکوں کا سردار ملک یحییٰ جو بڑے پُر جوش انداز "اگلی صفوں "رہتے ہوئے اپنے لشکریوں کو للکار رہا تھا اور بڑھ چڑھ کر حملہ کرنے کی ترغیب دے رہا تھا اچانک ایک لف پُر جوش سپاہی

کے تلوار کی زد "" آ کر ہلاک ہو گیا اُدھر اس کا بیٹا عالم خان بھی یوسف زئیوں کے ایک دستے کے گھیرے "" آ کر قتل ہو گیا۔

ملک یحییٰ اور اس کے بیٹے عالم خان کے قتل ہونے کی وجہ سے اس کے لشکر "" افراتفری ❼ گئی اور جنگ سے جی چرانے لگے اور پھر وہ لمحہ بھی آیا کہ تری خٹک کا لشکر⌂ان چھوڑ کر بھاگنے لگا لیکن پیچھے سے ملک کالو خان اور سا ♦ سے ملک نازو ساغری نے ان کے بھاگنے کی راہ مسدود کی تھی اور دونوں طرف سے اُن کا قتل عام جاری تھا ایسے "" بہت کم افراد⌂ان سے بھاگنے ""⊠ب ہوئے باقی سب کو⌂ان جنگ "" تہہ تیغ کر دیا گیا

ملک کالو خان نے ملک نازو ساغری کو⌂ان جنگ "" چھوڑا تاکہ وہ دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹے اور خود اپنا لشکر ساتھ لے کر بھاگنے والوں کی تعاقب "" لگ گیا۔ ملک کالو خان نے دریائے کابل تک اُن کا تعاقب کیا اور تقریباً سب کو قتل کر کے واپس اُسی جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی⌂ان جنگ کی جگہ "" ایک دن قیام کر کے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دیا اس دوران اس نے اپنے زخمی لشکریوں کی مرہم پٹی کی اور مرنے والوں کو عزت و احترام کے ساتھ دفنا دیا اور پھر فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کی طرف چل دئے۔

ملک یحییٰ کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹے شہباز خان کو ﷺ حکومت نے تری خٹک قبیلے کا سردار تسلیم کیا۔ شہباز خان بھی اپنے پیش رؤں کے نقش قدم پر چل کر بلاقوں پر حملہ آور ہوتا رہا اور ایک دوسرے کے ساتھ چھیڑ خانی کا یہ سلسلہ جاری رہا اور موقع ملتے ہی تری خٹک کے لوگ گاہے بگاہے دریا پار کرتے اور بلاق خٹک کے کچھ لوگوں اور مال مویشیوں کو ہلاک کر کے واپس اپنے علاقوں کی طرف بھاگ جاتے تھے۔ ایک دفعہ حملہ ""⊠ب ہو کر بلاکوں کے سردار ملک خادی خان (جو ملک نازو کی وفات کے بعد قبیلے کا سربراہ بنا تھا) کے لڑکے کو جلبی' کے قریب ہلاک کر دیا اور ملک خادی خان اور

فرید خان کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے جنہیں بعد ازاں پشاور کے قید خانے "تہہ تغ کر دیا گیا۔

حالات یونہی چلتے رہے یہاں تک ملک کالو خان کی وفات کے بعد یوسف زئی کی قیادت بہا کو خان اور تری خٹک کی قیادت شہباز خان نے سنبھالی۔شہباز خان ہر وقت یوسف اور بلاق خٹک سے اپنے باپ اور دادا کے قتل کا بدلہ لینے کی فکر "ہوتا تھا اور اس کے لئے تیاری بھی کر رہا تھا۔

جنگ جلبئی و جلسے :

تری خٹک کا سردار شہباز خان ہر وقت بلاق خٹک اور یوسف زئی سے اپنے والد کے شکست اور اُن کے قتل کا بدلہ لینے کی فکر "ہوتا تھا اور اس کے لئے دن رات تیاری کرتا رہتا تھا۔جب اس نے خوب تیاری کر لی اور لشکر بھی تیا کر لیا تو اس نے بلاق خٹک کے دیہات جلبئی اور جلسے پر حملہ کر دیا۔بلاق خٹک چونکہ اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں تھے اس لئے ان کے بہت سے لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا اور ان کے گھروں کو جلا دیا گیا۔

دوسری طرف یوسف زئی سردار بہا کو خان کو اس کے مخبروں نے بروقت شہباز خان کے حملے سے مطلع کر دیا جس کی وجہ سے وہ اایک لشکر لے کر جلبئی سے آگے دریائے کابل کی طرف شہباز خان کا راستہ روکنے کھڑا ہو گیا اور ساتھ ہی ساتھ بلاق خٹک جو شہباز خان کے اچانک حملے کی وجہ سے تتر بتر ہو گئے تھے اکٹھے ہو گئے اور ان کا لشکر بھی⌂ان جنگ "یوسف زائیوں کے لشکر سے مل گیا۔

دونوں طرف کے لشکر⌂ان جنگ "ایک دوسرے کے سا ◆صف آرا ہو گئے اور دونوں طرف کے لشکریوں کو جوش دلانے کے لئے طبل زور زور سے پیٹنے شروع ہو گئے۔حملہ کرنے " شہباز خان نے پہل کی اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ دل زخم زخم، نفس سوز سوز کرتے غلام بناتے بکھرتے عناصر، کرب ناک وحشت کی طرح بے کل کرتی نوحہ گری اور آس⏲زدہ دکھ دیتے غم زندگی کے اُلجھاو کی طرح بہا کو خان کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

جواب "بہا کو خان بھی بھوک کی ٹھہری شام" افلاس کے رقص کرتے کرب، پیاس کے کھولتے صحرا "روحوں کی چیخیں آٹھاتی ہوس بھری نا یوں اور عہد وقت کی دھندلاہٹ "چہروں کو الم کی گرد سے اٹ دینے والے بادلوں کے سطحوں سے اُٹھتے عذابوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دونوں طرف کے لشکری ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر رسوائی اور ذلت کے ملبوس پہنانے لگے تھے۔لشکری دریاؤں کی بانہوں پر لکھی تحریروں کی طرح مٹنے لگے تھے۔غم بکھیرتے سرابوں کے قافلوں کی طرح معدوم ہونے لگے تھے۔دلوں کے مسطر پر آگ کی کھولتی حدت اور روحوں کے قرطاس پر مجروح کرتی قضا نزول کرنے لگی تھی

تھوڑی دیر کی ہولناک جنگ کے بعد شہباز خان کے لشکریوں کی حالت غم کی بے جہت فتنوں اور حوادث کے اندھے روگ سے بھی ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ بہا کو خان نے اپنے زوردار حملوں کی وجہ سے ان کی اگلی صفیں اُلٹ دیں اور ان کی صفوں کی ترتیب کو بکھیر دیا۔جس کی وجہ سے شہباز خان کے لشکری جنگ سے جی چُرانے لگے اور انہوں نے اپنے آپ کو دفاع تک محدود کیا جبکہ بہا کو خان کے لشکریوں نے اب ایک طرح سے ان کا قتل عام شروع کیا تھا

تھوڑی دیر کی مزید ہولناک جنگ کے بعد شہباز خان کے لشکریوں کو بہا کو خان کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی اور وہ ان چھوڑ کر ادھر اُدھر بھاگنے لگے لیکن بہا کو خان نے اپنے لشکر کے ساتھ حواس باختگی طاری کرتے کربِ مسلسل، گرم ستیزہ کاری اور موت کی تمازت کی طرح بھاگتے لشکریوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی تعداد کو بڑی تیزی کے ساتھ مزید کم کرنا شروع کر دیا تھا۔ بہا کو خان نے اپنے لشکر کے ساتھ جہانگیرہ تک ان کا پیچھا کیا اور ان کے لشکریوں کا قتل عام کرتا رہا یہاں تک کہ ان کے پورے لشکر کو تباہ و برباد کیا اور صرف شہباز خان اپنے اٹھارہ سالہ لڑکے خوشحال خان اور اپنے حفا دستے کے ساتھ ان جنگ سے بھاگ نکلنے " ب ہوئے۔اس کے بعد بہا کو خان نے تعاقب ختم کیا اور واپس اس جگہ پر آ گیا جہاں جنگ ہوئی تھی لشکر کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اور ہر چیز کو

سمیٹا۔ بہا کو خان نے ایک دن وہاں اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دیا۔اس دوران جنگ ”مرنے والوں کی تدفین کردی اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام سرانجام دیا اور پھر اگلے دن دونوں لشکر فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے۔

جنگ کمال زئی :

تری خٹک کے سردار شہباز خان نے اپنے ڈھیرے پہ اپنے رُفقا اور قبیلے کی چیدہ چیدہ لوگوں کا ایک اجلاس منعقد کیا تھا۔ جب سب لوگ آ گئے تو شہباز خان نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

میرے رفیقو: جیسا کہ آپ کو معلوم ہیں میرے دادا کوڑہ خان، والد ملک یحییٰ اور دوسرے عزیز وا قارب اور قبیلے کے بے شمار افراد بلاق خٹک کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ میرے داداا کوڑہ خان کو قتل کرنے کے بعد ان لوگوں نے یوسف زئی کے ہاں پناہ لی اگر چہ نہ میرے والد ملک یحییٰ نے اور نہ ” نے اب تک یوسف زئیوں سے کوئی تعرض کیا ہے اور ہم نے اب تک صرف اپنے دشمنوں یعنی بلاق خٹک کو نشانہ بنایا ہے لیکن بلاق خٹک کی طرف داری کرتے ہوئے ان یوسف زئیوں نے ہمیں بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے جبکہ ہر دفعہ ہم جنگ ”بلاق خٹک کو شکست دینے کے قریب ہوتے ہیں تو یہ یوسف زئی ان کی مداد کو پہنچ جاتے ہیں، جس کی وجہ ہماری فتح شکست ”تبدیل ہو جاتی ہے۔ ہمیں بہت زیادہ نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ ہمارے بہت سے لوگ انہی کے ہاتھوں لقمہ اجل بنتے ہیں اور مال و اسباب تباہ ہو جاتا ہے شہباز خان نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:۔

میرے رفیقو : اب ”اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمارے قبیلے کا دشمن نہ صرف بلاق خٹک ہیں بلکہ یوسف زئی بھی ہیں اب تک ہم نے صرف بلاق خٹک کو نشانہ بنایا ہے لیکن اب ہم اپنے کاروائیوں کا رُخ یوسف زئی کی طرف موڑ لیں گے لیکن چونکہ یوسف زئی کافی منظّم ہیں تعداد ”بھی ہم سے زیادہ ہیں اور پھر ہمیں ہر لڑائی ان کے علاقوں ”جا کر لڑنی پڑتی ہے۔ اس لئے ہمیں کمک اور

رسد کی کمی کا بھی سا□ کرنا پڑ سکتا ہے لیکن ہمیں ہر صورت ان سے لڑ کر یہ جنگ جیتنا ہے کیونکہ یہ ہماری غیرت کا تقاضا ہے اور ہمارے دشمن کا دوست ہمارا دوست نہیں ہو سکتا بلکہ دشمن ہی رہے گا اگر چہ اب تک ہم نے ان کے معاملے " بڑے صبر سے کام لیا ہے لیکن اب معا■حد سے آگے بڑھ چکا ہے اور ان کے ہاتھوں ہمیں پہنچنے والے نقصان کا ازالہ ان کو جنگ "شکست دے کر ہی ممکن ہے۔ اس نے اپنی بات مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ:

میرے رفیقو : یہ مہم کٹھن بھی ہے اور ان کا علاقہ دور بھی ہے اور اس کے لئے ہمیں بلاق خٹک کے علاقے " سے گزرنا ہوگا جو کہ پہلے سے ہمارے دشمن ہیں اس لئے میرے دوستو اس مہم کیلئے بھرپور تیاری کی ضرورت ہے اور اسلسلے " مجھے آپ کے تعاون اور مشورہ درکار ہے کہ جس پر عمل کر کے ہم اس مہم کو کو⊠ب بنائے۔

شہباز خان نے جب اپنی بات ختم کی تو اس کے رفقا " سے ساقی بیگ ولد آدم خان کہنے لگا کہ:

سردار : اس مہم کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ لشکر اکٹھا کر کے بھرپور تیاری کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا اور اپنے لشکر کو دو حصوں "تقسیم کرنا ہوگا۔ لشکر کا ایک حصہ بلاق خٹک کی نگرانی کے لئے ان کے علاقوں "چھوڑنا ہوگا تا کہ وہ اگر پیچھے سے حملہ کرے تو ان کے حملے کو روکا جا سکے اور دوسرے حصے کے ساتھ یوسف زئی کے علاقے "پہنچ کر اُن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانا ہوگا۔ ساقی بیگ کے بات ختم کرنے کے بعد جمیل بیگ نے کہنا شروع کیا کہ:

سردا : ساقی بیگ کا مشورہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن ایک اور صورت بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر اس مہم کا اغاز ہم رات کے وقت کرے اور بلاق خٹک کے علاقوں سے رات کے اندھیرے "خاموشی سے آگے بڑھیں اور صبح پھو پھٹنے پر ہم یوسف زئی کے علاقوں "پہنچ جائے تو ان پر بے خبری "حملہ کیا جا سکتا ہے اور پھر ان کا نقصان عظیم کر کے ہم آرام سے واپس بھی آ سکتے ہیں۔

جمیل بیگ جب مشورہ دے رہا تھا تو شہباز خان آہستہ آہستہ سے مسکرا رہا تھا شائد اُسے جمیل بیگ کا مشورہ پسند آیا ہو۔ اس کے بعد باقی شرکاء سے ان کی رائے پوچھی گئی تو تقریبا تمام نے جمیل بیگ کی رائے سے اتفاق کیا اس کے بعد شہباز خان نے شرکاء کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

میرے رفیقو: جمیل بیگ نے جو رائے دی ہے اور آپ سب نے اس سے اتفاق بھی کیا ہے وہ قابل عمل بھی ہے اور اس "نقصان کا اندیشہ بھی کم سے کم ہے۔✸ اب میرا فیصلہ سنو آج سے ٹھیک دس دن بعد ہم یہاں سے رات کے وقت کوچ کرینگے اور بلاق خٹک کے علاقوں سے خاموشی سے گزر کر یوسف زئی کے علاقوں "تباہی مچا کر واپس آئینگے اور اگر راستے "کسی نے انفرادی طور یا اجتماعی طور پر مزاحمت کی کوشش کی تو اس سے سختی کے ساتھ نمٹیں گے اس کے بعد شہباز خان نے شرکاء کو دس دن کی تیاری کا حکم دے کر اجلاس برخاست کیا۔

ایک طرف خٹک قبیلے کے لوگ یوسف زئیوں سے لڑنے کے لئے تیاری کر رہے تھے تو دوسری طرف بہاکو خان کو اس کے مخبروں نے شہباز خان کی تیاری اور یوسف زئیوں پر حملہ کرنے کی اطلاع دے دی۔ اطلاع ملتے ہی بہاکو خان نے اپنے تمام رفقا اور اراکین جرگہ کو اطلاع بھیجی کہ وہ جلد جلد اپنا اپنا لشکر لے کر اُس کے ہاں پہنچ جائے تا کہ شہباز خان کے حملے کا بروقت تدارک کیا جا سکے اس کے علاوہ ہر ایک گاؤں "بھی قاصد بھجوائے اور سب کو خبردار کر دیا کہ تری خٹک کے حملے کی صورت "اکٹھے ہو کر دشمن کا● بلہ کریں اور ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعے ہمیں بھی مطلع کریں تا کہ بروقت آپ کی مدد کو پہنچا جائے۔

پوری تیاری کر کے شہباز خان نے ایک رات اپنے لشکر کے ساتھ دریائے کابل عبور کیا اور رات کی تاریکی "خاموشی سے بلاق خٹک کے علاقوں سے ہوتا ہوا یوسف زئی کے علاقوں "پہنچ گیا اور تپہ کمال زئی کے ایک گاؤں کو نذر آتش کر دیا۔ گاؤں کے لوگوں نے یک جا ہو کر تیروں اور کلہاڑیوں سے دشمن کا● بلہ کیا لیکن چونکہ شہباز خان کا لشکر بہت زیادہ تھا اس لئے انہوں نے تمام گاؤں والوں کو

بلے ”تہہ تیغ کر دیا۔ تاہم پھر بھی گاؤں والوں نے کئی گھنٹے تک ان کے لشکر کا جونمردی سے بلہ کیا اور آخری آدمی کے شہید ہونے تک لڑتے رہے۔

اس دوران اطلاع ملتے ہی بہاکو خان اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیز رفتاری سے ثرہ گاؤں کی طرف بڑھا اور دوپہر کے وقت جبکہ شہباز خان کے لشکری تمام گاؤں جلانے، لوگوں کو قتل کرنے اور ان کے مال واسباب لوٹنے کے بعد واپس جارہے تھے اُن کے سر پر پہنچا۔

شہباز خان نے بھی یوسف زئیوں کی آمد کی اطلاع ملتے ہی ان جنگ ”اپنی صفیں درست کیں جبکہ بہاکو خان نے ان ”پہنچنے سے پہلے ہی اپنی صفوں کو ترتیب ”کر دیا تھا۔ بہاکو خان نے اپنے لشکر کو تین حصوں ”تقسیم کر دیا تھا قلب کو اپنی کمانداری ”رکھا تھا میمنہ کا سردار حبیب خان اور میسرہ کا سردار کاچو خان کو مقرر کیا تھا لیکن دونوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ اُس وقت تک قلب کے ساتھ جڑے رہیں جب تک جنگ اپنے عروج پر نہیں پہنچ جاتا۔ اس طرح دشمن اسی ترتیب کو دیکھ کر اپنے لشکر کو حصوں ”تقسیم نہیں کرے گا یوسف زئی چونکہ شہباز خان کے ہاتھوں اپنے گاؤں کو جلائے جانے اور لوگوں کی ہلاکت پر بڑے سیخ پا تھے اس لئے آتے ہی وہ بے دود شعلوں کے روپ، خون اُگلتی موت کی یورش، صدیوں کی فتوں کو سمیٹ دینے والی خوف ناک الم خیزیوں کی طرح آگے بڑھے، اور پھر وہ شہباز خان کے لشکر پر بے خوف راتوں کی فضا ”ہست و بود کے طلسم کو توڑتی سرگرداں ہواؤں کے صحراتی بگولوں، ہر وجود کو ریزہ ریزہ کر کے رگوں ”وحشتیں بھر دینے والے حوادث کے اندھے روگ، دھواں دھواں عالم، دھول دھول خوابوں ”خیال وفکر کی دنیا کو برباد کرتی عصیانوں کی وحشتوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

جوابی کاروائی کرتے ہوئے شہباز خان نے بھی اپنے پورے لشکر کو دہکتی شام، پرُ آشوب چیخوں، نوحہ گری کا آخری کہرام کھڑا کرتی موج در موج قہرمانیوں، سانسوں ”جلتی، رگ رگ ” پلتی، بھنور بناتی بربادیوں کی طرح آگے بڑھایا۔ اس کے بعد وہ بھی بہاکو خان کے لشکر پر وقت اور

زمانے کی لُو پر سانسوں کی اوس تک چاٹ جانے والے ان گنت وسوسوں کی گرد، زہر برساتے آسمان تلے سمندر کے پہلو "سوئے پتھروں تک کوموم کر دینے والی ازل سے بھڑکتی آگ کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس طرح دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے ان جنگ "زخمی کہانیاں، طبقہ داری کی نفرت ،موت کے سرسام، کھلی سفاک گھاتیں، فنا کی گھاٹیاں اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ جدائی کے قصے، سانسوں کی اذیتیں اور نفس پرستی کے پرتو اپنا رنگ دکھانے لگے تھے۔

کچھ دیر تک دونوں لشکروں کے ن ہولناک جنگ ہوئی۔ جب جنگ عروج پر پہنچ گئی تو پہلے حبیب خان حرکت "آیا اور اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ قلب سے ایک دم علحدہ ہوا اور شہباز خان کے لشکر کے بائیں پہلو کی طرف پیش قدمی کی۔ پھر وہ دشمن کے بائیں پہلو کے لشکر پر کاسہ وقت کے گہرے گھنے اندھیروں "گوشہ در گوشہ، کنج در کنج گھستی آفتاب کی خیرہ کن شعاعوں، کاغذ کے کورے جثّے پر ان دیکھے خونی الفاظ سے انہونی تحریریں رقم کرتے بے اتھاہ بھنور اور آس زدہ آتش فشاں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ دوسرے پہلو سے کاچو خان بھی اپنے لشکر کے ساتھ بہاکو خان سے ایک طرف ہٹا اور شہباز خان کے لشکر کی طرف بڑھا اور اُس کے دائیں پہلو پر روحوں کو سلوٹ سلوٹ ، خواہشوں اور آرزوؤں کو قبرستانوں کی خاموشی "تبدیل کرتی وقت کی جھلساتی آگ، ز "کی زرخیزی ،موسموں کی تبدیلی کے اندر ایک ہلچل برپا کر دینے والی تخریب اور موت کی طاقت اور جذبوں کے اندھے جنگل "نعرے لگاتی ہواؤں کی یلغار کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

اب شہباز خان کے لشکر کے لئے صورت حال بڑی تیزی سے تبدیل ہونے لگی تھی۔ سا ◆ سے بہاکو خان، بائیں طرف سے حبیب خان اور دائیں طرف سے کاچو خان ان کے لشکر پر خوفناک حملے شروع کر دیئے تھے اور شہباز خان کے لشکر کو ایک طرح سے فنا کے گھاٹ اُتارنا شروع کر دیا تھا اور

اس کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہوگئی تھی۔ان کی صفیں درہم برہم ہونا شروع ہوگئی تھیں اور یوسف زئی بڑی بے دردی سے اُن کا قتل عام کررہے تھے۔

کچھ دیر تک ہولناک جنگ ہوئی۔جس "" بہاکو خان اور اُس کے سالاروں نے بڑے غیض وغضب ""شہباز خان کے لشکریوں کا ایسا قتل عام کیا کہ یوسف زئیوں کے لشکر کے سا ♦اب اُن کی حالت الم زدہ گونجوں کے بھنور، زندان کے سناٹوں، پرانی بوسیدہ صناعی، اُداسیوں کی زردریت، مرگ وموت کے کٹہرے اور خلجان بھری داستانوں کی سی ہونا شروع ہوگئی تھی۔

شہباز خان نے اس صورتحال ""اپنے لشکر کے صفوں کو درست کرنے کی بہت کوشش کی۔ پہلی صفوں ""لڑتے ہوئے وہ اپنے لشکریوں کو پکارتے رہے اور اُن کو یوسف زئیوں پر بڑھ چڑھ کر حملہ کرنے کی ترغیب دیتے رہے لیکن اس کی یہ کوشش ⊠ب نہ ہوئی کیونکہ یوسف زئی تیر کی طرح اُس کے صفوں ""گھس گئے تھے اور لڑائی شہباز خان کے لشکر کے اندرونی صفوں ""ہورہی تھی جس کی وجہ سے ان کا اپنے اپ کو سنبھالنا مشکل تھا۔

اس صورتحال سے شہباز خان کافی پریشان ہوا اور اس نے اندازہ لگایا کہ اگر کچھ دیر اور اُس کے لشکر کا اسی طرح قتل عام جاری رہا تو ایک لشکری بھی زندہ نہیں بچے گا اس لئے اُس نے شکست قبول کرتے ہوئے ^ان جنگ سے بھاگ جانے کا فیصلہ کرلیا لیکن اب اُس کے لئے ^ان جنگ سے بھاگ جانا بھی مشکل ہورہا تھا کیونکہ بہاکو خان کے لشکر نے اُن کو تین اطراف سے گھیرے ""لیا ہوا تھا۔

اس طرح شہباز خان بمعہ کچھ سواروں کے ^ان جنگ سے نکلنے ""⊠ب ہوا لیکن بہاکو خان نے پورے لشکر کے ساتھ سختی سے ان کا تعاقب کیا اور اس کی بیشتر لشکریوں کو تہہ تیغ کردیا۔ جب ان کی تعداد کم ہوکر بے ضرر ہوگئی تو بہاکو خان نے تعاقب ختم کیا اور واپس اُس جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی اس جنگ ""ساقی بیگ مارا گیا شہباز خان، خوشحال خان اور جمیل بیگ شدید زخمی ہوئے بلکہ

ایک بھی سوار ایسا نہ رہا جو زخمی نہ ہوا ہو۔ جنگ کے چوتھے روز شہباز خان زخموں کی تاب نہ لا کر جان بحق ہو گیا یہ واقعہ ۱۰۵۰ھ بمطابق ۱۶۳۹ء "پیش آیا۔

جنگ بلرڑ:

شہباز خان کی وفات پر حکومت نے خوشحال خان کو قائد قبیلہ تسلیم کیا۔ جنگ کے دوران چونکہ خوشحال خان زخمی ہوا تھا اور اس کا والد زخمی ہونے کی وجہ سے جنگ کے بعد مر گیا تھا اس لئے وہ یوسف زئیوں سے اپنے قبیلے کی تباہی کا بدلہ لینے کے لئے بے تاب تھا اور اس کے لئے وہ اپنے رُفقا سے بھی مشورہ کر رہا تھا ار جنگ کی تیاری بھی کر رہا تھا۔ اپنی صحت یابی سے پہلے ہی اس نے یوسف زئیوں سے لڑنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا تھا۔ جب خوشحال خان زخموں سے چالیس دن بعد صحت یاب ہوا تو وہ اپنا لشکر لے کر رات کے وقت روانہ ہوا۔ دریائے کابل کو عبور کیا اور بلاق خٹک کے علاقوں "سے خاموشی سے گزرتا ہوا اس نے اچانک کمال زئیوں کے ایک گاؤں ایتم پر حملہ کر دیا۔ یہ گاؤں موضع اسمٰعیلہ سے ✗ب کی جانب آباد تھا اور اس گاؤں "کمال زئی کی ذیلی شاخ اکاخیل رہائش پذیر تھے۔

گاؤں والوں نے بڑی دلیری اور جوان مردی کے ساتھ خوشحال خان کے لشکر کا ◘ بلہ کیا لیکن اتنے بڑے لشکر کے سا ♦ ان کی ایک بھی نہ چلی اور سب تباہ و برباد ہو گئے لشکر نے اُن کے سب مال واسباب کو لوٹنے کے بعد گاؤں نذر آتش کر دیا قریبی علاقوں سے کمال زئی، امان زئی اور رزڑ ان کی مدد کے لئے دوڑے لیکن اُس وقت تک خوشحال خان اپنا لشکر لے کر واپس ہو گیا تھا۔ اس دوران یوسف زئی کا لشکر بہا کو خان کی قیادت "پہنچ گیا اور انہوں نے خوشحال خان کے لشکر کا تعاقب کیا خوشحال خان کو بھی جب یوسف زئی کی لشکر کے بارے "معلوم ہوا تو بلرڑ کے ◘ م پر اس نے اپنے لشکر کو روک لیا اور لشکر کی صفیں یوسف زئیوں سے لڑنے کے لئے درست کیں۔

اُدھر بہا کو خان نے بھی بلڑ کے م پر پہنچ کر اپنی صفیں درست کیں۔ لشکر کو پہلے کی طرح تین حصوں تقسیم کیا تھا لیکن تینوں حصوں ایک ساتھ رہنے اور جنگ کے عروج پر پہنچنے کے بعد علحدہ ہونے کی ہدایت کی تھی۔ قلب کو اس نے اپنے ساتھ رکھا میمنہ حبیب خان اور میسرہ کاچو خان کے حوالے کیا تھا جونہی اس نے لشکر کی صفیں درست کیں تو بغیر کسی توقف کے اپنے لشکر کو عذابوں کا بوجھ اُٹھائے خونی رقابت، سنسان ویران رُتوں بے چین شرارتوں کے خروش کی طرح آگے بڑھایا اور خوشحال کے لشکر پر لامحدود کم مائیگی اور لاچاری طاری کرتے بدحال اور رنجیدہ لمحوں، ہزیمت کی رسوائیوں کا خوف، موت کا پیغام دیتی دکھ کی تپتی قہرمانیت اور درد کے نشتروں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

جوابی کاروئی کرتے ہوئے خوشحال خان بھی یوسف زئیوں پر وقت کی چادر پھیلتے لہولہو کرتے لامحدود کرب، زندگی کی آخری سرحدوں تک شوریدہ لہریں پھیلا دینے والے اُفق کے دریچوں سے اُٹھتے شعلوں، دل کے کواڑوں پر دستک دیتے نا آسودہ کرتے ولولوں کے اہتزار اور ہر قدم پر خوف و دہشت کھڑی کرتی آگ سے کھیلتی، خون نہلاتی مسحور کن قوت اور برہم مزاج عذابوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس طرح بلڑ کے ان رزم گاہ اور رن بری طرح بول اُٹھا تھا۔ تھوڑی دیر کے ٹکراؤ کے بعد بہا کو خان کی قائم کردہ منصوبہ بندی حرکت آئی۔ ایک طرف سے اچانک حبیب خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دلوں کو شکن شکن، جبینوں کو خون آلود کرتی فلاکت کی ان گنت فتوں کی طرح بہا کو خان کے لشکر سے علحدہ ہوا پھر وہ آگے بڑھ کر دشمن کے لشکر کے بائیں پہلو پر لمحوں کو زنجیروں محصور کرتے موت کے آہنی طوق، ویران کھنڈروں کی سنگینیوں محدودیت کے لمحوں کی طرح سمیٹتے مرگ کے طویل ماہ وسال اور کھیتوں کی مٹی کو ذرہ ذرہ، کھلیانوں کے ڈھیر کو تنکا تنکا سمجھ کر اُڑا دینے والے گرم تند لاوؤں اور وہم و گمان سے ماورا طلسم کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

جبکہ دوسری سمت سے کاچو خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بہا کو خان کے لشکر سے علحدہ

Feb.2020\Pictures\Khushal Khan Khattak.jpg not found.

خوشحال خان خٹک

ہوکر دشمن کے لشکر کے دائیں پہلو پر حملہ آور ہونے کے لئے سینوں "طوفانی تلاطم برپا کرتے آگ و خون کے پیغام، اعضاء شکنی طاری کرتے اور منزلوں کو خون باری کا سندیسہ دیتے قہر کے بحر ذخار کی طرح حرکت "آیا اور خوشحال خان کے لشکر پر ہر کوچہ کو اندھی وارداتوں، ہر بازار کو خونی ہیولوں، ہر گلی کو لق و دق صحرا "تبدیل کرتی قرن با قرن کی وحشت ناکی اور کوہستانی جھکڑوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس طرح بلڑ کے○ م پر☐ان جنگ کے اندر یاسیت کے بے کراں سلسلے، خیالات کے عفریت، واہموں کے آسـ◷، للکارتے بربادی کے مہیب طوفان اپنا رنگ دکھانے لگے تھے۔ بگڑنے سنورنے کے ⌂، تخریب و بربادی کے عمل چاروں طرف ناچ اُٹھے تھے۔ انسانی خون کے لئے بے چین مرگ، خونی پرندوں کے غول کی طرح اور غم اور حسد کے ہیولوں کی طرح اُترنے لگے تھے۔

خوشحال خان کا لشکر پہلے کی طرح بہاکو خان کے لشکر کے حملوں کا○ بلہ نہ کر سکا اور بڑی تیزی سے بلڑ کے○ م پران کی حالت اُجڑے خیابان، کرم خوردہ بوسیدہ چوب، ٹوٹی ہوئی آوازوں اور جان بلب حروف جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

خوشحال خان نے جب دیکھا کہ بہاکو خان کے لشکری بڑی تیزی سے ان پر غالب آتے جا رہے ہیں اور ان کے لشکری بڑی تیزی سے موت کا لقمہ اور اجل کا شکار ہوتے جا رہے ہیں، تب اُس نے شکست قبول کی اور اپنے حفا⌂ دستے کے ساتھ☐ان چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ خوشحال خان کے ☐ان چھوڑنے کے بعد اُس کے لشکری بھی تتر بتر ہو کر☐ان سے بھاگنے لگے۔ بہاکو خان نے کئی میل تک ان کا تعاقب کیا اور ان کی تعداد مزید کم کرتا رہا جب دشمن کی تعداد مزید کم ہو کر بے ضرر ہو گئی تو بہاکو خان نے تعاقب ختم کیا اور واپس اُس جگہ آیا جہاں جنگ ہوئی تھی زخمیوں کی دیکھ بال اور مرہم پٹی کر دی گئی اور مرنے والوں کو احترام کے ساتھ دفنا دیا۔

اس جنگ "خوشحال خان نقصان عظیم کے ساتھ بمشکل جان بچا کر بھاگ نکلنے

""☒ب ہوا البتہ ان جنگوں ""خوشحال خان کے ہاتھوں یوسف زئی کا ایک نامور شخص ملک جانم امان زئی مارا گیا اور دوسرا نامور شخص پیر کمال خان جو اولاد پیر مدے سے تھا اور قبیلہ کمال زئی کا ملک تھا گرفتار ہوا۔

چھیڑ خانی کا یہ سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا البتہ دونوں قبیلوں کے☒ن کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوئی لیکن اکاڈکا جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں اور دونوں قبیلے ایک دوسرے کے ساتھ ہر وقت تناؤ کی کیفیت ""ہوتے تھے۔

اس دوران خوشحال خان خٹک نے دربار شاہی ""بہت زیادہ اثر ورسوخ حاصل کیا تھا اس کے ان اثر ورسوخ کو دیکھتے ہوئے کئی اراکین دربار اور اس کے اپنے متعلقین جن ""اس کے دو چچوں بہادر خان اور فیروز خان بھی شامل تھے سازشیں شروع کیں۔ جس سے اورنگ زیب کے دل "" شکوک پیدا ہوئے اور اس طرح اورنگ زیب کے حکم پر ۱۶۶۴ء خوشحال خان کو گرفتار کر لیا گیا اور اُسے ہندوستان لے جایا گیا۔ کسی نے بھی اس کی گرفتاری پر کوئی حرکت نہ کی بلکہ خوشحال خان کا اپنا بیٹا اشرف خان بھی اکوڑہ ""یہ نظارہ دیکھ رہا تھا اپنے لوگوں سے مایوس ہو کر خوشحال خان نے اپنے بال بچوں کی گرفتاری کے خوف سے بادل ناخواستہ یوسف زئیوں سے مدد ☙ کی۔ خوشحال خان کے درخواست کے جواب ""بہاکو خان نے یوسف زئی کا جرگہ ☙ کر لیا اور جرگہ اراکین کے سا ♦خوشحال کی بے چارگی کا ذکر کیا اور اس کی درخواست پر جرگہ اراکین سے رائے ☙ کیا تو سب نے متفقہ طور پر بہاکو خان کو یہ رائے دی کہ چونکہ ہم سے مدد ☙ کرنے والا ماضی قریب ""ہمارو دشمن رہا ہے لیکن جب دشمن اپنے کئے پر پشیمان اور نادم ہو جائے تو یہ ہماری غیرت کا تقاضہ ہے کہ ہم اُسے معاف کرتے ہیں اس لئے خوشحال خان کو معاف کر کے اس کی مدد کرنی چاہیے

آراکین جرگہ کی رائے لینے کے بعد بہاکو خان نے ایک لشکر ترتیب دے دیا اور اکوڑہ خٹک کی طرف کوچ کر گیا اکوڑہ خٹک پہنچ کر انہوں نے گاؤں کا محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے خوشحال خان کے

خاندان بمعہ سو (۱۰۰) دیگر متعلقہ گھرانوں کے وہاں سے اُٹھا کر اپنے ہاں سکری کے مقام پر محفوظ کر لیے جو کاٹلنگ اور جمال گڑھی کے درمیان واقع ہے۔ موجودہ وقت "یہ" مقام شیکری بابا کے نام سے مشہور ہے یہ لوگ خوشحال خان کی قید سے واپسی تک یہیں مقیم رہے۔

خوشحال خان خٹک کو جب رتنبور "یوسف زئی کی اس جرات مندانہ اقدام کی خبر ہوئی تو بہت خوش ہوئے اور اپنی اشعار "کچھ اس طرح رقمطراز ہے۔" کہ آفرین ہو یوسف زئیوں پر جو ننگ کرنا جانتے ہیں۔ میرے خاندان کو لے جانے کے لئے سرائے اکوڑہ پر حملہ آور ہوئے اور میرے اہل خانہ کو سو (۱۰۰) گھرانوں سمیت لے گئے اور ساتھ ساتھ میرے مخالف خٹکوں کے لوگوں کو بھی اُٹھا کر لے گئے جس پر یوسف زئی صبح و شام سوار ہوتے تھے۔ افسوس "نے زندگی بھر مغلوں کی خاطر یوسف زئی کے ساتھ جنگیں لڑیں ان کے شہزادوں جیسے سینکڑوں جوان قتل کیئے تا کہ مغل خوش ہو جائے لیکن آج مجھ پر جو بُرا وقت آیا تو یوسف زئیوں نے ننگ افغان کی خاطر مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا''۔

اورنگ زیب بادشاہ اس دوران کابل کے گورنر مسلسل بدلتا رہا ۱۶۶۸ء "جب اُس نے مہابت خان کو کابل کا گورنر بنا کر بھیجا تو مہابت خان کی سفارش پر اورنگ زیب نے خوشحال خان کو بھی اپنے وطن واپس جانے کی اجازت دے دی جس کی وجہ سے اس کے تعلقات مغل حکومت کے ساتھ پھر خوشگوار ہو گئے۔ اس دوران خوشحال خان نے یوسف زئیوں کے احسان (یعنی اس کے بال بچوں اور خاندان کو نکالنے اور اپنے ہاں پناہ دینے) کا شکریہ ادا کرنے اور اُن سے تعلقات معمول پر لانے کے لئے یوسف زئیوں کے علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے سوات تک پہنچے یوسف زئی ہر جگہ عزت و احترام سے پیش آئے لیکن اظہار اعتماد نہ کر سکے۔ جس کا اظہار اُس نے واپس آ کر مثنوی سوات "لکھ کر کیا۔

اگرچہ یوسف زئی خوشحال خان پر اعتماد کا اظہار تو نہ کر سکے لیکن خوشحال خان اپنے بال بچوں اور خاندان کے دیگر افراد کا مغلوں کی دسترس سے نکالنے اور اپنے ہاں پناہ دینے کی وجہ سے یوسف زئیوں کا زیر احسان تھا اس لئے دونوں قبیلوں کے درمیان جنگوں اور قتل و غارت کا سلسلہ ہمیشہ

کے لئے ختم ہو گیا اور ایک طرح سے غیر اعلانیہ طور پر جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو گیا

دوسری طرف اورنگ زیب خوشحال خان کے بچوں اور خاندان کے افراد کو اکوڑہ خٹک سے نکالنے اور اپنے ہاں پناہ دینے پر یوسف زئیوں سے ناراض تھا اس لئے اورنگ زیب نے یوسف زئیوں کی دست درازیوں کو روکنے کے لئے لنگر کوٹ (گڑھی امازئی) کے ◘ م پر قلعہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا تو خوشحال خان نے اس قلعہ کی تعمیر کی ✂ لفت کی کیونکہ وہ یوسف زئیوں سے تعلقات کو معمول پر لانے کی فکر "تھا تاہم یہ قلعہ ۱۶۶۹ء "تعمیر کیا گیا

اس قلعہ کی تعمیر کی ✂ لفت کی ایک وجہ یہ تھی کہ یوسف زئیوں نے اس کی خاندان اور بچوں کو پناہ دی تھی جس کی وجہ سے وہ ان کا زیر احسان تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ خوشحال خان یوسف زئیوں کی فطرت، عزم اور بہادری سے پوری طرح آشنا تھا اور اُسے ڈر تھا کہ اس قلعے کی تعمیر سے لامحالہ یوسف زئیوں سے حالات بگڑیں گے۔ اور وہ کبھی بھی یہ برداشت نہیں کریں گے اور اس پر یلغار کرنے پر کمر بستہ ہوں گے جب ⵘⵘ حکومت نے اس کے مشورہ سے اتفاق نہ کرتے ہوئے قلعہ کی تعمیر شروع کی تو خوشحال خان بیماری کا بہانہ بنا کر وہاں سے چلے گئے

خوشحال خان نے قلعہ تعمیر کرنے اور یوسف زئیوں کو ⵘⵘ حکومت کے ماتحت کرنے کے ارادے کے بارے "کابل کے گورنر مہابت خان کو لکھا کہ:

مهم د يوسف زو دے درته وايمه ښكاره

د خر خسي كول دي لاس ګنده ګريوان پاره

" مطلب یہ تھا کہ آپ لوگوں نے یوسف زئیوں کو تابع و متین بنانے کے لئے لنگر کوٹ جس قلعے کی تعمیر کا اغاز کر دیا ہے اس کی ✝ ل اس شخص کی ہے جو گدھے کو خسی کرنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ گدھا تو خسی ہونے سے رہا لیکن خسی کرنے والے کے ہاتھ گندا اور گریوان تار تار ہو جا تا ہے یوسف زئیوں کی فطرت ان کی بہادری، شجاعت اور دلیری سے "اچھی طرح واقف ہوں اور ان کو

زیر کرنے کا مہم ایسا ہی ہے جیسے گدھے کو خسی کرنے کا مہم ہوتا ہے۔ اس لئے اس مہم "☒بی کے امکانات نہایت ہی معدود بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔

♍کہ لنگر کوٹ و غلہ ڈھیر :

خوشحال خان کے اشعار کی پیشنگوئی صحیح ثابت ہوئی کچھ عرصہ بعد جیون خان امازئی جس نے اخوند سالاک اور بہا کو خان کی معیت "قوم ڈوما سے لڑائی "بڑا اہم کردار ادا کیا تھا اس کا بیٹا ♈ی خان اپنے قبیلے امان زئی کی قیادت کر رہا تھا اور اس نے خٹکوں سے کشمکش کے دوران بھی اپنے قبیلے کی پوری طرح حفاظت کی تھی اور خوشحال خان کے خاندان والوں کو بحفاظت نکال کر اپنے ہاں پناہ دینے "بھی بمعہ اپنے قبیلے کے شامل تھا، کو♒صوبیدار اللہ داد جو لنگر کوٹ قلعہ "مقیم تھا مغلوں کے لئے ایک مستقل خطرہ سمجھتا تھا۔ یاد رہے کہ قلعہ لنگر کوٹ (گڑھی امازئی) یوسف زئی کے ذیلی قبیلے امازئی کے علاقے "تعمیر کیا گیا تھا اور قبیلہ امازئی کی قیادت ♈ی خان کے ہاتھ "تھی اسی وجہ سے لنگر کوٹ کا ♒صوبیدار اس سے خائف تھا اس لئے اس نے سازش کر کے دھوکے سے ♈ی خان کو تربوز "زہر دے کر ہلاک کیا

♈ی خان کے لڑکے صاحب خان نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے دیر سوات اور بونیر پہنچ کر وہاں کے جرگے سے امداد ♎ کی۔ یاد رہے کہ اس وقت بہا کو خان انتقال کر چکا تھا اور تمام یوسف زئیوں کا کوئی مشترکہ سردار نہیں تھا لیکن ہر علاقے اور ہر قبیلے کا اپنا ایک سردار ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ایک جرگہ ہوتا تھا جس کے ارکین قبیلے کی ترقی اور حفاظت کے لئے مشترکہ فیصلے کیا کرتے تھے۔ لہذا سوات، دیر اور بونیر کے جرگوں نے ایک مشترکہ لشکر تیار کر لیا اور صاحب خان کی قیادت "قلعہ لنگر کوٹ کی طرف بڑھے۔

دوسری طرف قلعہ لنگر کوٹ "♒لشکر کے سربراہ صاحب خان کے لشکر سے⭘ بلے کی

تاب نہ لا کر قلعے کو خالی کیا اور وہاں سے مع اپنے لشکر کے غلہ ڈھیر کے ◯ م پر جا کر مقیم ہو گیا جہاں پر اُس نے حکومت کے نائبان اور حامی افراد کی مدد سے ایک لشکر تیار کر کے صاحب خان سے ٹکرانے کے لئے خیمہ زن ہو گیا۔

دوسری طرف صاحب خان کو اُس کے مخبر لشکر کے متعلق بروقت خبریں پہنچاتے رہے تھے اس لئے وہ اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ لنگر کوٹ پہنچا قلعے کو مسمار کر دیا صرف قلعے "موجود مسجد کو چھوڑ دیا یہ مسجد آج بھی اپنی جگہ پر موجود ہے اور اکبر مسجد کے نام سے موسوم ہے اس قلعے کی جگہ پر ایک گاؤں آباد ہو گیا ہے جسے کوٹ گاؤں کے نام سے پکارا جاتا ہے اس گاؤں کے مکینوں نے مسجد کی از سر نو تعمیر و مرمت کیا ہے اور اس "باقاعدگی سے پانچ وقت نماز پڑھنے کا سلسلہ شروع ہے۔ (مسجد کی تصویر اگلے صفحے) قلعے کو مسمار کرنے کے بعد وہ لشکر سے ٹکرانے کے لئے غلہ ڈھیر کی طرف آگے بڑھا اور لشکر سے ایک میل کے فاصلے پر خیمہ زن ہو گیا۔

آغازِ کار : رات بھیگ کر گہری ہوتی جا رہی تھی۔ چاندنی کا ☐ بہ آسمان پر گہرے گہر افشاں بادل چھا جانے کے باعث نہ جانے کہاں کھو گئی تھی۔ تاریکیاں دشت خزاں بن کر ہر سو محیط ہو گئی تھیں جیسے آکاش کے ہاتھوں سورج کا شعلوں بھرا تھال گر گیا ہو اور بارگاہِ خداوندی نے ہر سو گھپ اندھیرے پھونک دیے ہوں ایسے "صاحب خان کے خیمے "یوسف زئی کے تمام سردار جمع تھے اور جنگ کیلئے منصوبہ بندی کرنے "مشغول تھے۔ صلاح مشورے کے بعد لشکر کو تین حصوں "تقسیم کر دیا گیا۔ قلب کو صاحب خان نے اپنے پاس رکھا سوات کے لشکر کو میمنہ پر رکھا اور دیر کے لشکر کو میسرہ پر رکھا اور یہ طے پایا کہ قلب "صاحب خان اپنے آپ کو دفاع تک محدود کرینگے اور میمنہ اور میسرہ کے سردار جارحانہ جنگ کرتے ہوئے دشمن کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرینگے اور جب وہ اس طرح کرنے " ☒ ب ہونگے تو پھر صاحب خان بھی دفاع کو ترک کر کے جارحیت پر اُتر آئے گا اور لشکر کا تین اطراف سے قتل عام کرے گا اور انہیں شکست دینے کی کوشش کرے گا جب سب سرداروں نے

اس منصوبہ بندی سے اتفاق کرلیا تو پھر سب کو اپنے اپنے خیموں "جانے کی اجازت دی گئی۔

اگلی صبح جب سورج اپنے آب وتاب کے ساتھ طلوع ہوکر مشرقی اُفق کو چمکدار بنا رہا تھا دونوں لشکر ایک دوسرے کے سا ◆صف آرا ہوئیں دونوں لشکروں کو جوش دلانے کے لئے ان " جنگ کے طبل زور زور سے پیٹنے لگے اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے۔

ﷺلشکر کے کماندار صوبیدار اللہ داد نے یوسف زئی کی لشکر کی ترتیب کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر کو بھی تین حصوں "تقسیم کر دیا قلب کو اپنے پاس رکھا اور میمنہ اور میسرہ پر دوسرے سالاروں کو کماندار مقرر کیا اور اس طرح ﷺلشکر دامن تارتار، گریباں چاک چاک کرتے بد باطن، جسموں سے زندگی کی حرارت چھین کر اعضاء شکنی طاری کرتی تخریب کی پیاس کی طرح آگے بڑھے اور صاحب خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔

جواب "صاحب خان بھی اپنے لشکر کے ساتھ اُجاڑ کھنڈروں "رات کو تھپیڑے مارتی ہواؤں اور آندھیؤں کی طرح اُٹھتی برق اور شعلہ کی لپک کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی صاحب خان کے میمنہ کا لشکر اپنے سا ◆ کے حصے کے لشکر پر اپنے شانے پر چیختے بادلوں کو اُٹھائے ہواؤں کے خونی انقلاب، ذہنوں "سوچوں کے شعلے، چہروں پر دکھ کی مہریں سجاتے، فطرت کے دامن "انگڑائیاں لیتے طوفانوں اور عذابوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

میمنہ کے ساتھ ساتھ صاحب خان کے میسرہ کا لشکر بھی اپنے سا ◆دشمن کے لشکر پر زعم وظن کورویا اور خواب وگمان اور خیالوں کو وہم و بے یقینی "بدل دینے والے آگ کے سمندر اور چڑھتے جبر کی آندھیؤں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا

اس طرح دونوں لشکر ایک دوسرے کے ساتھ گتھم گتھا ہو گئے تھے ۔⌂ان جنگ "حیات کی♍اج "سیل آتش کے طوفان اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ جنگی تجربات کے سارے کمالات اپنے

استبداد اور مردم آزاری کے ساتھ اپنا رنگ جمانے لگے تھے۔ حسد کے سرخ ہوتے الاؤ، آلام کی گراں باریاں اپنا رنگ دکھانے لگی تھیں۔ دم بخود ارض وسماء "جھوم کر اُٹھتے ابر کی طرح انِ جنگ " آندں کے ان گنت سرسام اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

لشکر بُری طرح صاحب خان کے منصوبہ بندی کی وجہ سے تین اطراف سے پس رہی تھی بلکہ صاحب خان اور اُس کے لشکریوں کے ہاتھوں اُن کا قتل عام شروع ہو چکا تھا۔ صوبیدار نے جب اندازہ لگایا کہ اگر اس طرح ان کے لشکر کا قتل عام جاری رہا تو کچھ دیر "اس کے سارے لشکریوں کا خاتمہ ہو جائے گا اس لئے اُس نے شکست قبول کرتے ہوئے اپنے حفا دستے کے ساتھان سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن صاحب خان کے لشکریوں نے اُس کی یہ کوشش ناکام بنادی اور وہ اپنے حفا دستے کے ساتھ قتل ہو گیا۔ اُس کے قتل ہونے کے بعد اُس کے لشکریوں نے بھی ادھر اُدھر بھاگنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وہ یوسف زئیوں کے گھیرے "آ چکے تھے اس لئے کسی کو بھیان جنگ سے بھاگنے کا موقعہ نہ مل سکا اور سارےان جنگ "تہہ تیغ ہو گئے۔

اس طرح غلہ ڈھیر کے م پر یوسف زئیوں نے لشکر اور اس کے دوسرے حامی گرہوں کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا اور لشکر کے ساتھ ساتھ حکومت کے تمام نائبان بھی مارے گئے اور اس طرح اقتدار سے علاقہ یوسف زئی ہمیشہ کے لئے خالی ہو گیا۔

دوسری طرف خوشحال خان اور یوسف زئیوں کے ن جنگوں اور قتل و غارت کا سلسلہ تو رک گیا لیکن خوشحال خان کے اپنے بیٹے بہرام خان کے ساتھ آپس "خانہ جنگی شروع ہوئی تو نتیجہ کے طور پر خوشحال خان نے مواضعات سوڑی زئی، ڈنگر زئی، شیدو اور نرے کو نذر آتش کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے بیٹے بہرام خان اس کی اس کوشش کو ناکام بنادیا۔

Feb.2020\Pictures\Langar Kot masjid.jpg not found.

قلعہ لنگرکوٹ کا وہ مسجد جس کو یوسف زئی لشکر نے قلعہ مسمار کرتے ہوئے چھوڑ دیا تھا اس مسجد کو ● می
لوگوں نے نئے سرے سے دوبارہ تعمیر کیا ہے صرف دیواریں اُس وقت کی ہیں

اورنگ زیب نے اوائل ۱۶۷۶ء "اپنے بیٹے شاہ عالم کو پشاور کی طرف بھیجا تو اس نے خوشحال خان کو دعوت ملاقات دی۔خوشحال خان نے موقع کو غنیمت جان کر تمام لفت کو نظر انداز کر دیا اور اپنے بیٹے سکندر خان کے ساتھ شہزادہ کی خدمت " حاضر ہوا۔اور اُس کے ساتھ پشاور سے کابل کی طرف روانہ ہوا۔راستے "خلعتیں عطا ہوئیں اور جلال آباد سے ر ① کیا اور اس کے بیٹے سکندر خان کو شہزادہ اپنے ہمراہ کابل لے گیا۔

شاہ عالم سے ملاقات کے بعد خوشحال خان مغلوں کی طرف سے مطمئن ہو گیا اور اس کے بعد اس نے مغلوں کے خلاف کوئی حرکت نہ کی،تاہم جو اقتدار وہ کھو چکا تھا وہ خود خٹکوں کے ہاتھوں اُسے دوبارہ نہ مل سکا۔اس کے دوسرے بیٹے بھی ہمنوائی نہ کر سکے۔قبیلہ کی حمایت وہ پہلے ہی کھو چکا تھا اس لئے وہ زیادہ تر خانہ جنگی "مبتلا رہا۔

خوشحال کی وفات:

خوشحال خان اپنے عمر کے آخری حصے "اپنے بیٹوں، چچازاد بھائیوں اور قبیلے کے دوسرے لوگوں کے ساتھ اختلافات کی وجہ اکثر خانہ جنگی "مبتلا رہا۔خوشحال خان ان سب لوگوں کا بڑی دلیری اور جونمردی سے ◘ بلہ کرتا رہا لیکن آخر کار روز روز کی لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر وہ اکوڑہ خٹک سے ہجرت کر کے علاقہ تیراہ چلا گیا اور ڈنبرہ "مقیم ہو گیا تا کہ وہاں پر زندگی کے آخری ایام آرام سے گزارے۔ااور وہیں پر اُس نے ۱۱۰۰ھ بمطابق ۲۰ فروری ۱۶۸۹ کو اپنے بیٹوں، پوتوں، چچوں، اہل خاندان، قبیلہ تیری خٹک کے بے مروتی و بے وفائی اور اورنگ زیب بادشاہ کی ناقدری کا داغ دل پر لیکر 78 سال کی عمر "دوسروں کے گھر "ناپُرسی کی حالت "داغی اجل کو لبیک کہا اس کی جسد خاکی کو لا کر موضع ایسوڑی نزد ریلوے سٹیشن اکوڑہ خٹک "سپرد خاک کیا گیا۔

خوشحال خان خٹک جہاں تلوار کا دھنی تھا وہاں وہ اعلیٰ درجے کا صاحب قلم بھی تھا وہ ایک اچھا

شاعر تھا اور شعر و شاعری کی مد ”” بہت سے کتابوں کا مصنف تھا۔ خوشحال خان خٹک کی وفات سے خٹک قبیلہ اپنے ایک دلیر جرنیل، ایک طاقتور سالار اور قابل دور اندیش رہنما کی خدمات سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگیا۔ خوشحال خان خٹک نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ اپنے قبیلے کی عزت اور ناموس کی خاطر یوسف زئیوں کے ساتھ لڑائیوں ”” گزارا اور جب اُن سے صلح ہوگئی تو پھر اپنوں سے خانہ جنگی کا نہ ختم ہونے والا کا سلسلہ شروع ہوا جو اُس کی پہلے تیراہ کو ہجرت تک جاری رہا۔

Feb.2020\Pictures\Khushal Khan Khattak Mizar.jpg not found.

Feb.2020\Pictures\Khushal Khan Khattak Mizar Outside.jpg not found.